تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی شعبہ اسلامی و عربی علوم

فتح الملہم از مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور منۃ المنعم از مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ کے مناہج کا تقابلی مطالعہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

مقالہ نگار:

حافظ محمد حسان

رولنمبر:03

نگران مقالہ:

پروفیسر ڈاکٹر عبد الرؤف ظفر

شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف لاہور

شعبہ اسلامی و عربی علوم، جامعہ سرگودھا

سیشن:18-2015

toobaa-elibrary.blogspot.com

حلف نامہ

میں حلفاً اقرار کرتا ہوں کہ تحقیقی مقالہ بعنوان "**فتح الملہم از مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور منۃ المنعم از مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ کے مناہج کا تقابلی مطالعہ** "میری ذاتی تحقیقی کاوش ہے۔ میرے علم کے مطابق یہ مقالہ اس سے قبل کسی بھی جامعہ میں پی ایچ ڈی ڈگری کے حصول کے لئے پیش نہیں کیا گیا۔

حافظ محمد حسان (پی ایچ ڈی سکالر)

رول نمبر 03

سیشن: 2015-2018

شعبہ اسلامی و عربی علوم یونیورسٹی آف سرگودھا

toobaa-elibrary.blogspot.com

تصدیق نامہ

اس امر کی تصدیق کی جاتی ہے کہ طالب علم حافظ محمد حسان، رول نمبر 03 (سیشن: 2015-2018) پی ایچ ڈی سکالر کی طرف سے پیش کی گئی تحقیق بعنوان "**فتح الملہم از مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور منۃ المنعم از مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ کے مناہج کا تقابلی مطالعہ**" میرے زیر نگرانی مکمل کی گئی تحقیق پر مشتمل ہے اور یہ کہ مقالہ نگار کی معلومات ویقین کے مطابق مقالہ ہذا اس سے قبل کسی ادارے (یونیورسٹی) میں کسی ڈگری کے حصول کے لئے پیش نہیں کیا گیا امیدوار نے تمام ضروری اہداف حاصل کر لئے ہیں۔ اور اس امر کا اہل ہو گیا ہے کہ مقالہ ہذا کو شعبہ اسلامی و عربی علوم، یونیورسٹی آف سرگودھا میں پی ایچ ڈی کی ڈگری کے حصول کے لئے پیش کر سکے۔ لہذا میں اس کے کام سے مطمئن ہوں اور اس کو مقالہ جمع کروانے کی اجازت دیتا ہوں۔

نگران مقالہ

پروفیسر ڈاکٹر عبد الروف ظفر

شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف لاہور

toobaa-elibrary.blogspot.com

انتساب

ان دو عظیم مشفق ہستیوں (والدین) کے نام

جن کی تعلیمی، دینی اور روحانی تربیت نے مجھے

اس مقالہ کو منصہ شہود پر لانے کے قابل بنایا!

toobaa-elibrary.blogspot.com

اظہار تشکر

ان گنت تعریفیں اس ذات باری تعالیٰ کے لیے جس کے قبضے میں ہم سب کی جان ہے، جس کا شکر ادا کرنا انسان کے بس کی بات نہیں ہے لیکن شکر ادا کرنا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾[1] (اور اگر تم شکر ادا کروگے تو میں تم کو اور زیادہ دوں گا) اس حکم کی بجا آوری لاتے ہوئے ہم اس کے دل و جان اور جوارح سے شکر گزار ہیں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللهَ"[2] (جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر گزار نہیں بن سکتا) میں سب سے پہلے اللہ رب العزت کا شکر گزار ہوں جس نے مجھے اپنے پیارے محبوب ﷺ کی امت میں پیدا کیا خالق کائنات کا ہزار ہا شکر ہے کہ اس نے میرے علم حاصل کرنے کے شوق کو پورا کرنے میں میرے لیے آسانیاں پیدا کیں، محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور میرے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی ہمت بخشی۔

احسان شناسی کا اعتراف دستور انسانیت ہے اور اعتراف احسان میرے لیے یقیناً خوشگوار فریضہ ہے۔ کائنات میں کچھ شخصیات ایسی بھی ہوتی ہیں جن کی عنایات انسان پر پیہم اور بے پناہ ہوتی ہیں اور انسان ان کا بار بار بلکہ تمام عمر شکریہ بطورِ ممنونِ احسان بجالاتا رہے پھر بھی کم ہے۔ ان شخصیات میں سے میں اپنے محسن و مربی ڈاکٹر عبد الرّوف ظفر صاحب کا شکر گزار ہوں جن کی متحرک شخصیت نے اپنی ذاتی دلچسپی سے میری رہنمائی بھی کی اور مطالعہ کے لیے کتب بھی مہیا کی اور جب کبھی دورانِ تحقیق پیش آنے والے مسائل سے دل تذبذب کا شکار ہو جاتا تو ایسے حالات میں میرے عزم کو عزم مصمم میں بدلا اور قدم قدم پر میرے رہنمائی فرمائی، اس کے علاوہ میں اپنے شفیق استاذ ڈاکٹر محمد فیروز الدّین شاہ کھگہ صاحب صدر شعبہ کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے وقت کی کمی کے باوجود مقالہ ہذا کی تکمیل میں میری مدد کی اور قیمتی مشورہ سے نوازا اور ہر لمحہ مقالہ کی تکمیل میں میری رہنمائی کرتے رہے، اللہ تعالی ان کی صحت، عمر، وقت اور علم میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

میرے علمی سفر کی راہنمائی، معاونت اور حوصلہ افزائی کرنے والوں کی ایک طویل فہرست ہے جن میں بالخصوص ڈاکٹر محمد

---

[1] ابراہیم 14: 07۔

[2] محمد بن عیسی، السنن، (دار السلام، الریاض) رقم الحدیث: 1955۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

شہباز منج، ڈاکٹر فرحت نسیم علوی، ڈاکٹر ساجد اقبال اور شعبہ ہذا کے دیگر تمام اساتذہ اور ااستاد محترم مولانا حبیب الرحمٰن کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے ہمیشہ میری رہنمائی کی اور میری کامیابی کے لئے دعا گو رہے۔ اللہ تعالی میرے تمام اساتذہ کرام کو لمبی صحت وعافیت اور ایمان والی صالح زندگی عطا فرمائے تاکہ وہ علم کی کرنیں چہار سو پھیلاتے رہیں۔

میں اپنے تمام دوستوں مثلاً حافظ عبد الرحیم، ابرار فرخ، محسن ممتاز، محمد عثمان طارق، محمد نعیم اور بالخصوص حافظ جمشید اختر کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میرے اس کام میں اپنی تمام تر مصروفیات کو پس پشت ڈالتے ہوئے نہ صرف میری رہنمائی کی بلکہ جب بھی ان سے کوئی مشورہ لینا ہوتا تو المستشار موتمن کے مصداق بن کر مشورہ دیتے، نیز میں اپنے تمام کلاس فیلو بالخصوص حافظ عبد الجلیل تبسم، شاہ عبد الروف، محمد ہارون اور روحی اثمارہ کا بھی شکر گزار ہوں جن کی معاونت اور صحبت صالحہ سے میرا علمی و تحقیقی کام اپنے تکمیلی مراحل کو پہنچا ہے۔

یہ احسان فراموشی ہو گی کہ اس تحقیقی و علمی کام کی تکمیل میں اہل خانہ کا شکریہ اداءنہ کیا جائے، سب سے پہلے میں اپنے ددھیال و ننھیال خاندان کے تمام افراد تایا جان حافظ عبد السلام، چچا جان حافظ عباد السلام، ماموں حاجی سلیم، قاری محمد نعیم اور بالخصوص اپنی والدہ اور امی جان کا شکر گزار ہوں جن کی روحانی ومادی معاونت سے یہ مرحلہ سر ہوا۔ میں ان دونوں کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی ان کو صحت وعافیت اور ایمان و عمل صالح والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور ان کا سایہ تادیر مجھ پر قائم رکھے۔ (آمین)

میں اپنی رفیقہ حیات کا بھی شکر گزار ہوں جو میری کامیابی کی خواہشمند اور دعا گو ہے۔ جس نے مجھے گھریلو کاموں سے فراغت فراہم کی تاکہ میں اپنا کام یکسوئی سے کر سکوں۔ میں اپنے تمام بھائیوں بالخصوص سلمان عبید (جو دوران مقالہ وفات پا گئے)، ابو بکر عبید، عمر فاروق الاحمد اور تمام بہنوں اور سیف بلال کا بھی بیحد شکر گزار ہوں جو میری ہر کامیابی کے لئے فکر مند اور دعا گو ہیں۔ میں اپنے باغ کے ننھے پھولوں یعنی ہشام عبید اور نمرہ کا بھی شکر گزار ہوں جو تھکاوٹ کے لمحات میں خوشی و راحت کا باعث بنتے رہے، آخر میں اپنے داداجان مولانا ابو السلام محمد صدیقؒ اور والد محترم (عبید السلام مرحوم) اور چھوٹے بھائی (حافظ سلمان مرحوم) کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی تمام سیات سے درگزر فرمائے (آمین)۔

مقالہ نگار

حافظ محمد حسان عبید

toobaa-elibrary.blogspot.com

فہرست عنوانات

حلف نامہ II

تصدیق نامہ III

انتساب IV

اظہار تشکر V

فہرست عنوانات vii

مقدمہ XIII

باب اول: علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور انکی شرح فتح الملہم، مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ اور انکی شرح منۃ المنعم کا تعارفی جائزہ 1

فصل اول: علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ اور فتح الملہم کا تعارف 3

مبحث اول: علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے احوال و آثار 3

نام و نسب 3

ولادت 4

خاندان 4

تحصیل تعلیم کے مراحل 5

درس و تدریس 6

اساتذہ کرام 7

تلامذہ 9

علامہ عثمانیؒ کی علمی خدمات 13

علامہ عثمانیؒ کی تصنیفی و تالیفی خدمات 15

مبحث ثانی: فتح الملہم کا مختصر تعارف 18

فصل دوم: مولانا صفی الرحمن مبارکپوری ؒ اور منۃ المنعم کا تعارف 23

مبحث اول: مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ کے احوال و آثار 23

نام و نسب 23

خاندان پس منظر 23

تعلیم و تربیت 24

toobaa-elibrary.blogspot.com

درس وتدریس 25
علالت ووفات 28
مولانا کے اساتذہ وتلامذہ 29
تلامذہ 29
تبلیغی واصلاحی دورے 31
مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوریؒ کی تصنیفی وتالیفی خدمات 34
علماء کا خراج عقیدت 44
مبحث ثانی: منۃ المنعم کا مختصر تعارف 46
فصل سوم: فتح الملہم اور منۃ المنعم کے مصادر ومراجع کا تحقیقی جائزہ 49
مبحث اول: فتح الملہم میں مستعمل مصادر ومراجع کا منہج 49
مبحث ثانی: فتح الملہم میں مستعمل مصادر ومراجع کا بحوالہ ذکر 59
مبحث ثالث: منۃ المنعم میں مستعمل مصادر ومراجع کا منہج 79
مبحث رابع: منۃ المنعم میں مستعمل مصادر ومراجع کا بحوالہ ذکر 87
باب دوم: فتح الملہم کے اسلوب ومنہج کا تعارفی جائزہ 94
فصل اول: اسناد کے بارے میں صاحب فتح الملہم کا منہج 96
صحیح مسلم کی اسنادِ احادیث میں موجود رواۃ کا تعارفی اسلوب 96
القاب وکنیت والے راویوں کی توضیح 101
رجال سند پر جرح وتعدیل 103
فصل دوم: متن حدیث میں صاحب شرح کا عمومی اسلوب ومنہج 105
1۔ شرح حدیث میں قرآنی الفاظ اور آیات سے استدلال 105
2۔ شرح احادیث میں مزید احادیث کا تذکرہ 111
3۔ اشعار کا بر محل استعمال 115
4۔ الفاظ کی لغوی تحقیق وتوضیح 122
5۔ الفاظ واصطلاحات کی تشریعی توضیح 123
6۔ عربی گرائمر سے استدلال 124

toobaa-elibrary.blogspot.com

7۔اسرار وحکمت بیان کرنے میں منہج 129
8۔اصطلاحات علوم الحدیث کا تذکرہ اور احادیث پر حکم 131
9۔تعارض احادیث میں رفع تعارض کا اسلوب 134
10۔علماء وفقہاء کے اقوال سے وضاحت 138
11۔فقہی مسائل کے استنباط کا اسلوب 143
فصل سوم: متن حدیث میں صاحب شرح کا انفرادی اسلوب و منہج 146
1۔تمہیدی مباحث کا اسلوب 146
2۔دوران شرح بعنوان "فائدہ" کا اسلوب 149
3۔دوران شرح بعنوان "تنبیہ" کا اسلوب 153
4۔دوران شرح بعنوان "تکملہ یا تکمیل" کا اسلوب 155
5۔راجح قول کی نشاندہی 157
6۔اپنی رائے کا اظہار کرنا 158
باب سوم: منۃ المنعم کے اسلوب و منہج کا تعارفی جائزہ 160
فصل اول: اسناد کے بارے میں صاحب منۃ المنعم کا منہج 162
صحیح مسلم کی اسنادِ احادیث میں موجود رواۃ کا تعارفی اسلوب 162
رواۃ کی توضیح مختلف پہلوؤں کے ساتھ 167
رجال سند پر جرح وتعدیل 173
فصل دوم: متن حدیث میں صاحب منۃ المنعم کا عمومی اسلوب و منہج 177
1۔شرح حدیث میں قرآنی الفاظ اور آیات سے استدلال 177
2۔شرح حدیث میں مزید احادیث کا تذکرہ 180
3۔اشعار کا بر محل استعمال 183
4۔عربی گرائمر سے استدلال 185
5۔غریب الفاظ کی توضیح 190
6۔اصطلاحات علوم الحدیث کا تذکرہ اور احادیث پر حکم 192
7۔تعارض احادیث میں رفع تعارض کا اسلوب 195

toobaa-elibrary.blogspot.com

8۔راجح ومرجوح کی نشاندہی 202

9۔الفاظ کے معنی کے تعیین میں اختلاف 206

فصل سوم: متن حدیث میں صاحب شرح کا انفرادی اسلوب و منہج 208

1۔صاحب منۃ المنعم کا مسائل بیان کرنے میں منہج 208

2۔غزوات و سرایا، اہم اماکن اور ایام کی توضیح 211

3:راجح قول کی نشاندہی 219

4:بکثرت احادیث سے استدلال 222

5۔مسائل کی توضیح میں اپنی رائے پیش کرنا 225

باب چہارم: فتح الملہم اور منۃ المنعم کے مناہج کا تقابلی مطالعہ 229

فصل اول: فتح الملہم اور منۃ المنعم کے مناہج کے مشترکہ پہلو مع امثلہ 231

1۔آیات قرآنیہ سے استشہاد میں شارحین کے مناہج مع امثلہ 231

2۔احادیث سے استدلال میں شارحین کے مناہج مع امثلہ 235

3۔غریب الفاظ کی شرح میں شارحین کے مناہج مع امثلہ 239

4۔اشعار سے استشہاد پر شارحین کے مناہج مع امثلہ 242

5۔اصلاحات علوم الحدیث میں شارحین کے مناہج مع امثلہ 245

6۔راجح قول کی نشاندہی میں شارحین کے مناہج مع امثلہ 247

7۔اسرار و حکمت بیان کرنے میں شارحین کے مناہج مع امثلہ 252

8۔عربی گرائمر میں شارحین کے مناہج مع امثلہ 255

9۔رواۃ کے تعارف میں شارحین کے مناہج مع امثلہ 260

فصل دوم: فتح الملہم اور منۃ المنعم میں اختلافی پہلو مع امثلہ 262

مبحث اول: شرح کے اسلوب میں فتح الملہم کے اختلافی پہلو مع امثلہ 262

1۔تفصیلی شرح 262

2۔شرح احادیث کو ابحاث میں تقسیم کرنا 266

3۔ائمہ اور فقہاء سے بکثرت نقل کرنا 271

4۔مذہبی رجحان کا فروغ 275

toobaa-elibrary.blogspot.com

مبحث ثانی: شرح کے اسلوب میں منۃ المنعم کے اختلافی پہلو 277
1۔ اجمال واختصار 277
2۔ احادیث کو بکثرت نقل کرنا 279
3۔ اجتہادی رجحان کا فروغ 281
فصل سوم: فتح الملہم اور منۃ المنعم کے مناہج (مشترکہ اور اختلافی / انفرادی پہلو) اور مصادر و مراجع کا تقابلی جائزہ 286
مبحث اول: شروحات کے مشترکہ مناہج کا تقابلی جائزہ 286
1۔ آیات قرآنیہ سے استشہاد میں شارحین کے مناہج کا تقابلی جائزہ 286
2۔ احادیث سے استدلال میں شارحین کے مناہج کا تقابلی جائزہ 286
3۔ غریب الفاظ کی شرح میں شارحین کے مناہج کا تقابلی جائزہ 287
4۔ اشعار سے استشہاد پر شارحین کے مناہج کا تقابلی جائزہ 287
5۔ اصلاحات علوم الحدیث میں شارحین کے مناہج کا تقابلی جائزہ 287
6۔ راجح قول کی نشاندہی میں شارحین کے مناہج کا تقابلی جائزہ 288
7۔ اسرار و حکمت بیان کرنے میں شارحین کے مناہج کا تقابلی جائزہ 288
8۔ عربی گرائمر میں شارحین کے مناہج کا تقابلی جائزہ 288
9۔ رواۃ کے تعارف میں شارحین کے مناہج کا تقابلی جائزہ 289
10۔ تمہیدی مباحث میں شارحین کے مناہج کا تقابلی جائزہ 289
مبحث ثانی: شرح کے اسلوب میں فتح الملہم اور منۃ المنعم کے اختلافی پہلو کا تقابلی جائزہ 294
مبحث ثالث: فتح الملہم اور منۃ المنعم کے مصادر و مراجع کا تقابلی جائزہ 297
1۔ فتح الملہم اور منۃ المنعم میں مشترک مستعمل کتب احادیث 297
2۔ فتح الملہم اور منۃ المنعم میں مشترک مستعمل کتب شروح احادیث و دیگر کتب شروح 299
3۔ فتح الملہم اور منۃ المنعم میں مشترک مستعمل کتب فقہ 302
4۔ فتح الملہم اور منۃ المنعم میں مشترک مستعمل کتب اسماء الرجال و جرح التعدیل 305
5۔ فتح الملہم اور منۃ المنعم میں مشترک مستعمل کتب سیرت 306
6۔ فتح الملہم اور منۃ المنعم میں متفرق مستعمل کتب تفاسیر و علوم تفاسیر 307
7۔ فتح الملہم اور منۃ المنعم میں مشترک مستعمل کتب عقائد و کلام 307

toobaa-elibrary.blogspot.com

8۔ فتح الملہم اور منۃ المنعم میں متفرق مستعمل کتب فتاوی 309
9۔ فتح الملہم اور منۃ المنعم میں متفرق مستعمل کتب تاریخ و قصص 310
مبحث رابع: فتح الملہم کے مصادر و مراجع کا اصل ماخذ سے تقابل 311
مبحث خامس: منۃ المنعم کے مصادر و مراجع کا اصل ماخذ سے تقابل 320
خلاصہ بحث 329
نتائج 334
سفارشات 335
فہرست آیات 336
فہرست احادیث 338
فہرست اعلام 338
فہرست اماکن 351
مصادر و مراجع 353

toobaa-elibrary.blogspot.com

مقدمہ

الحمدللہ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

اللہ سبحانہ و تعالی نے اولاد آدمؑ کی رہنمائی کے لیے ہر دور میں انبیاءؑ کا انتخاب کیا۔ اور رب کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے امت محمدیہ ﷺ کی رہنمائی کے لیے جناب محمد ﷺ کا انتخاب کیا اور تمام انبیاء پر فضلیت بھی بخشی۔ قرآن کریم خود اس بات کی وضاحت کر رہا ہے:

"تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ"[1]

"ہم نے رسولوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی"

اللہ تعالیٰ نے ہر رسول کی بعثت کا مقصد صرف اس کی اطاعت قرار دیا ہے۔ جو بندہ بھی نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کرے گا تو اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جو انسان آپ کی مخالفت کرے گا، اس نے اللہ تعالی کے حکم سے روگردانی کی۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا[2]

(جو رسول کریم ﷺ تم کو دیں اس کو لے لو اور جس بات سے منع کریں اس سے باز آجاؤ)

اللہ تعالیٰ کے اس فرمانِ عالی شان کی بدولت صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ دین رسول اللہ ﷺ کے ہر حکم کو قرآنی حکم سمجھا کرتے تھے اور قرآن وحدیث دونوں کی اطاعت کو یکساں اہمیت وحیثیت دیا کرتے تھے، کیونکہ دونوں کا منبع ومرکز وحی الٰہی ہے۔

چنانچہ انسان اپنے تئیں کتنی ہی کوشش اور محنت کیوں نہ کرلے، اسے اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں ہو سکتی جب تک وہ زندگی گزارنے کے لیے اسی منہج کو اختیار نہ کرے جس کی تعلیم انبیاء علیہم السلام نے دی ہے۔

یہ رسول کریم ﷺ کے کلماتِ خیر ہیں جنہیں مان کر ایک عام شخص صحابی رسول بنا اور رب ذوالجلال نے اسے رضی اللہ عنہ کے خطاب سے نوازا۔ جس طرح قرآن کریم تمام شرعی دلائل کا مآخذ ومنبع ہے۔ اسی طرح احادیث بھی شرعی ماخذ ہے لہذا مسلمانوں نے نہ صرف قرآن کی حفاظت کا اہتمام کیا بلکہ حدیث کی حفاظت کے لئے بھی ناقابل فراموش خدمات انجام

---

[1] البقرہ 253:2

[2] الحشر 7:59

toobaa-elibrary.blogspot.com

دیں، ائمہ محدثین نے بھی حفاظت و کتابت حدیث کے ذریعے تدوینِ حدیث کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔ اسی سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے آج ضرورت اس بات کی ہے کہ جیسے حدیث کی حفاظت و تدوین اور شروحات لکھی گئی یا لکھی جارہی ہیں تو ان شروحات کے تقابلی اسلوب و منہج کو بھی واضح کیا جائے، اسی بات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کوشش کی گئی ہے کہ صحیح مسلم کی عربی شروحات میں سے دو اہم شروح "فتح الملہم" اور "منۃ المنعم" کے مناہج کا تقابلی مطالعہ پر کام کیا جائے۔

امام مسلمؒ اور الجامع الصحیح کا مختصر تعارف

اللہ تعالی نے بعض اشخاص کو رسول کریم ﷺ کے فرامین و ارشادات کے جمع کرنے کی سعادت بخشی اور انہوں نے احادیث کی خدمت میں شہرت حاصل کی ان میں امام مسلمؒ بھی ہیں۔ صحیح مسلم امام مسلمؒ کی مرتب کردہ شہرہ آفاق مجموعہء احادیث ہے جو کہ صحاح ستہ کی چھ مشہور کتابوں میں سے ایک ہے۔ امام بخاریؒ کی صحیح بخاری کے بعد دوسرے نمبر پر سب سے مستند کتاب ہے۔ امام مسلمؒ کا پورا نام ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری ہے۔ 202ھ میں ایران کے شہر نیشاپور میں پیدا ہوئے اور 261ھ میں نیشاپور میں ہی وفات پائی۔ انہوں نے مستند احادیث جمع کرنے کے لئے عرب علاقوں بشمول عراق، شام اور مصر کا سفر کیا۔ انہوں نے تقریباً تین لاکھ احادیث اکٹھی کیں لیکن ان میں سے صرف 7563 احادیث صحیح مسلم میں شامل کیں کیونکہ انہوں نے حدیث کے مستند ہونے کی بہت سخت شرائط رکھی ہوئی تھیں تاکہ کتاب میں صرف اور صرف مستند ترین احادیث جمع ہو سکیں۔

" صحیح مسلم " امام مسلمؒ کی وہ مہتم بالشان تالیف ہے جس کے بارے میں وہ خود فرماتے ہیں کہ میں نے ہر صحیح حدیث اپنی کتاب میں بیان نہیں کی بلکہ میں نے اس کتاب میں صرف وہ حدیث بیان کی ہے کہ جس کی صحت پر محدثین کا اجماع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج چہار دانگ عالم میں " صحیح مسلم " پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ صحیح مسلم کی اہمیت کے پیش نظر صحیح بخاری کی طرح اس کی بہت زیادہ شروحات لکھی گئیں۔ عربی شروحات میں المعلم بفوائد کتاب صحیح مسلم: ابو عبداللہ محمد بن علی المازری (م536ھ)، اکمال المعلم فی شرح صحیح مسلم: قاضی عیاض بن موسیٰ المالکی (م544ھ)، المفہم لما أشکل من تلخیص کتاب مسلم: ابوعباس احمد بن عمر بن ابراہیم القرطبی (م611ھ)، المنہاج فی شرح الجامع الصحیح: ابوزکریا یحیی بن شرف النووی (م676ھ)، إکمال الکمال: محمد بن یوسف سنوسی (م795ھ)، الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج: جلال الدین سیوطی (م911ھ)، شرح مسلم: زکریا الانصاری الشافعی (م926ھ)، شرح مسلم: شیخ علی القاری الحنفی (م1016ھ)، السراج الوھاج من کشف مطالب صحیح مسلم بن الحجاج: صدیق حسن خان القنوجی (م

toobaa-elibrary.blogspot.com

1307ھ)، فتح الملہم بشرح صحیح مسلم: شبیر احمد عثمانی (م1369ھ) و تکملہ فتح الملہم: مفتی تقی عثمانی اور منۃ المنعم شرح صحیح مسلم: صفی الرحمن مبارکپوری (م1427ھ) مشہور ہیں۔

ان میں فتح الملہم اور منۃ المنعم برصغیر میں لکھی جانے والی صحیح مسلم کی شروحات میں بڑا اہم مقام رکھتی ہیں، جو کہ بالترتیب علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور صفی الرحمٰن مبارکپوریؒ کی ہیں۔ جن کا مختصر تعارف زمانی ترتیب کے اعتبار سے درج ذیل ہیں۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور فتح الملہم کا مختصر تعارف

علامہ شبیر احمد 6 اکتوبر 1885ء کو پیدا ہوئے۔ آپؒ دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہیں۔ فراغت کے بعد دار العلوم دیوبند میں فی سبیل اللہ پڑھاتے رہے۔ متوسط کتابوں سے لے کر مسلم شریف اور بخاری شریف کی تعلیم دی۔ مدرسہ فتح پور دہلی میں صدر مدرس مقرر رہے۔ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں تفسیر و حدیث پڑھاتے رہے اور دارالعلوم دیوبند میں صدر مہتمم کی حیثیت سے فرائض انجام دیتے رہے۔ 13 دسمبر 1949ء کو 64 سال کی عمر میں خالق حقیقی سے جا ملے۔

فتح الملہم بشرح صحیح امام مسلم: یہ صحیح مسلم کی اہم و مقبول شرح ہے جو کہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے لکھی ہے اس کی صرف تین جلدیں مکمل ہو سکیں جو کتاب النکاح تک ہے مکمل ہونے سے پہلے ہی آپ دار فانی سے کوچ کر گئے باقی کی شرح تکملہ فتح الملہم کے نام سے مولانا تقی عثمانیؒ نے مکمل کی۔ مولانا محمد تقی عثمانی نے ابتدائی جلدوں پر تعلیقات بھی تحریر فرمائیں، اس طرح مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی کاوشوں سے یہ شرح منظر عام پر آئی۔

اس کے علاوہ دار احیاء التراث العربی بیروت سے موسوعۃ فتح الملہم کی نام سے 12 جلدوں میں مع تکملہ یہ چھپ چکی ہے اور دارالعلوم کراچی سے بھی کئی بار چھپ چکی ہے جسکی 6 جلدیں ہیں جو کتاب النکاح تک ہے۔ فتح الملہم کی ایک اشاعت دارالعلوم کراچی سن اشاعت 2009ء میں ہوئی ہے اور اس نسخہ کو سامنے رکھتے ہوئے مقالہ نگار نے استفادہ کیا ہے۔

صاحب شرح نے شروع میں ایک مفصل مقدمہ لکھا ہے جس میں علم حدیث کے اصول و ضوابط اور کتاب کی خصوصیات سے بحث کی ہے۔ اور ہر موضوع پر تفصیلی بحث بھی کی ہے۔ علامہ عثمانیؒ نے جن اہم نکات کا شرح میں خیال رکھا ہے ان میں چند اہم یہ ہیں: شرح حدیث میں قرآنی آیات و احادیث سے استشہاد، اشعار کا تذکرہ، غریب الفاظ کی توضیح، سن میں موجود رواۃ کا تعارف ضعیف احادیث کی نشاندہی، اصطلاحات علوم الحدیث کا تذکرہ اور تعارض احادیث کی نشاندہی وغیرہ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوریؒ اور منۃ المنعم کا مختصر تعارف:

مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوریؒ 6 جون 1942ء کو حسین آباد میں پیدا ہوئے۔ جو ضلع اعظم گڑھ کے مبارکپور کے آس پاس کا علاقہ ہے۔ مولانا نے اپنی تعلیمی زندگی کا آغاز اپنے گھر سے کیا، پھر مبارکپور کے مدرسہ دارالتعلیم میں 1948ء میں داخلہ لیا۔ وہاں سے آپ نے ابتدائی اور متوسطہ تعلیم کیساتھ عربی کی بنیادی تعلیم حاصل کی۔ 1954ء میں مبارکپور کے مدرسہ احیاء العلوم میں داخلہ لیا اور وہاں نحو، صرف اور عربی قواعد کی کتابیں پڑھیں۔ پھر دو سال کے بعد مئی 1956ء میں جامعہ اسلامیہ فیض عام میں اعلی تعلیم کے حصول کی غرض سے گئے۔ وہاں آپ نے عربی زبان، تفسیر، علوم تفسیر، حدیث، علوم حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ اور منطق کی تعلیم حاصل کی 1961ء میں تعلیم سے فارغ ہو کر آپ ضلع الٰہ آباد اور شہر ناگپور میں درس و تدریس اور تقریر و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ یہ دعوت و تبلیغ کا سلسلہ 1963 تک جاری رہا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی عظیم صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ وہ بیک وقت ایک قابل مدرّس، ماہر علم فرائض، کامیاب مناظر، شارحِ حدیث، سیرت نگار، محقق اور عربی / اُردو دونوں زبانوں کے اعلیٰ پائے کے قلم کار، نثر نگار اور انشا پرداز تھے جس پر ان کی مشہور زمانہ تالیف 'الرحیق المختوم' شاہدِ عادل ہے جس پر ان کو رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام سیرت نگاری کے عالمی مقابلے میں اوّل انعام ملا۔ یہ کتاب اُنہوں نے اصلاً عربی میں لکھی اور اس وقت لکھی جب وہ جامعہ سلفیہ بنارس (بھارت) میں اُستاذ تھے۔ اس کتاب کے بہت سارے ایڈیشن اردو، انگریزی اور دیگر کئی زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کی بہت ساری تصانیف ہیں ۔ آپؒ بوجہ علالت 1 دسمبر 2006ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

منۃ المنعم فی شرح صحیح مسلم: جب آپ دارالسلام، الریاض سے وابستہ ہوئے تو دارالسلام کی خواہش پر آپ نے عربی میں صحیح مسلم کی شرح لکھی جو "منۃ المُنعم" کے نام سے چار جلدوں میں دارالسلام ہی کی طرف سے 1999ء میں شائع ہوئی ہے۔

یہ نہایت ہی مختصر مگر جامع شرح ہے ۔ اس میں مولانا نے فقہی مسائل، نحوی و صرفی توضیح مختصر انداز میں کی ہے جبکہ احادیث کی شرح میں دیگر کتب احادیث سے بھی استفادہ کیا گیا ہے، دوران شرح اشعار کا ذکر بھی کیا ہے، خاص کر صحیح مسلم کی احادیث جو معانی میں باہم متعارض ہیں ان کی نشاندہی اور حل بیان کیا ہے۔ اور غزوات و سرایا کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے کیونکہ آپ کی سیرت النبی ﷺ پر عمیق نظر تھی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

وجہ انتخاب موضوع

انتخاب موضوع کی ایک وجہ یہ ہے کہ مقالہ نگار کو حدیث میں ذاتی دلچسپی تھی اس لیے حدیث کے موضوع پر مقالہ لکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ دوسرا یہ کہ ان شروحات میں علم و حکمت کا بے بہا خزانہ موجود ہے جس سے اردو دان طبقہ اپنی دین سے بے توجھی اور غفلت کی وجہ سے محروم ہے۔ مقالہ نگار ان دونوں شروحات کے مناہج اور اہم نکات کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے اردو دان طبقہ کے سامنے لانا چاہتا ہے۔ تاکہ وہ ان شروح سے متعلق مکمل استفادہ کر سکے۔

ضرورت واہمیت

بر صغیر میں مدارس اسلامیہ کے ذریعہ احادیث کی ایسی عظیم خدمات پیش کی گئی ہیں کہ دنیا کے چپہ چپہ میں ان خدمات کا اعتراف کیا گیا۔ اور صرف 150 سال کی تاریخ میں ان مدارس اسلامیہ سے لاکھوں فضلاء احادیث کی مشہور و معروف کتابیں پڑھ کر عرب و عجم میں پھیل گئے۔ دارالعلوم دیوبند اور اس طرز پر بر صغیر میں قائم ہزارہا مدارس اسلامیہ سے لاکھوں علماء کرام قرآنی تعلیمات سے واقف ہو کر ہر سال صحیح مسلم اور حدیث کی دیگر کتابیں پڑھ کر علوم نبوت کو امت مسلمہ تک پہنچانے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ مقالہ نگار نے بعنوان "فتح الملہم بشرح صحیح مسلم از شبیر احمد عثمانیؒ اور منۃ المنعم فی شرح صحیح مسلم از صفی الرحمٰن مبارکپوریؒ کے مناہج کا تقابلی مطالعہ " کا انتخاب اس لیے کیا ہے تاکہ ان کے اسلوب و منہج کو واضح کیا جاسکے ان میں درج ذیل اسالیب کی وضاحت ہو سکے اور دونوں شروحات کا تقابل کیا جاسکے۔

اور ان شروحات صحیح مسلم میں سند اور رواۃ کی وضاحت مکمل ہو جائے، ان کی خصوصیات و امتیازات واضح ہو جائیں، متن کے الفاظ اور جملوں کی تشریح، حدیث کے مفاہیم کے ضمن میں دونوں علماء کا منہج سامنے آسکے، اس کے حوالہ سے ضروری کلامی و فقہی مسائل پر جو بحث کر کے اپنا موقف بیان کیا وہ سامنے آسکے۔ تاکہ جہاں ان کی یہ عظیم علمی خدمت جو صرف تدریسی اور تعلیمی ضروریات کا احاطہ کرتی ہے اور اس سے مدرسین اور منتہی طلبہ ہی کسی حد تک فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ وہاں عام پڑھے لکھے لوگوں اور ان کے ساتھ ساتھ تدریس کے دائرہ سے ہٹ کر صرف خطابت و امامت کا فریضہ سر انجام دینے والے علماء کرام، خطباء، حفاظ و قرآء، اور ائمہ مساجد کے لیے ان شروحات کے اسالیب کو بنظر غائر دیکھنے کا موقع ملے گا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

سابقہ کام کا جائزہ (REVIEW OF LITERATURE)

تدوین حدیث اور شرح حدیث کا سلسلہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ہی شروع ہو گیا تھا، پھر صحابہ کرامؓ نے احادیث کو جمع اور آگے منتقل کرنے کا کام محبت اور محنت سے سر انجام دیا، تقریباً اس صدی میں حدیث کا جو کام بھی ہوا وہ ٹھوس بنیادوں پر مشتمل تھا ،اس کے بعد تابعین اور تبع تابعین اور محدثین نے اس سلسلہ کو جاری رکھا اور آج تک جاری ہے۔ صحیح مسلم کی عربی اور اردو شروحات پر تو بہت کام ہو چکا ہے امام مسلمؒ اور انکی الجامع الصحیح ،مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور انکی شرح فتح الملہم اور مولانا صفی الرحمن مبارکپوری سے متعلقہ مختلف پہلوؤں سے انفرادی طور پر کوئی نہ کوئی کام کیا جاتا رہا ہے جن کا مختصر جائزہ درج ذیل ہے:

امام مسلمؒ اور صحیح مسلم پر کیے گئے کام کا مختصر جائزہ:

- "امام مسلمؒ اور انکی تصانیف" پنجاب یونیوسٹی سے ایم اے کی طالبہ طاہرہ منان نے پروفیسر محمد اسلم ملک کی زیر نگرانی 1966ء میں کام کیا۔
- "امام مسلمؒ کی الجامع الصحیح کی کتاب الامارۃ کا دیگر کتب حدیث کی روشنی میں تقابلی جائزہ" پنجاب یونیوسٹی سے ایم اے کی طالبہ کنیز عائشہ طاہر نے پروفیسر ڈاکٹر جمیلہ شوکت کی زیر نگرانی 1994ء میں کام کیا۔
- "کتاب البر والصلوۃ صحیح مسلم کی روشنی میں" پنجاب یونیوسٹی سے طالبہ سیماب ضیاء نے پروفیسر ڈاکٹر جمیلہ شوکت کی زیر نگرانی 1999ء میں کام کیا۔
- " صحیح مسلم میں صحابیات سے مروی احادیث کا ایک تحقیقی جائزہ" بہاء الدین زکریا یونیوسٹی ملتان سے طالبہ آسیہ پروین نے محترم محمد ادریس لودھی کی زیر نگرانی 2002ء میں کام کیا۔
- " صحیح مسلم میں صحابیات کی روایات کا تحقیقی جائزہ(کتاب الصلوۃ ،کتاب الزکاۃ کی روشنی میں)" بہاء الدین زکریا یونیوسٹی ملتان سے طالبہ گلشن سعید نے محترم محمد ادریس لودھی کی زیر نگرانی 2004ء میں کام کیا۔
- " امام مسلمؒ اور صحیح مسلم پر کیے گئے اردو کام کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ " شعبہ علوم اسلامیہ ،دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں ایم فل سکالر زہرہ پروین نے ڈاکٹر گجر خان صاحب کی زیر نگرانی 2005ء میں تحریر کیا۔
- "مقدمہ صحیح مسلم کا مطالعہ " پنجاب یونیوسٹی سے گلشن اختر نے ڈاکٹر حمید اللہ عبد القادر کی زیر نگرانی 2005ء میں کام کیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

- "صحیح مسلم کی شروح بر صغیر علماء کرام کی خدمات" پنجاب یونیوسٹی سے ایم اے کی طالبہ حمیرا ضیاء نے پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمود اختر کی زیر نگرانی 2007ء میں کام کیا۔
- "صحیح مسلم بطور مصدر سیرت (مکی دور)" شیخ زید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیوسٹی سے بی ایس کی طالبہ زنیرہ اعجاز نے ماریہ مقصود کی زیر نگرانی 2014ء میں کام کیا۔

اسی طرح علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور انکی شہر آفاق شرح فتح الملہم پر بھی کسی نہ کسی پہلو پر کام ہوا ہے جیسے:

- "علامه شبير احمد عثمانی و نقد کتابه فتح الملهم "(علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور انکی کتاب فتح الملہم کا تنقیدی جائزہ) شعبہ عربی پنجاب یونیوسٹی سے پی ایچ ڈی سکالر زیتون بیگم نے 1984ء کام کیا۔
- "علامہ شبیر احمد عثمانیؒ زندگی اور علمی خدمات" یونیورسٹی آف کراچی، سندھ سے پی ایچ ڈی کے سکالر مولانا ولی رازی نے تحریر کیا۔
- "علامہ شبیر احمد عثمانی کا تحریک آزادی میں کردار" یونیورسٹی آف سندھ، جام شورو حیدر آباد سے پی ایچ ڈی سکالر علی ارشد بن امام علی نے پروفیسر ڈاکٹر عبد الستار انصاری کے 1999ء زیر نگرانی تحریر کیا۔
- "علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی سیاسی و ملی خدمات کا تحقیقی جائزہ" یہ مقالہ وفاقی اردو یونیورسٹی، اسلام آباد سے پی ایچ ڈی سکالر سید شعیب اختر نے ڈاکٹر حافظ محمد ثانی کی زیر نگرانی تحریر کیا۔
- "مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی خدمات حدیث" یہ مقالہ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے سکالر شہناز نے ڈاکٹر خالد علوی کی زیر نگرانی 1983ء میں تحریر کیا۔
- مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی دینی و ملی خدمات" یہ مقالہ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے سکالر قراۃ العین نے ڈاکٹر حافظ محمود اختر کی زیر نگرانی 1987ء میں تحریر کیا۔
- "مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی تفسیری خدمات" یہ مقالہ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم فل سکالر شاہدہ پروین نے ڈاکٹر حافظ محمود اختر کی زیر نگرانی 1990ء میں تحریر کیا۔
- "مقدمہ فتح الملہم مصنفہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کا اردو ترجمہ" یہ مقالہ پنجاب یونیورسٹی سے ایم فل سکالر محمد صادق نے پروفیسر محمد اسلم کی زیر نگرانی 1960ء میں تحریر کیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

- "تکملہ فتح الملہم: منہج کا تحلیلی جائزہ" یہ مقالہ پنجاب یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی سکالر ظل ہما نے ڈاکٹر محمد سعد صدیقی کی زیر نگرانی 2016ء میں تحریر کیا۔
- "تکملہ فتح الملہم کا منہج واسلوب" یہ مقالہ سرگودھا یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی سکالر نثار احمد نے ڈاکٹر مسز زریں ایس ریاض کی زیر نگرانی کام کیا۔

اسی طرح مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ کے حوالے سے بھی کوئی نہ کوئی کام مختلف پہلوؤں پر ہوا ہے جیسے:

- "مولانا صفی الرحمن مبارکپوری بحیثیت سیرت نگار" یہ مقالہ بہاء الدین زکریا یونیورسٹی سے ایم فل سکالر فرزانہ حنیف نے محمود سلطان کھوکھر کی زیر نگرانی 2005ء میں تحریر کیا۔
- "مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ کی دینی وعلمی خدمات" یہ مقالہ پنجاب یونیورسٹی سے ایم فل سکالر محمد سعید احمد نے ڈاکٹر ممتار احمد سالک کی زیر نگرانی 2008ء میں تحریر کیا۔
- "مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ اور قاضی سلیمان منصور پوری کا سیرت نگاری میں منہج واسلوب کا تقابلی جائزہ" یہ مقالہ دی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے ایم فل سکالر محمد ارشاد نے ڈاکٹر منیر احمد کی زیر نگرانی 2015ء میں تحریر کیا۔
- "مولانا صفی الرحمن مبارکپوری: احوال و آثار" یہ مقالہ سرگودھا یونیورسٹی سے ایم فل سکالر شکیلہ جبین نے ڈاکٹر ساجد اقبال کی زیر نگرانی 2017ء میں تحریر کیا۔

مقالہ نگار کی تحقیق کے مطابق منۃ المنعم از مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ پر نہ تو انفرادی سطح پر کوئی کام ہوا ہے اور نہ ہی مقالہ ہذا بعنوان "فتح الملہم از مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور منۃ المنعم از مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ کے مناہج کا تقابلی مطالعہ" پر اب تک کوئی تحقیقی کام سامنے نہ آیا ہے۔ اس لیے ضرورت تھی کہ اس عنوان پر جامعہ کی سطح میں علمی اور تحقیقی انداز سے کام کیا جائے اور شارحین کے اسلوب کو سامنے لاتے ہوئے تقابلی اسلوب نمایاں ہو سکیں۔

منہج تحقیق (RESEARCH METHODOLOGY)

دوران تحقیق درج ذیل طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔

- مقالہ ہذا تجزیاتی و تقابلی اسلوب میں تحریر کیا گیا ہے۔
- بنیادی و ثانوی مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

- حوالہ جات میں پہلی دفعہ ذکر پر کتاب کے مؤلف کا پورا نام درج کیا گیا اور جبکہ اسی کتاب کے دوبارہ استعمال کی صورت میں مختصر حوالہ ذکر کیا گیا ہے۔
- حوالہ جات میں شیکاگو مینونل سٹائل(Chicago Manual Style) کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔
- مقالہ کی عبارت آسان اور بامحاورہ اردو میں لکھی گئی ہے۔
- مقالہ کے آخر میں خلاصہ بحث اور سفارشات و نتائج تحریر کئے گیے ہیں۔ علاوہ ازیں آیات قرآنیہ ،احادیث، اماکن اور اعلام کا اشاریہ دیا گیا ہے۔
- آخر میں مصادر و مراجع حروف تہجی کے اعتبار سے درج کیے گئے ہیں۔

مقالہ نگار نے دوران تحقیق دو قسم کے تحقیقی طریقوں کو اپنایا ہے ایک تجزیاتی تحقیق(Analytical Method) اور دوسرا تقابلی طریقہ تحقیق(Comparative Method) ہے۔دوران تحقیق انٹرنیٹ، مختلف جامعات کی لائبریریز (سرگودھا یونیورسٹی،پنجاب یونیورسٹی، بہاولپور یونیورسٹی)اور مدارس میں جامعہ علمیہ مدرسہ سرگودھا کی لائبریری سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔علاوہ ازیں متعلقہ رسائل و جرائد سے بھی مواد حاصل کیا گیا ہے۔

اہداف و مقاصد تحقیق (Research Objective)

- امام مسلمؒ اور الجامع الصحیح کے تعارف سے آگاہی۔
- علامہ شبیر احمد عثمانی کے احوال و آثار اور انکی شرح "فتح الملہم" کا منہج و اسلوب۔
- مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ کے سوانح حیات اور انکی شرح "منۃ المنعم" کا منہج و اسلوب۔
- مذکورہ دونوں شروحات سے کے تقابلی اسلوب سے معرفت۔
- شروحات کے مناہج میں مشترکہ پہلو کی نشاندہی۔
- شروحات کے مناہج میں اختلافی پہلو کی نشاندہی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

تبویب مقالہ

مقدمہ

باب اول: علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور انکی شرح فتح الملہم، مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ اور انکی شرح منۃ المنعم کا تعارفی جائزہ

فصل اول: علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور فتح الملہم کا تعارف

فصل دوم: مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ اور منۃ المنعم کا تعارف

فصل سوم: فتح الملہم اور منۃ المنعم کے مصادر و مراجع کا تحقیقی جائزہ

باب دوم: فتح الملہم کے اسلوب و منہج کا تعارفی جائزہ

فصل اول: اسناد کے بارے میں صاحب فتح الملہم کا منہج

فصل دوم: متن حدیث میں صاحب فتح الملہم کا عمومی اسلوب و منہج

فصل سوم: متن حدیث میں صاحب فتح الملہم کا انفرادی اسلوب و منہج

باب سوم: منۃ المنعم کے اسلوب و منہج کا تعارفی جائزہ

فصل اول: اسناد کے بارے میں صاحب منۃ المنعم کا منہج

فصل دوم: متن حدیث میں صاحب منۃ المنعم کا عمومی اسلوب و منہج

فصل سوم: متن حدیث میں صاحب منۃ المنعم کا انفرادی اسلوب و منہج

باب چہارم: فتح الملہم اور منۃ المنعم کے مناہج کا تقابلی مطالعہ

فصل اول: فتح الملہم اور منۃ المنعم کے مشترکہ پہلو مع امثلہ

فصل دوم: فتح الملہم اور منۃ المنعم میں اختلافی پہلو مع امثلہ

فصل سوم: فتح الملہم اور منۃ المنعم کے مناہج (مشترکہ اور اختلافی پہلوؤں) اور مصادر و مراجع کا تقابلی جائزہ

خلاصہ بحث، نتائج، سفارشات، فہارس اماکن و اعلام، مصادر و مراجع

مقالہ نگار نے محنت اور جستجو کے ساتھ مقالہ ہذا کو مکمل کرنے کی حتی الامکان کوشش ہے مگر پھر بھی تحقیق ایک جستجو اور تلاش حقیقت کا نام ہے یہ کبھی بھی حرف آخر قرار نہیں دی جاسکتی، مقالہ میں جو بھی خوبی ہے وہ رب کریم کی طرف سے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہی ہے اور جو کوئی خامی ہے وہ مقالہ نگار کی طرف سے ہے اللہ سے دعا ہے میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور میرے اور میرے اساتذہ کے لیے صدقہ جاریہ بنائے آمین۔

حافظ محمد حسان

پی ایچ ڈی سکالر

رول نمبر 03، سیشن 2018-2015

شعبہ اسلامی و عربی علوم، سرگودھا یونیورسٹی، سرگودھا

toobaa-elibrary.blogspot.com

باب اول: علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور انکی شرح فتح الملہم، مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ اور انکی شرح منۃ المنعم کا تعارفی جائزہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

فصل اول: علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور فتح الملہم کا تعارف

فصل دوم: مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ اور منۃ المنعم کا تعارف

فصل سوم: فتح الملہم اور منۃ المنعم کے مصادر و مراجع کا تحقیقی جائزہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

فصل اول: علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور فتح الملہم کا تعارف

مبحث اول: علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے احوال و آثار

نام و نسب

آپ کا نام شبیر احمد عثمانی ہے۔ آپ نے اپنے خطوط، مضامین اور تصانیف میں اپنے نام و نسب کا ذکر شبیر احمد عثمانی کے الفاظ سے کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا نام شبیر احمدؒ ہے، اور حقیقت میں آپ کے والد محترم نے آپ کا نام فضل اللہ رکھا تھا۔[1] جس طرح فتح الملہم کے ٹائٹل پر رقمطراز ہیں:

"فتح الملهم للعبد الفقير الفضل الله المدعو به شبير احمد الديو بندى العثمانى"[2]

اسی طرح فوائد قرآنی میں لکھتے ہیں:

"العبد الفقير فضل الله المدعو به شبير احمد بن مولانا فضل الرحمن العثمانى قد كان ابى عثمانى فضل الله و كان ينشد"[3]

"عبد فقیر فضل اللہ المدعو بہ شبیر احمد بن مولانا فضل الرحمن عثمانی اور میرے والد نے میرا نام فضل اللہ رکھا تھا اور یہ شعر کہا کرتے تھے۔"

"ذلک فضل الله يوتيه من يشاء ولو كره الا عداء من كل حاسد"[4]

"یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرے اگرچہ دشمن حاسد کو ناگوار گزرے"

درج بالا عنوان وغیرہ سے معلوم ہوا کہ حقیقت میں آپ کا نام فضل اللہ ہے جو آپ کے بزرگوں نے رکھا تھا لیکن لوگ آپ کو شبیر احمد کے نام سے بلایا کرتے تھے اور آخر کار یہی نام زیادہ مشہور ہو گیا اور خود بھی آپ خود کو شبیر احمد کے نام سے موسوم

---

[1] انوار الحسن شیر کوٹی، حیات عثمانی (کراچی: مکتبہ دارالعلوم، 2000ء)، 30۔

[2] شبیر احمد عثمانی، فتح الملہم (کراچی: مکتبہ دارالعلوم، 1989ء)، 1۔

[3] شبیر احمد عثمانی،، فوائد قرآنی (کراچی: مکتبہ الخلیل، 1993ء)، 103۔

[4] عثمانی، فوائد قرآنی، 103۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرتے تھے۔ اس نام یعنی شبیر احمد کے نام سے آپ کو کس نے پکارا اس کا تو علم نہیں البتہ پروفیسر انوار الحسن کہتے ہیں:

"چوں کہ شبیر احمد عثمانی 10 محرم یعنی عاشورہ کو پیدا ہوئے اس لیے حضرت امام حسینؓ کے یوم شہادت کے باعث ان کے لقب یعنی شبیر کے نام سے شہرت پائی"[1]

ولادت

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی ولادت 19 اکتوبر 1885ء یعنی 10 محرم 1305ھ کو ہندوستان کے شہر بجنور میں ہوئی۔[2]

وفات

آپ 13 دسمبر 1949 کو چونسٹھ سال کی عمر میں ریاست بہاولپور میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

والد محترم

آپؒ کے والد محترم کا نام مولانا فضل الرحمن تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم دیوبند سے حاصل کی۔[3] ابتدائی تعلیم کے بعد آپ نے دہلی کالج میں داخلہ لیا اور مولانا مملوک علیؒ (م 1850ء) کے سامنے زانوئے تلمذ ہوئے جو فارسی ادب میں خصوصی مہارت رکھتے تھے اور آپ کا شمار فارسی کے زبردست شاعر میں ہوتا تھا۔[4]

خاندان

علامہ شبیر احمد کا نسب حضرت عثمان غنیؓ سے جا ملتا ہے۔ دیوبند میں سادات، صدیقی اور عثمانی خاندان کے صحیح النسب لوگ اپنی الگ شان و شوکت کے ساتھ بکثرت موجود ہیں۔ اس قصبہ میں خاندان عثمانی کی بنیاد کب پڑی اس کے متعلق تاریخ دیوبند کے مصنف مولانا سید محبوب رضوی وہاں کے بزرگوں کے حالات لکھتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"پانچویں بزرگ خواجہ ابو الوفا عثمانی ہیں۔ خواجہ صاحب شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتیؒ کے ابن عم (چچازاد بھائی) ہیں۔ حضرت کبیر الاولیاء پانی پتی کا زمانہ وفات 725ھ / 1324ء ہے۔ اس سے قیاس ہوتا ہے کہ شیخ ابو الوفاؒ دیوبند میں آٹھویں صدی ہجری کے کسی حصے میں سکونت پذیر

---

[1] شیر کوٹی، حیات عثمانی، 29-30۔

[2] ایضاً۔

[3] مناظر احسن گیلانی، دارالعلوم دیوبند میں بیتے ہوئے دن (کراچی: ادارہ مجلس نشریات اسلام، س ن)، 31۔

[4] سید محبوب رضوی، تاریخ دارالعلوم دیوبند (لاہور: ادارہ اسلامیات، 2005)، 109۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوئے تھے۔ محلہ محل میں ان کا مزار ہے۔ شیخ ابو الوفا کی اولاد میں اللہ نے بڑی برکت دی۔ دیوبند کے تمام عثمانی شیوخ ان کی ہی اولاد میں سے ہیں، شیخ عبد الرحمن اکبر جو حضرت عثمانؓ کی چھٹی پشت سے ہیں حسب روایت اقتباس الانوار مدینہ منورہ ترک وطن کر کے گارزونی علاقہ ماوراء النہر میں سکونت پذیر ہوئے ان کی تیرھویں پشت میں شیخ الدین دیوبند آئے اور یہیں مقیم ہو گئے۔"[1]

تحصیل تعلیم کے مراحل

علامہ شبیر احمد عثمانی کے سب پہلے استاد جنہوں نے آپ کی رسم "بسم اللہ شریف" کرائی، ان کا نام حافظ محمد عظیم دیوبندیؒ تھا۔[2] اس رسم بسم اللہ میں عربی کا قاعدہ شروع کیا گیا یا پھر اردو قاعدے سے تعلیم کا آغاز ہوا لیکن اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے تاہم اس رسم سے جس وقت آپ کی تعلیم کا آغاز ہوا اس وقت آپ کی عمر چھ برس کی تھی۔[3]

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ ابتدائی تعلیم سے فارغ ہوئے تو 1895ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے تو آپ نے دارالعلوم دیوبند میں قرآن مجید حافظ نامدار خانؒ سے پڑھا۔[4]

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے قرآن کریم اور اردو کتب کی تعلیم سے فراغت کے بعد فارسی کی ابتدائی تعلیم دار العلوم کے ہی فارسی استاد منشی منظورؒ سے حاصل کی۔[5] 1900ء میں علامہ شبیر احمدؒ نے فارسی کے ساتھ اسی سال عربی کی تعلیم کا سلسلہ بھی شروع کر دیا تھا۔ آپؒ نے صَرف مہر اور دستور المبدی میں امتحان پاس کیا۔[6] گویا آپؒ نے حساب، فارسی، صرف و نحو، منطق، فلسفہ، ادب، اصول فقہ، مناظرہ، علم تفسیر اور حدیث کے علوم وفنون دارالعلوم دیوبند سے 1908ء میں اول درجہ میں پاس کیا۔ علامہ شبیر احمد عثمانی نے مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے زیر سایہ علوم وفنون پر دسترس حاصل کرتے رہے۔ شیخ الہند

---

[1] عبد القیوم حقانی، تذکرہ وسوانح علامہ شبیر احمد عثمانی (نوشہرہ: جامعہ ابو ھریرۃ، 2006ء)، 18

[2] شیر کوٹی، حیات عثمانی، 55۔

[3] حقانی، تذکرہ وسوانح، 14۔

[4] شیر کوٹی، حیات عثمانی، 56۔

[5] انوار الحسن شیر کوٹی، حیات عثمانی (کراچی: مکتبہ دارالعلوم، 2000ء)، 57۔

[6] سید محبوب رضوی، تاریخ دارالعلوم دیوبند، 100۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مولانا محمود الحسن کو مولانا شبیر احمد عثمانی پر بڑا ناز تھا۔ شیخ الہند، مولانا شبیر احمد عثمانی اور مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ پر ہمیشہ فخر کیا کرتے تھے۔[1]

علامہ شبیر احمد عثمانی کو اپنے زمانہ طالب علمی میں ادب و انشاء پر مکمل عبور حاصل ہو گیا تھا۔ آپ اردو اور عربی زبان کے بہترین ادیب اور شاعر تھے۔ اس کے علاوہ ان دونوں زبانوں میں آپ گھنٹوں روانی کے ساتھ نہایت فصاحت و بلاغت سے اظہار خیالات فرمایا کرتے تھے۔[2] علامہ شبیر احمد عثمانیؒ طالب علمی کے زمانہ ہی میں بڑے بڑے مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت حاصل کر چکے تھے۔ ایک دفعہ مولانا محمود الحسنؒ کے دولت کدے پر بعنوان "بسم اللہ" تقریر ارشاد فرمائی جس میں صرف لفظ اوّل (ب، س) کے نقطہ پر علوم و معارف کے خزانے کھول دیئے۔[3]

علامہ شبیر احمد عثمانی نے طالب علمی کے دور میں ہی شیوخ کی طرح اپنے سے نیچے درجے کے طلبہ کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ مولانا حبیب الرحمن، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

> "مولانا شبیر احمد عثمانی اس زمانے میں بھی جب کہ وہ خود تحصیل علم میں مصروف تھے، طلباء کو درس دینے میں اپنا بہت سا وقت صرف کرتے تھے۔ طلبہ تمام علوم کی کتابیں آپ سے بے تامل پڑھتے تھے۔"[4]

درس و تدریس

جب علامہ عثمانیؒ 1325ھ/1908ء میں فارغ التحصیل ہوئے اور طالب علمی کے زمانے میں آپ کی علمی قابلیت کا سکہ سارے دارالعلوم پر بیٹھ گیا تو 1326ھ/1909ء کے شوال سے آپ کو دارالعلوم دیوبند میں منصب تدریس پر مقرر کر دیا گیا اور پڑھانے کے لئے اسباق کی اعلیٰ کتابیں دے دی گئیں دارالعلوم دیوبند کے یہ پہلے زبردست فارغ التحصیل عالم تھے جو فارغ ہوتے ہی نوعمری میں سینئر اساتذہ کی صف میں جگہ لے لیتے ہیں۔ پھر 1326ھ/1909ء میں ہی مولوی عبد الاحد کی خواہش پر آپ درالعلوم دیوبند کی طرف سے مدرسہ فتح پوری کے مدرس اول مقرر ہوئے اور 1328ھ/1910 میں دوبارہ دیوبند

---

[1] حقانی، تذکرہ و سوانح علامہ شبیر احمد عثمانی، 19۔

[2] شیر کوٹی، حیات عثمانی، 60-63۔

[3] ایضاً۔

[4] اکبر شاہ بخاری، اکابر علماء دیوبند (لاہور: ادارہ اسلامیات، 1999ء)، 105-107۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

بلائے گئے۔[1]

1328ھ/1910ء سے شوال 1333ھ/1915ء شیخ الہند کے سفر حجاز تشریف لے جانے تک علامہ عثمانیؒ کبھی ابوداؤد شریف اور کبھی مسلم شریف پڑھاتے رہے اور جب شیخ الہند شوال 1333ھ/1915ء میں حج کو تشریف لے گئے تو بخاری و ترمذی کے پڑھانے کی خدمات حضرت مولانا انور شاہ صاحب اور مسلم شریف کی علامہ عثمانیؒ کو سپرد کی گئیں۔[2] چنانچہ آپؒ 1333ھ/1915ء سے 1344ھ/1926ء گیارہ سال تک مسلسل دارالعلوم دیوبند میں مسلم شریف پڑھاتے رہے البتہ کئی سال تک صحیح مسلم کے ساتھ دیگر علوم وفنون کی متوسط اور اعلی کتابیں بھی پڑھاتے رہے ہیں۔

اساتذہ کرام

آپؒ کے اساتذہ میں ابتداء سے آخر تک وہ حضرات شامل ہیں جنہوں نے آپ کی تعلیم وتربیت میں انقلابی کردار ادا کیا ان کے نام اور مختصر تعارف درج ذیل ہیں:

مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ: آپ کا نام محمود حسن اور لقب شیخ الہند تھا۔ آپ 1853ء میں ہندوستان کے شہر بریلی میں پیدا ہوئے ۔ آپ مولانا قاسم نانوتویؒ کے مدرسے کے پہلے طالب علم تھے۔ مولانا رشید احمد گنگوہی کے بقول آپ جامع شریعت اور طریقت تھے۔[3] آپ اپنے ہونہار شاگرد علامہ عثمانیؒ پر بڑا فخر محسوس کیا کرتے تھے۔ آپ کی وفات 1920ء میں دہلی میں ہوئی جنازہ دیوبند لایا گیا اور وہاں ہی آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔[4]

مولانا عزیز الرحمن عثمانیؒ: آپ ہندوستان کے شہر دیوبند میں 1858ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندانی نام ظفر الدین تھا، آپ اپنے وقت کے علم دین کے آفتاب بن کر چمکے تھے۔[5] آپ کی علمی خدمات بہت زیادہ ہیں جن کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے۔ آپ کو فن افتاء میں اس قدر مہارت تھی کہ مشکل ترین سوالات پر بھی برجستہ فتاوی دے دیتے۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ آپ کے فتاوی پر مکمل اعتماد کیا کرتے تھے۔ آپ 1929ء کو فوت ہوئے اور قبرستان قاسمی میں سپرد خاک کیا گیا۔[6]

---

[1] شیر کوٹی، حیات عثمانی، 92۔

[2] ایضاً۔

[3] مولانا اسیر ادروی، دارالعلوم دیوبند، احیاء اسلام کی عظیم تحریک (لاہور: مکتبہ خلیل، 2001)، 127۔

[4] منشی عبدالرحمن خان، معماران پاکستان (لاہور: شیخ اکیڈمی، 1976ء)، 180۔

[5] قاری محمد طیب، دارالعلوم دیوبند کی پچاس مثالی شخصیات (ملتان: ادارہ تالیفات اشرفیہ، 1992ء)، 117۔

[6] ڈاکٹر فیوض الرحمن، مشاہیر علماء، 361-364۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مولانا سید حسن چاندپوریؒ: آپؒ ہندوستان کے شہر بجنور میں 1873ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب شیخ عبد القادر جیلانیؒ سے جاملتا ہے۔[1] آپ نے مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے دورہ حدیث کے ساتھ روحانی فیض بھی حاصل کیا۔ دارالعلوم دیوبند میں بھی خدمات سر انجام دیں۔ قادیانیت کے سلسلے میں جو رسائل تحریر فرمائے وہ پنجاب و سرحد میں بہت مقبول ہوئے۔ آپ 1951ء میں فوت ہوئے۔[2]

مولانا حافظ محمد احمد دیوبندیؒ: آپؒ 1862 میں نانوتہ میں پیدا ہوئے اور حضرت قاسم نانوتویؒ کے فرزند تھے۔ دارالعلوم کی تعمیر و ترقی میں بھی حصہ لیا اور آپ ہی کے دور میں دارالحدیث کی عظیم الشان عمارت بھی قائم ہوئی۔[3] برطانوی گورنمنٹ کی طرف سے شمس العلماء کا لقب دیا گیا، آپ ریاست حیدر آباد کے مفتی اعظم بھی رہے، حکومت آصفیہ کے اس سب سے بڑے دینی منصب پر 4 سال مقیم رہے۔ آپ 1929ء میں دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔[4]

حافظ محمد یاسین دیوبندیؒ: آپ 1866ء کو دیوبند میں پیدا ہوئے۔ تعلیم دارالعلوم دیوبند سے حاصل کی، فراغت کے بعد وہیں تدریس کے فرائض بھی سر انجام دیے۔ آپ صوفیانہ مسلک کے حامل تھے۔ آپ کی نمایاں خصوصیت یا صحبت کا اثر یہ تھا کہ طالب علم کے دل میں شروع سے اللہ تعالی کی محبت اور انبیاء سے محبت اجاگر ہو جایا کرتی تھی۔ آپ کی تصنیفات میں مفید نامہ جدید، جدید صفوۃ المصادر، مفید اصاغر و اکابر، رسالہ نادر شرح صفوۃ المصادر اور انشاء فارغ وغیرہ شامل ہے۔ آپ کی وفات 1937ء میں دیوبند میں ہوئی۔[5]

مولانا غلام رسولؒ: آپ 1858ء کو پیدا ہوئے آپ کا تعلق سرحد سے تھا۔ آپ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے اساتذہ میں سے ہی ہیں۔ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے آپ کی تعلیمی خدمات کو اسلامیان ہند کے سامنے پیش کیا، آپ عربی علوم، علوم عقلیہ و منطق اور فلسفہ کے ماہر تھے۔ آپ کے شاگردوں میں علامہ عثمانیؒ اور انکے ہمعصر علماء تمام ہی تقریبا شامل تھے۔ آپ 1923ء کو صبح صادق کے وقت انتقال کر گئے۔[6]

---

[1] حقانی، تذکرہ و سوانح، 18۔

[2] ایضاً، 18۔

[3] رضوی، تاریخ دارالعلوم دیوبند، 229۔

[4] فیوض الرحمن، مشاہیر علماء، 43۔

[5] فیوض الرحمن، مشاہیر علماء، 34۔

[6] بخاری، اکابر علماء دیوبند، 169-170۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مولانا محمد یاسین شیر کوٹیؒ: آپؒ ضلع بجنور کے علاقے شیر کوٹ میں 1848ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام مولانا محمد ہادیؒ تھا جو شیر کوٹ کے اولیاء میں شمار ہوتے تھے۔ آپ ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی علوم سے بھی واقفیت رکھتے تھے، یعنی آپؒ کو تصوف کا کافی شوق وذوق تھا۔ آپ سے بہت سارے طالب علم مستفیذ ہوئے، انہیں ناموں میں مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کا نام بھی ہے۔ حج سے فارغ ہونے کے بعد جدہ سے واپسی کے دوران طاعون کے بخار میں مبتلا ہو گئے اور اسی کے سبب 1908ء میں انتقال کر گئے۔[1]

مولانا حکیم محمد حسنؒ: آپؒ 1859ء کو پیدا ہوئے، آپ کا تعلق دیوبند کے اہل علم خاندان میں ہوتا ہے۔ آپؒ مدرسے کے طبیب تھے۔ آپ کا انتقال 1927 میں ہوا۔[2]

تلامذہ

علامہ عثمانیؒ چونکہ دور طالب علمی میں ہی تدریس کے شعبہ سے وابستہ ہو گئے تھے، جہاں آپ نے اپنے دور کے نامور اساتذہ سے زانوے تلمذ طے کیا وہاں آپ سے بہت سے طلبہ نے استفادہ بھی کیا، آپ کے مشہور تلامذہ میں سے چند ایک کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

مولانا مفتی محمد شفیعؒ: مولانا مفتی شفیعؒ 1897ء میں دیوبند کے ضلع سہارنپور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے اساتذہ میں علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا سید اصغر حسین دیوبندیؒ اور مولانا غلام رسول ہزارویؒ جیسے علماء اکابرین شامل ہیں۔ مولانا شفیعؒ نے دارالعلوم دیوبند میں تدریس کا آغاز کیا۔ آپ کے فتاوی جات کی تعداد 2875 ہے۔ تحریک پاکستان کی مصروفیات کی وجہ سے دارالعلوم دیوبند سے مستعفی بھی ہو گئے، مولانا سید سلمان ندوی کے بعد مرکزی جمیعت علمائے اسلام کی قیادت بھی کرتے رہے، آپ نے تفسیر وحدیث، فقہ، عقائد وکلام، معیشت، سیرت وتاریخ اور زبان وادب وغیرہ پر گراں قدر تصنیفات تحریر کی۔ آپ کی وفات 1976ء میں ہوئی۔[3]

مولانا احتشام الحق تھانویؒ: آپ کی پیدائش 1915ء میں ہندوستان کے علاقے اٹاوہ میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام ظہور الحق تھانویؒ تھا۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا سید احمد مدنیؒ، شبیر احمد عثمانیؒ، مفتی محمد شفیعؒ اور مولانا ابراہیمؒ جیسے قابل ذکر اساتذہ شامل

---

[1] رضوی، تاریخ دارالعلوم دیوبند، 249۔

[2] ایضاً، 48۔

[3] اکبر شاہ بخاری، تحریک پاکستان کے عظیم مجاہد (ملتان: طیب اکیڈمی، س ن)، 66، 166، 670۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہیں۔ آپ نے ہندوستان کی آزادی کے لیے مسلمانوں میں ذہنی و سیاسی بیداری کی۔ جمعیت علمائے اسلام میں شمولیت بھی اختیار کی اور تحریک پاکستان میں اہم کردار رہا۔ آپؒ 1980ء کو بروز جمعہ انتقال کر گئے۔[1]

مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ: آپؒ 1892ء کو پٹنہ میں پیدا ہوئے، آپ کے اساتذہ میں مولانا محمود حسنؒ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا اصغر حسینؒ شامل ہیں۔ آپ جامعہ عثمانیہ میں بطور لیکچرر اور صدر شعبہ کے فرائض سر انجام دیتے رہے۔ آپؒ کی مشہور تصانیف میں "ابوذر غفاری، الدین القیم، النبی الخاتم اور "مسلمانوں کی فرقہ بندیوں کا افسانہ "وغیرہ شامل ہیں۔ آپ 1986ء کو فوت ہوئے۔[2]

مولانا یوسف بنوریؒ: آپ 1908ء کو پشاور میں پیدا ہوئے، آپ کا شمار ان محققین میں کیا جاتا جنہوں نے اسلام کے لیے قابل قدر خدمات سر انجام دیں۔ آپ کے مشہور اساتذہ میں مولانا انور شاہ کشمیریؒ اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ شامل ہیں، آپ کی تصانیف میں "عوارف السنن فی معارف سنن، مقدمہ فیض الباری، مقدمہ عبقات، مقدمہ مقالات کوثری اور مقدمہ عقیدۃ الاسلام وغیرہ" شامل ہیں۔ آپؒ 1977ء کو انتقال کر گئے۔[3]

مولانا شمس الحق افغانیؒ: آپ 1900ء میں ترنگ زئی، تحصیل چارسدہ ضلع پشاور میں پیدا ہوئے، آپ کے والد کا نام غلام حیدر تھا۔ آپ کے اساتذہ میں علامہ انور شاہ کشمیریؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا اصغر حسینؒ اور مولانا غلام رسول خان ہزارویؒ شامل ہیں۔ ان سے دورہ حدیث پڑھا، آپؒ نے فتنہ ارتدار کی روک تھام کے لیے 50 مبلغین کی قیادت کی۔ مدرسہ مظہر العلوم کراچی میں بطور مدرس بھی رہے، پھر قاسم العلوم شیر انولہ میں تدریس کے فرائض سر انجام دیے اور 1943ء میں شیخ التفسیر والحدیث اکیڈمی کوئٹہ کے فرائض منصبی سر انجام دیتے رہے۔ اس کے علاوہ دینی اشاعت کے لیے بیرونی اور اندرونی عالمی کانفرنسوں میں بھی شرکت فرمائی۔ آپ کے علمی شاہکار میں "معین القضاۃ المفتین، علوم القرآن اردو، اسلام عالمگیر مذہب ہے، عالمی مشکلات اور ان کا قرآنی حل، مفردات القرآن اور مشکلات القرآن" وغیرہ شامل ہیں۔ آپؒ 1983ء کو

---

[1] اکبر شاہ بخاری، حیات احتشام (لاہور: گوشہ ادب، 1987ء)، 25۔

[2] عبد الرقیب حقانی، ارض بہادر اور مسلمان (کراچی: علمی اکیڈمی فاونڈیشن، 2004ء)، 283؛ فیوض الرحمن، مشاہیر علماء، 589-599۔

[3] پروفیسر احمد سعید، بزم اشرف کے چراغ (لاہور: مصباح اکیڈمی، 1992ء)، 30-31۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

خالق حقیقی سے جاملے۔[1]

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ: آپؒ 1900ء میں ضلع مظفر نگر میں پیدا ہوئے، آپ کا تعلق علمی خاندان سے تھا آپ کے اساتذہ میں مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، علامہ انور شاہ کشمیریؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مفتی عزیز الرحمنؒ، مولانا اصغر حسینؒ اور مولانا غلام رسول خان ہزارویؒ شامل ہیں۔ آپؒ نے مرزائیت اور عیسائیت کے خلاف کتابیں اور مضامین لکھے، آپ کی تالیفات میں "شرح مشکوۃ المصابیح، تحفۃ القاری بحل مشکلات البخاری، سیرت مصطفی، کلمۃ اللہ فی حیات روح اللہ، مرازئیوں سے اصولی اختلاف اور علم الکلام وغیرہ" شامل ہیں۔ آپؒ نے 1974ء کو وفات پائی۔[2]

مولانا شمس الحق فریدپوریؒ: آپ کی ولادت مشرقی پاکستان کے علاقے فرید پور میں 1908ء کو ہوئی، آپؒ کا شمار ان علماء حق میں کیا جاتا ہے جن کا علم و تقوی، اخلاص اور مجاہدانہ عزم ایک مسلمہ حیثیت رکھتا ہے۔ آپؒ نے تعلیم مکمل کرنے کے بعد علامہ شبیر احمد عثمانیؒ سے دوبارہ دورہ حدیث کیا۔ ڈھاکہ میں تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ آپ نے جامعہ قرآنیہ کے نام سے مدرسہ قائم کیا۔ نفاذ اسلام کے لیے آپ نے جدوجہد بھی کی۔ آپؒ نے زیادہ عمر تو نہیں پائی البتہ عمر کے آخری حصہ میں بھی دین اسلام کی خدمت کو اپنی عبادت سمجھا اور 1969ء کو وفات پاگئے۔[3]

مولانا محمد طاہر قاسمیؒ: مولانا طاہر قاسمیؒ 1903ء کو پیدا ہوئے۔ آپ مولانا قاسم نانوتویؒ کے پوتے اور حافظ احمد قاسمیؒ کے چھوٹے صاحبزادے ہیں اور مولانا طیب قاسمیؒ کے بھائی ہیں۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے تلمیذ خاص تھے۔ دیوبند کے ممتاز علماء میں سے تھے۔ اپنے علم و بصیرت میں قاسمی روایات کے حامل تھے۔ آپ 1952ء کو دار فانی سے کوچ کر گئے۔ مولانا محمد سالم قاسمیؒ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں:

> "آپ کی متعدد نادر تصانیف ہیں ان تصانیف کے موضوعات کی ندرت، مصنف کی جدت طرازطبیعت اور وسعت مطالعہ کی نشاندہی کرتی ہیں۔ آپ کی تصانیف" عقائد اسلام قاسمی، حقیقت سحر، النحرفی الاسلام، تفسیر تقریر القرآن اور تجلیات کعبہ "کامیاب تصانیف میں

---

[1] بخاری، اکابر علماء دیوبند، 314؛ بخاری، تحریک پاکستان کے عظیم مجاہد 55؛ فیوض الرحمن، مشاہیر علماء، 228۔

[2] اکبر شاہ بخاری، سو بڑے علماء (لاہور: نیشنل بک سروس، 2002ء)، 119؛ محمد علی چراغ، مسلم شخصیات کا انسائیکلوپیڈیا (لاہور: نذیر سنز، 2005ء)، 537۔

[3] بخاری، اکابر علماء دیوبند، 309۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

شمار کی جاتی ہیں۔"[1]

مولانا غلام غوث ہزاروی: آپ 1896ء میں ضلع مانسہرہ کے مشہور گاؤں سجی کوٹ میں پیدا ہوئے، آپ کا خاندان انتہائی دیندار تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی، آپ کے جن اساتذہ سے زانوئے تلمذ طے کیا ان میں مولانا اعزاز علیؒ، مولانا انور شاہ کشمیریؒ، مفتی عزیز الرحمنؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا عبد الطیفؒ، مولانا بدر عالم مہاجر مکیؒ اور مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ جیسے جید علماء شامل ہیں۔ تحریک ختم نبوت میں مجاہدانہ کردار ادا کیا اور مرزائیت اور قادنیت کے خلاف کھل کر جہاد کیا۔ آپ 1981ء میں انتقال کر گئے۔[2]

مولانا محمد ادریس میرٹھی: آپؒ کی ولادت 1911ء انڈیا کے شہر میرٹھ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے آبائی علاقہ سے حاصل کی، اس کے بعد دارالعلوم دیوبند چلے گئے، وہاں تفسیر، حدیث، فقہ، علم الکلام، منطق و فلسفہ کی تعلیم حاصل کی۔ دورہ حدیث مولانا انور شاہ کشمیریؒ اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور دیگر اکابر اساتذہ سے حاصل کی۔ آپ نے اپنی زندگی درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور حج و عمرہ کی ادائیگی کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ آپ 1989ء میں بروز جمعرات قرآن و حدیث کے درس پڑھانے کے بعد اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔[3]

مولانا عبداللہ رائے پوریؒ: آپ 1912ء میں ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے، آپ کے والد محترم کا نام فقیر اللہ جالندھری تھا، جو جید علماء میں سے تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم و تربیت مدرسہ رشیدیہ اور مدرسہ خیر المدارس جالندھر سے حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا خیر محمد جالندھریؒ، مولانا فقیر اللہؒ، مولانا عبد العزیزؒ، مولانا محمد ابراہیمؒ آف میاں چنوں شامل ہیں۔ آپ کو مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا حسین احمد مدنیؒ نے حدیث کی اجازت سے سرفراز کیا۔ 1987ء کو کورحلت فرما گئے۔[4]

مولانا دوست محمد قریشیؒ: آپ 1920ء کو راجن پور میں پیدا ہوئے، آپ کے والد کا نام مولانا علی قریشی تھا۔ ابتدائی تعلیم والد محترم سے حاصل کرنے کے بعد دیگر اساتذہ سے زانوئے تلمذ طے کیا، جن میں شبیر احمد عثمانیؒ اور سید بدر عالمؒ جیسے اکابرین

---

[1] عزیز احمد قاسمی، عقائد الاسلام (لاہور: ادارہ اسلامیات، 1952)، پیش لفظ۔

[2] منظور احمد شاہ آسی، سوانح حیات حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی (مانسہرہ: مکتبہ انور مدینہ، 1996ء)، 10، 18۔

[3] بخاری، اکابر علماء دیوبند، 453۔

[4] ایضاً، 449-450۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

شامل ہیں۔ آپ 1974ء میں دار فانی سے کوچ کر گئے۔[1]

مولانا محمد مالک کاندھلویؒ: آپ 1925ء میں ضلع مظفر نگر میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم حیدر آباد کن سے حاصل کی اور 12 سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا پھر مولانا اشرف علی تھانویؒ کی زیر نگرانی باقاعدہ تعلیم کا آغاز کیا اور جید علماء کی زیر نگرانی تعلیم مکمل کی۔ آپ کے علمی شاہکار میں " تجرید صحیح مسلم دو جلدوں میں، منازل العرفان فی علوم القرآن، پیغام مسیح، تاریخ حرمین اور رد قادنیت "زیادہ اہم ہیں۔ آپ 1988ء کو اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔[2]

مولانا سید متین ہاشمیؒ: آپؒ 1927ء میں غازی پور ہندوستان میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم مدرسہ امینیہ سے حاصل کی، اعلی تعلیم کے سلسلہ میں دیوبند چلے گئے وہاں دورہ حدیث علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا اعزاز علیؒ سے کیا اور تفسیر قرآن مولانا محمد ادریسؒ سے پڑھی۔ آپ کی تصانیف کی تعداد 35 سے زیادہ ہے۔ آپ 1991ء کو فالج کے حملہ کے باعث انتقال کر گئے۔[3]

علامہ عثمانیؒ کی علمی خدمات

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ 20 سال کی عمر میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد عرصہ دو سال تک مدرسہ فتح پوری دہلی میں استاد مقرر ہو گئے، آپؒ کی علمی قابلیت کو دیکھتے ہوئے آپ کو اس مدرسے کا صدر مدرس بھی بنایا دیا گیا، کچھ عرصہ بعد علمی قابلیت کی بنیاد پر آپ کو دیوبند بلایا گیا جہاں آپ تعلیمی فرائض احسن انداز اور خوش اسلوبی سے دینے لگے۔ کچھ ہی عرصہ میں آپ کو اللہ نے یہ فضیلت عطا کی کہ آپ کی قابلیت اور ذہانت کا شہرہ ہندوستان کے اطراف میں پھیل گیا اور آپ اپنے دوسرے اساتذہ کے مقابلے میں قابل رشک امتیازی شان کے مالک ہو گئے۔[4] ذیل میں علامہ عثمانیؒ کے چند ایک متفرق پہلوؤں کا تذکرہ اختصار کے ساتھ کیا جاتا ہے:

علامہ عثمانیؒ اور خدمت حدیث: علامہ عثمانیؒ حدیث کے درس میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، اس لیے دارالعلوم دیوبند میں آپ کو حدیث کی تدریس کا فرض سونپا گیا اور آپ نے صحیح مسلم کا درس دینا شروع کیا اور درس کے ساتھ ہی صحیح مسلم کی عربی

---

[1] ایضاً، 385-387۔

[2] فیوض الرحمن، مشاہیر علماء، 227۔

[3] سید قاسم محمود، انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا (لاہور: الفیصل پبلشرز، 2000ء)، 438۔

[4] شیر کوٹی، حیات عثمانی، 92۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

زبان میں شرح تالیف کرنا شروع کی۔[1] آپ نے حدیث کے سلسلے میں درج ذیل کتب کا مطالعہ کیا:

صحیح بخاری	صحیح مسلم	ابوداود
ابن ماجہ	ترمذی	موطاامام مالک
نسائی	موطاامام احمد	شمائل ترمذی[2]

علامہ عثمانیؒ جامعہ ڈابھیل میں بھی بطور مدرس، تدریس کے فرائض سر انجام دیتے رہے۔ علامہ انور شاہؒ کی وفات کے بعد آپؒ کو صدر مدرس، اور شیخ الحدیث کا عہدہ ملا، وہاں بخاری شریف کا درس دیتے رہے اور وہاں پر مستقل شیخ الحدیث ہو گئے۔[3]

علامہ عثمانیؒ اور علم الکلام: علامہ عثمانیؒ کا مایہ ناز سرمایہ علم الکلام ہے۔ یعنی شریعت اسلامیہ کے عقائد و اعمال پر عقلی دلائل اور امثال کے ذریعے صحیح سمت کی طرف راہ مستقیم دکھانا، خاص عمل رہا ہے۔ آپ کو علم الکلام میں خصوصی دلچسپی اور ذوق تھا۔[4] اور آپؒ علم الکلام میں مولانا قاسم نانوتویؒ کے پیروکار تھے چونکہ مولانا نانوتویؒ علم الکلام کے بانی تھے اور علم الکلام کو نیا رنگ دیا تھا۔ اس موضوع کے حوالے سے علامہ عثمانیؒ کے متعلق انوار الحسن شیر کوٹی رقمطراز ہیں:

> "علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا قاسمی علوم پر اتنا عبور اور ملکہ حاصل تھا کہ پانی کی طرح ان کے مضامین درس و تقریروں میں بہاتے تھے"[5]

علامہ عثمانیؒ اور علم فقہ: علامہ عثمانیؒ کا جہاں مختلف فنون (تفسیر و حدیث، منطق اور کلام وغیرہ) میں خاص مقام تھا وہاں آپ کو فقہ کے میدان میں بھی منفرد مقام حاصل تھا۔ آپ فقہی مسائل کو اپنی دور اندیشی سے حل فرمایا کرتے تھے اور آپ کے جوابات لوگوں کے دلوں میں اس طرح اتر جاتے کہ انسانی دماغوں کے پردے آسانی سے صاف اور روشن ہو جاتے تھے۔[6]

علامہ عثمانیؒ اور خطابت: علامہ عثمانیؒ اپنے دور میں ایسے مقرر اور خطیب گزرے کہ کوئی ثانی نہیں رکھتے تھے۔ آپ کی تقاریر و خطابت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ تقریر بانی میں جادو گر تھے، اور آپ کی خطابت کے بارے میں تو ہمعصر علماء بھی معترف

---

[1] شیر کوٹی، حیات عثمانی، 144۔

[2] حقانی، تذکرہ و سوانح، 65۔

[3] حقانی، تذکرہ و سوانح، 47۔

[4] انوار الحسن شیر کوٹی، تجلیات عثمانی (فیصل آباد، 1967ء)، 386۔

[5] عبد الرشید راشد، بیس بڑے مسلمان (لاہور: مکتبہ رشیدیہ، 1975ء)، 549۔

[6] ایضاً، 67-68۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

تھے۔ جیسے مولانا ظفر علی خان اپنے مقالہ "آہ شیخ الاسلام" میں لکھتے ہیں:

"جن لوگوں نے علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی تقریریں سنی ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ علامہ عثمانیؒ کے ایک لفظ میں علم و عرفان کا سمندر موجزن ہوتا تھا اور ایک ایک بات میں دنیا بھر کے حقائق پوشیدہ ہوتے تھے"[1]

اسی طرح مفتی کفایت اللہ خطابت عثمانیؒ کے بارے میں فرمایا:

"علامہ شبیر احمد عثمانیؒ وقت کے بڑے عالم، پاک باز محدث، مفسر اور خوش بیان مقرر تھے"[2]

اسی طرح مولانا عبد الماجد دریابادیؒ خطابت عثمانیؒ کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

"علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اپنے وقت کے زبردست متکلم، نہایت خوش تقریر وعظ، محدث، مفسر اور سب ہی کچھ تھے۔"[3]

اور مولانا احمد سعیدؒ آپ کی خطابت کے متعلق تبصرہ کرتے ہیں:

"حلقہ علماء میں ایسا قادر الکلام مقرر اور بلیغ ایمان خطیب شاید عرصہ تک میسر نہ ہو۔ جب آپ تقریر کے لیے کھڑے ہوتے تو یوں معلوم ہوتا کہ علم و کمال کا سمندر موجیں مار رہا ہے اور علم و عرفان کی سوتیں رہ رہ کر ابل رہی ہیں۔"[4]

علامہ عثمانیؒ کی تصنیفی و تالیفی خدمات

علامہ عثمانیؒ اگرچہ اولاد کی نعمت سے محروم رہے لیکن اس کے عوض اللہ نے آپ کو معنوی اولاد سے نوازا تھا۔ آپؒ نے بہت ساری کتب تصنیف کیں جو آپ کے علمی شاہکار ہیں۔ ذیل میں آپ کے مقالات، مضامین اور تصانیف کا مختصر تعارف پیش کیا جائے گا:

الاسلام: یہ مقالہ ہے اس میں وجود باری تعالی، توحید اور ملائکہ کے اثبات پر بحث کی گئی ہے مولانا سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں:

---

[1] ظفر علی خان، "آہ شیخ الاسلام مضمون"، روزنامہ زمیندار لاہور، دسمبر 2، 1949ء۔

[2] مفتی کفایت اللہ، روزنامہ الجمعیۃ دہلی، دسمبر 16، 1949ء۔

[3] عبد الماجد دریا آبادی، اخبار صدق دہلی، 1949ء۔

[4] مولانا سعید احمد، روزنامہ آزاد دہلی، دسمبر 23، 1949ء۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"1911ء میں مراد آباد میں جلسہ ہوا جس میں تمام ہندوستان سے مسلمانوں کا بڑا مجمع شریک تھا ،اس میں مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے الاسلام کے نام سے اپنا ایک کلامی مضمون پڑھ کر سنایا اور حاضرین نے بڑی داد دی"[1]

الشہاب: یہ علامہ عثمانیؒ ایک اور مقالہ ہے اس میں اصول اربعہ قرآن، حدیث، قیاس اور اجماع سے مرتد کے قتل کا ثبوت اس وقت دیا گیا جب شاہ امان اللہ خان (م1960ء)[2] نے نعمت اللہ قادیانی کو مرتد قرار دیکر مجمع میں سنگسار کروایا تھا۔ اس مقالہ کا حوالہ علامہ عثمانیؒ نے اپنی تفسیر حاشیہ قرآن مجید میں دیا ہے اور بقیہ الشہاب میں درج کیا ہے۔[3]

اعجاز القرآن: یہ درالاصل دارالعلوم دیوبند میں ان تقریروں کا مجموعہ ہے جو علامہ عثمانیؒ نے طلباء کے سامنے کی تھیں۔ آپ طلباء کو مناظرے اور تقریروں کے لیے تیار کرتے۔ ان تقاریر میں قرآن کے اعجاز اور خدا کے کلام ہونے پر فاضلانہ بحث کی ہے، بحثوں اور تنقیدوں کے ضمن میں قرآن کے معجز ہونے کو جس رنگ میں پیش کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہیں۔[4]

الدار الآخرۃ: یہ مقالہ آپ نے مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے کہنے پر لکھا تھا۔ اس مقالہ کو آپ نے موتمر الانصار کے تیسرے روز اجلاس کے موقع پر پڑھا تھا۔ چنانچہ اس کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

"ہمارے محترم بزرگ مولانا عبید اللہ سندھیؒ ناظم جمعیۃ الانصار جنہوں نے کسی نامعلوم مصلحت اور حسن ظن کی بنا پر یہ عنوان میرے سپرد کیا۔ وہ اسکے گواہ ہیں کہ میں نے اس جلسہ سے تین روز پہلے بنام خدا یہ تحریر لکھنا شروع کی تھی"[5]

ہدئیہ سنیہ: یہ آپؒ کا 20 صفحوں پر مشتمل ایک مضمون ہے جو رسالہ القاسم میں ہی چھپتا رہا۔ جس کو آپ نے دیوبند کے ہی ایک شخص کے دو سوالات کے جواب میں تحریر کیا تھا۔[6]

---

[1] انوار الحسن شیر کوٹی، کمالات عثمانی (ملتان: ادارہ تالیفات اشرفیہ، 2006ء)، 87۔

[2] شاہ مملکت افغانستان۔

[3] حقانی، تذکرہ وسوانح، 386۔

[4] ایضاً، 386۔

[5] شیر کوٹی، کمالات عثمانی، 86۔

[6] ایضاً، 86۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

قرآن مجید میں تکرار کیوں ہے: یہ ایک مدلل مضمون ہے جس میں اس وقت کے اعتراض کرنے والوں کو جواب دیا گیا۔ اعتراض یہ تھا کہ اگر قرآن خدا کا کلام ہوتا تو اس میں ایک ہی قصہ اور آیت کا تکرار نہ ہوتا، آپ نے 12 صفحات پر اس کا مدلل انداز میں جواب دیا۔[1]

تشریح واقعہ دیوبند: یہ مضمون 17 صفحات پر مشتمل ہے، اس میں ابو الکلام آزاد کے اعتراض کا جواب ہے جو رسالہ القاسم میں ہی چھپتا رہا۔[2]

سینما بینی: یہ سینما کے بارے میں مضمون ہے جس میں فقہی انداز میں بتایا گیا کہ سینما دیکھنا جائز نہیں یہ مدینہ بجنور سے شائع ہوا۔[3]

لطائف الحدیث: اس مضمون میں حجیت حدیث کے اہم نکات اور لطائف بیان کئے گئے ہیں۔ یہ رسالہ القاسم میں تین اقساط میں شائع ہوا۔[4]

حجاب شرعی: عورتوں کے حجاب پر یہ نہایت ہی مدلل مضمون ہے یہ اس وقت لکھا گیا جب شاہ امان اللہ اپنی بیگم کے ہمراہ یورپ کی سیر کو گئے تھے، افواہیں آئیں کہ انہوں نے پردہ کو بالائے طاق رکھا ہے چنانچہ آپ نے ان حالات میں یہ مضمون لکھا۔[5]

سجود الشمس: یہ بھی آپؒ کا مضمون ہی ہے جو رسالہ القاسم میں شائع ہوا جب قرآن کی تفسیر کے دوران وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ[6] کی تفسیر کے تحت عرش کے نیچے سجدہ کرنے کے متعلق تشریح کا موقع میسر نہ آیا تو ایک مستقل مضمون سجود الشمس کے نام سے تحریر کر دیا۔[7]

خوارق عادات: اس مضمون میں معجزات و کرامات اور خوارق و عادات پر عقلی و نقلی لحاظ سے ایک نئے انداز میں تبصرہ کیا

---

[1] شبیر احمد عثمانی، تالیفات عثمانی (لاہور: ادارہ اسلامیات، 1990ء)، 241۔

[2] شیر کوٹی، کمالات عثمانی، 87۔

[3] شیر کوٹی، کمالات عثمانی، 87۔

[4] ایضاً، 88۔

[5] ایضاً، 87-88۔

[6] یٰسین 36:38۔

[7] عثمانی، تالیفات عثمانی، 431۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

گیا ہے۔[1]

الروح فی القرآن: اس مقالہ میں مسئلہ روح پر بڑے خوبصورت اور فلسفیانہ انداز میں بحث کی ہے۔

تفسیر عثمانی: یہ علامہ عثمانیؒ کا ایک علمی شاہکار ہے جو فلاح و کامرانی کا ذریعہ ہے۔ مولانا کی یہ تفسیر حسب ضرورت و عمل، الفاظ کے اختصار کے ساتھ اور مدلل ہونے کی حیثیت سے حکمت کے تقاضے پوری کرتی ہے۔ علامہ عثمانیؒ کی تفسیر شیخ الہندؒ کے ترجمہ قرآن کے حاشیہ پر لکھوا کر شائع کی گئی ہے، کیونکہ شیخ الہند نے جب ترجمہ کرنا شروع کیا اور سورۃ توبہ تک پہنچے تو آپ اسیر کر دیئے گئے وہاں ترجمہ کی تکمیل کے بعد سورۃ بقرہ اور سورۃ نساء کے فوائد لکھے۔ جب آپ ہندوستان روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر انتقال کر گئے مولوی مجید نے یہ ترجمہ علامہ عثمانیؒ کے حوالے کیا اور باقی فوائد تفسیر علامہ عثمانیؒ نے لکھے۔[2]

فتح الملہم: یہ صحیح مسلم کی جامع شرح ہے جس کو مولانا عثمانیؒ نے صحیح مسلم کی تدریس کے دوران تالیف کیا۔ فتح الملہم کی تالیف سے آپؒ کے وسعت علم اور مبلغ فکر کی آگاہی ہوتی ہے۔ احناف میں اس طرح کی کوئی ضخیم شرح موجود نہ تھی اور نہ ہی ایسی ضخیم شرح شوافع کی جانب سے لکھی گئی۔ سب سے زیادہ اور جامع شرح علامہ عثمانیؒ کی ہے، آپؒ نے کتاب النکاح تک ہی لکھی تھی کہ موت نے مکمل کرنے کی مہلت نہ دی، بقیہ شرح مولانا تقی عثمانیؒ نے تکملہ فتح الملہم کے نام سے لکھی اور دار احیاالتراث العربی بیروت کی جانب سے موسوعۃ فتح الملہم کے نام سے 12 جلدوں میں شائع ہوئی پھر دارالعلوم سے کئی بار یہ شائع ہو چکی ہے۔ اس کا تفصیلی تعارف اگلی فصل میں پیش کیا جائے گا۔ کیونکہ عنوان مقالہ میں یہی موضوع زیر بحث ہے۔

مبحث ثانی: فتح الملہم کا مختصر تعارف

یہ صحیح مسلم کی دیگر عربی شروحات کی طرح اہم و مقبول شرح ہے جو عربی زبان میں علامہ شبیر احمد عثمانی نے تحریر کی ہے آپؒ کی شہرہ آفاق شرح فتح الملہم نے عرب و عجم کے اہل علم سے خراج تحسین وصول کیا ہے، یہ آپؒ کی عمدۃ تالیف ہے۔ اور صحیح مسلم کی تمام شروحات میں اپنا ایک مقام رکھتی ہے۔ بلکہ یہ کہنا بے جانہ ہو گا کہ فتح الملہم ہی وہ شرح ہے جس سے علم حدیث میں آپ کے مقام و مرتبہ کا تعین ہوا۔ ویسے تو صحیح مسلم کی بہت ساری شروح لکھیں گئی لیکن اس قدر جامعیت کے ساتھ کوئی شرح سامنے نہیں آئی جس میں ہر پہلو کو سامنے رکھا گیا۔ مثلاً بعض شارحین نے صحیح مسلم سے متعلق مستخرجات کو جمع کیا تو

---

[1] عثمانی، تالیفات عثمانی، 431۔

[2] عبدالقیوم حقانی، سوانح سید حسین احمد مدنی (نوشہرہ: جامعہ ابوھریرہ، 2004ء)، 156۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

بعض نے صرف رجال پر تحقیق کی اور بعض نے سند اور متن پر تبصرہ کیا مگر یہ شرح تمام جہت کا احاطہ کرتی ہے۔علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے شرح صحیح مسلم کی ابتدا کب کی اس کے لیے کوئی خاص ماہ یا سن تو متعین کرنا مشکل ہے لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ابتدا غالبا 1333ھ /1914ء میں کی۔جیسا کہ سید سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں:

"مجھے خیال آتا ہے کہ مرحوم 1916ء یا 1917ء میں انجمن اسلامیہ اعظم گڑھ آئے اور شبلی منزل میں میرے ہی پاس ٹھہرے۔اس وقت ان کی شرح مسلم کے کچھ اجزاء ان کے پاس تھے جن میں قرات فاتحہ خلف الامام وغیرہ کے اختلافی مسائل پر مباحث تھے، مجھے سنایا"[1]

آپؒ کی خواہش تھی کہ یہ کتاب پانچ جلدوں میں مکمل ہو مگر آپؒ کی سیاسی اور دیگر مصروفیات کے بنا پر صرف تین جلدیں ہی مکمل ہو سکیں۔اور ان تین جلدوں کا کل کام "کتاب النکاح" تک ہے۔اور اس سے آگے کا کام جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی نے 6 جلدوں پر مشتمل تکملہ لکھ کر انجام دیا۔جہاں تک علامہ عثمانیؒ کی تین جلدوں کی طبع کا تعلق ہے اس ضمن میں ایک زبردست اور دلچسپ بات جسٹس محمد تقی عثمانی لکھتے ہیں:

"حضرت والد صاحب (مفتی محمد شفیع) نے ہی سنایا کہ جب حضرت عثمانیؒ نے صحیح مسلم پر اپنی شہرہ آفاق شرح "فتح الملہم" تالیف فرمائی تو اس کا مسودہ حرمین شریفین لے کر گئے تھے وہاں روضہ اقدس کے سامنے بیٹھ کر اس کی ورق گردانی کی، روضہ اقدس اور حرم مکہ میں ملتزم کے سامنے مسودہ سر پر رکھ کر دعا کی کہ یہ مسودہ احقر نے بے سر و سامانی کے عالم میں مرتب کیا ہے۔یا اللہ اس کو قبول فرمالیجئے اور اس کی اشاعت کا انتظام فرمادیجئے اس کے بعد جب حرمین شریفین سے واپس آئے تو نظام حیدر آباد کی طرف سے پیشکش کی گئی کہ ہم اس کتاب کو اپنے اہتمام سے شائع کرائیں گے۔چنانچہ وہ نظام حیدر آباد ہی کے مصارف پر بڑی آب و تاب کے ساتھ شائع ہوئی اور اس نے پوری دنیا میں اپنا لوہا منوالیا"[2]

مولانا انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ

"احقر کے علم میں کوئی شخص اس کتاب (صحیح مسلم) کی خدمت ان (علامہ عثمانیؒ) سے زیادہ بہتر

---

[1] بالاکوٹی، کمالات عثمانی، 95۔

[2] محمد تقی عثمانی، اکابر دیوبند کیا تھے؟ (کراچی: ادارۃ المعارف، 2000)، 87۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور برتر نہ کر سکا۔ اس خدمت کی طرف متوجہ ہو کر انہوں نے اہل علم پر احسان کیا"[1]

فتح الملہم کی پہلی جلد 1933ء میں اور دوسری 1935ء میں طبع ہوئی۔ پہلی دو جلدیں مدینہ پریس بجنور سے طبع ہوئیں اور تیسری مولانا عماد الدین شیر کوٹیؒ کے اہتمام سے تانڈہ پریس جالندھر میں طبع ہوئی۔ ہر جلد پانچ سو سے زیادہ صفحات پر مشتمل تھی۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے حروف کو پڑھنا مشکل ہو گیا تو مفتی محمد تقی عثمانی نے جدید طبع کا ارداہ کیا اور اس ضمن میں شیخ عبد اللہ میمن اور مولانا نور البشر کو حکم دیا کہ وہ صحاح ستہ کو سامنے رکھتے ہوئے اس کتاب کی رقم الحدیث، تخریج کا اہتمام کریں۔ چنانچہ مولانا نور البشر لکھتے ہیں:

> "میں نے مقدمہ کی ترقیم شیخ محمد یحییٰ کی معاونت سے کی اور اس وقت یہ مقدمہ 268 صفحات پر مشتمل تھا۔ 1393ھ میں اس کی طباعت ہوئی اور میری ترقیم و تخریج کے بعد یہ مقدمہ 300 صفحات پر مشتمل ہو گیا"[2]

اشاعت

اس کتاب کی مختلف طباعت بھی ہوئی۔ موسوعۃ فتح الملہم کے نام سے بیروت سے 2006 میں بھی شائع ہوئی جو 12 جلدوں پر مشتمل ہے۔ جس میں 6 جلدیں فتح الملہم از علامہ عثمانیؒ اور 6 جلدیں تکملہ فتح الملہم کی ہیں جو مفتی تقی عثمانی نے تالیف کی۔ اور کئی دفعہ مکتبہ دار العلوم کراچی سے بھی طبع ہو چکی ہے۔ ان میں سے فتح الملہم کا ایک مطبوعہ جو مکتبہ دار العلوم کراچی سے 2009 میں شائع ہوئی اور 6 جلدوں پر مشتمل ہے۔ مقالہ نگار نے اس نسخہ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا مقالہ کو مکمل کیا ہے۔

اس کتاب کی طباعت و اشاعت کا پس منظر، علامہ صاحب کا اخلاص اور علم حدیث میں آپ کی مہارت اور طبعی مناسبت کا نتیجہ ہیں۔ یہ شرح اہم علمی بالخصوص عقائد اور عبادات سے متعلق سیر حاصل محققانہ مباحث پر مشتمل ہے۔ اور کتب حدیث کی قدیم و جدید شرحوں میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

پہلی جلد: یہ 446 صفحات پر مشتمل ہے اس میں مقدمہ اور کتاب الایمان کے کچھ حصہ کی شرح کی گئی۔ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے شرح سے پہلے خود ایک تفصیلی مقدمہ جو (مقدمہ فتح الملہم شرح صحیح الامام مسلمؒ) کے نام سے ہے، تحریر کیا۔ اس مقدمہ میں آپؒ نے ان تمام اصطلاحات کی نشاندہی کی جو ایک محدث، استاد، طالب علم اور شرح حدیث کرنے والے کے لیے

---

[1] شیر کوٹی، کمالات عثمانی، 210۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 14۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ضروری ہوتا ہے۔ اس مقدمہ کے عنوانات درج ذیل ہیں:

- الحدیث والخبر والاثر
- علم الحدیث
- المحدث والحافظ
- اشرف علوم الحدیث
- اقسام الحدیث
- المتواتر
- اقسام التواتر
- المشہور والعزیز
- حجیۃ اخبار الاحاد ومنھا الغرائب والافراد
- الافراد والغرائب
- زیادات الثقات
- تعارض الوصل والارسال او الرفع والوقف
- خبر الواحد اذا خالف القیاس ولو کان الراوی غیر معروف بالفقہ
- المتابعات والشواھد
- الحدیث الصحیح
- العدالۃ
- المروءۃ
- الضبط
- الحسن
- المرفوع والموقوف والمقطوع
- افعال النبی ﷺ، تعارض القول والفعل، ترو کہ، تقریرہ وسکوتہ عل فعل وغیرہ
- اقوال الصحابۃ والتابعینؒ، قول الصحابی والتابعی
- الشاذ والمحفوظ المنکر والمعروف
- المحکم ومختلف الحدیث
- وجوہ الترجیح بین الاخبار
- المعلل
- الحدیث الضعیف واقسامہ، حکم الحدیث الضعیف
- المضطرب
- المصحف والمحرف
- المقلوب
- المنقلب
- الموضوع والمتروک والمطروح
- روایۃ المجھول والمستور
- روایات اھل البدع والاھواء
- الجرح والتعدیل
- اقسام تحمل الحدیث وادائہ
- الناسخ والمنسوخ
- المفہوم الموافق والمخالف

toobaa-elibrary.blogspot.com

❖ مراتب الحسن ❖ الفرق بین صحیح و صحیح الاسناد وکذا حسن و حسن الاسناد ❖ المرسل والمنقطع المعضل والمعلق ❖ المرسل الخفی والمدلس ❖ طبقات المدلسین ❖ الحدیث المعنعن	❖ کتابۃ الحدیث وتدوینہ ❖ درجۃ احادیث الصحیحین ❖ طبقات کتب الحدیث ❖ انواع المصنفات فی الحدیث ❖ المدرج

دوسری جلد: یہ 352 صفحات پر مشتمل ہے اس میں کتاب الایمان کے بقیہ ابواب سے کتاب الطھارۃ کے باب الاستنجاء بالماء تک کا ذکر ہے۔ اور آخر میں محتوی یعنی فہرست کو بیان کیا گیا ہے۔

تیسری جلد: یہ 544 صفحات پر مشتمل ہے۔ جو کتاب الطھارۃ کے بقیہ ابواب، کتاب الحیض، کتاب الصلوۃ اور کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ کے باب فضل صلوۃ العشاء و الصبح فی جماعۃ تک ہے۔ اور آخر میں فہرست کو بیان کیا گیا ہے۔

چوتھی جلد: یہ 518 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس جلد میں کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ کو مکمل بیان کیا گیا اور کتاب الصلوۃ المسافرین و قصرھا، کتاب فضائل القرآن وما یتعلق بہ، کتاب الجمعۃ، کتاب صلاۃ العیدین، کتاب صلاۃ الاستسقاء، کتاب صلاۃ الکسوف، کتاب الجنائز، اور آخر میں محتوی یعنی فہرست کو بیان کیا۔

پانچویں جلد: یہ جلد 440 صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب الزکاۃ، کتاب الصیام، کتاب الاعتکاف اور کتاب الحج کے باب صحۃ احرام النفساء واستحباب اغتسالھا للاحرام وکذا الحائض تک ہے۔ آخر میں فہرست کو بیان کیا گیا ہے۔

چھٹی جلد: یہ جلد 470 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں کتاب الحج کے باب بیان وجوہ الاحرام سے آخر تک اور کتاب النکاح مکمل اس میں موجود ہے، آپؒ صرف کتاب النکاح تک ہی شرح لکھ سکے تھے۔ باقی شرح تکملہ فتح الملہم کے نام سے مولانا تقی عثمانیؒ نے تحریر کی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فصل دوم: مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ اور منۃ المنعم کا تعارف

مبحث اول: مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ کے احوال و آثار

مبارک پور اعظم گڑھ کی وہ خوش نصیب سرزمین ہے جس میں بہت ساری عظیم ہستیاں پیدا ہوئیں اور جن سے عالم اسلام نے استفادہ کیا۔ اس مردم خیز زمین میں ایسی ایسی شخصیات پیدا ہوئیں کہ انہوں نے اپنے علم و عمل سے پوری دنیا کو روشن کر دیا اور جہاں جہاں ان کے علم و عمل کی برکات پہنچیں عالم اسلام منور ہوتا چلا گیا۔ انہی شخصیات میں سے ایک شخصیت مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ کی ہے، جن کی دینی و علمی خدمات نے نا صرف مبارکپور کو فیض یاب کیا بلکہ عالم اسلام نے استفادہ کیا۔

نام و نسب

مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوریؒ 6 جون 1942ء کو حسین آباد میں پیدا ہوئے، جو مبارک پور سے ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ کا ایک علمی اور صنعتی قصبہ ہے۔[1] آپ کا شجرہ نسب یہ ہے: "صفی الرحمٰن بن عبد اللہ بن محمد اکبر بن محمد علی بن عبد المؤمن بن فقیر اللہ مبارکپوری اعظمی"۔[2]

آپ کی کنیت ابو ہشام ہے جیسا کہ بعض کتب پر آپ کا نام ابو ہشام الاعظمی لکھا گیا ہے۔[3] جہاں تک آپ کی نسبت کا تعلق ہے تو تین نسبتیں ہیں فیضی، اعظمی اور مبارکپوری۔ ان میں اگرچہ معروف مبارکپوری ہے۔ فیضی اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ مدرسہ فیض مؤناتھ بھنجن کے فارغ التحصیل تھے، مبارکپوری اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ قصبہ مبارکپور کے قریبی علاقہ کے تھے اور اعظمی اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ کا ضلع اعظم گڑھ تھا۔[4]

خاندان پس منظر

آپؒ ایک دینی و علمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے، مولانا عبد الصمد رحمانیؒ ایک جید عالم دین اور آپ کے چچا تھے۔ آپ کے ایک اور چچا محمد یونس حافظ قرآن بھی تھے اور قرب و جوار میں کافی مشہور تھے۔ آپ کا گھرانہ دین داری میں بھی کافی مشہور تھا۔[5] آپ

---

[1] صفی الرحمٰن مبارکپوری، الرحیق المختوم (لاہور: مکتبہ سلفیہ، 1995ء)، 25۔

[2] ایضاً، 25۔

[3] طارق صفی الرحمن، "مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ۔" ماہنامہ نور توحید، نیپال، جنوری-مارچ 2007، 39۔

[4] محمد حنیف مدنی، "مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ۔" ماہنامہ محدث بنارس، 2007، 28۔

[5] ماہنامہ نور توحید، 39۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے والد اگر چہ عالم دین نہ تھے لیکن نماز اور دیگر دینی امور کے نہایت پابند تھے اور اپنی شرافت میں مشہور و معروف تھے۔[1] مولانا عبدالرحمن رحمانیؒ جو آپ کے اساتذہ میں سے ہیں فرماتے ہیں:

"مولانا صفی الرحمن مبارکپوری اپنی بستی کے ایک دین دار، اہل علم اور متوسط خاندان کے فرد تھے۔"[2]

تعلیم وتربیت

مولانا نے اپنی تعلیمی زندگی کا آغاز اپنے گھر سے کیا۔ قران مجید کا کچھ حصہ اپنے دادا اور چچا سے پڑھا اور اپنے گاؤں کے مدرسہ سے تعلیم حاصل کی۔ پھر مبارکپور کے مدرسہ دارالتعلیم میں 1948ء میں داخلہ لیا۔ وہاں سے آپ نے ابتدائی تعلیم کے ساتھ عربی کی بنیادی تعلیم بھی حاصل کی۔ وہاں 6 سال رہ کر پرائمری اور مڈل تک تعلیم مکمل کی، فارسی بھی پڑھی۔ جون 1954ء میں مبارکپور کے مدرسہ احیاء العلوم میں داخلہ لیا اور وہاں نحو، صرف اور عربی قواعد کی کتابیں پڑھیں۔ پھر دو سال بعد مئی 1956ء میں جامعہ اسلامیہ فیض عام میں اعلی تعلیم کے حصول کی غرض سے گئے۔ اس مدرسہ کو اس علاقہ میں ایک اہم دینی درسگاہ کی حیثیت حاصل تھی اور مؤناتھ بھنجن، قصبہ مبارکپور سے 35 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ وہاں آپ نے 5 سالوں تک علمی سلسلہ جاری رکھا اور انتہائی محنت و جانفشانی سے اپنی تعلیم مکمل کی۔ وہاں آپ نے عربی زبان، تفسیر، علوم تفسیر، حدیث، علوم حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ اور منطق کی تعلیم حاصل کی۔ فیض عام سے آپ نے جنوری 1961ء میں فضیلت کی ڈگری حاصل کی۔[3]

مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوریؒ کو باقاعدہ شہادۃ التخریج (یعنی سند تکمیل) دیدی گئی۔ یہ فضیلت فی الشریعہ اور فضیلت فی العلوم کی سند ہے۔ اور تدریس و افتاء کی اجازت پر مشتمل ہے۔ مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوریؒ تمام امتحانات میں امتیازی نمبروں سے کامیابی حاصل ہوتے رہے۔ دوران تعلیم آپ نے الٰہ آباد بورڈ کے امتحانات میں بھی شرکت کی۔ فروری 1959ء میں مولوی اور فروری 1960ء میں عالم کے امتحانات دیئے اور دونوں امتحانات میں فرسٹ ڈویژن سے کامیاب ہوئے۔ پھر ایک طویل عرصے کے بعد مدرسین سے متعلق جدید حالات کے پیش نظر آپ نے فروری 1976ء میں فاضل ادب اور فروری 1978ء

---

[1] جریدۃ ترجمان، دہلی، 16-31 دسمبر 2006، 29۔

[2] ماہنامہ نور توحید، 6۔

[3] رضوان اللہ ریاضی، شیخ صفی الرحمن مبارکپوریؒ یادوں کے سفر میں، (لاہور: مرکز امام بخاری، 2007ء)، 41۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں فاضل دینیات کا امتحان دیا۔ اور دونوں امتحانات میں فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوئے۔[1]

درس و تدریس

جب آپؒ تعلیم سے فارغ ہوئے تو اس وقت آپ کی عمر تقریباً 18 سال تھی فراغت کے بعد آپ نے اپنی دعوت و تبلیغ کا آغاز درس و تدریس سے ہی کیا اور متعدد مدارس میں درس و تدریس کے فرائض سر انجام دیتے رہے جس کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

الہٰ آباد اور ناگپور میں درس و تدریس

1961ء میں تعلیم سے فارغ ہو کر آپ ضلع الہ آباد اور شہر ناگپور میں درس و تدریس اور تقریر و خطابت کے فرائض سر انجام دیتے رہے۔ یہ دعوت و تبلیغ کا سلسلہ 1963ء تک جاری رہا۔[2]

مدرسہ فیض عام

دو سال بعد مارچ 1963ء میں مادر علمی مدرسہ فیض عام کے ناظم اعلیٰ نے آپ کو تدریس کے کام پر مدعو کیا۔[3] وہاں آپ نے دو سال (1963ء تا 1965ء) ہی گذارے۔

جامعہ الرشاد اعظم گڑھ

آپؒ نے یہ ایک سال (1965ء تا 1966ء) جامعہ الرشاد اعظم گڑھ میں تعلیم و تدریس کے فرائض سر انجام دیے۔[4]

جامعہ اثریہ دار الحدیث

1966ء میں جامعہ اثریہ دار الحدیث مؤ کی دعوت پر یہاں مدرس ہو گئے[5]۔ تین سال تک (1966ء تا 1969ء) یہاں تعلیمی فرائض سر انجام دیے۔

---

[1] ریاضی، یادوں کے سفر میں، 41۔

[2] ریاضی، یادوں کے سفر میں، 42؛ ماہنامہ محدث، بنارس، 29۔

[3] ایضاً۔

[4] ایضاً، 43؛ ماہنامہ محدث، بنارس، 29۔

[5] ایضاً، 43؛ ماہنامہ نور توحید، 40۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مدرسہ فیض العلوم سیونی

جامعہ اثریہ دار الحدیث سے استعفی دینے کے کچھ دنوں بعد سیونی کے مدرسہ فیض العلوم نے تدریسی خدمات کے لیے گذارش کی تو آپ 1969ء میں فیض العلوم سیونی منتقل ہو گئے [1] اور مدرسہ کے تمام داخلی و خارجی امور کو بحیثیت نائب ناظم اور صدر مدرس احسن طریقے سے سر انجام دیے۔ اس دوران آپ تقریر و خطابت میں کافی مشہور ہوئے اور سیونی کی جامع مسجد میں آپ کے خطبات ہوا کرتے تھے۔ [2] یہاں تعلیم و تدریس کا سلسلہ (1969ء تا 1972ء) جاری رہا۔

مدرسہ دار التعلیم مبارکپور

مدرسہ دار التعلیم مبارکپور میں 1973ء تا 1974ء تک تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ [3]

جامعہ سلفیہ بنارس

آپ 1961ء تا 1974ء تک مختلف مدارس میں تعلیم و تدریس اور تقریر و خطابت کے فرائض سر انجام دیتے رہے پھر اکتوبر 1974ء میں ہندوستان کے سب سے بڑے ادارہ جامعہ سلفیہ بنارس آ گئے۔ وہاں آپ نے 1988ء تک اپنے علم کے دریا بہائے۔ آپ کے شاگردوں میں شکیل احمد عبد الحفیظ بھی ہیں جنہوں نے جامعہ سلفیہ سے فراغت حاصل کی، مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ کی عظمت و شان کی عکاسی کرتے ہوئے کہتے ہیں:

> "استاذِ گرامی مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوریؒ جب جامعہ سلفیہ بنارس میں پڑھاتے تھے تو سارے اساتذہ میں ان کا ایک عظیم مقام ہوا کرتا تھا۔ کیا اساتذ کرام اور کیا طلبہ، سب ہی ان کی از حد عزت و احترام کیا کرتے تھے۔ مولانا کے ارد گرد طالبانِ علومِ نبوت کا ازدحام ہوتا۔ وہ تشنگی علم بجھانے کے لیے حاضر ہوتے اور آپ ان کی بروقت رہنمائی کیا کرتے تھے۔" [4]

مولانا جب تک جامعہ سلفیہ بنارس میں رہے پوری شان و شوکت کے ساتھ رہے۔ جامعہ سلفیہ میں مولانا نے 14 برس تک قیام کیا اس عرصہ میں مولانا نے اپنے علم و کردار سے پورے طلبہ و اساتذہ کرام کے دلوں میں اپنا ایک منفرد مقام بنا لیا تھا۔ بلکہ

---

[1] ریاضی، یادوں کے سفر میں، 43؛ ماہنامہ نور توحید، 40۔

[2] ایضاً۔

[3] ایضاً۔

[4] ریاضی، یادوں کے سفر میں، 44۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

آپؒ کا طریقہ تدریس بھی کمال کا تھا، مولانا رحمت اللہ سلفیؒ مولانا مرحوم کے شاگرد رہ چکے ہیں، جامعہ سلفیہ میں مولاناؒ کے طریقہ تدریس کے بارے میں لکھتے ہیں:

"دنیا میں پھیلے ہوئے آپ کے فیض یافتگان اس بات کے شاہدِ عدل ہیں کہ آپ کا طریقہ تدریس نہایت دل پذیر وشگفتہ ہوتا۔ جب آپ کلاس میں تشریف لاتے تو طلبہ آپ کی مہارتِ تدریس وکمال لطافت کا خوب خوب مزہ لیتے۔ افہام وتفہیم کا انداز غایت درجہ سہل اور جاذب ہوتا۔ عبارت کی تشریح ایسے منفرد انداز میں کرتے کہ درس کا کوئی گوشہ تشنہ نہ رہتا۔ اگر کوئی طالبعلم سوال کرتا تو خندہ پیشانی سے تشفی بخش جواب دیتے۔"[1]

اس دوران آپ ماہنامہ "محدث بنارس" کے مدیر مسئول اور جامعہ کے تحقیقاتی ادارے بطور محقق کام کرتے رہے۔ آپ انتہائی ذہین وفطین اور گوناگوں ممتاز خوبیوں کے مالک تھے۔ جامعہ سلفیہ میں قدم رکھتے ہی ان کی خوبیوں کے جوہر مزید کھلے اور انہیں پھلنے پھولنے کا موقع مل گیا۔ گویا ان کی ساری صلاحیتوں کو دَمک اور جلا مل گئی اور تمام مسدود راہیں وا ہو گئیں۔[2]

مرکز خدمۃ السنۃ میں مولانا کی خدمات

آپ 1988ء سے 1997ء تک تقریباً 10 سال اس مرکز کی خدمت کرتے رہے اس دوران آپؒ نے درج ذیل امور سر انجام دیے:

- حرمین شریفین کی انسائیکلوپیڈیا کے متعدد خاکوں کو تشکیل دیا۔
- حضرت عائشہؓ کے بارے میں حدیثیں جمع کیں۔
- سیرت نبوی کے خاکے تیار کیے۔
- صحاح ستہ اور مسند احمد میں سے سیرت کی حدیثوں کی فہرست بنائی۔
- رسول اللہ ﷺ کے شجرہ نسب کو آپ کے والدین سے حضرت آدمؑ اور حواؑ تک تیار کیا۔
- البشارۃ بمحمد عند الھندوس اور البشا رات بمحمد عند الفرس کی تالیف کو تکمیلی شکل دی۔

---

[1] ریاضی، یادوں کے سفر میں، 52۔

[2] ڈاکٹر مجیب الرحمن، "سیرت کے شناور مولانا صفی الرحمن مبارکپوری۔" ماہنامہ محدث، لاہور، شمارہ-312 (2007):68۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

- ابن ہشام کی کتاب السیرۃ النبویہ کے لیے آپ نے کمپیوٹر میں رموز ترتیب دیے۔

ان کاموں کے علاوہ آپ نے بہت سارے دوسرے کام بھی سرانجام دیے جیسا کہ مولانا عبد المالک مجاہد (مدیر مکتبہ دارالسلام) بیان کرتے ہیں:

> "آپ مرکز خدمۃ السنۃ والسیرۃ میں بطور ریسرچ فیلو کام کرتے تھے اس دوران فارغ اوقات میں انہوں نے کئی کتابوں کی تالیف اور ترجمہ کا کام کیا۔ صحیح مسلم اور بلوغ المرام کی شروحات لکھیں۔ سب سے اہم کام کتب ستہ کو ایک جلد میں لانے کا کام تھا، مولانا موصوف کو اس کمیٹی کا سربراہ بنایا گیا اور ریکارڈ وقت میں کتب ستہ کا ایسا نسخہ اٹلی سے شائع ہوا جس میں 2772 صفحات ہیں جو کتب ستہ کا معتبر ترین نسخہ ہے۔"[1]

مکتبہ دارالسلام، ریاض

آپ مرکز خدمۃ السنۃ کی خدمت کے بعد مکتبہ دارالسلام ریاض چلے گئے اور خدمت سرانجام دیتے رہے۔ رضوان اللہ ریاضی اپنی تصنیف "شیخ صفی الرحمن مبارکپوریؒ یادوں کے سفر میں" مولانا کے حالات کو قلمبند کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> "دسمبر 1997ء کے خاتمے کے ساتھ مرکز السنۃ سے آپ کا ایگریمنٹ ختم ہو گیا تو اس کے دو ڈھائی ماہ بعد مکتبہ دار السلام ریاض آ گئے اور عمر کے آخری حصے تک اس سے جڑے رہے۔"[2]

علالت و وفات

مولانا مبارکپوریؒ کو 2001ء میں برین ہیمرج کا حملہ ہوا جس سے ان کی صحت خاصی متاثر ہوئی اور آپ تصنیف و تالیف کا کام کرنے کے قابل نہ رہے اور بظاہر ان کی صحت یابی کی اُمید بھی نظر نہیں آتی تھی۔ لیکن اللہ نے اپنا فضل فرمایا اور وہ قدرے صحت یاب ہو کر تھوڑا بہت کام کرنے لگے تھے۔[3] آپ سعودی عرب کے ہسپتال میں زیر علاج رہے مگر مکمل صحت یاب نہ ہو سکے، پھر آپ مبارکپور آ گئے 9 جون 2006ء کو سعودی عرب آنے کے لیے ٹکٹ ریزرو تھا کہ جون کے پہلے ہفتے میں آپ پر پھر فالج کا حملہ ہو گیا اس مرتبہ آپ اس قدر کمزور ہو گئے کہ آپ کا چلنا پھرنا ناممکن ہو گیا۔ آپ بنارس کے ہسپتال زیر علاج

---

[1] ماہنامہ نور توحید، 42-43۔

[2] ریاضی، یادوں کے سفر میں، 425۔

[3] حافظ صلاح الدین یوسف، "آہ مولانا صفی الرحمن مبارکپوری۔" ماہنامہ محدث، لاہور جلد-38، شمارہ-12 (2006): 73۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

رہے مگر صحت بحال نہ ہوئی ،بالآخر رب ذوالجلال کا بلاوا آہی گیا اور 1 دسمبر 2006ء بروز جمعہ دوپہر پونے تین بجے علم و عرفان کا یہ چراغ ہمیشہ کے لیے گل ہو گیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون، آپ کی نماز جنازہ آپ کے فرزند نے پڑھائی اور حسین آباد کے آبائی قبرستان میں دفن کیا گیا۔[1]

مولانا کے اساتذہ و تلامذہ

مولانا مبارکپوریؒ ایک علم دوست شخصیت تھے اور گوناں گو صفات و کمالات کے حامل تھے، آپ نے متعدد علمی شخصیات سے کسب فیض کیا۔ آپ کے اساتذہ کی لمبی فہرست ہے لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے چند ممتاز اساتذہ و تلامذہ کا تذکرہ کیا جائے آپ کے اساتذہ میں چند معروف علمائے کرام یہ ہیں:

مولانا عبداللہ شائق	مولانا شبیر رحمانی مبارکپوری
مولانا عبدالمعید بنارسی	مولانا عبدالرحمن مئوی
حضرت مولانا شمس الحق سلفی	علامہ نذیر احمد رحمانی
مفتی حبیب الرحمٰن فیضی[2]	

صاحب مرعاۃ المفاتیح شیخ الحدیث عبیداللہ رحمانی(م1414ھ)سے آپ نے سند اجازہ لیا تھا۔مولانا شمس الحق سلفی اور مفتی حبیب الرحمٰن فیضی سے بھی آپ نے سند اجازہ حاصل لیا تھا۔[3]

تلامذہ

مولانا مرحوم سے کسب فیض کرنے والے ان کے شاگردوں کی تعداد بے شمار ہے۔ان کی فہرست اتنی لمبی ہے کہ صرف شمار ہی مشکل ہے۔ اور اگر ان کے روحانی شاگردوں کا شمار کیا جائے تو یہ ناممکن ہے۔ مولانا مرحوم کے شاگردوں میں جو معروف ہیں ان میں چند کے نام درج ذیل ہیں:

---

[1] ریاضی، یادوں کے سفر میں،126۔

[2] ماہنامہ محدث بنارس،25۔

[3] ریاضی، یادوں کے سفر میں،41۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

1. شیخ ابو المکرم عبد الجلیل سلفیؒ (سابق موظف وکالۃ المطبوعات بالوزارۃ، ریاض)
2. شیخ عبد السلام سلفی (امیر صوبائی جمعیت اہلحدیث ممبئ)
3. شیخ اصغر علی امام مہدی سلفی (ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)
4. مولانا صلاح الدین مقبول احمد (جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی کویت)
5. شیخ کفایت اللہ سلفیؒ (سابق استاذ جامعہ ریاض العلوم دہلی)
6. شیخ عبد المبین بن صالح سلفی (سابق استاذ بخاری جامعہ ریاض العلوم دہلی)
7. شیخ عزیر شمس (معروف محقق، مکہ مکرمہ)
8. ڈاکٹر رحمت اللہ سلفی (استاذ جامعہ امام ابن تیمیہ بہار)
9. شیخ حمید اللہ بن انعام سلفیؒ (ناظم المرکز الاسلامی ممبرہ کمیٹی)
10. شیخ محمد ارشد مدنی (نائب رئیس جامعہ امام ابن تیمیہ بہار)
11. سعید میسور بن محمد الیاس مدنی (مدرس جامعہ سلفیہ بنارس)
12. مولانا جنید مکی بنارسی (جمعیت شبان اہلحدیث بنارس)
13. شکیل احمد سلفی (باحث مکتبہ دار السلام، ریاض)
14. رضاء اللہ عبد الکریم مدنی (مدیر جریدہ ترجمان، دہلی)
15. مولانا ابو القاسم عبد العظیم مدنی (مدرس جامعہ فیض عام مؤ، یوپی)
16. مولانا نیاز احمد ریاض احمد فیضی (مدرسہ منظر العلوم پرسہ، مغربی چمپارن، بہار)
17. محمد یونس بن عبد المتین مدنی (شیخ الجامعہ سلفیہ بنارس)
18. شبیر احمد بن ابو الحسن مدنی (ناظم ندوۃ السنۃ، اٹوا بازار، سدھارتھ نگر، یوپی)
19. عبد الاول بن عبد الرحمٰن (پرنسپل جامعہ رحمانیہ بنارس)
20. حافظ عبد البر بن عبد الرب فیضی (مدرس مدرسہ شرفیہ رفیع گنج، گیا)
21. مولانا شہاب اللہ مدنی (شارجہ)
22. مولانا ابو رضوان محمدی (مدیر ثانویہ واستاذ جامعہ محمدیہ منصورہ ملیگاؤں)

toobaa-elibrary.blogspot.com

23. ڈاکٹر اقبال احمد بسکوہری (رئیس قسم السنۃ جامعہ محمدیہ مالیگاؤں)

24. مولانا عبد القیوم محمد شفیع بستوی (شارجہ، امارت)

25. مولانا عبد اللہ سعود (ناظم اعلیٰ جامعہ سلفیہ بنارس)

26. ڈاکٹر بدر الزماں نیپالی (رئیس جامعۃ التوحید، بجوا، نیپال)

27. عبد الواحد بن عبد القدوس مدنی (ناظم اعلیٰ صفا شریعت کالج، سدھارتھ نگر)

28. مولانا شمیم احمد خلیل (نزیل قطر، رئیس ندوۃ السنۃ، اٹوبازار)

29. علی حسین بن علی جان سلفی (مدرس جامعہ سلفیہ، بنارس)

30. عزیز الرحمٰن بن عبد اللہ سلفی (ریاض، سعودی عرب)

31. عبد المنان بن عبد الحنان (وکیل الجامعہ سراج العلوم جھنڈانگر، و مدیر ماہنامہ السراج)

32. محمد ابراہیم بن حفظ الرحمٰن مدنی (مدرس ندوۃ السنۃ، اٹوابازار، سدھارتھ نگر، یوپی)

33. محمد حنیف بن عبد الرشید مدنی (مدرس جامعہ سلفیہ، بنارس)

34. حافظ محمد طاہر حنیف سلفی (داعی مرکز الدعوۃ والارشاد بطحاء ریاض)

35. محمد بن عبد القیوم مدنی (مدرس جامعہ سلفیہ بنارس)

36. ڈاکٹر حافظ نصر اللہ فیضی (مدرس جامعہ رحمانیہ بنارس)

37. عبد اللہ بن عبد التواب مدنی جھنڈانگری (ناظم اعلیٰ مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ، نیپال)[1]

ان کے علاوہ بھی بہت سارے معروف لوگ ہیں جنھوں نے مولانا سے شرف تلمذ حاصل کیا ہے اور جو مختلف میدان میں نمایاں کام انجام دے رہے ہیں۔

تبلیغی و اصلاحی دورے

مولانا مبارکپوریؒ دعوت و تبلیغ کے میدان میں شروع ہی سے بہت سرگرم تھے۔ تعلیم سے فراغت کے فوری بعد آپ نے تدریسی و دعوتی خدمات میں اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ دعوت و تبلیغ کے لیے ملک اور بیرون ملک کے دورے کیے اور ان

[1] ریاضی، یادوں کے سفر میں، 128۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

دوروں میں آپ نے امریکہ، برطانیہ، پاکستان اور حجاز وغیرہ کا سفر کیا۔

دورہ امریکہ

1982ء/1983ء میں رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ نے مولانا مرحوم کو امریکہ میں سیرت نبوی ﷺ کے موضوع پر منعقد ہونے والی بین الاقوامی کانفرنس میں اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا تھا۔ اس وقت مولانا جامعہ سلفیہ بنارس میں ہی تھے۔ مولانا نے رابطہ کی طرف سے امریکہ کی اس کانفرنس میں شرکت کی اور اپنے موضوع کا حق اچھی طرح سے ادا کیا۔ نیز رابطہ نے جن توقعات کے پیش نظر مولانا کا انتخاب کیا تھا، مولانا ان کی توقعات پر پورا اترے۔ آپ کے اس دورہ امریکہ کے بارے میں پروفیسر مجیب الرحمن لکھتے ہیں:

> "امریکہ کی ریاست کیلی فورنیا میں یہ پُر شکوہ کانفرنس منعقد ہو رہی تھی۔ رابطہ کے عزت مآب جنرل سیکرٹری نے آپ کو اس میں تقریر کرنے اور مقالہ پڑھنے کا موضوع بھی بتا دیا تھا۔ اس سدا بہار عنوان کا نام تھا: "سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہماری زندگی میں اس کے تقاضے" امریکی ریاست کیلی فورنیا کے شہر آرینج کاؤنٹی میں واقع سیمینار گاہ میں پہنچ کر مولانا موصوف نے جب تقریر شروع کی اور مقالہ پڑھا تو وہ واقعی بڑا ہی موثر، مدلل اور فکر انگیز تھا۔ سیمینار گاہ میں سب سے پہلے مولانا موصوف کی ملاقات وزیارت جس شخصیت سے ہوئی تھی، اس کا نام تھا پروفیسر ڈاکٹر احمد حسین صغیر۔ مولانا موصوف کی طرح اُن کی تقریر بھی بہت پُر جوش، بامقصد اور ولولہ انگیز تھی"[1]

دورہ پاکستان

مولانا مرحوم نے جس طرح ہندوستانی مسلمانوں کو اپنے علم سے استفادہ کرنے کا موقع دیا اسی طرح دوسرے ممالک کے مسلمان بھی آپ کی معلومات سے بہت زیادہ مستفید ہوئے، آپ کا دورہ پاکستان دسمبر 1985ء کو ہوا۔ جہاں پاکستانی مسلمانوں نے آپ کی بے حد عزت وتوقیر کی اور ثابت کر دیا کہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان پائے جانے والے نظریاتی اختلافات کے باوجود ہم عقیدتاً پوری دنیا میں ایک ہی منزل کے راہی ہیں اور ہم جہاں بھی ہیں اپنے عقیدے پر اتحاد کے سبب تمام فروعی اور نظریاتی اختلافات سے بالاتر ہو کر ایک مسلمان ہیں۔[2] اسی طرح آپ کے اعزاز میں دار الدعوۃ السلفیہ میں

---

[1] مجیب الرحمن، سیرت کے شناور، 72۔

[2] ریاضی، یادوں کے سفر میں، 102۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

استقبالیہ دیا گیا جس میں مبارک پور کے معروف علماء کا تذکرہ ہوا پھر آپ کی سیرت پر علمی کاوش "الرحیق المختوم" پر گفتگو ہوئی اور آپ کی تدریسی خدمات ادارۃ البحوث الاسلامیہ میں جدوجہد کے بارے میں بتایا گیا۔[1]

دورہ حجاز (سعودی عرب)

جامعہ سلفیہ بنارس میں تیرہ، چودہ سال درس و تدریس کے فرائض سرانجام دینے کے بعد آپ کا تبلیغی دورہ بدستور جاری رہا۔ دینی پروگراموں میں جہاں کہیں سے بھی آپ کو دعوت ملتی، وہاں جاتے اور عوام الناس سے خطاب فرماتے۔ 1988ء میں جب آپ ہندوستان سے مرکز خدمۃ السنۃ مدینہ سعودی عرب میں چلے آئے تو یہاں بھی آپ نے دعوتی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران بعض مکاتب نے اپنے دعوتی پروگراموں میں مولانا کو بحیثیت مقرر مدعو کیا۔ مولانا نے ان کی دعوت قبول فرمائی اور ان کے پروگراموں میں شریک ہو کر تارکین وطن بھائیوں کے سامنے خطاب فرمایا۔ آپ کا خطاب انتہائی جامع اور مواد سے لبریز تھا۔ 1997ء میں مولانا مرحوم جب مرکز خدمۃ السنۃ مدینہ سعودی عرب سے مکتبہ ریاض میں گئے تو یہاں بھی آپ نے دعوت و تبلیغ سے خود کو مربوط رکھا اور جہاں بھی دینی پروگراموں میں شرکت کی دعوت دی گئی، تشریف لے گئے، اور اپنے مخصوص انداز میں سامعین کے سامنے تقریر کی۔[2]

دورہ برطانیہ

برطانیہ کے لیے بھی مولانا کا دعوتی دورہ ہوا تھا۔ وہاں جماعت اہل حدیث نے 2000ء میں شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کانفرس منعقد کی جس میں دنیا بھر سے نامور علماء کو دعوت دی گئی، آپ نے اس میں شرکت کی۔[3] اس دورہ کے بارے میں رضوان اللہ ریاضی آپ کی دائری سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "اس سفر میں ایک دلچسپ بات یہ تھی کہ برطانیہ پہنچنے کے بعد مولانا نے اپنے گھر ایک خط لکھا تھا۔ جب مولانا برطانیہ سے ہندوستان پہنچے تب کہیں جا کر ان کا بھیجا ہوا خط موصول ہوا۔ اس وقت فون کا استعمال کچھ کم تھا۔"[4]

---

[1] ماہنامہ محدث لاہور، جولائی 2007، 71؛ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو (ہفت روزہ الاعتصام لاہور، 20 دسمبر 1985)۔

[2] ریاضی، یادوں کے سفر میں، 100۔

[3] ماہنامہ نور توحید، 32۔

[4] ریاضی، یادوں کے سفر میں، 103۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مولانا مرحوم نے خلیجی ممالک کے بھی کئی دفعہ دعوتی و تبلیغی دورے کیے اور اپنے علم و فضل سے وہاں کے مسلمانوں کو مستفید ہونے کا موقع دیا۔ کانفرس کے بعد برطانیہ کے مختلف شہروں میں آپ کے دروس کا اہتمام کیا گیا اور آپ نے کئی مقامات پر دروس و خطبات دیے۔[1]

مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوریؒ کی تصنیفی و تالیفی خدمات

مولانا مبارکپوریؒ نے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کے میدان میں گراں قدر خدمات سر انجام دیں۔ آپ نے ماہنامہ محدث بنارس اور ماہنامہ محدث لاہور اور دیگر کئی مجلات میں بہت سارے مضامین و مقالات، عربی، اردو شروحات اور سیرت پر بے شمار کتب تصنیف کیں، آپ بیک وقت محدث، مفسر اور خاص طور پر سیرت نگار بھی تھے، آپ کے شخصیت "الرحیق المختوم" کی وجہ سے بطور سیرت نگار ابھر کر سامنے آتی ہے ذیل میں آپ کی تصانیف کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے:

الرحیق المختوم

مصنف : مولانا صفی الرحمن مبارکپوری

ناشر : وزارۃ الاوقاف، قطر، دار احیاء التراث العربی، المکتبۃ السلفیہ (اردو)[2]

الرحیق المختوم کو موتمر اسلامی کے تحت 1979ء میں ہونے والے عالمی مقابلے میں پہلا انعام ملا۔ یہ کتاب سیرت رسول ﷺ کے موضوع پر بہترین علمی شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے بیسویں صدی کے نصف آخر میں یہ کتاب جس مقبولیت پر پہنچی شاید بعض کتب جیسے "سیرت النبی ﷺ از شبلی نعمانیؒ اور سید سلیمان ندویؒ" اور "رحمۃ اللعالمین از قاضی سلیمان منصور پوریؒ" کے علاوہ کسی اور کے حصہ میں نہیں آئی۔ ڈاکٹر عبد اللہ عمر نصیف[3] لکھتے ہیں:

> "یہ کتاب الرحیق المختوم اپنے فاضل مولف شیخ صفی الرحمن مبارک پوری کی ایک خوشگوار کوشش اور قابل قدر کارنامہ ہے جسے موصوف نے رابطہ عالم اسلامی کے منعقد کردہ سیرت نویسی 1396ھ کی دعوت عام پر لبیک کہتے ہوئے انجام دیا اور پہلے انعام سے سرفراز ہوئے اس کتاب کو لوگوں میں

---

[1] ماہنامہ نور توحید، 33۔

[2] دیگر کئی مکتبہ جات سے طبع ہو چکی ہے۔

[3] سیکرٹری جنرل رابطہ عالم اسلامی، مکۃ المکرمہ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

زبردست پذیرائی ہوئی اور یہ ان کی مدح وستائش کا مرکز بن گئی"[1]

اور "الرحیق المختوم" کے تعارف میں مولانا مرحوم خود بیان کرتے ہیں:

"یہ بڑی مسرت اور شادمانی کی بات ہے کہ ربیع الاول 1396ھ میں پاکستان کے اندر منعقدہ سیرت کانفرنس کے اختتام پر رابطہ عالم اسلامی نے سیرت کے موضوع پر مقالہ نویسی کا ایک عالمی مقابلہ منعقد کرنے کا اعلان کیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ اہل قلم میں ایک طرح کی امنگ اور ان کی فکری کاوشوں میں ایک طرح کی ہم آہنگی پیدا ہو، میرے خیال میں یہ بڑا مبارک قدم ہے۔ ایک چھوٹی سی بات اپنی اس کتاب کے انداز تحریر کے متعلق بھی عرض کرنے کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ میں نے کتاب لکھنے سے پہلے ہی یہ بات طے کر لی تھی کہ اسے بار خاطر بن جانے والے طول اور ادائیگی مقصود سے قاصر رہ جانے والے اختصار دونوں سے بچتے ہوئے متوسط درجے کی ضخامت میں کروں گا۔ لیکن جب کتب سیرت پر نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ واقعات کی ترتیب اور جزئیات کی تفصیل میں بڑا اختلاف ہے۔ اس لیے میں نے فیصلہ کیا کہ جہاں جہاں ایسی صورت پیش آئے وہاں بحث کے ہر پہلو پر نظر دوڑا کر اور بھرپور تحقیق کر کے جو نتیجہ اخذ کروں اسے اصل کتاب میں درج کر دوں۔ اور دلائل و شواہد کی تفصیلات اور ترجیح کے اسباب کا ذکر نہ کروں۔ ورنہ کتاب غیر مطلوب حد تک طویل ہو جائے گی۔ البتہ جہاں یہ اندیشہ ہو کہ میری تحقیق قارئین کے لیے حیرت واستعجاب کا باعث بنے گی، یا جن واقعات کے سلسلے میں عام اہل قلم نے کوئی ایسی تصویر پیش کی ہو جو میرے نقطہ نظر سے صحیح نہ ہو وہاں دلائل کی طرف بھی اشارہ کر دوں۔"[2]

مولانا مبارکپوریؒ کی اس کتاب کی مقبولیت جس قدر عربی زبان میں ہوئی اسی طرح دنیا کی دوسری زبانوں میں بھی ہوئی بلکہ عربی زبان میں الرحیق المختوم کے سینکڑوں ایڈیشن چھپ چکے ہیں اردو زبان میں اس کا پہلا ایڈیشن 1988ء کو منظر عام پر آیا اردو زبان میں اس کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ صرف المکتبہ السلفیہ 1988ء سے 2006ء تک اس کے 50 سے زائد ایڈیشن

---

[1] صفی الرحمن مبارکپوری، الرحیق المختوم (لاہور: مکتبہ سلفیہ، 2002ء)، 17۔

[2] مبارکپوری، الرحیق المختوم، 31-32۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

شائع کر چکا تھا۔[1]

روضۃ الانوار فی سیرۃ النبی المختار

مصنف : مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ

ناشر : دارالسلام ریاض

سن اشاعت : 1996ء

الرحیق المختوم کی تصنیف کے بعد مولانا مرحوم نے اس کا اختصار "روضۃ الانوار فی سیرۃ النبی المختار" کی صورت میں لکھا اس کا اردو ترجمہ "تجلیات نبوت" کے نام سے کیا۔ یہ کتاب ابتدائی طلاب کے لیے ہے اور اس میں روایات کی صحت و واقعات کی ترتیب کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ مولانا عبد المالک مجاہد لکھتے ہیں:

> "میں نے مولانا سے درخواست کی کہ عربی زبان میں نوجوانوں اور بطور خاص میٹرک کے طلبہ کے لیے ایک مختصر مگر جامع کتاب سیرت رسول ﷺ لکھیں تو میری التماس کو شرف قبولیت بخشا اور تھوڑے ہی عرصہ بعد روضۃ الانوار فی سیرۃ النبی المختار کے نام سے کتاب کا مسودہ میرے حوالے کر دیا"[2]

محمد ہندو کتابوں میں

مصنف : مولانا صفی الرحمن مبارکپوری

ناشر : دارالاندلس، چوبرجی

سن اشاعت : س ن

یہ کتاب اصل میں عربی زبان میں ہے جس کا نام" البشارات بمحمدﷺ فی کتب الھند" ہے۔ مولانا مرحوم نے اس کا اردو ترجمہ "محمد ﷺ ہندو کتابوں میں" کے نام سے کیا۔ اس کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی بشارتوں کا ذکر دیگر مذاہب کی کتابوں سے لکھا گیا ہے۔ مولانا مبارکپوری خود اس کی وجہ تصنیف بیان کرتے ہیں:

> "غیر مسلم کتابوں میں پائی جانے والی بشارتوں کی عربی ترتیب و تدوین کا کام شروع کیا تو نگاہ انتخاب ان ادیان پر پڑی جن سے عربی حضرات صرف ناواقف ہی نہیں بلکہ ان کی کتابیں پڑھنے

---

[1] رضوان اللہ، یادوں کے سفر میں، 68۔

[2] صفی الرحمن مبارکپوری، تجلیات نبوت (لاہور: دارالسلام، 1997ء)، 28۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے بالعموم عاجز ہیں۔ چنانچہ بدھ مت، ہندو مت اور پارسی کتب سے یہ بشارتیں اور پیشن گوئیاں لی گئیں"[1]

اتحاف الکرام شرح بلوغ المرام

مصنف : مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ

ناشر : دارالسلام، ریاض

سن اشاعت : 1997ء

بلوغ المرام حافظ ابن حجرؒ کی تصنیف ہے جو کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے اس کی بہت ساری شہرہ آفاق شروحات لکھی گئی جو عربی اور اردو زبانوں میں ہے۔ اتحاف الکرام کے نام سے عربی زبان میں مولانا نے بلوغ المرام کی شرح کی اور بعد میں خود ہی اس کا اردو ترجمہ شروع کیا تھا جو بعد میں مکمل کیا گیا۔ مولانا اس شرح کے بارے میں خود بیان کرتے ہیں:

"اس میں قدیم وجدید انداز، معروف ومشہور شروح کے التزام کے ساتھ معانی کی تفہیم اور خاص طریقے سے ان کی تسہیل کے پہلو کو مد نظر رکھا گیا۔ میں نے اللہ تعالی سے توفیق مانگتے ہوئے اس امید پر کہ اللہ تعالی اس دنیا اور آخرت میں میرے اور اہل علم کے لیے مفید اور نافع بنائے گا اس عمل عظیم کو شروع کیا"[2]

انکار حدیث۔۔۔ حق یا باطل

مصنف : مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ

ناشر : مکتبہ سلفیہ، بنارس

سن اشاعت : 1973ء

یہ اصل میں مولانا کا ایک مضمون تھا جو انکار حدیث کے فتنہ کے سر اٹھانے کے وجہ سے تالیف کیا تھا۔ جس میں حجیت حدیث کی وضاحت کی اور بعض لوگوں کے اعتراضات کا جائزہ پیش کیا گیا اس میں مولانا نے 6 سوال کیے اور پھر ان کے جوابات بھی خود تحریر کیے۔ ان لوگوں سے بحث ومباحثہ کے بعد یہ فتنہ دم توڑ گیا مگر کچھ عرصہ بعد ہندوستان اور پاکستان کے مختلف علاقوں

---

[1] صفی الرحمن مبارکپوری، محمد ﷺ ہندو کتابوں میں (لاہور: دارالاندلس، س ن)، 10۔

[2] مبارکپوری، اتحاف الکرام (اردو) (لاہور: دارالسلام، 1997ء)، 17۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں اسکی اشاعت کا مطالبہ ہوا تو مولانا نے اس مضمون کو پریس کے حوالے کر دیا، ماہنامہ محدث مئی 2002 میں یہ مضمون چھپ چکا ہے اور اس کے علاوہ تنظیم الدعوۃ الی القرآن والسنۃ، راولپنڈی سے یہ کتاب کی صورت میں چھپ چکا ہے۔[1]

بھجۃ النظر فی مصطلح اھل الاثر

مصنف : مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ

ناشر : مکتبہ سلفیہ، بنارس

سن اشاعت : 1976ء

یہ رسالہ آپ کا تصنیف کردہ ہے اس میں اصطلاحات حدیث کو نہایت مختصر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ بنیادی طور پر یہ رسالہ آپ نے مدارس کے طلبہ کے لیے تصنیف کیا۔ اس رسالہ کا اسلوب آسان وعام فہم ہے۔ مشکل تراکیب وکلمات سے اجتناب کیا گیا ہے تاکہ اصطلاحات حدیث کی بنیادی تعریفات طلبہ میں راسخ ہو سکے۔[2]

الاحزاب السیاسیۃ فی الاسلام

مصنف : مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ

ناشر : جامعہ سلفیہ، بنارس (1986ء)؛ دار السبیل المومنین، قاہرہ (2012)

سن اشاعت : 1986ء ؛ 2012

یہ کتاب آپ نے رابطۃ الجامعات العربیہ کی فرمائش پر لکھی تھی اس کتاب میں موجودہ دور کے بے شمار نظام (سرمایہ داری، سیکولرزم، جمہوریت اور آمریت) وغیرہ کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ اور تمام مذکورہ نظام کو بتا کر اعتدال کی راہ دکھائی ہے۔ ان نظاموں کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں واضح کیا۔[3]

ابراز الحق والصواب فی مسالۃ السفور والحجاب

مصنف : مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ

ناشر : دار الطحاوی، ریاض؛ حدیث اکیڈمی، فیصل آباد

---

[1] صفی الرحمن مبارکپوری، انکار حدیث حق یا باطل (راولپنڈی: الدعوۃ الی القرآن والسنۃ، س ن)، 7۔

[2] مبارکپوری، بھجۃ النظر فی مصطلح اھل الاثر (بنارس: جامعہ سلفیہ، 1976ء)، 3۔

[3] مبارکپوری، الاحزاب السیاسیہ فی الاسلام (قاہرہ: دار سبیل المومنین، 2012ء)، 6۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

سن اشاعت : 1991ء

مولانا نے یہ کتاب ڈاکٹر تقی الدین ھلالی کے ایک رسالہ کے جواب میں لکھی جس میں محترم تقی الدین نے چہرہ، ہتھیلیاں وغیرہ کا پردہ نہ ہونے پر مختلف دلائل دیے گئے مولانا مبارکپوریؒ فرماتے ہیں:

"ڈاکٹر تقی الدین نے اپنے رسالے میں عجیب وغریب استدلال کیے تھے لہذا مجھے خیال آیا کہ ان کے دلائل کا جائزہ لیا جائے اور مناقشہ و محاکمہ کیا جائے اور ڈاکٹر موصوف کے دلائل کے جوابات دیے جائیں"[1]

رزم حق وباطل

مصنف : مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ

ناشر : مکتبہ ترجمان، دہلی؛ مکتبہ اثریہ، شنکر نگر بلرام

سن اشاعت : 2005ء

اصل میں یہ کتاب ایک مناظرہ ہے جو کہ مولانا موصوف اور مخالف فریق مولانا ضیاء المصطفی کے درمیان موضع بجرڈیہہ بنارس میں 14 جولائی 1978 کو ہوا۔ اس میں اہل قبور انبیاء، اولیاء پیروں وغیرہ کے وسیلہ، غیر مقلدین وغیرہ پر بحث ہوئی۔[2]

قرآن مجید اور عذاب قبر

مصنف : مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ

ناشر : مکتبہ اشاعت حدیث، دہلی؛ مکتبہ السنۃ، کراچی

سن اشاعت : 1984ء؛2002

یہ کتاب پہلی مرتبہ مکتبہ اشاعت حدیث دہلی سے 1984ء میں اور پاکستان میں پہلی مرتبہ مکتبہ السنۃ کراچی کے زیر تحت 2002ء میں طبع ہوئی اس کتاب میں مولانا موصوف قرآن مجید کی آیات سے عذاب قبر کا ثبوت دیا ہے۔[3]

---

[1] صفی الرحمن مبارکپوری، ابراز الحق والصواب فی مسالۃ السفور والحجاب (ریاض: دار الطحاوی، 1991ء)، 13۔

[2] مبارکپوری، رزم حق وباطل (دہلی: مکتبہ ترجمان، 2005ء)، 6-7۔

[3] مبارکپوری، قرآن مجید اور عذاب قبر (کراچی: مکتبہ السنہ، 2002ء)، 2، 16۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

قادیانیت اپنے آئینے میں

مصنف : مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ

ناشر : مکتبہ اسلامیہ، لاہور

سن اشاعت : 2004ء

مولانا کی یہ تصنیف بھی باقی تصانیف کی طرح معرکۃ الآراء تصنیف ہے یہ قادیانیت کے موضوع پر ایک دستاویزی حیثیت رکھتی ہے۔ چنانچہ اس تصنیف کے بارے میں خود مولانا رقمطراز ہیں:

> " میں نے جب از سر نو اس کام کا باقاعدہ آغاز کیا اس وقت ارادہ تھا کہ ابتدائے کتاب میں قادیانیت کے متعلق ایک جامع اور مختصر تعارف کے طور پر چند صفحات کا ایک نوٹ شامل کر دیا جائے لیکن جب اس مقصد کے لیے میں نے موافق و مخالف مصادر و ماخذ کھنگالنے شروع کیے تو ایسے ایسے حقائق سامنے آئے کہ میں خود دنگ رہ گیا اور میں نے محسوس کیا کہ قادیانیت کی تردید اور اس کے مکروہ چہرے اور گھناؤنے عزائم کو بے نقاب کرنے کے سلسلے میں لمبے چوڑے استدلالات کی زحمت اٹھانے کی بجائے صرف اتنی اسی بات کافی ہو گی کہ خود ان ہی کے آئینہ میں ان کا چہرہ دکھلا دیا جائے "[1]

فتنہ قادیانیت اور مولانا ثناء اللہ امر تسری

مصنف : مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ

ناشر : مکتبہ محمدیہ، لاہور

سن اشاعت : 2007ء

اس کتاب میں مولانا ثناء اللہ امر تسریؒ کے حالات زندگی کو تفصیلا بیان کیا ہے اور فتنہ قادیانیت کے بارے میں مولانا ثناء اللہ امر تسریؒ کی خدمات جلیلہ کو بیان کیا گیا ہے۔ اور تحریک رد قادیانیت کے اثرات و نتائج بھی بیان کیے گئے ہیں۔ مولانا مبارکپوریؒ اس کتاب کے تعارف میں بیان کرتے ہیں کہ اس میں مولانا امر تسری کے ان کارناموں کا ذکر ہے جو تحریک

---

[1] صفی الرحمن مبارکپوری، قادیانیت اپنے آئینے میں (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2004ء)، 11۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

قادیانیت کے ردو ابطال کے نتیجہ میں آپ نے انجام دی تھی۔[1]

"ڈاکٹر تقی الدین نے اپنے رسالے میں عجیب و غریب استدلال کیے تھے لہذا مجھے خیال آیا کہ ان کے دلائل کا جائزہ لیا جائے اور مناقشہ و محاکمہ کیا جائے اور ڈاکٹر موصوف کے دلائل کے جوابات دیے جائیں"[2]

تاریخ آل سعود

مصنف : مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ

ناشر : مکتبہ سلفیہ، بنارس

سن اشاعت : 1972ء[3]

اس میں آل سعود کی تاریخ، ملک عبد العزیز، ملک سعود اور شاہ فیصل کے احوال اور انکی خدمات کو مختصر انداز میں بیان کیا گیاہے۔

شب وروز کے اذکار

مصنف : مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ

ناشر : مکتبہ نعیمیہ، یوپی ہند

سن اشاعت : 1973ء

اس میں شب و روز کے اذکار کو ترتیب سے بیان کیا گیاہے جیسے کھانے کے بعد، کھانے سے پہلے، نیا کپڑا پہنتے وقت، آداب مساجد، گھر داخل ہونے کی دعا وغیرہ۔[4]

منۃ المنعم فی شرح صحیح مسلم

مصنف : مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ

---

[1] مبارکپوری، فتنہ قادیانیت اور مولانا ثناء اللہ امرتسری (لاہور: مکتبہ محمدیہ، 2007ء)، 39۔

[2] مبارکپوری، ابراز الحق والصواب فی مسالۃ السفور والحجاب (ریاض: دار الطحاوی، 1991ء)، 13۔

[3] صفی الرحمن مبارکپوری، تاریخ آل سعود (بنارس: مکتبہ سلفیہ، 1972ء)۔

[4] مبارکپوری، شب وروز کے اذکار (یوپی: مکتبہ نعیمیہ، 1973ء)۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ناشر : دار السلام، ریاض

سن اشاعت : 1999ء

یہ الجامع الصحیح لمسلمؒ کی عربی میں شرح ہے۔ جو 4 جلدوں میں شائع ہوئی اگلی فصل میں اس کا تفصیلی تعارف، منہج و اسلوب پیش کیا جائے گا۔ مقالہ نگار نے منۃ المنعم کے مناہج اور اسلوب پر کام کیا ہے۔

اس کے علاوہ درج ذیل کتب کا ترجمہ بھی کیا:

شفاء الصدور فی الرد علی الجواب المشکور

مصنف : محمد بن ابراہیم بن عبد اللطیف آل شیخ

مترجم : مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ

ناشر : دار السلام، ریاض

سن اشاعت : 2008ء

یہ عربی کی کتاب ہے جس کا ترجمہ مولانا موصوف نے "قبے اور مزارات کی تعمیر، ایک شرعی جائزہ" کے نام سے اردو ترجمہ کیا۔ حجاز میں بقیع اور معلاۃ کے قبرستانوں میں بنے ہوئے قبوں اور مزارات کو جب زمین بوس کیا گیا تو اس وقت کئی لوگوں بشمول علماء نے شور و غل کیا یہاں تک کہ حجاز کی کانفرس میں مطالبہ کیا گیا کہ مزارات کو دوبارہ تعمیر کیا جائے۔ اس پر ملک عبد العزیز نے ایک تاریخی جملہ کہا کہ اگر شریعت میں ان کے جواز کا ثبوت ہو تو میں انہیں سونے اور چاندی سے تعمیر کرنے کو تیار ہوں اس پر ان لوگوں کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ پھر جب سعود بن عبد العزیز کا دور آیا تو دوبارہ مطالبہ کیا گیا تو اس وقت مولانا عبد الحامد بدیوانی[1] نے یہ رسالہ تحریر کیا۔[2]

اہل تصوف کی کارستانیاں

مصنف : الشیخ عبد الرحمان عبد الخالق

مترجم : مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ

ناشر : تنظیم الدعوۃ الی القرآن والسنۃ۔ راولپنڈی

---

[1] اُس وقت جمعیۃ الدعوۃ الاسلامیہ پاکستان کے صدر تھے۔

[2] محمد بن ابراہیم، شفاء الصدور فی الرد علی الجواب المشکور، ترجمہ۔ صفی الرحمن مبارکپوری (ریاض: دار السلام، 2008ء)، 8۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

سن اشاعت : 2008ء

شیخ عبد الرحمان نے الفکر الصوفی کے نام سے صوفیاء کے باطل افکار و نظریات کی تردید کرتے ہوئے یہ کتاب تصنیف کی چونکہ یہ کافی ضخیم تھی اس لیے اس کو مختصر انداز میں تحریر کیا اور اس کا ترجمہ مولانا صفی الرحمن مبارکپوری نے کیا۔[1]

تذکرہ شیخ الاسلام محمد بن عبد الوھاب

مصنف : شیخ احمد بن حجر بن محمد آل بوطامی

مترجم : مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ

ناشر : مکتبہ سلفیہ، بنارس

سن اشاعت : 1983ء

زیر نظر کتاب شیخ محمد بن عبد الوہاب کی سیرت و سوانح، اصلاحی مساعی، تجدیدی کارناموں پر مشتمل ہے۔ اسے قاضی شیخ احمد بن حجر نے مرتب کیا۔ اصل کتاب عربی میں پہلی مرتبہ قاہرہ، مصر سے طبع ہوئی اور دوسری مرتبہ ریاض، سعودی عرب سے طبع ہوئی۔ اس ایڈیشن میں شیخ عبد العزیز بن باز کی نظر ثانی، تصحیح اور مقدمے کے ساتھ شائع ہوا اور اردو ترجمہ کا شرف مولانا صفی الرحمن مبارکپوری کو حاصل ہوا۔[2]

عیسائیت۔۔۔؟

مصنف : شیخ رحمت اللہ بن خلیل الرحمن کیرانویؒ

مترجم : مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ

ناشر : دار الاندلس، لاہور

سن اشاعت : س ن

یہ کتاب علامہ شیخ رحمت اللہ بن خلیل الرحمن کیرانویؒ کی تصنیف اظہار الحق کا اختصار ہے۔ اسے مختصر اظہار الحق کے نام سے

---

[1] شیخ عبد الرحمان عبد الخالق، اہل تصوف کی کارستانیاں، ترجمہ۔ صفی الرحمن مبارکپوری (راولپنڈی: تنظیم الدعوۃ الی القران و السنۃ، 2008ء)، 5۔

[2] شیخ احمد بن حجر، تذکرہ شیخ الاسلام محمد بن عبد الوھاب، ترجمہ۔ صفی الرحمن مبارکپوری (بنارس: مکتبہ سلفیہ، 1983ء)، 8۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

سعودی عرب کے استاذ ڈاکٹر محمد احمد عبد القادر نے مرتب کیا اور اس کا اردو ترجمہ عالم اسلام کی ممتاز علمی شخصیت مولانا صفی الرحمن مبارکپوری نے کیا ہے۔[1]

علماء کا خراج عقیدت

مولانا مبارکپوریؒ نے دینی و علمی جو خدمات سر انجام دیں ان کے معترف صرف ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں تھے۔ مولانا مرحوم کے لیے علماء کے خراج عقیدت میں سے چند ایک ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں:

مولانا عبد الوہاب خلجی[2]:

مولانا عبد الوہاب خلجی رقمطرز ہیں:

> "مولانا مبارکپوریؒ گوناگوں خداداد صلاحیتوں کے مالک تھے۔ علوم حدیث میں ان کا شمار ملک کے چند گنے چنے چوٹی کے علمائے دین میں ہوتا تھا، وہ تشنگان علوم حدیث کے لیے ایک معتبر و مستند مرجع تھے۔ ان کی وفات سے برصغیر کی جماعت اہل حدیث ہی نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ اپنے ایک عظیم سپوت سے محروم ہوگئی علمی و تحقیقی دنیا میں ان کو تادیر یاد رکھا جائے گا۔"[3]

حافظ صلاح الدین یوسف[4]:

حافظ صلاح الدین یوسف رقمطرز ہیں:

> "ان کی وفات سے تدریس و افتا کی ایک عظیم مسند خالی ہوگئی ہے۔ علم و تحقیق کا ایک باب بند ہو گیا ہے۔ اسلاف کی علمی و اخلاقی روایات کا حامل ایک حسین پیکر ہمیشہ کے لئے آنکھوں سے اوجھل ہو گیا ہے۔ حلم و تدبر کا ایک عظیم مرقع پیوندِ خاک ہو گیا اور پاک و ہند کی جماعتِ اہل حدیث اپنے گوہر شب چراغ سے محروم ہوگئی۔"[5]

---

[1] شیخ رحمت اللہ کیرانوی، عیسائیت۔۔۔؟، ترجمہ۔ صفی الرحمن مبارکپوری (لاہور: دارالاندلس، س ن ء)، 7۔

[2] سابق ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔

[3] ماہنامہ نور توحید، 12۔

[4] معروف مفسر، محقق، مفتی، شارح، مصنف، مدیر شعبہ تحقیق و تصنیف دارالسلام لاہور۔ سابق مدیر ہفت روزہ الاعتصام لاہور۔

[5] صلاح الدین یوسف، آہ مولانا صفی الرحمن مبارکپوری، 74۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ڈاکٹر مجیب الرحمن[1]:

ڈاکٹر مجیب الرحمن مولانا کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

" اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اُنہیں بڑی عظیم صلاحیتوں و قابلیتوں سے نوازا تھا۔ وہ بیک وقت ایک قابل مفسر و محدث بھی تھے، مدرّس و محقق اور مناظر بھی؛ ایک حاذق و ماہر علمِ فرائض بھی اور بلند پایہ سیرت نگار بھی۔ فارسی، اُردو و عربی زبانوں میں اُنہیں یدِ طولیٰ اور بڑی مہارت حاصل تھی۔ وہ اعلیٰ پائے کے دانش ور، قلم کار، انشا پرداز اور نثر نگار تھے۔ اُن کی قوتِ حافظہ بڑی تیز، پختہ، پائیدار اور مضبوط تھی۔ احادیث کے مختلف درجات، رواۃِ حدیث کے احوال اور لغتِ عربی کے حلِ اشکالات کے سلسلہ میں وہ کلیدی صلاحیت کے حامل تھے۔ بسا اوقات اور بوقتِ ضرورت مختلف اُلجھے ہوئے شرعی و پیچیدہ مسائل کے حل اور سلجھاؤ کی خاطر فتویٰ بھی دیا کرتے تھے۔ اس لحاظ سے وہ ایک تسلیم شدہ اور مانے ہوئے مفتی بھی تھے۔ ان کے برجستہ اور فی البدیہہ فتاویٰ بھی تسلی بخش ہوا کرتے۔ اجتہاد و استنباط کا مادّہ اور صلاحیت ان کی ذات میں بدرجۂ اتم بلکہ کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔"[2]

ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی[3]:

ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی مولانا مبارکپوریؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"كان جريئا في الحق ،فطينا في الدراسة والمطالعة،ومدرسا بارعا وكان كاتبا مقتدرا"[4]

---

[1] پروفیسر ڈاکٹر مجیب الرحمن ایک مامور علمی شخصیت ہیں بنگلہ دیش سے تعلق رکھتے ہیں ڈاکٹر صاحب کا تعلق بنگال سے ہے۔ اور بنگال کی راج شاہی یونیورسٹی میں ایک طویل عرصہ تدریس و تحقیق کے لیے زندگی بسر کرتے رہے۔

[2] مجیب الرحمن، سیرت کے شناور، 70۔

[3] رئیس مجلہ البعث الاسلامی، ہند اور مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء۔

[4] ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی "فضیلۃ الشیخ الدکتور صفی الرحمن مبارکپوری فی ذمۃ اللہ۔" ماہنامہ البعث الاسلامی ہند، جلد۔5، شمارہ فروری۔مارچ(2007):97۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مولانا عبد المالک مجاہد[1]:

مولانا عبد المالک مجاہد یوں ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہیں:

"میں نے ان کو بیک وقت کسی مفسر، محدث، سیرت نگار، مورخ، مناظر اور فتوی نویس کے طور پر دیکھا ہے۔ ان کا علم بڑا پختہ اور دماغ حاضر تھا، وہ بلاشبہ ہمارے لیے ابر رحمت کی حیثیت رکھتے تھے، ان کا اخلاق مثالی تھا، ہم بھی ان سے محبت اور عقیدت رکھتے تھے اور ان کا رویہ بھی ہمارے ساتھ ایک بزرگ اور باپ جیسا تھا، سیرت کے حوالے سے وہ ایک اتھارٹی تھے تاریخ اسلام پر ان کی گہری نظر تھی۔ بلاشبہ ان کی وفات سے عالم اسلام ایک بہت بڑی شخصیت سے محروم ہو گیا ہے۔"[2]

مبحث ثانی: منۃ المنعم کا مختصر تعارف

منۃ المنعم فی شرح صحیح مسلم مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ کی تصنیف ہے، جو موصوف نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں مدینہ منورہ میں رہتے ہوئے دارالسلام کی فرمائش پر لکھی ہے، اس شرح کا شمار صحیح مسلم کی عربی مشہور ترین شروحات میں ہوتا ہے، مولانا نے اس کتاب کو چار جلدوں میں مکمل کیا ہے۔ جو اہل علم کے لیے ایک نایاب تحفہ ہے۔

جلد اول:

یہ جلد 1950 احادیث کی شرح اور 538 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس جلد کی ابتدا حرف ناشر سے ہوئی ہے جو دارالسلام کے امیر مولانا عبد الملک مجاہد صاحب کا تحریر کردہ ہے، اس کے مولف کی طرف سے مقدمہ لکھا گیا ہے، جس میں کتاب کی وجہ تالیف اور اہم خصوصیات کو لکھا گیا ہے۔ اور اس میں مقدمہ صحیح مسلم کی توضیح و تشریح بھی موجود ہے۔ یہ جلد 8 کتابوں پر مشتمل ہے: "کتاب الایمان، کتاب الطھارۃ، کتاب الاذان، کتاب الصلوۃ، کتاب تقصیر الصلوۃ، کتاب صلوۃ التطوع، کتاب قراءۃ القرآن فی الصلاۃ اور کتاب صلوۃ الخوف"۔

جلد دوم:

یہ جلد 1850 احادیث کی شرح اور 484 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس جلد کی ابتدا کتاب الجمعہ سے کی گئی ہے اور اختتام کتاب

---

[1] بانی دارالسلام، ریاض۔

[2] ریاضی، یادوں کے سفر میں، 183۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

العتق پر کیا گیا ہے ۔اس میں 13 کتب کی شرح بیان کی گئی ہیں :"کتاب الجمعہ،کتاب صلاۃ العیدین ،کتاب صلوۃ الاستسقاء،کتاب صلوۃ الکسوف،کتاب الجنائز،کتاب الزکاۃ،کتاب الصیام ،کتاب الاعتکاف ،کتاب الحج،کتاب فضائل المدینہ،کتاب النکاح،کتاب الطلاق اور کتاب العتق"۔

جلد سوم:

یہ جلد 2061 احادیث کی شرح اور 496 صفحات پر مشتمل ہے۔اس جلد کی ابتدا کتاب البیوع سے کی گئی ہے اور اختتام کتاب الطب پر کیا گیا ہے ۔ اس میں 21 کتب کی شرح بیان کی گئی ہیں :"کتاب البیوع،کتاب الفرائض،کتاب الھبہ،کتاب الوصیۃ،کتاب النذور والایمان ،کتاب القسامۃ والمحاربین،کتاب الحدود،کتاب الاحکام،کتاب اللقطۃ،کتاب الغنیمہ،کتاب المغازی،کتاب الامارۃ،کتاب الجھاد،کتاب الصید والذبائح،کتاب الاضاحی،کتاب الاشربۃ،کتاب الاطعمۃ،کتاب اللباس والزینہ،کتاب الاسامی،کتاب الاستیذان اور کتاب الطب والرقی"۔

جلد چہارم:

یہ جلد 1702 احادیث کی شرح اور 546 صفحات پر مشتمل ہے۔اس جلد کی ابتدا کتاب مایحذر من الکلمات سے کی گئی ہے اور اختتام کتاب التفسیر پر کیا گیا ہے ۔آخر پر ایک جامع فہرست اطراف الحدیث لکھی گئی ہے،جس کو دارالسلام کے سلسلہ احادیث کے نمبرز کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے ۔ اس میں 14 کتب کی شرح بیان کی گئی :" مایحذر من الکلمات ،کتاب الرؤیا،کتاب فضائل النبی ﷺ،کتاب احادیث الانبیاء،کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ،کتاب الادب،کتاب القدر،کتاب بیان الاھواء،کتاب الدعوات،کتاب احوال المنافقین،کتاب صفۃ الجنۃ،کتاب صفۃ جھنم،کتاب الفتن،کتاب الرقاق اور کتاب التفسیر"۔

منۃ المنعم کی طباعت کے حوالے سے مولانا عبدالمالک مجاہد منۃ المنعم کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں:

> " صحیح مسلم کے تین نسخے اہم ہیں۔جن کو اس شرح میں مد نظر رکھا گیا ہے۔ایک ہندی نسخہ جو کہ اصح المطابع دہلی سے 1930ء میں شائع ہوا۔ دوسری مرتبہ اصح المطابع کراچی سے 1956ء میں شائع

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوا۔ دوسرا نسخہ المطبعۃ العامرۃ استنبول سے شائع ہوا اور تیسرا نسخہ محمد فواد عبد الباقی کا تھا جو کہ اہل علم کے درمیان بہت مشہور و معروف ہے۔"[1]

مولانا عبد المالک نے اس شرح میں جو اضافہ کیا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

- ہم نے اس طبع میں تینوں نسخوں (اصح المطابع دہلی، المطبعۃ العامرۃ استنبول اور نسخہ محمد فواد عبد الباقی) کا تقابل کر کے لکھا اور جو اضافہ کیا وہ قوسین میں لکھا ہے۔
- رسول اللہ ﷺ کے کلام کو علامت تنصیص "" میں لکھا ہے۔
- ح کو بطور حرف تحویل لکھا ہے کہ یہاں سے سند تبدیل ہو جاتی ہے۔
- صفحہ کے دائیں جانب موٹے حروف سے عنوان لکھے ہیں اور امام نوویؒ کی ترتیب بائیں طرف لکھی گئی ہے۔
- کتب اور تراجم کو ابواب قوسین میں لکھا گیا ہے۔

چوتھی جلد کے آخر میں تفصیلی اطراف الحدیث بھی دیے گئے ہیں۔[2]

[1] صفی الرحمن مبارکپوری، منۃ المنعم فی شرح صحیح مسلم (ریاض: دار السلام، 1999ء)، 6۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 7

toobaa-elibrary.blogspot.com

فصل سوم: فتح الملہم اور منۃ المنعم کے مصادر و مراجع کا تحقیقی جائزہ

اس فصل کو چار مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مبحث اول میں علامہ عثمانیؒ نے دوران شرح جن مصادر و مراجع کو استعمال کیا ہے ان کے منہج کو واضح کیا گیا ہے۔ مبحث ثانی میں فتح الملہم کے مستعمل مصادو مراجع کا بحوالہ ذکر کیا گیا ہے اور مبحث ثالث میں صاحب منۃ المنعم نے جن مصادر و مراجع سے استفادہ کیا ہے ان کا ذکر ہے اور مبحث رابع میں منۃ المنعم کے مستعمل مصادو مراجع کا بحوالہ ذکر کیا گیا ہے۔

مبحث اول: فتح الملہم میں مستعمل مصادر و مراجع کا منہج

علامہ عثمانیؒ علماء کے اقوال و آراء کو نقل کرنے کے ساتھ مصادر کا بھی ذکر کرتے ہیں، کبھی صرف اقوال و آراء کو نقل کیے بغیر ہی کتب کے نام کا ذکر کرتے ہیں اور کبھی مولف کے نام اور کبھی صرف مرجع کا ہی تذکرہ کرتے ہیں۔ اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے مقالہ نگار نے صرف کتب اور انکے مولفین کے نام کا تذکرہ کیا ہے جن سے علامہ عثمانیؒ نے اپنی شرح میں استفادہ کیا ہے تاکہ ان مصادر و مراجع کے بیان کرنے کے طریقہ اور ان سے واقفیت ہو سکے۔

1۔ کبھی کبھی مولف اور کتاب کے نام کو اکٹھا ذکر کرتے ہیں جیسے:

- قال الیشیخ الاکبر فی الفتوحات[1]
- قال الشیخ ابن ہمام فی التحریر[2]
- قال العلامۃ السید مرتضیٰ الزبیدی فی شرح الاحیاء[3]
- رواہ الطبرانی فی الکبیر[4]
- قال السعدؒ فی شرح المقاصد[5]
- قال الحافظ ابن رجب فی شرح الاربعین[6]

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 1/313۔

[2] عثمانی، فتح الملہم،، 1/376۔

[3] عثمانی، فتح الملہم، 1/302، 4/100۔

[4] عثمانی، فتح الملہم، 1/306۔

[5] عثمانی، فتح الملہم، 1/308۔

[6] عثمانی، فتح الملہم، 1/309۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

- قال الحافظ ابن القیمؒ فی مدارج السالکین[1]
- رواہ ابو نعیم الاصفہانی فی کتابہ المخر ج علی صحیح مسلم[2]
- قال الغزالیؒ فی الاحیاء[3]
- قال القرطبیؒ فی المفہم[4]
- قال العینی فی عمدۃ القاری[5]
- قال السیوطیؒ فی قوت المقتذی[6]
- قال النیموی فی آثارالسنن[7]
- رواہ البغوی فی شرح السنۃ[8]
- قال القرطبی فی المفہم[9]
- قال العلامۃ ابن رشد المالکی فی بدایۃ المجتہد[10]

کبھی کبھی علامہ عثمانیؒ دوران شرح صرف مولف کا نام یا مولف کے نام کے ساتھ القابات یا مشہور نام کا بھی تذکرہ کرتے ہیں جیسے:

- قال محیی الدین النوویؒ یا قال النوویؒ[11]
- قال الحافظ ابن تیمیہؒ یا قال الشیخ الاسلام ابن تیمیہؒ یا قال شیخ الاسلامؒ[12]

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 2/7۔
[2] عثمانی، فتح الملہم، 2/35۔
[3] عثمانی، فتح الملہم، 2/48۔
[4] عثمانی، فتح الملہم، 2/203۔
[5] عثمانی، فتح الملہم، 2/270۔
[6] عثمانی، فتح الملہم، 2/313۔
[7] عثمانی، فتح الملہم، 3/158۔
[8] عثمانی، فتح الملہم، 3/121۔
[9] عثمانی، فتح الملہم، 4/242۔
[10] عثمانی، فتح الملہم، 5/13۔
[11] عثمانی، فتح الملہم، 1/301، 1/311، 1/312، 1/348۔
[12] عثمانی، فتح الملہم، 1/307۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

- قال الغزالیؒ یا قال الامام حجة الاسلام ابو حامد الغزالیؒ یا قال الامام الجامع بین الشریعة والطریقة ابو حامد الغزالی[1]
- قال علامة عصرنا الفاضل الکشمیریؒ[2]
- قال الشیخ الاسلام زکریا الانصاری[3]
- قال الشیخ الانورؒ[4]
- قال العلامة آلوسی البغدادیؒ[5]
- قال القرطبیؒ[6]
- قال المازری[7]
- قال شمس الائمة السرخسیؒ[8]

کبھی کبھی ائمہ اور فقہاء کے نام کی بجائے کے ان کے مسلک اور عقائد سے ان کی نشاندہی کرتے ہیں جیسے:

- اعتقدوا مذهب المعتزله[9]
- قال ائمة المتکلمین[10]
- قال اصحاب الشافعیؒ[11]
- فهذا قول جماعات من اهل العربیة واللغة یا علی قول بعض اهل العربیة[12]

---

[1] ایضاً، 1/325، 1/330، 2/272۔
[2] عثمانی، فتح الملہم، 1/368۔
[3] عثمانی، فتح الملہم، 2/288۔
[4] عثمانی، فتح الملہم، 4/82۔
[5] عثمانی، فتح الملہم، 2/81۔
[6] عثمانی، فتح الملہم، 1/335۔
[7] عثمانی، فتح الملہم، 2/9۔
[8] عثمانی، فتح الملہم، 3/14۔
[9] عثمانی، فتح الملہم، 1/310۔
[10] عثمانی، فتح الملہم، 1/317۔
[11] عثمانی، فتح الملہم، 1/376۔
[12] عثمانی، فتح الملہم، 1/379، 2/117۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

- وقال المجهور[1]
- قد استند المعتزلة[2]
- وقد صرح المالكية والشافعية والجمهور [3]
- قال العلماء رحمهم الله[4]
- فذهبت الجماهير من السلف والخلف[5]
- قال اهل الغة[6]
- قد حمل جمهور السلف و جميع اهل السنة[7]
- اما قول الفقهاء[8]
- هذا مذهب جماعة من المفسرين[9]
- قال جمهور الصوفية[10]
- واتفق عليه اهل السنة والجماعة[11]
- وقال الشافعية يا عند الشافعية[12]

کبھی کبھی مولف کا نام کی جگہ کتب سے نسبت کرتے ہوئے (صاحب یا شارح) جیسے الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں جیسے:

- قال شارح الحاجبية[13]

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 1/419۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 2/11۔

[3] عثمانی، فتح الملہم، 2/14۔

[4] عثمانی، فتح الملہم، 2/46۔

[5] عثمانی، فتح الملہم، 1/381، 2/47۔

[6] عثمانی، فتح الملہم، 2/63۔

[7] عثمانی، فتح الملہم، 2/86۔

[8] عثمانی، فتح الملہم، 2/88۔

[9] عثمانی، فتح الملہم، 2/134۔

[10] عثمانی، فتح الملہم، 1/262۔

[11] عثمانی، فتح الملہم، 3/20۔

[12] عثمانی، فتح الملہم، 2/301، 3/144۔

[13] عثمانی، فتح الملہم، 1/313۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

- اورده صاحب القوت [1]
- وقال صاحب التحرير [2]
- قال صاحب صاحب الفرائد [3]
- قال صاحب المواهب [4]
- ذكر صاحب مفتاح السعادة [5]
- قال صاحب المفہم [6]
- قال صاحب دائرة المعارف [7]
- قال صاحب السراج الوهاب [8]
- قال صاحب مطالع الانوار یا حکی صاحب المطالع [9]
- قال صاحب المنتقی [10]
- قال شارح النقاية [11]

کبھی کبھی مولف کے نام بجائے صرف کتاب کا ہی تذکرہ کرتے ہیں جیسے:

- وفی نهاية [12]
- فی عمدة القاری [13]

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 1/315۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 1/392، 2/153، 2/178۔

[3] عثمانی، فتح الملہم، 1/421۔

[4] عثمانی، فتح الملہم، 1/426۔

[5] عثمانی، فتح الملہم، 2/27۔

[6] عثمانی، فتح الملہم، 2/32۔

[7] عثمانی، فتح الملہم،، 2/126۔

[8] عثمانی، فتح الملہم، 2/131۔

[9] عثمانی، فتح الملہم، 2/177، 2/178، 3/87۔

[10] عثمانی، فتح الملہم، 2/280، 2/338۔

[11] عثمانی، فتح الملہم، 3/78۔

[12] عثمانی، فتح الملہم، 1/315۔

[13] عثمانی، فتح الملہم، 1/357، 1/387، 1/419، 2/17، 2/105۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

- كذا فی المشكاة یا فی المشكاة[1]
- فی شرح احیا ء العلوم یا فی شرح الاحیاء[2]
- فی صحیح البخاری[3]
- كذا فی طبقات الشافعیة[4]
- وفی روح المعانی یا كذا فی روح المعانی[5]
- فی حجة الله البالغة[6]
- كذا فی رد المختار[7]
- كذا فی الفتح[8]
- كذا فی نیل الاوطار[9]

علامہ عثمانیؒ حدیث دوران شرح کبھی کبھی مرجع کے نام کی جگہ فی مسندہ ،فی مستخرجہ ، فی کتابہ وغیرہ جیسے الفاظ کا ہی تذکرہ کرتے ہیں جیسے:

- قال الحافظ فی شرحه[10]
- قال ابن رجب فی شرحه [11]
- اخرجه ابو نعیم فی مستخرجه[12]

---

[1] عثمانی، فتح الملہم،1/403،429/2،98۔
[2] عثمانی، فتح الملہم،1/422،50/2،154/3۔
[3] عثمانی، فتح الملہم،28/2۔
[4] عثمانی، فتح الملہم،42/2۔
[5] عثمانی، فتح الملہم،56/2،123/2۔
[6] عثمانی، فتح الملہم،175/2۔
[7] عثمانی، فتح الملہم،159/3۔
[8] عثمانی، فتح الملہم،11/2،16/2۔
[9] عثمانی، فتح الملہم،8/3۔
[10] عثمانی، فتح الملہم،325/1۔
[11] عثمانی، فتح الملہم،395/1۔
[12] عثمانی، فتح الملہم،118/2۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

- قال التقی السبکی فی تفسیرہ[1]
- قال الشیخ الاکبر فی فتوحاتہ[2]
- قال مولانا عبدالحی الکھنوی فی تعلیقہ[3]
- کتب ابن خلدون فی تاریخہ[4]
- روی الدارقطنی فی سننہ[5]
- قال العلامۃ احمد بن علی المقریزی فی مختصرہ[6]
- قال الشیخ قطب الدین فی شرحہ[7]

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے "فتح الملہم" میں چند ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں جن کی دوران شرح اس موقع پر وضاحت نہیں ہے۔ یا تو مولف کا مشہور نام بتایا ہے یا پھر کتاب کے نام کا مختصر تذکرہ کیا ہے۔ ذیل میں مقالہ نگار نے الفاظ کی وضاحت میں مولف کا پورا نام اور کتاب کے پورا نام کا ذکر کیا ہے تا کہ ان الفاظ کے اطلاق کا صحیح اندازہ ہو سکے جیسے:

- التقریب[8]: اس سے مراد تقریب التہذیب از حافظ ابن حجر عسقلانی م852ء ہے۔
- التلخیص[9]: اس سے مراد التلخیص الخبیر فی تخریج الاحادیث از علامہ ابن حجر العسقلانی م852ھ ہے۔
- الحافظ[10]: صاحب شرح نے دوران شرح حافظ یا قال الحافظ کا لفظ استعمال کیا ہے، اس سے مراد حافظ بن حجر العسقلانی 852ھ ہیں۔

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 2/196۔
[2] عثمانی، فتح الملہم، 2/206۔
[3] عثمانی، فتح الملہم، 3/16۔
[4] عثمانی، فتح الملہم، 3/117۔
[5] عثمانی، فتح الملہم، 3/121۔
[6] عثمانی، فتح الملہم، 4/277۔
[7] عثمانی، فتح الملہم، 5/112۔
[8] عثمانی، فتح الملہم، 1/376، 2/137۔
[9] عثمانی، فتح الملہم، 3/29، 3/52، 3/106۔
[10] عثمانی، فتح الملہم، 1/310، 1/355، 1/366، 1/377، 1/391، 1/415، 2/2، 21/64، 3/7۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

- شیخنا یا علامة عصرنا[1]:ان سے مراد انور شاہ کاشمیری م1352ہے۔
- اصحابنا [2]: دوران شرح اصحابنا کا لفظ بھی استعمال کرتے ہیں ان سے مراد احناف کے شیوخ ہیں۔
- التوربُشتي[3]: دوران شرح قال التوربشتی کے الفاظ استعمال کیے ہیں ان سے مراد فضل اللہ بن حسن بن حسین بن یوسف ابو عبداللہ شہاب الدین التوربشتی م661ھ / 1263ء ہے۔
- شیخ الاسلام[4]:ان سے مراد ابن تیمیہ م728ھ ہے۔
- قال الشارح [5]:صاحب شرح نے دوران شرح قال الشارح کا لفظ استعمال کیا ہے،ان سے مراد یحییٰ بن شرف نووی م1278ء ہے۔
- شیخ شیخنا [6]: صاحب شرح نے دوران شرح شیخ شیخنا کا لفظ استعمال کیا ہے ، ان سے مراد محمد قاسم النانوتویؒ م1880ء ہے۔
- قال العراقی[7]:ان سے مراد حافظ زین الدین العراقی م806ھ ہیں۔
- قال العینیؒ[8]: ان سے مراد علامہ بدر الدرین عینی م855ہیں۔
- فی الکشف یا کذا فی الکشف[9]: اس سے مراد کشف الظنون عن اسامی الکتب الفنون از مصطفی بن عبداللہ حاجی خلیفہ م1657ء ہے۔

---

[1] عثمانی، فتح الملہم،1/33،2/136،6/12۔
[2] عثمانی، فتح الملہم،2/181،2/279،3/10،3/96،4/302۔
[3] عثمانی، فتح الملہم،2/85۔
[4] عثمانی، فتح الملہم،1/311،1/315،1/320،2/130۔
[5] عثمانی، فتح الملہم،1/352،1/356،1/377۔
[6] عثمانی، فتح الملہم،1/340،1/344،1/355،2/163۔
[7] عثمانی، فتح الملہم،3/164،3/305،4/116۔
[8] عثمانی، فتح الملہم،1/348،1/355،1/376،2/16،2/35۔
[9] عثمانی، فتح الملہم،1/253،2/274،5/135۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

- فتح[1]: فتح الملہم میں کہیں فی الفتح یا حافظ فی الفتح کے الفاظ مستعمل ہیں اس سے مراد فتح الباری ہے۔
- فی المجمع[2]:اس سے مراد مجمع بحار الانوار فی غائب التنزیل ولطائف الاخبار از محمد طاہر بن علی الصدیقی الھندی م986ہے۔
- النھایۃ [3]: کبھی فی النھایۃ،کذا فی النھایۃ کالفظ استعمال ہوتا ہے اس سے مراد النھایۃ فی غریب الحدیث ازابوالسادات المبارک بن محمد بن محمد (ابن الاثیر)الجزری م606ھ ہے۔
- قال القاریؒ [4]:ان سے مراد الشیخ امام علی ابن سلطان الہروی القاری المعروف ملا علی قاری حنفی)م1014ھ ہیں۔
- فی التہذیب[5]: اس سے مراد تہذیب التہذیب از حافظ ابن حجرؒ العسقلانی م852ھ ہے۔
- قال الشیخ الاجل [6]: دوران شرح الشیخ الاجل کے الفظ استعمال کیے ہیں ان سے مراد شاہ ولی اللہ دہلویؒ م 1762ء ہیں۔
- شرح الاحیاء[7]: اس سے مراد اتحاف السادۃ المتقین فی شرح احیاء علوم الدین للغزالی از علامہ مرتضیٰ زبیدی م1205ھ ہے۔
- الارشاد الی قواطع الادلۃ فی اصول الاعتقاد[8]: یہ کتاب امام الحرمین الجوینی م478ھ کی ہے جبکہ شرح الارشاد(الارشاد الی قواطع الادلۃ فی اصول الاعتقاد)ان کے شاگرد ابوالقاسم الانصاری م511ھ کی ہے۔

---

[1] عثمانی، فتح الملہم،1/381،1/421،2/13،2/215۔
[2] عثمانی، فتح الملہم،2/270،4/43،4/266۔
[3] عثمانی، فتح الملہم،2/183،3/309،3/392،4/497،6/201۔
[4] عثمانی، فتح الملہم،2/271،3/338،5/78۔
[5] عثمانی، فتح الملہم،3/112،3/116،4/73۔
[6] عثمانی، فتح الملہم،2/260،2/302،3/123۔
[7] عثمانی، فتح الملہم،1/302۔
[8] عثمانی، فتح الملہم،1/308۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

- الشیخ الاکبر[1]:ان سے مراد ابن العربی م638ھ ہے۔
- الشیخ الانور[2]:دوران شرح ان سے مراد بھی انور شاہ کاشمیریؒ م1352 ہی ہیں۔

[1] عثمانی، فتح الملہم،1/313۔
[2] عثمانی، فتح الملہم،2/135۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مبحث ثانی: فتح الملہم میں مستعمل مصادر و مراجع کا بحوالہ ذکر

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے فتح الملہم میں جن مصادر و مراجع سے استفادہ کیا ہے ان کو حروف تہجی کے لحاظ سے مقالہ نگار نے تحریر کیا ہے۔ مقالہ نگار کی تحقیق کے مطابق ان مصادر و مراجع میں سے جو کسی بھی دور میں طبع ہو چکے ہیں، ان کے مکتبہ و ناشر کا نام درج کیا گیا ہے۔

نمبر شمار	اسم الکتاب واستعمالہ	المولف	سنۃ الوفاۃ	المطبوع	سن اشاعت
.1	اتحاف السادة المتقين فی شرح احياء علوم الدين(قال العلامه سيد مرتضى الزبيدی فی" شرح الاحياء"[1])	الزبيدی محمد بن محمد الحسينی بمصطفى	1205ھ	المطبعة الميمنية	1311ھ
.2	احكام الاحكام شرح عمدة الاحكام(قد اطنب ابن دقيق العيدؒ فی شرح العمدة[2])	ابن دقيق، محمد بن على بن وهب	1302ء	مطبعة السنة المحمدية	1987ء
.3	احكام القرآن[3]	الجصاص،احمد بن على ابوبكر الرازی	370ھ	بيروت:دار احيا التراث العربی	1405ھ
.4	احيا ء العلوم الدين(فصلها الغزالیؒ فی الاحياء[4])	الغزالی، ابو حامد محمد بن محمد	505ھ	بيروت :دارالمعرفة	س ن
.5	اخبار مكه فی قديم الدمر(فی اخبار مكه للفاكهی[5])	الفاكهی،محمد بن اسحاق	272ھ	بيروت:دار خضر	1414ھ
.6	اخبار مكه وما جاء فيها(رو ی الازرقی فی كتاب مكه[6])	الازرقی،محمد بن عبدالله بن احمد	250ھ	بيروت:دار الاندلس	س ن

[1] عثمانی، فتح الملہم، 1/302، 1/308، 1/318، 1/383۔
[2] عثمانی، فتح الملہم، 1/381۔
[3] عثمانی، فتح الملہم، 3/433۔
[4] عثمانی، فتح الملہم، 1/423، 2/272۔
[5] عثمانی، فتح الملہم، 5/370۔
[6] عثمانی، فتح الملہم، 6/210۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

.7	ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری(قاله القسطلانی فی شرح البخاری[1])	القسطلانی،احمد بن محمد بن ابی بکر	923ھ	مصر:المطبعة الکبری الامیریة	1313ھ
.8	الارشاد الی قواطع الادلة فی اصول الاعتقاد(قال الامام الحرمینؒ فی الارشاد[2])	امام الحرمین الجوینی	478ھ		
.9	اسباب النزول(وفی اسباب النزول للواحدی[3])	الواحدی، علی بن احمد	468ھ	بیروت:دارالکتب العلمیة	1411ھ
.10	الاستذکار(قال ابن عبدالبر[4])	ابن عبد البر،ابو عمر یوسف بن عبدالله بن محمد	463ھ	بیروت:دارالکتب العلمیة	2000ء
.11	الاسماء المبهمة(ذکره الحافظ ابو بکر الخطیب البغدادی فی کتابه الاسماء المبهمة[5])	احمد بن علی الخطیب البغدادی	463ھ	مکتبة الخانجی	1992ء
.12	الاسماء والصفات(وقال البیهقی فی کتاب الاسماء والصفات[6])	البیهقی،ابوبکر،احمد بن الحسین بن علی بن موسی	458ھ	جده: مکتبه السوادی	1993ء
.13	الاصل المعروف بالمبسوط(قال محمدؒ فی الاصل[7])	الشیبانی،محمد بن حسن	189ھ	قطر:وزارة الاوقاف	2012ء
.14	الاعتصام(قال الشاطبی فی الاعتصام[8])	الشاطبی،ابراهیم بن موسی بن محمد	790ھ	سعودی عرب:دار ابن عفان	1992ء

[1] عثمانی، فتح الملہم،3/118۔
[2] عثمانی، فتح الملہم،1/308۔
[3] عثمانی، فتح الملہم،3/90۔
[4] عثمانی، فتح الملہم،3/5۔
[5] عثمانی، فتح الملہم،1/355۔
[6] عثمانی، فتح الملہم،4/195۔
[7] عثمانی، فتح الملہم،6/46۔
[8] عثمانی، فتح الملہم،4/330۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

.15	اعلام الموقعين عن رب العالمين(كذا فى اعلام الموقعين)[1]	الجوزى،ابن قيم ،محمد بن ابى بكر	751ھ	بيروت:دارالكتب العلمية	1991ء
.16	اعلاء السنن(قال صاحب اعلاء السنن[2])	العثمانى،ظفر احمد	1974ء	كراچى:ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه	1418ھ
.17	الافراد(قد روى دارقطنى فى الافراد[3])	الدارقطنى،ابوالحسن على بن عمر	385ھ	محقق الكتاب	2012ء
.18	الافصاح عن معانى الصحاح(قال ابن هبيرة فى الافصاح[4])	ابن هبيره،يحيى بن محمد	560ھ	دارالوطن	1417ھ
.19	الأم (قال الشافعیؒ فى الام[5])	الشافعى، ابو عبدالله محمد بن ادريس بن عباس	204ھ	بيروت:دار المعرفة	1990ء
.20	الالمام باحاديث الحكام(قاله ابن دقيق العيد فى كتابه الامام[6])	ابن دقيق،تقى الدين ابو الفتح محمد بن على	702ھ	سوريا :دارالنوادر	2013ء
.21	الانواء فى مواسم العرب	ابن قتيبة،ابو محمد عبدالله بن مسلم	276ھ		
.22	ايثار الحق على الخلق(قال محمد بن ابراہيم اليمانى فى ايثار الحق[7])	اليمانى،محمد بن ابراہيم بن على بن مرتضى	840ھ	بيروت:دار الكتب العلميه	1407
.23	الايضاح فى المناسک(فى كتاب ايضاح[8])	النووى،يحيى بن شرف	676ھ	مكه مكرمه:المكتبة الامداديه	1994ء

[1] عثمانی، فتح الملہم، 3/29۔
[2] عثمانی، فتح الملہم، 3/234۔
[3] عثمانی، فتح الملہم، 4/173۔
[4] عثمانی، فتح الملہم، 5/172۔
[5] عثمانی، فتح الملہم، 1/344۔
[6] عثمانی، فتح الملہم، 3/162۔
[7] عثمانی، فتح الملہم، 5/154۔
[8] عثمانی، فتح الملہم، 6/211۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

.24	آب حیات(هذا تفصیل بعض ما اجمله شیخ شیخنا فی کتابه الهندی آب حیات[1])	النانوتوی،محمد قاسم	1880ء	دہلی:مطبع مجتبائی	1298ھ
.25	کتاب الآثار (وقال محمد بن حسن فی کتاب الاثار[2])	الشیبانی،ابو عبدالله محمد بن حسن	189ھ 805ء	بیروت:دار الکتب العلمیة	1993ء
.26	آثار السنن(قال النیموی فی آثار السنن[3])	النیموی،محمد علی		ریاض: مکبته ملک فهد	1925ء
.27	آداب المریدین(قال الشیخ ابو نجیب السهروردی فی اداب المریدین[4])	السهروردی،عبدالقاهر بن عبدالله بن محمد	563ھ	بیروت: دار الکتب العلمیة	س ن
.28	بحر الفوائد "معانی الاخبار"(قال الکلاباذی فی معانی الاخبار[5])	الکلاباذی،محمد بن ابی اسحاق	384ھ	بیروت: دارالکتب العلمیة	1999ء
.29	بدایة المجتهد ونهایة المجتهد(قال ابن رشد فی بدایة المجتهد[6])	ابن رشد، ابو الولید محمد بن احمد بن محمد	595ھ	القاهرة: دار الحدیث	2004ء
.30	بدائع الفوائد(قد اوضحه الحافظ ابن قیم فی بدائع الفوائد[7])	الجوزی،ابن قیم،محمد بن ابی بکر	751ھ	بیروت: دارالکتاب العربی	س ن
.31	بذل المجهود فی سنن ابی داود(وفی بذل المجهود[8])	السهارنپوری،خلیل احمد	1346ھ	هند:مرکز ابی الحسین للبحوث	2006ء
.32	البسیط فی المذهب(قال ابو حامد الغزالیؒ فی البسیط[9])	الغزالی، ابو حامد محمد بن محمد	505ھ	القاهرة:دارالسلام	1417ھ

[1] عثمانی، فتح الملہم،2/133۔
[2] عثمانی، فتح الملہم،5/19۔
[3] عثمانی، فتح الملہم،3/158۔
[4] عثمانی، فتح الملہم،5/107۔
[5] عثمانی، فتح الملہم،6/286۔
[6] عثمانی، فتح الملہم،2/280۔
[7] عثمانی، فتح الملہم،3/186۔
[8] عثمانی، فتح الملہم،3/400۔
[9] عثمانی، فتح الملہم،2/47۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

.33	بیان الوهم والایهام فی کتاب الاحکام(صحح الحدیث فی کتاب الوهم والایهام[1])	ابن القطان،علی بن محمد بن عبدالملک	628ھ	ریاض: دار طیبة	1997ء
.34	تاریخ ابن یونس المصری(قاله ابن یونس فی التاریخ[2])	ابن یونس، عبدالرحمن بن احمد	347ھ	بیروت: دارالکتب العلمیة	1421ھ
.35	التاریخ الکبیر(ذکر البخاری فی التاریخ[3])	البخاری،محمد بن اسماعیل	256ھ	حیدر آباد:دائرة المعارف العثمانیه	
.36	التحریر فی اصول الفقه(قال ابن الهمام فی التحریر[4])	ابن ہمام، کمال الدین محمد بن عبدالواحد السیواسي	861ھ	مصر: مصطفی البابی الحلبی واولاده	1351ھ
.37	التحفة الربانیة فی شرح الاربعین النوویة(قال الحافظ ابن رجب فی شرح الاربعین[5])	اسماعیل بن محمد الانصاری	1417ھ	الاسکندریة: دار نشر الثقافة	1380
.38	التذکره باحوال الموتی(قال القرطبی فی التذکره[6])	القرطبی،شمس الدین، ابو عبدالله محمد بن احمد	671ھ	ریاض:مکتبه دار المنهاج	1425ھ
.39	تزیین العبارة لتحسین الاشارة(قال القاری فی رسالته تزیین العبارة[7])	القاری، نورالدین ملا علی بن سلطان	1014ھ	الریاض:مکتبه الحرمیین	س ن
.40	تغلیق التعلیق علی صحیح البخاری(فی کتاب تغلیق التعلیق[8])	العسقلانی،ابن حجر، احمد بن علی بن محمد	852ھ	الاردن:دار عمار	1405ھ

[1] عثمانی، فتح الملہم،3/157۔
[2] عثمانی، فتح الملہم،2/104۔
[3] عثمانی، فتح الملہم،6/346۔
[4] عثمانی، فتح الملہم،1/376۔
[5] عثمانی، فتح الملہم،1/309۔
[6] عثمانی، فتح الملہم،5/77۔
[7] عثمانی، فتح الملہم،3/438۔
[8] عثمانی، فتح الملہم،2/118۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

.41	التفرقه بين الاسلام والزندقه(قال الغزالی فی کتاب التفرقة[1])	الغزالی، ابو حامد محمد بن محمد	505ھ	مصر:مطبعة السعاده	1907ء
.42	تفسیر القرآن العظیم(حکی هذه الاقوال ابن کثیر فی تفسیره[2])	ابن کثیر،اسماعیل بن عمر بن کثیر	774ھ	دار طیبة	1999ء
.43	تقریر دلپذیر(قد قرر شیخ شیخنا فی کتابه الهندی تقریر دلبذیر[3])	النانوتوی،محمد قاسم	1880ء	دبلی:مطبع مجتبائی	1915ء
.44	التلخیص الحبیر فی تخریج (کذا فی تلخیص الحبیر[4])	العسقلانی،احمد بن علی بن حجر	852ھ	بیروت:دارالکتب العلمیة	1419ھ
.45	التمهید لما فی الموطا(قال ابن عبدالبر[5])	ابن عبد البر،ابو عمر یوسف بن عبدالله بن محمد	463ھ	وزارة عموم الاوقاف	1387ھ
.46	تنقیح التحقیق(قال ابن عبدالهادی فی تنقیحه[6])	الحنبلی ،ابن عبدالهادی	744ھ	ریاض:اضواء السلف	2007ء
.47	تنویر الحوالک شرح موطا مالک(قال السیوطی فی تنویر الحوالک[7])	الیسوطی،جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر	911ھ	مصر: المکتبة التجاریة الکبری	1969ء
.48	تهذیب الاثار(الطبری فی تهذیبه[8])	الطبری،محمد بن جریر	310ھ	القاهره:مطبعه المدنی	
.49	تهذیب السنن(واما ما ادعاه ابن القیم فی تهذیب السنن[9])	جوزی،ابن قیم،محمد بن ابی بکر بن ایوب	751ھ	مکتبة العارف	2007ء

[1] عثمانی، فتح الملہم،5/154۔
[2] عثمانی، فتح الملہم،1/327۔
[3] عثمانی، فتح الملہم،1/354۔
[4] عثمانی، فتح الملہم،3/38۔
[5] عثمانی، فتح الملہم،2/322۔
[6] عثمانی، فتح الملہم،5/188۔
[7] عثمانی، فتح الملہم،3/65۔
[8] عثمانی، فتح الملہم،5/153۔
[9] عثمانی، فتح الملہم،3/15۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

.50	جامع الاصول(فی جامع الاصول[1])	ابن اثیر،الجزری،مبارک بن محمد	606ھ	مکتبه دار البیان	1969ء
.51	الجامع الصحیح (فی صحیح مسلم [2])	القیشری،مسلم بن حجاج	261ھ	دار طیبه	2006ء
.52	الجامع الصحیح (قال البخاری فی صحیحه[3])	محمد بن إسماعیل أبو عبدالله البخاري	256ھ	دار طوق النجاة	1422ھ-2001ء
.53	جامع العلوم والحکم فی شرح خمسین حدیثا من جوامع الکلم(قال الحافظ ابن رجب[4])	ابن رجب ،عبدالرحمن بن احمد	927ھ		
.54	جمع الجوامع۔الجامع الکبیر۔(قال السیوطیؒ فی الجامع الکبیر[5])	الیسوطی،جلال الدین	911ھ	القاهرة:الازهر الشریف	1426ھ
.55	الجواهر النقی علی سنن البیهقی(قال علامة ابن الترکمانی فی الجواهر النقی[6])	ابن الترکمانی،علاءالدین علی بن عثمان بن ابراهیم	750ھ	حید ر آباد: دائرة المعارف النظامیه	1316ھ
.56	حادی الارواح الی بلاد الفراح(فی کتابه حادی الارواح الی بلاد الفراح [7])	جوزی،ابن قیم،محمد بن ابی بکر بن ایوب	751ھ	القاهرة: مطبعة المدنی	1428ھ
.57	حاشیة السندی علی سنن النسائی(قاله السندی فی حاشیة النسائی[8])	السندی،نور الدین،محمد بن عبدالهادی	1138ھ	حلب: مکتب المطبوعات الاسلامیة	1986ء

[1] عثمانی، فتح الملہم، 5/172۔
[2] عثمانی، فتح الملہم، 1/329۔
[3] عثمانی، فتح الملہم، 1/310۔
[4] عثمانی، فتح الملہم، 1/303۔
[5] عثمانی، فتح الملہم، 1/315۔
[6] عثمانی، فتح الملہم، 3/88۔
[7] عثمانی، فتح الملہم، 2/202۔
[8] عثمانی، فتح الملہم، 3/124۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

.58	حاشية السندى على صحيح البخارى(قال السندى فى حاشية البخارى[1])	السندى،نور الدين،محمد بن عبدالهادى	1138ھ	بيروت: دار الفكر	2011ء
.59	حجة الله البالغة(قال شاه ولى الله الدهلوى فى حجة الله البالغة[2])	الدهلوى،شاه ولى الله	1762ء	دارالجبل	2005ء
.60	حياة الانبياء فى قبورهم(جمع البيهقى كتابا لطيفا فى حياة الانبياء[3])	البيهقى،احمد بن الحسين بن على بن موسى	458ھ	مدينة منوره: مكتبة العلوم والحكم	1993ء
.61	دائرة المعارف الاسلامية(قال صاحب دائرة المعارف[4])	احمد الشنتناوى،عبدالحميد يونس وغيره		مركز الشارقة للابداغ الفكرى	1998ء
.62	الدراية فى تخريج احاديث الهداية(قال الحافظ ابن حجر فى الدراية[5])	العسقلانى،احمد بن على بن محمد	852ھ	بيروت : دارالمعرفه	س ن
.63	الدرة الفاخرة فى كشف علوم الآخرة (ذكر ابو حامد الغزالىؒ فى كشف علوم الآخرة[6])	الغزالى،ابو حامد	505ھ	طرابلس: مكتبة السائح	1997ء
.64	رد المختار على الدر المختار(قال العلامة ابن عابدين فى رد المختار[7])	ابن عابدين،محمد امين بن عمر بن عبد العزيز	1252ھ	بيروت: دار الفكر	1992ء
.65	رفع اليدين فى الصلوة(وقال البخارى فى جزء رفع اليدين[8])	البخارى،محمد بن اسماعيل	256ھ	دار ابن حزم	1996ء

[1] عثمانی، فتح الملہم، 1/334۔
[2] عثمانی، فتح الملہم، 1/310، 2/29۔
[3] عثمانی، فتح الملہم، 2/180۔
[4] عثمانی، فتح الملہم، 2/126۔
[5] عثمانی، فتح الملہم، 3/161۔
[6] عثمانی، فتح الملہم، 2/235۔
[7] عثمانی، فتح الملہم، 1/368، 3/124۔
[8] عثمانی، فتح الملہم، 3/161۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

.66	روح البیان(وقال فی روح البیان[1])	اسماعیل حقی بن مصطفی	1127ھ	بیروت:دار الفکر	1705ء
.67	روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم(قال العلامة آلوسیؒ فی روح المعانی[2])	الآلوسی،شهاب الدین محمود بن عبدالله	1270ھ	بیروت: دار الکتب العلمیة	1415ھ
.68	زاد المعادفی هدي خیر العباد(قال ابن القیم فی زاد المعاد[3])	الجوزی،ابن قیم ،محمد بن ابی بکر	751ھ	بیروت:موسسة الرسالة	1418ھ 1998ء
.69	السراج المنیر شرح الجامع الصغیر فی حدیث البشیر النذیر(قال العزیزی فی السراج المنیر[4])	العزیزی،علی بن احمد بن نور الدین	1070ھ	مصطفی البابی الحلبی	1998ء
.70	السراج الوهاج علی متن المنهاج(قال صاحب السراج الوهاج[5])	علامه محمد الزهری الغمراوی	بعد133 7ھ	بیروت: دارالمعرفة	س ن
.71	سنن أبو داود(روی ابو داود فی سننه[6])	أبو داود سلیمان بن الأشعث	275ھ	بیروت: دار الرسالة العالمیة	1430ھ
.72	سنن الترمذی(فی سنن الترمذی[7])	الترمذی،محمد بن عیسی	279ھ	بیروت:دالغرب الاسلامی	1998
.73	شرح الارشاد(قال ابو القاسم الانصاری فی شرح الارشاد[8])	ابو القاسم الانصاری	511ھ یا 512ھ		
.74	شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة (قال الزرقانی فی شرح المواهب[9])	زرقانی، محمد بن عبدالباقی	1122ھ	بیروت:دارالکتب العلمیة	1996ء

[1] عثمانی، فتح الملہم،4/244۔
[2] عثمانی، فتح الملہم،2/53۔
[3] عثمانی، فتح الملہم،2/141۔
[4] عثمانی، فتح الملہم،3/66۔
[5] عثمانی، فتح الملہم،/131۔
[6] عثمانی، فتح الملہم،1/402۔
[7] عثمانی، فتح الملہم،3/170۔
[8] عثمانی، فتح الملہم،1/310۔
[9] عثمانی، فتح الملہم،2/196۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

.75	شرح الزرقانی علی الموطا(قال الزرقانی فی شرح الموطا[1])	زرقانی، محمد بن عبدالباقی	1122ھ	القاهرة: مكتبة الثقافة الدينية	2003ء
.76	شرح السنة (رواه البغوی فی شرح السنة[2])	البغوی،ابو محمد الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء	516ھ	بیروت: المكتب الاسلامی	1983ء
.77	شرح المقاصد فی علم الکلام(قال السعدؒ فی شرح المقاصد[3])	التفتازانی،سعد الدین مسعود بن عمر بن عبدالله	791ھ	پاکستان:دار المعارف النعمانية	1981ء
.78	شرح مختصر الطحاوی(قال الامام الاسبیجابی فی شرح مختصر الطحاوی[4])	الاسبیجانی،احمد بن منصور	480ھ		
.79	مختصر الکرخی(قال الامام ابوالحسن الکرخی فی مختصره[5])	الکرخی، عبیدالله بن الحسن	340ھ	مكتبة الملک فهد الوطنية	2009ء
.80	شرح معانی الاثار(اخرجه الطحاوی فی شرح معانی الاثار[6])	الطحاویؒ، ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامة	321ھ	عالم الكتب	1414ھ
.81	الصارم المسلول(قال ابن تیمیه فی الصارم المسلول[7])	ابن تیمیه،احمد بن عبدالحلیم	728ھ	سعودی عرب: الحرس الوطنی السعودی	1983ء

[1] عثمانی، فتح الملہم،1/347،2/282۔

[2] عثمانی، فتح الملہم،3/121،4/251۔

[3] عثمانی، فتح الملہم،1/308۔

[4] عثمانی، فتح الملہم،3/24۔

[5] عثمانی، فتح الملہم،3/24۔ /اس کے مختلف نام ہیں۔اسے اصول کرخی / رسالہ فی الاصول اور اصول بھی کہتے ہیں۔اس کا پورا نام کلیات فقہ حنفی المعروف بہ اصول الکرخی ہے۔

[6] عثمانی، فتح الملہم،3/44۔

[7] عثمانی، فتح الملہم،5/168۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

.82	صحیح ابن حبان(صححه ابن حبان[1])	ابن حبان،محمد بن حبان	354ھ	بیروت:موسسة الرسالة	1993ء
.83	صحیح مسلم مع شرحه اکمال اکمال المعلم (فی اکمال اکمال المعلم[2])	السنوسی،محمد بن محمد بن یوسف	895ھ	بیروت:دارالکتب العلمیة	س ن
.84	الصلوة واحکام تارکها(قال الحافظ شمس الدین بن القیمؒ فی رسالته کتاب الصلاة[3])	جوزی،ابن قیم، محمد بن ابی بکر	751ھ	مدینه منوره:مکتبة الثقافة	س ن
.85	طرح التثریب فی شرح التقریب(قال العراق فی شرح التقریب[4])	العراق، عبدالرحیم بن زین	806ھ	الطبعة المصریه القدیمة	س ن
.86	عارضة الاحوذی بشرح صحیح الترمذی(قال ابن العربی فی شرح الترمذی[5])	ابن العربی،ابوبکر بن العربی المالکی	543ھ	لبنان:دار الکتب العلمیة	تاریخ الاضافة 2011ء
.87	عبقات(حققه العلامة الجلیل -- اسماعیل الشهید فی کتابه العبقات[6])	الدهلوی،شاه اسمعیل شهید	1831ء	کراچی: المجلس العلمی	1380ھ
.88	العرف الشذی شرح سنن الترمذی(فی العرف الشذی[7])	الکشمیری، محمد انور شاه	1353ھ	بیروت:دار التراث العربی	2004ء
.89	فتح العزیز شرح الوجیز (قال الرافعی فی شرح الوجیز[8])	الرافعی، عبدالکریم بن محمد بن عبدالکریم	623ھ	بیروت: دار الکتب العلمیة	1997ء
.90	عقود الجواهر(قال الزبیدی فی عقود الجواهر[9])	الزبیدی محمد بن محمد الحسینی بمصطفی	1205ھ	سکندریه:مطبعه الوطنیه	1292ھ

[1] عثمانی، فتح الملہم،2/66۔
[2] عثمانی، فتح الملہم،3/104۔
[3] عثمانی، فتح الملہم،2/36۔
[4] عثمانی، فتح الملہم،3/164۔
[5] ایضاً،1/371۔
[6] عثمانی، فتح الملہم،2/206۔
[7] عثمانی، فتح الملہم،3/209۔
[8] عثمانی، فتح الملہم،3/142۔
[9] عثمانی، فتح الملہم،6/10۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

.91	عقيدة الاسلام فی حياة عيسیٰ(فصل المباحث المتعلقة بحياة عيسی اليشيخ الانور فی كتابه عقيدة الاسلام[1])	الكشميری،محمد انور	1352ھ	ديوبند:مطبع قاسمی	س ن
.92	العقيدة السفارينية(قال السفارينی فی شرح عقيدته)	السفارينی،محمد بن احمد بن سالم	1188ھ	الرياض:مكتبة اضواء السلف	1998ء
.93	العلم المشهور(قال الحافظ ابو الخطاب بن دحية فی العلم المشهور[2])	الكلبی،ابن دحية،عمر بن حسن	633ھ		2014
.94	عمدة القاری شرح صحيح البخاریؒ(كما ذكره الشيخ بدرالدين العينیؒ فی شرح البخاری[3])	العينی،بدرالدين،محمو د بن احمد بن موسی بن احمد بن حسين	855ھ	بيروت: دار الكتب العلمية	2001ء
.95	العيقدة النظاميه(قال امام الحرمين فی الرسالة النظاميه[4])	الجوينی،امام الحرمين ركن الدين	478ھ	مصر:مكتبه الازهريه	س ن
.96	الغريبين فی القرآن والحديث(وعن الهروی فی الغريبين[5])	الهروی،ابو عبيد احمد بن محمد	401ھ	سعودی عرب: مكتبه نزار	1999ء
.97	غنية المتملی شرح منية المصلی(وفی الغنية شرح المنية[6])	الحلبی،ابراہيم بن محمد بن ابراہيم	956ھ	كويت: مكتبة ورازة الوقاف	س ن
.98	فتاوی ابن الصلاح(قال الشيخ عمرو بن الصلاحؒ فی فتاويه الكبيرة[7])	ابن الصلاح، عثمان بن عبدالرحمن	643ھ	بيروت:مكتبة العلوم والحكم	1407ھ
.99	فتاوی قاضی خان(قال فی الخانية[8])	قاضی خان، حسن بن منصور	593ھ/ 592ھ	مصر:مطبعه الكبری	1310ھ

[1] عثمانی، فتح الملہم،2/135۔
[2] عثمانی، فتح الملہم،4/369۔
[3] عثمانی، فتح الملہم،1/338۔
[4] عثمانی، فتح الملہم،3/379۔
[5] عثمانی، فتح الملہم،3/392۔
[6] عثمانی، فتح الملہم،2/281۔
[7] عثمانی، فتح الملہم،2/47۔
[8] عثمانی، فتح الملہم،5/257۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

.100	فتح الباري (قال الحافظ ابن حجر فی الفتح[1])	أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني	852ھ	دار المعرفة - بيروت،	1379ھ
.101	فتح القدير[2]	الشوكانی،محمد بن علی محمد عبدالله	1255ھ	دار المعرفة	1428ھ
.102	فتح القديرللكمال ابن الهمام(قال الشيخ ابن الهمامؒ فی فتح القدير)[3]	ابن ہمام، كمال الدين محمد	861ھ	بيروت: دار الكتب العلمية	2003ء
.103	فتح باب العناية بشرح النقاية(قاله القاری فی شرح النقاية)	القاری، نورالدين ملا علی بن سلطان	1014ھ	دار الارقم	1997ء
.104	الفتوحات المكية(قال الشيخ الاكبر فی الفتوحات[4])	ابن عربی،محی الدين	638ھ 1240ء	القاهرة: الهيئة المصرية العامة للكتاب	1985ء
.105	الفردوس بمأثور الخطاب(اخرج الديلمی فی مسند الفردوس[5])	الديلمی،شيرويه بن شهردار بن شيرويه	509ھ	بيروت: دار الكتب العلمية	1406ھ
.106	فصل الكتاب فی مسالة ام الكتاب(قال شيخ الانور فی فصل الخطاب[6])	الكشميری،محمد انورشاه	1353ھ	دار البشائر الاسلاميه	2010ء
.107	الفصل فی الملل والاهواء والنحل(قال ابو محمد بن حزم فی الملل والنحل)[7]	ابن حزم،علی بن احمد بن سعيد بن حزم	456ھ	مكتبة السلام العالمية	1348ھ
.108	فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت(نبه عليه العلامه بحر العلوم فی فواتح الرحموت[8])	الانصاری،ابن نظام الدين	1225ھ	بيروت:دارالكتب العلمية	2002ء

[1] عثمانی، فتح الملہم،1/302،1/323۔
[2] عثمانی، فتح الملہم،4/226۔
[3] عثمانی، فتح الملہم،1/345۔
[4] عثمانی، فتح الملہم،1/313۔
[5] عثمانی، فتح الملہم،1/405۔
[6] عثمانی، فتح الملہم،3/170۔
[7] عثمانی، فتح الملہم،1/373۔
[8] عثمانی، فتح الملہم،2/276۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

.109	القبس فی شرح موطا(قال صاحب القبس[1])	ابن العربی، محمد بن عبدالله ابوبکر	543ھ	دار الغرب الاسلامی	1992ء
.110	قواعد الاحکام فی مصالح الانام(قال الشیخ ابو محمد بن عبدالسلام فی کتابه القواعد[2])	سلطان العلماء،ابو محمد عز الدین عبد العزیز بن عبدالسلام	660ھ	القاهرة:دار ام القری	1414ھ
.111	قوت المغتذی علی جامع الترمذی(قال السیوطیؒ فی قوت المغتذی[3])	السیوطیؒ،جلال الدین،عبدالرحمن بن ابی بکر	911ھ	مکه مکرمه: ام القری	1424ھ
.112	کتاب السیر المغازی(وقع فی المغازی لابن اسحاق[4])	محمد بن اسحاق	151ھ	بیروت: دارالفکر	1978ء
.113	کتاب العلل ابن ابی حاتم[5]	الرازی،ابن ابی حاتم	277ھ		
.114	کتاب العلل الواردة(قال الدارقطنی فی علله[6])	الدارقطنی،ابو الحسن علی بن عمر بن احمد	385ھ	ریاض: دار طیبه	1985ء
.115	کتاب القراءة خلف الامام(ومثله فی کتاب القراءة للبیهقی[7])	البیهقی، احمد بن الحسین بن علی	458ھ	بیروت:دارالکتب العلمیه	1405ھ
.116	کتاب الینابیع(وفی الینابیع[8])	السجستانی،ابو یعقوب	331ھ/ 360ھ	لبنان: الکتب التجاری للطباعة والتوزیع	1965ء
.117	الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل (قال الزمخشری فی الکشاف[9])	الزمخشری، محمود بن عمرو بن احمد	538ھ	بیروت:دار الکتاب العربی	1407ھ

[1] عثمانی، فتح الملہم،3/250۔
[2] عثمانی، فتح الملہم،2/47،4/328۔
[3] عثمانی، فتح الملہم،2/313۔
[4] عثمانی، فتح الملہم،2/198۔
[5] عثمانی، فتح الملہم،4/92۔
[6] عثمانی، فتح الملہم،3/162۔
[7] عثمانی، فتح الملہم،3/178۔
[8] عثمانی، فتح الملہم،3/24۔
[9] عثمانی، فتح الملہم،1/422۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

.118	كشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون(فی الکشف[1])	حاجی خلیفه،مصطفی بن عبدالله کاتب حلبی	1067ھ	بیروت: دار احیاء التراث العربی	1941ء
.119	کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال(فی کنز العمال[2])	البرهانپوری،علاء الدین علی بن حسام	975ھ	بیروت: موسسة الرسالة	1981ء
.120	کنزالدقائق(قال فی کنز الدقائق[3])	النسفی،ابو البرکات عبدالله بن احمد	710ھ	دار البشائر الاسلامیه	2011ء
.121	لمعات النقیح فی شرح مشکاة المصابیح(کذا فی اللمعات شرح المشکاة[4])	الدهلوی،عبدالحق بن سیف الدین بن سعدالله البخاری	1052ھ	دمشق: دار النوادر	2014ء
.122	مبارق الازهار فی شرح مشارق الانوار (قال ابن الملک فی شرح المشارق[5])	ابن ملک،عبداللطیف بن عبد العزیز بن امین	801ھ	دار الجبل	1415ھ
.123	المبتداء فی قصص الانبیاء(ذکر محمد بن اسحاق فی کتاب المبتداء[6])	محمد بن اسحاق	767ھ	موسسة الانتشار العربی	2006ء
.124	المبسوط(قال شمس الائمة السرخسیؒ فی البسوط[7])	السرخسی،شمس الائمه، محمد بن احمد	483ھ	بیروت:دار المعرفه	1993ء
.125	مجمع الزوائد(کما فی مجمع الزوائد[8])	الهیثمی،علی بن ابی بکر بن سیلمان	807ھ	دارالکتب العلمیة	2001ء
.126	مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل ولطائف الاخبار(فی مجمع البحار[9])	الفتنی،محمد طاهر بن علی	986ھ	مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانیة	1967ء

---

[1] عثمانی، فتح الملہم،1/253،2/274،5/135۔

[2] عثمانی، فتح الملہم،2/135۔

[3] عثمانی، فتح الملہم،4/159۔

[4] عثمانی، فتح الملہم،2/190۔

[5] عثمانی، فتح الملہم،3/37۔

[6] عثمانی، فتح الملہم،3/347۔

[7] عثمانی، فتح الملہم،3/482۔

[8] عثمانی، فتح الملہم،3/106۔

[9] عثمانی، فتح الملہم،2/270۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

.127	مجموع الفتاوی ابن تیمیه(قال ابن تیمیه فی فتاواه[1])	ابن تیمیه، تقی الدین ابو العباس احمد بن عبدالحلیم	728ھ	سعودی عرب: مجمع الملک فهد	1995ء
.128	المجموع شرح المهذب(قال النوویؒ فی شرح المذهب[2])	النووی،یحیی بن شرف النووی	676ھ	بیروت:دارالفکر	تاریخ اضافۃ: 2008
.129	المحلی (قال ابن حزم فی المحلی)[3]	ابن حزم، علی بن احمد بن سعید	456ھ	بیروت:دارالکتب العلمیة	2015ء
.130	مختصر العلو للعلی الغفار(فی کتاب العلوللذهبیؒ[4])	الذهبی،شمس الدین ابو عبدالله محمد بن احمد	748ھ	مکتب الاسلامی	1981ء
.131	مدارج السالکین بین منازل ایاک نعبد وایاک نستعین(قال الحافظ بن القیمؒ فی مدراج السالکین[5])	جوزی،ابن قیم،محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد	751ھ	بیروت:دار الکتاب العربی	1966ء
.132	المدونه(وفی المدونة[6])	مالک بن انس	179ھ	بیروت:دار الکتب العلمیه	1994ء
.133	المراسیل(رواه ابوداود فی مراسیله[7])	السجستانی،سلیمان بن اشعث	275ھ	بیروت:موسسةالر سالة	1408ھ
.134	مرقاةالمفاتیح(کذ فی المرقاة لعلی القاریؒ[8])	القاری، نورالدین ملا علی بن سلطان	1014ھ	بیروت:دار الفکر	2002ء
.135	المسامرة	کمال بن ابی شریف		القاهرة:مطبعة السعادة	1347ھ

[1] عثمانی، فتح الملہم،3/173۔

[2] عثمانی، فتح الملہم،2/309۔

[3] عثمانی، فتح الملہم،3/169۔

[4] عثمانی، فتح الملہم،2/192۔

[5] عثمانی، فتح الملہم،2/7،2/49،2/55،2/144،2/262۔

[6] عثمانی، فتح الملہم،6/181۔

[7] عثمانی، فتح الملہم،5/30۔

[8] عثمانی، فتح الملہم،1/341۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

.136	المسايرة	كمال بن الهمام	861ھ		
.137	المستدرک علی الصحیحین(اخرجه الحاکم فی المستدرک[1])	ابن البیع،ابو عبدالله الحاکم	405ھ	بیروت:دار الکتب العلمیة	1990ء
.138	مسند ابی داود الطیالسی(ولابی داود الطیالسی)[2]	سلیمان بن داود بن الجارود	204ھ	دار هجر	1999ء
.139	مسند الإمام أحمد بن حنبل(روی احمد من حدیث المقداد[3])	أبو عبد الله احمد بن محمد بن حنبل	241ھ	مؤسسة الرسالة	2001ء
.140	المسند المستخرج علی صحیح الامام مسلم(رواه ابو نعیم الاصفهانی فی کتابه[4])	الاصفهانی،ابو نعیم،احمد بن عبدالله بن احمد	430ھ	بیروت: دارالکتب العلمیة	1996ء
.141	مشکل الآثار(قال الامام الطحاوی فی مشکل الآثار[5])	الطحاوی،ابو جعفر	321ھ	مکه مکرمه:ام القریٰ	1407ھ
.142	مصابیح التراویح(شیخ شیخناؒ فی کتابه الفارسی مصابیح التراویح[6])	النانوتوی،محمد قاسم	1880ء		
.143	المصنف (مصنف عبدالرزاق) (وفی مصنف عبدالرزاق [7])	عبدالرزاق بن همام الصنعانی	826ھ	دار التاصیل	2015ء
.144	مصنف ابن ابی شیبه(فی المصنف لابی ابن شیبه[8])	ابن ابی شیبه، ابوبکر عبدالله بن محمد بن ابراهیم	235ھ	ریاض: مکتبة الرشد	1409ھ
.145	معالم السنن(فی معالم السنن[9])	الخطابی، ابوسلیمان	388ھ	حلب:المطبعة العلمیة	1932ء

[1] عثمانی، فتح الملهم،5/9۔
[2] عثمانی، فتح الملهم،2/21۔
[3] عثمانی، فتح الملهم،2/46۔
[4] عثمانی، فتح الملهم،2/35۔
[5] عثمانی، فتح الملهم،1/422،3/163۔
[6] عثمانی، فتح الملهم،1/344۔
[7] عثمانی، فتح الملهم،3/322۔
[8] عثمانی، فتح الملهم،4/104۔
[9] عثمانی، فتح الملهم،3/224۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

.146	المعجم الاوسط (رواه الطبرانی فی الاوسط [1])	الطبرانی،ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب	360ھ	القاهرة: دار الحرمین	2008ء
.147	معجم البلدان(کما فی معجم البلدان لیاقوت[2])	الحموی،یاقوت بن عبدالله	626ھ	بیروت: دار صادر	1995
.148	المعجم الکبیر (رواه الطبرانی فی الکبیر[3])	الطبرانی،ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب	360ھ	مکتبة ابن تیمیة	2008ء
.149	معراج الدرایة فی شرح الهدایة(فی معراج الدارية[4])	الکاکی،محمد بن محمد بن احمد السنجاری	749ھ		
.150	معرفة السنن والآثار(قال البیهقی فی معرفة[5])	البیهقی، احمد بن الحسین بن علی	458ھ	کراچی: جامعة الدراسات لاسلامیه	1991ء
.151	المغنی (کذا فی المغنی[6])	ابن قدامة،موفق الدین	620ھ	دار عالم الکتب	1997ء
.152	المغنی فی ضبط اسماء الرجال(قال شیخ محمد طاہر فی کتابه المغنی[7])	الفتنی،محمد طاہر بن علی الهندی	986ھ	کراچی: الرحیم اکیڈمی	1439ھ
.153	المفهم لما اشکل من کتاب تلخیص مسلم[8]	القرطبی،احمد بن عمر بن ابراہیم	656ھ	بیروت:دار ابن کثیر	1996ء
.154	مقدمة ابن خلدون	ابن خلدون،عبدالرحمن بن محمد	808ھ	دار یعرب	2004ء
.155	مناقب الشافعی(وروی البیهقی فی مناقب الشافعی[9])	البیهقی،ابوبکر بن احمد بن الحسین	458ھ	القاهره:مکتبة دار التراث	1970ء

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 1/306، 3/114۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 3/433۔

[3] عثمانی، فتح الملہم، 1/306، 2/27۔

[4] عثمانی، فتح الملہم، 3/24۔

[5] عثمانی، فتح الملہم، 3/374۔

[6] عثمانی، فتح الملہم، 1/358۔

[7] عثمانی، فتح الملہم، 3/370۔

[8] عثمانی، فتح الملہم، 1/394، 2/9۔

[9] عثمانی، فتح الملہم، 3/270۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

.156	المواهب اللدنية(قال القسطلانی فی المواهب[1])	القسطلانی،احمد بن محمد	923ھ	مصر:مکتبه التوفیقیه	2004ء
.157	المواهب اللطیفة (قال محمد عابد السندی فی مواهب اللطیفه[2])	السندی،محمد عابد	1257ھ	دار النوادر	
.158	میزان الاعتدال(وقال الذهبی فی المیزان[3])	الذهبی،شمس الدین ابو عبدالله	748ھ	بیروت:دار المعرفه	1963ء
.159	المیزان الکبری(قال شیخ الشعرانیؒ فی المیزان[4])	الشعرانی،عبدالوهاب	973ھ	دارالکتب العلمیة	1998ء
.160	النبوات(عقد الحافظ ابن تیمیةؒ فی کتاب النبوات[5])	ابن تیمیه، تقی الدین ابو العباس احمد بن عبدالحلیم	728ھ	ریاض: اضواء السلف	2000ء 1420ھ
.161	النجم الوهاج فی شرح المنهاج(قال فی النجم الوهاج شرح المنهاج[6])	کمال الدین، محمد بن موسی بن عیسی	808ھ	جدة: دار المنهاج	2004ء
.162	نسیم الریاض فی شرح شفا(قال الشهاب الخفاجی فی شرح الشفا[7])	الخفاجی،شهاب الدین،احمد محمد عمر		مطبعة الازهریه	1327ھ
.163	نصب الرایة(قال حافظ جمال الدین الزیلعی فی نصب الرایة[8])	الزیلعی،جمال الدین ابو محمد عبدالله	762ھ	جدة: دارالقبلة للثقافة الاسلامیه	1997ء
.164	النفح الشذی فی شرح جامع الترمذی(قال ابن سید الناس فی شرح الترمذی[9])	ابن سید الناس،محمد بن محمد بن محمد بن احمد	734ھ	ریاض: دار العاصمة	1409ھ

[1] عثمانی، فتح الملہم،5/352۔
[2] عثمانی، فتح الملہم،5/372۔
[3] عثمانی، فتح الملہم،4/272۔
[4] عثمانی، فتح الملہم،2/313۔
[5] عثمانی، فتح الملہم،2/53۔
[6] عثمانی، فتح الملہم،1/205۔
[7] عثمانی، فتح الملہم،6/304۔
[8] عثمانی، فتح الملہم،3/206۔
[9] عثمانی، فتح الملہم،3/104۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

.165	النقاية شرح لمختصر الوقاية(وفی شرح النقاية للبرجندی[1])	البرجندی،عبدالعلی بن محمد	932ھ	رياض:مكتبه الملک فهد	1884ء
.166	نيل الاوطار(قاله الشوكانی فی النيل الاوطار[2])	الشوكانی،محمد بن علی محمد عبدالله	1255ھ	مصر:دارالحديث	1413ھ 1993ء
.167	نيل الفرقدين فیٔ مسالة رفع اليدين(قال شيخ الانور فی نيل الفرقدين[3])	الكشميری،محمد انور شاه	1350ھ	دهلی: مطبوعات المجلس العلمی	
.168	النهاية فی غريب الحديث (فی النهاية[4])	الجزری،ابن اثير،محمد بن محمد بن محمد	833ھ	بيروت:دارالكتب العلميه	2006ء
.169	الهداية فی شرح بداية المبتدی(قال فی الهداية[5])	المرغينانی،علی بن ابی بكر بن عبد الجليل	593ھ	بيروت:دار احياء التراث العربی	1417ھ
.170	واقعات المفتين(قال عبدالقادر بن يوسف الشهير بقدری افندی الحنفی فی واقعات المفتين[6])	بقدری افندی الحنفی، عبدالقادر بن يوسف الشهير	1083ھ	بيروت:دارالكتب العلمية	2018ء
.171	اليواقيت والجواهرفی بيان عقائد الاكابر(قال الشيخ عبدالوهاب الشعرانیؒ فی كتابه اليواقيت والجواهر[7])	الشعرانی،عبدالوهاب	973ھ	دار الكتب العلمية	1998ء

[1] عثمانی، فتح الملہم،4/267۔
[2] عثمانی، فتح الملہم،1/377۔
[3] عثمانی، فتح الملہم،3/362۔
[4] عثمانی، فتح الملہم،6/201۔
[5] عثمانی، فتح الملہم،2/284۔
[6] عثمانی، فتح الملہم،3/14۔
[7] عثمانی، فتح الملہم،1/382۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مبحث ثالث: منۃ المنعم میں مستعمل مصادر و مراجع کا منہج

مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے اپنی شرح "منۃ المنعم" میں حدیث کی توضیح کرنے میں دیگر کتب سے شواہد بیان کیے ہیں یا کسی مسئلہ کی وضاحت کے لیے قرآن و سنت اور دیگر آئمہ کرام اور فقہاء کے اقوال و آراء کو پیش کیا ہے۔ کبھی یہ شواہد و روایات اور اقوال و آراء کسی مسئلہ کے ثبوت کے طور پر تو کبھی کسی مسئلہ کے رد کے لیے پیش کیا ہے۔یعنی ان آراء و اقوال کا اہتمام کیا ہے جو احادیث یا مسئلہ کو تائید یا تردید یا تقویت فراہم کرتے ہیں اور پھر جن مصادر سے ان کو نقل کیا ہے ان کے کتب کے نام بھی ذکر کرتے ہیں اور کبھی تو صرف اقوال و آراء کو نقل کیے بغیر ہی کتب کے نام کا تذکرہ بھی کرتے ہیں تو کبھی مولف کے نام کا۔اور کبھی صرف مرجع کا ہی تذکرہ کرتے ہیں اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے مقالہ نگار نے صرف کتب اور انکے مولفین کے نام کا تذکرہ کیا ہے جن سے مولاناؒ نے اپنی شرح میں استفادہ کیا ہے تاکہ ان مصادر و مراجع کے بیان کرنے کے طریقہ اور ان سے واقفیت ہو سکے۔ آپؒ نے اپنی شرح میں مصادر و مراجع کا جو منہج اپنایا ہے وہ درج ذیل ہے:

1۔ کبھی کبھی مولف اور کتاب کے نام کو اکٹھا ذکر کرتے ہیں جیسے:

- قال معين السنديؒ في دراسته[1]
- قال الحافظؒ في التلخيص [2]
- قال الخطابيؒ في معالم السنن[3]
- ذكره الطيبيؒ في شرح المشكاة[4]
- قال الجزريؒ في النهاية[5]
- كذا ذكره البخاريؒ في تاريخه[6]
- قال ابن تيمية في كتاب التوسل والوسيلة[7]

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/257۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/258۔

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/262۔

[4] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/268۔

[5] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/271، 1/417، 1/450۔

[6] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/300۔

[7] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/35۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

- قاله الحافظ فی الفتح[1]، ذکر ابن حجر فی الفتح[2]
- ذکره الهیثمی فی مجمع الزوائد[3]
- قاله البغوی فی شرح السنة[4]
- قال الشوکانیؒ فی النیل[5]
- أفاد ذلک العلامة المنصورفوری فی کتابه "رحمة اللعالمین "[6]
- وفی سنن الکبری للنسائی[7]
- قال النواب صدیق حسن خان فی فتح البیان[8]
- اخذاً من فتح القدیر للشوکانیؒ[9]

کبھی کبھی صرف مولف کا نام یا مشہور نام کا تذکرہ کرتے ہیں جیسے:

- قال الحافظؒ[10] یا قال ابن حجرؒ[11]
- قال الخطابیؒ[12]
- قال القرطبیؒ[13]
- قال النوویؒ[14]

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/334، 2/18، 2/273، 3/76۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/333۔

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/209۔

[4] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/316۔

[5] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/44۔

[6] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/130۔

[7] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/161۔

[8] مبارکپوری، منۃ المنعم، 4/226۔

[9] مبارکپوری، منۃ المنعم، 4/226۔

[10] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/127، 3/18۔

[11] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/10، 2/257، 3/195۔

[12] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/65، 3/26، 3/35، 4/207۔

[13] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/94، 4/7۔

[14] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/93، 1/120، 3/98۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

- قال القاضیؒ [1] یا قال عیاضؒ [2] یا قال القاضی عیاضؒ [3]
- قال الشوکانیؒ [4]
- وقال ابن قدامة [5]
- وقال الراغب (امام راغب اصفہانیؒ) [6]
- وقال ابوالحسن الدارقطنیؒ [7] یا قال الدارقطنیؒ [8]

کبھی کبھی نام کی بجائے ائمہ اور فقہاء کے مسلک اور عقائد کا تذکرہ کرتے ہیں جیسے:

- قال اهل اللغة [9] یا عند اهل اللغة والمحدثین [10]
- اختار الجمهور [11] یا مذهب جمهور العلماء [12] یا ذهب الجمهور الی صحة الصلوة فی ثوب واحد [13]
- اما الحنابلة فجعلواالتشهد الأول واجبا [14]
- مع جواز رد السلام فی الصلاة بالإشارة وهو مذهب الشافعی والجمهور [15]
- وفسر الرواة واهل اللغة والغریب [16]

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/131۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/260، 283/2، 3/422۔

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/45، 1/233، 2/107، 3/210۔

[4] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/14۔

[5] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/65۔

[6] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/88۔

[7] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/450۔

[8] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/312، 2/365۔

[9] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/163، 2/32، 2/44، 2/131۔

[10] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/162۔

[11] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/243۔

[12] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/252، 1/285۔

[13] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/331۔

[14] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/267۔

[15] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/344۔

[16] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/356۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

- قالت المالكية[1] يا قال المالكية و الشافعية[2]
- واتفق اهل السير والرجال :انه مات سنة عشر من الهجرة[3]
- قال العلماء من السلف و الخلف[4]
- والصحيح عند اهل السنة[5]
- واستدلل الحنابلة عليه[6]
- ذهب الشافعية والحنابلة و الظاهرية[7]
- قال اهل الظاهر[8]
- قال الأئمة المتبوعون[9]
- على اختلاف اقوال اهل التفسير والسير[10]
- وقد اجمع اهل السير والتاريخ[11]

کبھی کبھی مولف کا نام کی جگہ کتب سے نسبت کرتے ہوئے صاحب کا لفظ بھی استعمال کرتے ہیں جیسے:

- قال صاحب التحرير[12]
- قاله صاحب سبل السلام[13]

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/4۔
[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/243۔
[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/36۔
[4] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/81۔
[5] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/134۔
[6] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/212۔
[7] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/231۔
[8] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/54۔
[9] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/125۔
[10] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/148۔
[11] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/306۔
[12] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/61۔
[13] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/247، 2/415۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

- وقال صاحب النهاية (ابن الاثیر)[1]
- قال صاحب العین[2]
- صاحب السرة الحلبية[3]

کبھی کبھی مولف کے نام بجائے صرف کتاب کا ہی تذکرہ کرتے ہیں جیسے:

- وفی سنن ابي داود[4]
- قاله فی النهاية [5]
- فی مصنف عبدالرزاق[6]
- فی مسند البزار[7]
- فی التلخیص[8]
- فی شرح السنة[9]
- قال فی منهاج السنة[10]
- قال فی زاد المیعاد[11]
- قال فی المرقاة[12]
- قال فی الفتح[13]

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/60۔
[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/129۔
[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 4/93۔
[4] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/205۔
[5] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/318، 1/360، 2/87، 2/95، 3/82۔
[6] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/321۔
[7] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/326۔
[8] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/445۔
[9] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/25۔
[10] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/35۔
[11] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/419۔
[12] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/159۔
[13] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/172۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے اپنی شرح "منۃ المنعم" میں کچھ ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں جن کی وضاحت نہیں کی یا تو صرف مولف کا مشہور نام بتایا ہے یا پھر کتاب کے نام کا مختصر تذکرہ کیا ہے۔ذیل میں مقالہ نگار نے ان الفاظ کی وضاحت میں مولف کا پورا نام اور کتاب کا پورا نام کا ذکر کیا ہے تا کہ ان الفاظ کے اطلاق کا صحیح اندازہ ہو سکے جیسے:

- ابن السکیت[1]:ان سے مراد ابو یوسف یقوب بن اسحاق م244ھ / 858عیسوی ہے۔لغت اور ادب کے امام ہیں۔
- الأزهري[2]:ان کا پورا نام ابو منصور محمد بن احمد بن الازھری م370ھ / 981ء ہے۔
- الاصمعي[3]: قال الاصمعي کے الفاظ شرح میں مستعمل ہیں ان سے مراد عبد الملک بن قریب بن عبد الملک بن علی بن اصمع الباہلی م216ھ / 831ء ہے۔
- البلاذری[4]:ان سے مراد ابو الحسن احمد بن یحیٰ بن جابر البلاذری م892ء ہیں۔
- التلخيص[5]:اس سے مراد التلخیص الخبیر فی تخریج الاحادیث از علامہ ابن حجر العسقلانی م852ھ ہے۔
- التوربُشتي[6]: ان سے مراد فضل اللہ بن حسن بن حسین بن یوسف ابو عبد اللہ شہاب الدین التوربشتی م 661ھ / 1263ء ہے۔
- الجوهری[7]:ان کا پورا نام ابو نصر اسماعیل بن حماد الجوھری الفارابی م393ھ / 1003ء ہے۔
- الحافظ[8]: صاحب شرح نے دوران شرح حافظ کا لفظ استعمال کیا ہے ، اس سے مراد حافظ بن حجر العسقلانی852ھ ہیں۔

---

[1] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/474۔
[2] مبارکپوری،منۃ المنعم،2/3۔
[3] مبارکپوری،منۃ المنعم،2/137۔
[4] مبارکپوری،منۃ المنعم،3/225۔
[5] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/258۔
[6] مبارکپوری،منۃ المنعم،2/155۔
[7] مبارکپوری،منۃ المنعم،2/60،3/386۔
[8] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/266،1/273،2/158،2/198،3/173۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

- الخلیل[1]:ان سے مراد خلیل بن احمد فراہیدی م170ھ /786ء ہیں۔
- الراغب[2]: قال الراغب کے لفظ استعمال ہوئے ان سے مراد ابو القاسم حسین بن محمد بن مفصل بن محمد م1108ء ہے علامہ راغب اصفہانی سے مشہور ہیں۔
- الشوکانی[3]: ان سے مراد محمد بن علی بن محمد الشوکانی م 1255ھ / 1839ء ہے علامہ شوکانی کے نام سے مشہور ہیں۔
- الصغانی[4]: ان سے مراد حسن بن محمد بن حسن م650ھ /1252ء ہی۔
- فتح[5]: منۃ المنعم میں کہیں فی الفتح یا حافظ فی الفتح کے الفاظ مستعمل ہیں اس سے مراد فتح الباری ہے۔
- القسطلانی[6]:ان سے مراد شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن ابو بکر القسطلانی م1517ء ہے۔
- المازری[7]:ان کا پورا نام ابو عبد اللہ محمد بن علی بن عمر بن محمد التمیمی المازری[8]م536ھ / 1141ء ہے۔
- معین السندی فی دراساتہ[9]:ان کا پورا نام محمد معین بن محمد امین بن السندی ہے ان کی کتاب کا نام دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب ہے۔
- منہاج السنۃ[10]: اس کتاب کا پورا نام المنتقی من منہاج السنۃ النبویۃ (منہاج السنۃ) ہے اس کے مولف امام ابن تیمیہ م728ھ /1328ء ہیں۔

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/162۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/88۔

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم،، 1/216، 2/66۔

[4] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/218۔

[5] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/272، 1/280، 2/161، 2/235۔

[6] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/6۔

[7] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/518، 3/135۔

[8] اپنے زمانے کے مالکیہ کے امام تھے اور مشہور محدث تھے اجتہاد کے درجے کو پہنچے اور یہاں تک کہ آپؒ کا نام امام رکھ دیا گیا امام ذھبیؒ نے شیخ الامام علامۃ البحر المتفنن کا لقب دیا۔ حوالہ: الذھبی، سیر اعلام النبلاء (بیروت: موسسۃ الرسالۃ، 2001)، 20/104۔

[9] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/257

[10] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/35

toobaa-elibrary.blogspot.com

- النهاية [1](الجزریؒ[2]): کبھی فی النهاية، قاله فی النهاية کالفظ استعمال ہوتا ہے اس سے مراد النھایۃ فی غریب الحدیث ازابو السادات المبارک بن محمد بن محمد (ابن الاثیر) الجزری م606ھ ہے۔
- الهدي[3]: اس سے مراد زاد المعاد فی الھدي النبوی فی الفضائل ولآداب از ابن قیم الجوزیؒ م751ھ /1350ء ہے۔

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/318، 1/360، 2/87، 2/95، 3/82

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/262

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/178، 3/45، 3/53، 4/274

toobaa-elibrary.blogspot.com

مبحث رابع: منۃ المنعم میں مستعمل مصادر و مراجع کا بحوالہ ذکر

مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے منۃ المنعم میں جن مصادر و مراجع سے استفادہ کیا ہے ان کو حروف تہجی کے لحاظ سے مقالہ نگار نے تحریر کیا ہے۔ مقالہ نگار کی تحقیق کے مطابق ان مصادر و مراجع میں سے جو کسی بھی دور میں طبع ہو چکے ہیں ان کے مکتبہ و ناشر کا نام درج کیا گیا ہے۔

نمبر شمار	اسم الکتاب واستعمالہ	المولف	سنۃ الوفاۃ	المطبوع	سن اشاعت
.1	الادب المفرد[1]	البخاری،محمد بن اسماعیل	256ھ	بیروت: دارالبشائر الاسلامیة	1989ء
.2	اسد الغابة فی معرفة الصحابة[2]	ابن الاثیر،الجزری ، علی بن محمد	833ھ	دار ابن حزم	2012ء
.3	الاسماء المبهمة(قاله الخطیب فی کتابه الاسماء المبهمة[3])	احمد بن علی الخطیب البغدادی	463ھ	مکتبة الخانجی	1992ء
.4	اعلام الموقعین[4]	الجوزی،ابن قیم ،محمد بن ابی بکر	751ھ	دار ابن جوزی	
.5	الافراد(رواه الدارقطنی فی الافراد متصلاً[5])	الدارقطنی،ابو الحسن علی بن عمر	385ھ		2012ء
.6	البحر الزخار (مسند البزار) (وفی مسند البزار من طریق ابن عیینة[6])	بزار،ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق	905ھ	مکتبة العلوم والحکم	
.7	البدایة والنهایة[7]	عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر	774ھ	دار احیاءالتراث العربی	1988ء 1408ھ

[1] مبارکپوری،منۃ المنعم،4/256۔
[2] مبارکپوری،منۃ المنعم،4/118۔
[3] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/64۔
[4] مبارکپوری،منۃ المنعم،2/433۔
[5] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/317۔
[6] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/326۔
[7] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/187۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

.8	التاريخ الكبير (كذا ذكره البخارى فى تاريخه[1])	البخارى،محمد بن اسماعيل	256ھ	دائرة المعارف العثمانية	2009ء
.9	تفسير المنار(قاله الشيخ رشيد رضا فى تفسير المنار[2])	محمد رشيد رضا	1354ھ 1935ء	القاهرة:دارالمنار	1947ء
.10	تقريب التهذيب(وقال فى التقريب[3])	العسقلانى،احمد بن على بن حجر	852ھ	دار العاصمة	1421ھ
.11	التلخيص(قال الحافظ فى التلخيص[4])	العسقلانى،احمدبن على بن حجر	852ھ	موسسة قرطبة	1416ھ
.12	تهذيب التهذيب(وبدل صنيع الحافظ فى تهذيب التهذيب[5])	العسقلانى،احمد بن على بن حجر	852ھ	الهند: دارئة المعارف النظامية	1325ھ
.13	الجامع الصحيح [6]	مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري	261ھ	دار إحياء التراث العربي - بيروت	1427ھ
.14	الجامع الصحيح (وفى رواية البخارى[7])	محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري	256ھ	دار طوق النجاة	1422ھ-2001ء
.15	جزءالقراءة(واعلها البخارى فى جزء القراءة[8])	البخارى،محمد بن اسماعيل	256ھ	پاكستان:المكتبة السلفية	1980ء
.16	حاشية احكام الاحكام شرح عمدة الاحكام[9]	الصنعانى، محمد بن اسماعيل	1182ھ	المكتبة السلفية	1409ھ

[1] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/300،2/365۔
[2] مبارکپوری،منۃ المنعم،3/296۔
[3] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/368۔
[4] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/257،1/262،1/369۔
[5] مبارکپوری،منۃ المنعم،3/330۔
[6] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/5۔
[7] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/77۔
[8] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/262۔
[9] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/212۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

17.	حجة الله البالغة[1]	الدهلوی،شاه ولی الله	1762ء	دارالجبل	2005ء
18.	دراسات اللبیب فی(وقال معین السندی فی دراساته[2])	السندی،محمد معین بن محمد امین	1161ھ	کراچی:سندھی ادبی بورڈ	1957ء
19.	رحمة اللعالمین(ذکر العلامة محمد سلیمان سلمان المنصوفوری فی کتابه رحمة اللعالمین[3])	منصورپوری،قاضی محمد سلیمان سلمان	1930ء	ریاض:دارالسلام	1998ء
20.	زاد المعادفی هدي خیر العباد(وقال فی زاد المعاد/ قال فی الهدی[4])	الجوزی،ابن قیم ،محمد بن ابی بکر	751ھ	بیروت:موسسة الرسالة	1418ھ 1998ء
21.	سبل السلام(قاله صاحب سبل السلام[5])	الصنعانی، محمد بن اسماعیل	1182ھ	مکتبة المعارف	2006ء
22.	سنن أبی داود(وفی سنن ابی داود[6])	أبو داود سلیمان بن الأشعث	275ھ	بیروت: دار الرسالة العالمیة	1430ھ
23.	سنن الترمذی (فیه انقطاع رواه الترمذی[7])	الترمذی،محمد بن عیسی	279ھ	دارالغرب الاسلامی	1996ء
24.	سنن نسائی (قال النسائی)[8]	النسائی،احمد بن شعیب	303ھ	بیروت:موسسة الرسالة	2001ء
25.	سیرة ابن هشام[9]	عبدالملک بن هشام بن ایوب الحمیری	218ھ	دارالکتاب العربی	1990ء
26.	شرح السنة(قال فی شرح السنة[10])	محمد الحسین بن محمد الفراء البغوی	516ھ	المکتب الاسلامی ۔بیروت	1403ھ

[1] مبارکپوری،منة المنعم،4/383۔

[2] مبارکپوری،منة المنعم،1/257۔

[3] مبارکپوری،منة المنعم،2/36۔

[4] مبارکپوری،منة المنعم،2/419،2/431۔

[5] مبارکپوری،منة المنعم،1/247۔

[6] مبارکپوری،منة المنعم،1/205۔

[7] مبارکپوری،منة المنعم،1/249۔

[8] مبارکپوری،منة المنعم،1/233،1/273۔

[9] مبارکپوری،منة المنعم،4/425۔

[10] مبارکپوری،منة المنعم،2/25،2/316۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

					1983ء
27.	شرح المشكاة(ذكره الطيبى فى شرح المشكاة[1])	الطيبى،حسين بن عبدالله بن محمد(شرف الدين الطيبى)	743ھ	مكتبه نزار مصطفى	1997ء
28.	الطبقات الكبير(وذكر ابن سعد فى الطبقات[2])	محمد بن سعد	230ھ	مكتبة الخانجى	1421ھ 2001ء
29.	علل الدارقطنى(قال الدارقطنى فى كتا ب العلل[3])	الدارقطنى،على بن عمربن احمد	385ھ	دار طيبة	1405ھ 1985ء
30.	عمدة الرعاية على شرح الوقاية (قال الشيخ عبدالحى الكهنوى فى عمدة الرعاية[4])	عبدالحى الكنوى	1304ھ	دارالكتب العلمية	2009ء
31.	عمدة القارى(قال العينى فى عمدة القارى[5])	العينى، بدرالدين ابو محمد محمود بن احمد	1451ء	دارالكتب العليمية	1421ھ
32.	فتح الباري (قال فى الفتح[6])	أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني	852ھ	دار المعرفة - بيروت،	1379ھ
33.	فتح البيان[7]	القنوجى،نواب صديق حسن خان	1890ء	المكتبة العصرية	1412ھ
34.	فتح القدير[8]	الشوكانى،محمد بن على محمد عبدالله	1255ھ	دار المعرفة	1428ھ

[1] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/ 268۔

[2] مبارکپوری،منۃ المنعم،2/385۔

[3] مبارکپوری،منۃ المنعم،2/365۔

[4] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/274۔

[5] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/450۔

[6] مبارکپوری،منۃ المنعم،3/123،3/172۔

[7] مبارکپوری،منۃ المنعم،4/226۔

[8] مبارکپوری،منۃ المنعم،4/226۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

.35	كتاب التوسل والوسيلة(قال ابن تيمية فی كتاب التوسل والوسيلة[1])	ابن تيمية ،احمد بن عبدالحليم	728ھ	رئاسة ادارة البحوث العلمية	1999ء
.36	كتاب الضعفاء(وقال ابن حبان فی كتاب الضعفاء[2])	محمد بن حبان	354ھ	دائرة المعارف العثمانية	1973ء
.37	كتاب المعرفة (ذكره فی كتاب المعرفة للبيهقی[3])	البيهقی،احمد بن الحسين بن علی	458ھ	حلب:دارالوعي	1991ء
.38	مجمع الزوائد(ذكره الهيثمی فی مجمع الزوائد[4])	الهيثمی،علی بن ابی بكر بن سيلمان	807ھ	دارالكتب العلمية	2001ء
.39	المحلی (وعلی المحلی لابن حزم)[5]	ابن حزم، علی بن احمد بن سعيد	456ھ	بيروت:دارالكتب العلمية	2015ء
.40	المرقاةالمفاتيح(قال القاری فی المرقاة[6])	القاری، نورالدين ملا علی بن سلطان	1014ھ	دارالكتب العلمية	2001ء
.41	مسک الختام شرح بلوغ المرام(ذكره نواب صديق حسن خان فی مسک الختام[7])	نواب صديق حسن خان	1890ء	الرياض:مكبته الملك فهد	1873ء
.42	مسند ابی داود الطيالسی[8]	سليمان بن داود بن الجارود	204ھ	دار هجر	1999ء
.43	مسند اسحاق بن راهويه(جآء فی مسند اسحاق بن راهويه[9])	اسحاق بن ابراہيم بن راهويه	238ھ	بيروت :دارالتاصيل	1437ھ 2016ء

[1] مبارکپوری،منۃ المنعم،2/35۔
[2] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/259۔
[3] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/273۔
[4] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/317،2/209۔
[5] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/328،1/438۔
[6] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/373،2/73۔
[7] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/ 268۔
[8] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/127،2/100۔
[9] مبارکپوری،منۃ المنعم،2/101۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

44.	مسند الإمام أحمد بن حنبل(فی مسند الامام احمد[1])	أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل	241ھ	مؤسسة الرسالة	2001ء
45.	مسند الحميدي(رواه الحميدي فی مسنده[2])	الحميدي،عبدالله بن الزبير القرشی	219ھ	القاهرة:دارالكتب العلمية	
46.	مسند امام محمد بن ادريس الشافعی(وفی مسند الشافعی[3])	الشافعی،محمد بن ادريس	204ھ	لبنان:دارالبشائر الاسلامية	1426ھ 2005ء
47.	المصنف (مصنف عبدالرزاق) (لكن فی مصنف عبدالرزاق عن نافع[4])	عبدالرزاق بن همام الصنعانی	826ھ	دار التاصيل	2015ء
48.	معالم السنن(قال الخطابی فی معالم السنن[5])	الخطابی، ابوسليمان	388ھ	حلب:المطبعة العلمية	1932ء
49.	معجم الكبير (رواه الطبرانی فی الكبير [6])	الطبرانی،ابوالقاسم سليمان بن احمد بن ايوب	360ھ	مكتبة ابن تيمية	2008ء
50.	معرفة السنن والآثار(اما تاويل عائشةؓ فقد اخرج البيهقی [7])	احمد بن حسين بن علی بن موسی البيهقي	458ھ	جامعة الدراسات الاسلامية ـ كراچی/ دارقتيبة ـ بيروت	1412ھ 1991ء
51.	المغنی (قاله ابن قدامة فی المغنی[8])	ابن قدامة،موفق الدين	620ھ	دار عالم الكتب	1997ء
52.	المفهم لما اشكل من كتاب تلخيص مسلم[9]	القرطبی،احمد بن عمر بن ابراہيم	656ھ	بيروت:دار ابن كثير	1996ء

[1] مبارکپوری،منۃ المنعم،2/428۔
[2] مبارکپوری،منۃ المنعم،2/263۔
[3] مبارکپوری،منۃ المنعم،2/333۔
[4] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/321۔
[5] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/262،1/417۔
[6] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/317،2/209۔
[7] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/435۔
[8] مبارکپوری،منۃ المنعم،1/317،2/236۔
[9] مبارکپوری،منۃ المنعم،4/232۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

.53	منهاج السنة النبوية (وقال فی منهاج السنة:حدیث صلاة الکسوف[1])	ابن تیمیة،احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام	728ھ	ریاض:جامعة محمد بن سعود	1406ھ 1986ء
.54	المؤطا(صرح مالک فی المؤطا[2])	مالک بن انس	179ھ	بیروت: داراحیاء التراث العربی	1985ء
.55	النهایة(قال الجزری فی النهایة[3])	الجزری،محمد بن محمد بن محمد علی بن الجزری	833ھ	بیروت:دارالکتب العلمیه	2006ء
.56	نیل الاوطار(قال الشوکانی فی النیل[4])	الشوکانی،محمد بن علی محمد عبدالله	1255ھ	مصر:دارالحدیث	1413ھ 1993ء
.57	وفاء الوفاء باخبار دارالمصطفی[5]	نورالدین علی بن عبدالله الم	911ھ	مدینه منوره:موسسة الفرقان	1422ھ

[1] مبارکپوری،منة المنعم،2/35۔
[2] مبارکپوری،منة المنعم،1/478۔
[3] مبارکپوری،منة المنعم،1/271۔
[4] مبارکپوری،منة المنعم،2/40۔
[5] مبارکپوری،منة المنعم،3/192۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

باب دوم: فتح الملہم کے اسلوب و منہج کا تعارفی جائزہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

فصل اول: اسناد کے بارے میں صاحب فتح الملہم کا منہج

فصل دوم: متن حدیث میں صاحب فتح الملہم کا عمومی اسلوب و منہج

فصل سوم: متن حدیث میں صاحب فتح الملہم کا انفرادی اسلوب و منہج

toobaa-elibrary.blogspot.com

فصل اول: اسناد کے بارے میں صاحب فتح الملہم کا منہج

سند سے لغوی طور پر یہ مراد ہے کہ جو زمین سے بلند ہو اسناد کہلاتی ہیں۔ اصطلاح میں اسناد، متن حدیث کا وہ راستہ یا سلسلہ رواۃ ہے جو متن حدیث تک پہنچاتا ہے۔ حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کا دارومدار اسناد پر ہی ہوتا ہے۔ اسناد پر تحقیق سے مراد رواۃ کی ثقاہت اور ضعف کا معلوم کرنا ہے۔ حدیث کی صحت وضعف کے لیے راوۃ کے نام ونسب، اساتذہ وشاگرد اور صحت و ضعف کے متعلق جاننا نہایت ضروری ہے۔ ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر صاحب اپنی کتاب علوم الحدیث میں اسناد کے حوالے سے یوں رقمطراز ہیں:

> مشہور ضرب المثل ہے وما آفة الاخبار الارواتها (خبروں کی آفت ان کے راوی ہیں) اور یہ ضرب المثل ایک حقیقت ہے کہ اختلاف ملل و ادیان اور تہذیب و تمدن کے فرق کے باوجود سب لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ جھوٹے کی خبر کی تصدیق نہیں کی جاتی، نہ اس کی روایت اور گفتگو کو قبول کیا جاتا ہے اگرچہ یہ معلوم ہو کہ وہ کبھی کبھی سچ بھی بولتا ہے۔ واقعات جو بیان کیے جاتے ہیں ان میں خبر کے غلط یا صحیح ہونے کا انحصار راوی پر ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ خبر یا حدیث یا روایت کے بیان کرنے میں اصل چیز سند ہے۔[1]

صحیح مسلم کی اسنادِ احادیث میں موجود رواۃ کا تعارفی اسلوب

علامہ عثمانیؒ دوران شرح رواۃ صحیح مسلم کے ترجمہ ذکر کرتے ہوئے نام ونسب بیان کرتے ہیں۔ جس سے راوی کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔ حدیث کی سند میں جس راوی کا صرف نام ہو تو اسکی وضاحت مختلف طریقوں سے کرتے ہیں ذیل میں چند ایک امثلہ بطور نمونہ بیان کی جاتی ہے۔

رواۃ کے نام کی وضاحت: علامہ عثمانیؒ صحیح مسلم کے راویوں کے نام کی مکمل وضاحت کرتے ہیں۔ جیسا کہ "باب بيان الاسلام والاحسان واشراط الساعة کی روایت حدثنی ابو خيثمه زهير بن حرب قال حدثنا وكيع عن كهمس" میں کھمس کا پورا نام ذکر کرتے ہیں کہ یہ کھمس بن حسن ابوالحسن التمیمی البصری ہیں۔[2]

---

[1] عبدالروف ظفر، ڈاکٹر، علوم الحدیث (نشریات: لاہور، 2012)، 87۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 1/321۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

رواۃ کے نام کی توضیح اعراب کے ساتھ: کبھی نام کی وضاحت اعراب کے ساتھ کرتے ہیں: جیسا کہ کتاب الایمان کے "باب بیان الاسلام والاحسان واشراط الساعة کی روایت حدثنی ابو خیثمه زهیر بن حرب قال حدثنا وکیع" میں خیثمہ خ کے فتح کے ساتھ اور یا کے اسکان کے ساتھ ہے۔[1]

اسی طرح کتاب الصلاۃ کے "باب ما یقال اذا رفع راسه من الرکوع کی روایت حدثنی محمد بن المثنی وابن بشار قال ابن المثنی حدثنا محمد بن جعفر قال عن مجزاة بن زاہر" میں مجزاۃ کی وضاحت بیان فرماتے ہیں کہ م کے فتح کے ج کے سکون کے ساتھ ہے پھر ز پھر ہمزہ ہے۔ ہمزہ کی جگہ الف بھی لکھا جاتا ہے، پھر ھا ہے۔ صاحب المطالع نے مجزاۃ کے م کا کسرہ بھی لکھا ہے لیکن راجح فتح ہی ہے اور اس میں ہمزہ کا ترک بھی بیان کیا گیا ہے۔[2]

اسماء کی توضیح کنیت کے ساتھ: حدیث میں موجود راوی کے نام کی اگر معروف کنیت ہے تو شرح میں اس کی وضاحت کی ہے جیسا کہ کتاب الصلوۃ کے "باب القراءة فی الظهر والعصر کی روایت حدثنی یحیی بن یحیی وابوبکر بن ابی شیبه جمیعا عن هشیم قال یحیی اخبرنا هشیم عن منصور عن الولید بن مسلم "میں ولید بن مسلم کی کنیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ ابو الولید بن مسلم العنبری البصری ہیں۔[3]

راوی کی کنیت میں اختلاف: حدیث میں موجود راوی کے نام کی کنیت میں اگر اختلاف ہے تو علامہ عثمانیؒ نے اس کی وضاحت بھی کر دی جیسا کہ کتاب الایمان کے "باب بیان الاسلام والاحسان واشراط الساعة کی روایت حدثنی ابو خیثمه زهیر بن حرب قال حدثنا وکیع عن کهمس عن یحیی بن یعمر" میں یحییٰ بن یعمر کی کنیت ابو سلیمان ہے بعض کے نزدیک ابو سعید یا ابو عدی المروزی ہے۔[4]

اسی طرح کتاب المساجد ومواضع الصلوۃ کے "باب ما یستعاذ منه فی الصلوة کی روایت حدثنی ازهر جمیعا عن ابن عون عن ابی سعید "میں کنیت (ابو سعید) میں اختلاف نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام مازریؒ کے نزدیک نام کے

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 1/321۔
[2] عثمانی، فتح الملہم، 3/299۔
[3] عثمانی، فتح الملہم، 3/275۔
[4] عثمانی، فتح الملہم، 1/321۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

بغیر صرف کنیت ابو سعید ہے۔ امام بخاریؒ تاریخ میں اور ابن جارودؒ نے کہا ان کا نام عبد ربہ ہے۔[1]

ہم نام راویوں کی وضاحت اور اختلاف کی نوعیت: کبھی راوی کی وضاحت دیگر ہم نام راویوں کے حوالہ سے بھی کرتے ہیں جیسا کہ "کتاب الا یمان کے باب بیان الاسلام والاحسان واشراط الساعة کی روایت حدثنی حجاج بن شاعر" میں حجاج بن شاعر کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ یہ راوی حجاج بن یوسف نہیں ہیں جو ایک ظالم بادشاہ مشہور تھا۔[2]

اسی طرح کبھی راویوں کے نام میں اختلاف کی نوعیت کو واضح کرتے ہیں جیسا کہ کتاب الا یمان کے "باب بیان الایمان الذی یدخل به الجنة کی روایت حدثنا محمد بن عبدالله بن نمیر قال حدثنا ابی قال حدثنا عمر و بن عثمان" میں محمد بن عثمان کے بارے میں وضاحت کرتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں فرمایا محمد بن عثمان میں محمد لفظ غیر محفوظ ہے بلکہ اس کا نام عمرو بن عثمان تھا اور تاریخ میں اس کو یقین کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اسی طرح امام مسلمؒ اور امام دار قطنیؒ نے کہا کہ محفوظ لفظ عمرو بن عثمان ہی ہے۔ امام نوویؒ بھی فرماتے ہیں یہ شعبہ راوی کا وہم ہے درست نام عمرو ہے۔[3]

اسی طرح کتاب الطھارۃ کے "باب وجوب غسل الرجلین بکمالھما کی روایت حدثنا هارون بن سعید ---- عن سالم مولی شداد --الخ" میں سالم کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں اس کو ابو عبد اللہ مولی شداد بن ھاد ایک اور روایت سالم مولی مہری کہا جاتا ہے۔ یہ ایک ہی شخص کی سب صفات ہیں اور سالم مولی شداد بن ھاد، سالم مولی مہری، سالم بادوس، سالم مولی مالک بن اوس بن حدثان النصری، سالم سبنان، سالم البراد، سالم مولی البصریین، سالم ابو عبد اللہ المدینی، سالم بن عبد اللہ ابو عبد اللہ مولی شداد بن ھاد یہ سب نام اس کے بارے میں بولے جاتے ہیں۔[4]

اسی طرح کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ کے "باب السهو فی الصلوة والسجود له کی روایت حدثنا اسحاق بن ابراهیم قال اخبرنا عبد الوهاب الثقفی قال حدثنا خالد وهوالحذاء عن ابی قلابة عن ابی المهلب" میں ابی المھلب کے نام میں اختلاف کو ذکر فرماتے ہیں کہ ابو لمھلب ان کا نام عبد الرحمن بن عمرو ہے۔ بعض کے نزدیک معاویۃ بن

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 3/452۔
[2] عثمانی، فتح الملہم، 1/338۔
[3] عثمانی، فتح الملہم، 1/350۔
[4] عثمانی، فتح الملہم، 2/303۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

عمرو بعض کے نزدیک عمرو بن معاویہ ہے۔ نام کے بارے میں تینوں اقوال امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں نقل کیے ہیں اور بعض کے نزدیک ان کا نام نذر بن عمر الازدی بصری ہے جو بہت بڑے تابعی تھے اور کئی صحابہ سے روایت لی ہیں۔[1]

اسی طرح کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ کے "باب سجو التلاوۃ کی روایت حدثنی حرملة بن یحیٰ قال حدثنا ابن وھب قال اخبرنی عمرو بن الحارث عن عبیداللہ بن ابی جعفر عن عبد الرحمن الاعرج" میں عبدالرحمن الاعرج کی توضیح میں فرماتے ہیں کہ اس سند میں الاعرج سے بیان کرنے والا صفوان بن سلیم ہے۔ لیکن امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ دوسری روایت میں عبداللہ ابن ابی جعفر وہ عبدالرحمن الاعرج سے عن ابی ھریرۃ کے واسطے سے بیان کرتے ہیں امام حمیدیؒ بیان کرتے ہیں کہ الاعرج الاول یہ بنو مخزوم قبیلہ کا آزاد کردہ غلام ہے جس کا نام عبدالرحمن بن سعد المعقد ہے جس کی کنیت ابو احمد ہے اور وہ کم حدیثیں بیان کرتا ہے لیکن یہ عبدالرحمن الاعرج کوئی اور ہے جو ہرمز کا بیٹا ہے اس کی کنیت ابو داود مولی ربیعہ بن حارث ہے کہ کثیر الحدیث ہے۔[2]

سند میں صحابہؓ کا خصائص کے ساتھ ذکر کرنا: کبھی سند حدیث میں صحابہ کی وضاحت خصوصیت کی بنا پر بھی کرتے ہیں جیسا کہ کتاب الایمان کے "باب بیان الصلوات التی ھی احد ارکان الاسلام کی روایت حدثنا قتیبة بن سعید بن جمیل بن طریف بن عبداللہ ثقفی عن مالک بن انس عن ابی سھیل انه سمع طلحة بن عبید اللہ" میں حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں۔[3]

اسی طرح کتاب المساجد کے "باب کراھة مسح الحصی وتسویة التراب فی الصلوۃ" کی پہلی حدیث کی سند میں حضرت معیقبؓ کا ذکر ہے۔ ان کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت معیقبؓ یہ ابو فاطمہ دوسی کے بیٹے ہیں جو بنو عبد شمس قبیلہ کے حریف تھے۔ حضرت ابو بکرؓ و عمر نے ان کو بیت المال کا عامل مقرر کیا تھا۔ ان کو جب جزام کی بیماری لگی تو حضرت عمر نے اطباء کو جمع کیا انہوں نے آپ کا علاج کیا اور مرض پر واقفیت حاصل کی۔ حضرت عثمان کے دور خلافت میں بئر اریس میں ان کے ہاتھ سے انگوٹھی گری تو اس وقت سے اختلاف شروع ہو گئے۔[4]

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 3/428۔
[2] عثمانی، فتح الملہم، 3/437۔
[3] عثمانی، فتح الملہم، 1/343۔
[4] عثمانی، فتح الملہم، 3/393۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

رواۃ کے نام کی توضیح معروف پہلو کے ساتھ: سند حدیث میں موجود ناموں کی توضیح معروف پہلو کے ساتھ بھی کرتے ہیں جیسا کہ کتاب الطھارۃ کے "باب استحباب اطالة الغرة والتحجيل فی الوضوء کی روایت حدثنی ابو کریب محمد بن العلاء والقاسم بن زکریا بن دینار وعبد الله بن حمید قالو حدثنا خالد بن مخلد عن سلیمان بن بلال قال حدثنی عمارة بن غزیة الانصاری عن نعیم بن عبدالله المجمر "میں نُعَیم بن عبداللہ المجمر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ مشہور قول کے مطابق مجمر اجمار سے ہے جس کے معنی خوشبو لگانا ہے۔ نعیم اور ان کے والد دونوں کی صفت تھی کہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں خوشبو لگاتے تھے اس لیے ان کو مجمر کہا جاتا ہے۔ امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر ممبر پر بیٹھتے تو عبد اللہ مسجد میں خوشبو لگاتے تھے۔ بعض کے نزدیک یہ کعبہ میں خوشبو لگانے والے آدمیوں میں سے تھے، بعض کے نزدیک عبد اللہ رمضان کے مہینے میں مسجد نبوی میں خوشبو لگاتے تھے۔[1]

رواۃ کے اسماء کی توضیح قبیلہ کے ساتھ: علامہ عثمانیؒ کبھی اسناد میں موجود رواۃ کے ناموں کی توضیح ان کے قبیلہ کے ساتھ بھی کرتے ہیں جیسا کہ کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ کے "باب تحريم الكلام فی الصلوة و نسخ ما كان من اباحته " کی روایت میں معاویہ بن حکم کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ بنو سلیم قبیلہ سے ہیں اور وہیں رہتے ہیں۔ جب مدینہ میں آئے تو ان کا شمار اہل حجاز میں ہونے لگا۔ امام طیبیؒ نے ذکر کیا ان سے صرف یہی حدیث مروی ہے۔[2]

اسی طرح اسی کتاب کے "باب استحباب الذكر بعد الصلوة وبيان صفتة " کی روایت میں ابو عبید الزجحی کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ان کی نسبت مذحج کی طرف ہے جو کہ ایک معروف قبیلہ ہے۔[3]

اسناد میں موجود رواۃ کا سن وفات ذکر کرنا: اسناد میں موجود رواۃ کا مکمل حالات بیان کرنے کے بعد ان کے سن وفات کا بھی تذکرہ کرتے ہیں جیسا کہ "كتاب المساجد کے باب كراهة مسح الحصى وتسوية التراب فی الصلوة "کی پہلی حدیث میں معیقب کی حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ معیقب یہ ابو فاطمہ دوسی کے بیٹے ہیں جو بنو عبد شمس قبیلہ کے حریف تھے۔ حضرت عثمانؓ کے دور خلافت کے آخری ایام میں فوت ہوئے۔ بعض کے نزدیک حضرت علی کی خلافت میں

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 2/315۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 3/364۔

[3] عثمانی، فتح الملہم، 3/458۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

40ھ کو فوت ہوئے۔[1]

القاب وکنیت والے راویوں کی توضیح

علامہ عثمانیؒ نے دوران شرح صحیح مسلم کے وہ رواۃ جن کا تذکرہ القابات اور کنیت سے آیا ان کے اسماء کے بارے میں معلومات فراہم کیں۔ چند ایک امثلہ درج ذیل ہیں:

کنیت کی توضیح اسماء کے ساتھ: سند حدیث میں موجود اگر راوی کی کنیت ہے تو دوران شرح نام کے بارے میں معلومات فراہم کرتے ہیں جیسا کہ کتاب الایمان کے "باب بیان الاسلام والاحسان واشراط الساعة کی روایت حدثنی محمد بن عبید الغبری وابو کامل الجحدری" میں ابو کامل کا نام فضل بن حسین ہے۔[2]

اسی طرح کتاب الایمان کے "باب الایمان ما هو وبیان خصاله کی روایت حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة وزهیر بن حرب جمیعا عن ابن علیة" میں ابن علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ اسماعیل بن ابراہیم بن سہم بن مقسم ابو بشر ہے جو بنو اسد بن خزیمہ کا آزاد کردہ غلام ہے اور ابن علیہ کنیت سے مشہور ہے اور اس کی نسبت اس کی ماں کی طرف ہے۔ اسکی مال ایک عقلمند سمجھدار عورت تھی۔[3]

اسی طرح کتاب الصلوۃ کے "باب القرآة فی الصبح کی روایت حدثنا ابوکریب قال حدثنا وکیع عن سلیمان عن خالد الحذائ عن ابی المنهال" میں ابی المنھال کا اصل نام بیان کرتے ہیں کہ ان کا اصل نام سیار بن سلامۃ الریاحی ہے۔[4]

کنیت کی توضیح نام مع ولدیت وجدیت: کبھی کنیت والے راویوں کی وضاحت ولدیت وجدیت کے ساتھ بھی کرتے ہیں جیسا کہ کتاب الایمان کے "باب الایمان ما هو وبیان خصاله کی روایت حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة" میں ابو بکر بن شیبہ کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ابو بکر بن ابی شیبۃ ان کا اصل نام عبد اللہ ہے اور ان کے دو بھائی عثمان بن ابی شیبہ اور قاسم بن ابی شیبہ ہے۔ والد کا نام محمد اور دادا ابو شیبہ ابراہیم ہیں۔[5]

---

[1] ایضاً، 3/393۔
[2] عثمانی، فتح الملہم، 1/338۔
[3] عثمانی، فتح الملہم، 1/338۔
[4] عثمانی، فتح الملہم، 3/281۔
[5] عثمانی، فتح الملہم، 1/338۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اسی طرح کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ کے "باب فضل صلاۃ العشاء والصبح فی جماعۃ کی روایت حدثنی نصر بن علی الجھضمنی قال حدثنا بشر عن خالد عن انس بن سیرین قال سمعت جندب بن عبداللہ" میں جندب ولدیت کے بارے میں بیان کیا کہ دوسری روایت میں جندب بن سفیان کا ذکر ہے۔یعنی (جندب بن عبد اللہ اور جندب بن سفیان) ان کی نسبت کبھی باپ کی طرف اور کبھی دادا کی طرف کی جاتی ہے۔[1]

کنیت کے وضاحت قبیلہ اور علاقہ کے ساتھ: کبھی سند حدیث میں موجود کنیت کے وضاحت قبیلہ کے ساتھ بھی کرتے ہیں جیسا کہ کتاب الایمان کے "باب الامر بالایمان باللہ تعالی ورسولہ ﷺ۔۔الخ کی روایت حدثنا خلف بن ھشام قال حدثنا حماد بن زید عن ای جمرۃ" میں جمرۃ کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ ان کا نام نصر بن عمران بن نوح بن مخلد الضبعی ہے یہ بنو ضبیعہ سے تعلق رکھتے ہیں۔یہ عبد القیس قبیلہ کی شاخ ہے۔[2]

اسی طرح کتاب الایمان کے "باب تفاضل اھل الایما ن فیہ ورجحان اھل الیمن فیہ کی روایت حدثنا عبداللہ بن عبدا لرحمن الدرامی" میں بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عبد الرحمن کی نسبت قبیلہ کے جد کی طرف ہے، جن کا نام دارم تھا، اس وجہ سے دارمی کہا جاتا ہے۔[3]

اسی طرح کتاب الحیض کے "باب بیان صفۃ منی الرجل والمراۃ کی روایت حدثنی الحسن بن علی الحلوانی قال حدثنا ابو توبۃ قال معاویۃ عن زید انہ سمع اما سلام قال حدثنی ابو اسماء الرحبی "میں ابو اسماء الرحبی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ابو اسماء دمشق کی بستیوں میں سے ایک بستی رحبہ کے رہائشی تھے۔بستی رحبہ اور دمشق کے درمیان ایک میل کا فاصلہ تھا اور یہ ایک آباد بستی تھی۔[4]

اسی طرح کتاب الصلوۃ کے "باب وجو ب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ کی روایت حدثنی احمد بن جعفر المعقری " میں احمد بن جعفر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ معقر کی طرف منسوب ہے جو یمن کے اطراف میں ہے۔[5]

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 3/537۔
[2] عثمانی، فتح الملہم، 1/357۔
[3] عثمانی، فتح الملہم، 2/7۔
[4] عثمانی، فتح الملہم، 3/71۔
[5] عثمانی، فتح الملہم، 3/196۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

القاب کی توضیح نام کے ساتھ: حدیث کی سند میں موجود اگر راوی کا تذکرہ القاب سے ہے تو دوران شرح اس کے نام اور لقب کی مکمل وضاحت بھی کرتے ہیں جیسا کہ "کتاب الایمان کے باب بیان الاسلام والاحسان واشراط الساعة کی روایت حدثنی محمد بن عبید الغبری وابو کامل الجحدری و احمد بن عبدة قالو حدثنا حماد بن زید عن مطر الوراق "میں مطر الوراق کا نام مطر بن طہمان ،کنیت ابو رجاء الخراسانی ہے۔ بصرہ میں رہے اور وہاں مصاحف بھی لکھتے تھے ،اس وجہ سے ان کو وراق کہا جاتا ہے۔[1]

اسی طرح کتاب المساجد کے "باب کراہیة تاخیر الصلاة عن وقتها۔۔۔الخ کی روایت حدثنی ابو غسان المسمعی قال حدثنا معاذ قال حدثنی ابی عن مطر عن ابی العالیة البراء" میں ابو العالیہ البراء کی توضیح کرتے ہیں کہ یہ تیر تراشتے تھے ،اس وجہ سے ان کو براء کہتے ہیں۔ ان کا نام زیادہ بن فیروز ہے۔ بعض کے نزدیک ان کا نام کلثوم ہے۔[2]

رجال سند پر جرح وتعدیل

سند میں موجود راویوں کی صحت وضعف کے بارے میں نشاندہی بھی کرتے ہیں جیسا کہ:

کتاب الایمان میں "باب خصال الفطرة کی روایت حدثنا یحیی بن یحیی وقتیبه بن سعید کلاهما عن جعفر قال یحیی اخبرنا جعفر بن سلیمان" میں جعفر بن سلیمان کے بارے میں ابن عبد البرؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ جعفر بن سلیمان سے حجت نہیں لی جاسکتی کیونکہ اس کا حافظہ کمزور تھا اور اسکی غلطیاں بہت زیادہ تھیں۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ آئمہ متقدمین میں سے اکثر نے جعفر بن سلیمان کو ثقہ کہا ہے اور اس کی توثیق میں امام مسلمؒ کا احتجاج ہی کافی ہے۔[3]

اسی طرح کتاب الصلاۃ کے باب "متابعة الامام والعمل بعده کی روایت حدثنا ابان وغیره عن الحکم عن عبد الرحمن بن ابی لیلی" میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں عبد اللہ بن یزید راوی براء سے بیان کرتے ہیں۔ لیکن عن ابن ابی لیلیٰ سوائے ابان بن تغلب کے کسی نے نہیں کہا اور بعض حضرات نے مخالفت بھی کی کہ یہ اعتراض قابل قبول نہیں

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 1/338۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 3/526۔

[3] عثمانی، فتح الملہم، 2/334۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے، کیونکہ ابان ثقہ راوی ہے اس کی روایت کو قبول کرنا واجب ہے۔اس سے جھوٹ اور غلطیاں ثابت نہیں ہے۔[1]

اسی طرح اسی کتاب کے "باب كراهة الصلاة بحضرةالطعام الذى ---الخ "کی روایت میں سفیان بن موسی کے بارے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سفیان بن موسی یہ ثقہ معروف ہے۔امام دار قطنیؒ فرماتے ہیں یہ ثقہ ہے اور دیانت دار ہے۔ابو علی غسانی بھی اسے ثقہ کہتے ہیں اور جو ان کو مجہول کہتے ہیں ان کا انکار کرتے ہیں۔[2]

[1] عثمانی، فتح الملہم، 3/297۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 3/404۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فصل دوم: متن حدیث میں صاحب شرح کا عمومی اسلوب و منہج

اس فصل میں فتح الملہم کے متن حدیث کی شرح کا اسلوب و منہج بیان کیا گیا ہے۔

کتاب کا نام	:	فتح الملہم بشرح صحیح مسلم
مولف	:	علامہ شبیر احمد عثمانیؒ
ناشر	:	دارالعلوم، کراچی
سن اشاعت	:	2009ء
الطبعہ:		الطبعۃ الاولی
جلدوں کی تعداد	:	6

علامہ عثمانیؒ نے الجامع الصحیح کے متون میں دوران شرح جو مناہج اپنائے ہیں وہ درج ذیل نکات پر مشتمل ہیں:

1۔ شرح حدیث میں قرآنی الفاظ اور آیات سے استدلال

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری آسمانی کتاب اور بنی نوع انسان کے لیے ہدایت اور رحمت کا ذریعہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے غار حرا کی تاریکیوں میں نازل کیا اور ہمیشہ کے لیے نور و ہدایت بنا دیا۔ اس کی آیات تمام زمانوں میں ہر اجتماعی و انفرادی ضرورت کا تسلی بخش حل اپنے اندر پنہاں رکھے ہوئے ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس میں بے مثال اصول بیان کئے گئے ہیں۔ اس لیے اس کو کماحقہ سمجھنے اور اسے ہر زمانے کی ضرورت اور مشکل کا حل تلاش کرنے کے لیے انسانی علوم و فنون کی روشنی میں مسلسل غور و فکر اور تدبر و تفکر کی ضرورت رہتی ہے۔ قرآن اور احادیث دین اسلام کے بنیادی ماخذ ہیں۔ شریعت کی بنیاد دونوں پر ہی قائم ہے، اگرچہ دونوں شریعت کی رو سے ایک ہی چیز ہیں مگر کیفیات کے لحاظ سے الگ الگ ہیں۔ اس کے باوجود ایک کو دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا گویا دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم ملزوم ہیں۔ شریعت کے لیے دونوں ہی بہت ضروری ہیں جیسے کہ جناب خالد مسعود صاحب اپنے مضمون "احکام رسول کا قرآن مجید سے استنباط" میں لکھتے ہیں:

> "یہ ایک مسلمہ امر ہے جس میں کوئی مسلمان شک نہیں کر سکتا کہ نبی ﷺ کے ارشادات، شریعت کے احکام کی ایک مستقل بنیاد ہیں خواہ قرآن سے مستنبط ہوں یا نہ ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ حضورؐ کے دیئے ہوئے احکام کتابِ الٰہی سے ہی مستنبط

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوتے ہیں جیسا کہ متعدد احکام کے ضمن میں خود آپ ﷺ نے تصریح فرمائی اور قرآن میں بھی اس پر نصوص موجود ہے"[1]

الغرض کہ دونوں ہی ایک دوسرے کے لیے ضروری ہے۔ قرآن کی تشریح حدیث کی روشنی میں اور حدیث کی تشریح قرآن کی روشنی میں ہوتی ہے۔ علماء، محدثین اور اسلاف نے بھی یہی طریقہ اپنایا ہے۔ علامہ عثمانیؒ نے حدیث کی شرح کرتے وقت یہی اسلوب اپنایا ہے کہ جہاں شرح احادیث میں قرآنی آیات کا حوالہ دینا ضروری ہے وہاں قرآنی آیات کا حوالہ دیا تاکہ قرآنی آیات سے حدیث کے الفاظ اور مسئلہ کی وضاحت ہو سکے۔ چند ایک مثالیں درج ذیل ہیں۔

مثال نمبر 1: امام مسلمؒ نے باب الایمان میں حدیث نقل کی ہے جس میں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے ایمان کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ، اسکے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کی ملاقات اور اس کے رسولوں کو ماننا ہی ایمان ہے:

" كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما بارزا للناس، فأتاه رجل، فقال: يا رسول الله، ما الإيمان؟ قال: أن تؤمن بالله، وملائكته، وكتابه، ولقائه، ورسله"[2]

"رسول اللہ ﷺ ایک دن لوگوں کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اللہ، اسکے فرشتوں اور اس کی کتاب اور اس کی ملاقات اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ"

علامہ عثمانیؒ نے اس حدیث میں ایمانیات کی تشریح قرآنی آیت کی روشنی میں پیش کی کہ اس میں ملائکہ، کتابوں، اور رسولوں کی جو ترتیب ہے یہ قرآن کی اس آیت کے مطابق ہے:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ "[3]

"رسول اور مومنین ایمان لائے اس پر جو اس کے رب کی طرف سے نازل ہوا تمام اللہ پر، اسکے فرشتوں پر، اسکی کتابوں پر اور اسکے رسولوں پر ایمان لائے"

---

[1] خالد مسعود، "احکام رسول کا قرآن مجید سے استنباط۔" تدبر قرآن، شمارہ۔11(1985):13۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح (ریاض: دار السلام، 2000ء)، رقم الحدیث:159۔

[3] عثمانی، فتح الملہم، 1/339؛ البقرہ2:285۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مثال نمبر2: اسی طرح امام مسلمؒ نے باب جامع اوصاف الاسلام میں حدیث نقل کی جس میں سفیان بن عبداللہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے اسلام کے بارے میں ایسے بتایئے کہ مجھے کسی سے سوال نہ کرنا پڑے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کہو میں اللہ پر ایمان لے آیا پھر اس پر قائم ہو جاؤ:

"عن سفيان بن عبد الله الثقفي، قال: قلت: يا رسول الله، قل لي في الإسلام قولا لا أسأل عنه أحدا بعدك - وفي حديث أبي أسامة غيرك - قال: " قل: آمنت بالله، فاستقم"-[1]

"سفیان بن عبداللہ ثقفی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے اسلام کے بارے میں کوئی ایسی بات بتلائے کہ آپ کے بعد مجھے کسی سے سوال نہ کرنا پڑے ابو اسامہ کی حدیث میں غیرک کا لفظ ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (کہو کہ میں ایمان لایا) پھر اس پر قائم ہو جاؤ۔"

علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں (قل امنت بالله فاستقم) درج ذیل قرآنی آیت سے مقتبس ہے:

"اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا "[2]

"بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم ہو گئے"

مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ استقامت سے مراد (اوامر) کی تعمیل کرنا اور (زواجر) سے بچنا ہے اور جو ان چیزوں سے بچ جائے اس پر کوئی خوف نہ ہو گا۔ جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے:

"فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ "[3]

"پس ان پر نہ خوف ہو گا اور نہ ہی وہ غمگین ہو گے"

یہاں علامہ عثمانیؒ نے ایمان اور اسکی استقامت کے بارے میں قرآنی آیت کو بطور حوالہ پیش کیا۔

مثال نمبر3: اسی طرح امام مسلمؒ نے حضرت انسؓ سے مروی حدیث نقل کی ہے:

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:97۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 1/413؛ الاحقاف 13:46۔

[3] عثمانی، فتح الملہم، 1/413؛ الاحقاف 13:46۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"عن انس قال أقيمت الصلاة ورسول الله صلى الله عليه وسلم نجي لرجل - وفي حديث عبد الوارث: ونبي الله ﷺ يناجي الرجل - فما قام إلى الصلاة حتى نام القوم [1]۔"

"حضرت انس سے روایت ہے کہ نماز کھڑی ہو گئی اور آپ ﷺ ایک شخص سے آہستہ ہو کر بات کر رہے تھے۔ عبدالوارث کی روایت میں یناجی الرجل کے الفاظ موجود ہیں، آپ نماز کے لیے کھڑے نہیں ہوئے یہاں تک کہ لوگ بیٹھے بیٹھے سو گئے۔"

یہاں (نجی لرجل) سے مراد سرگوشی اور مناجات کرنا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

" التحديث سرا قال تعالى :وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا "[2]

"آہستگی سے باتیں کرنا جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ "ہم نے اسے سرگوشی (باتیں) کرنے کے لیے قریب بلایا۔"

مندرجہ بالا حدیث میں لفظ نجی کی وضاحت میں سورۃ واقعہ کی آیت بطور استشہاد پیش کی۔

مثال نمبر4: اسی طرح امام مسلمؒ نے کتاب الصلوۃ میں وقتِ نماز کی علامت مقرر کرنے پر حدیث نقل کی کہ نماز کے وقت کے لیے آگ روشن کریں یا ناقوس بجائیں حدیث درج ذیل ہے:

" أن يعلموا وقت الصلاة بشيء يعرفونه فذكروا أن ينوروا نارا، أو يضربوا ناقوسا فأمر بلال أن يشفع الأذان ويوتر الإقامة"[3]

"نماز کے وقت کے بارے میں ایسی علامات مقرر کریں جس سے وہ پہچان لیا کرے انہوں نے کہا کہ وہ آگ روشن کریں یا ناقوس بجائیں پھر حضرت بلالؓ کو حکم دیا گیا کہ وہ دہری اذان اور اکہری اقامت کہیں"

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:833۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 3/130؛ المریم 52:19۔

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:839۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

امام مسلمؒ نے وھیب کی حدیث میں لفظ "أن ینوروا نارا" کی بجائے "ان یوروا نارا " کے الفاظ بیان کیے ہیں۔ باقی الفاظ سابقہ حدیث کی مانند ہیں۔ علامہ عثمانیؒ "ان یوروا نارا " کی توضیح بیان کرتے ہیں کہ:

"ای یوقدوا و یشعلوا ،یقال :أوریتُ النا ر ، ای اشعلتها قال الله تعالی :أَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ "[1]

اس سے مراد انہوں نے آگ جلائی اور بھڑکائی جیسے کہا جاتا ہے کہ میں نے آگ جلائی یعنی آگ بھڑکائی۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ "کیا تم نے آگ کو نہیں دیکھا جسے تم جلاتے ہو"

یہاں صاحب شرح نے "ان یوروا نارا "کی توضیح قرآنی آیت سے کی کہ اس سے مراد آگ جلانا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں بھی الفاظ موجود ہیں۔

علامہ عثمانیؒ نے صرف الفاظ حدیث کی شرح کے لیے قرآنی آیات بطور استشہاد نہیں لی بلکہ مسائل کی تشریح و توضیح کے لیے بھی آیات قرآنیہ سے استشہاد کیا۔ ذیل میں چند ایک مقامات بطور مثال بیان کیے جاتے ہیں:

مثال نمبر 1: امام مسلمؒ نے اپنی الجامع الصحیح میں حمران سے جو کہ حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں، سے مروی حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت عثمانؓ کے وضو کرنے کے طریقہ کو مکمل بیان کیا اور پھر حضرت عثمانؓ نے وضو مکمل کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کو بیان کیا کہ:

"من توضا نحو وضوئی هذا ثم قام فركع ركعتين لا يحدث فيهما نفسه غفر له ما تقدم من ذنبه "-[2]

"جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر دو رکعتیں ادا کیں ان کے درمیان اپنے آپ سے باتیں نہ کیں اس کے گزشتہ سارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔"

صاحب شرح فرماتے ہیں:

"كان هذه الصلوة وضعت لعمل الشكر على الطهير الحسى والمعنوى وقد ندب الله سبحاة وتعالى الى هذا الشكر فى خاتمة آية من سورة المائدة ،بقوله: وَّلٰكِنۡ يُّرِيۡدُ

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 3/139؛ الواقعہ 71:56۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 538۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ"[1]

"گویا کہ یہ نماز حسی اور معنوی لحاظ سے پاک ہونے پر شکرانے کے لیے رکھی گئی ہے۔ اللہ نے اس شکر کو سورۃ مائدہ کے آخر میں بیان کیا ہے جیسے اللہ تعالی کا ارشاد ہے: اور لیکن وہ ارادہ کرتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمت تم پر پوری کرے تاکہ تم اللہ کا شکر ادا کرو"

صاحب شرح نے مذکورہ حدیث میں وضو کے بعد دو رکعات کے متعلق تشریح میں فرماتے ہیں کہ اس نماز کا نام وضو کی سنت رکھا گیا ہے اور یہ پاکیزگی کے لیے شکرانے کے طور پر ادا کی جاتی ہے۔ جیسا کہ سورۃ مائدہ کی آیت اس پر دلالت کرتی ہے۔ تو یہاں سورۃ مائدہ کی آیت کو بطور استشہاد پیش کیا۔

مثال نمبر2: اسی طرح امام مسلمؒ نے کتاب الصلوۃ میں ابو سعید خدریؓ سے مروی حدیث نقل کی جس میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اذا سمعتم النداء فقولوا مثل ما يقول"[2]

"جب تم اذان سنو تو جو موذن کہتا ہے اسی کی مانند کہو"

صاحب شرح اس حدیث کے لفظ مثل کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ اصل میں مثل کا معنی مشابہ ہے جیسا کہ درج ذیل آیت اس معنی کو واضح کرتی ہے:

"وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا"[3]

"اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے"

اس طرح اسی حدیث میں موجود الفاظ فقولوا مثل ما يقول الموذن کی تشریح کرتے ہیں:

"(فقولوا مثل ما يقول الموذن)ای اجيبوا داعی الله بالقول الذی يناسبه ويلائمه فالكتبير فی جواب التكبير او التصديق بان قائله على الفطرة الصحيحة والتوحيد فی جواب التوحيد او الاعلان بان قائله خارج من النار والحوقلة فی جواب الحيعلة

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 2/284؛ المائدۃ 6:5۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 848۔

[3] الشوری 42:40۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

او قول ماشاءالله وهو مضموم لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ[1] او سمعنا واطعنا كما يشيراليه قوله تعالى اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا "[2]

"(فقولوا مثل ما يقول الموذن) اس سے مراد تم اللہ کی طرف دعوت دینے والے کو مناسب و یکساں الفاظ سے جواب دو، پس تکبیر کے جواب میں تکبیر یا اس بات کی تصدیق کرنا ہے کہ کہنے والا صحیح فطرت پر ہے، اور توحید کے جواب میں توحید کہنا یا اس بات کا اعلان کرنا ہے کہ کہنے والا آگ سے نکالنے والا ہے، اور حوقلۃ (لا حول ولا قوۃ الا باللہ) حیعلۃ (حی علی الصلاح و فلاح) کے جواب میں کہنا یا ماشاء اللہ کہنا، اور یہ اللہ تعالی کے قول (لا قوۃ الا باللہ) سے ملا ہوا ہے۔ یا پھر سمعنا و اطعنا کہنا اور یہ اللہ تعالی کے اس قول کی طرف اشارہ کرتا ہے (ایمان والوں کی بات جب وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جائیں تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو کہتے ہیں ہم نے سنا اور اطاعت کی) "۔

یہاں پر بھی موصوفؒ نے حوقلہ کے لیے سورۃ الکھف اور سمعنا اور اطعنا کی وضاحت میں سورۃ النور کی آیت کو بطور استشہاد پیش کیا۔

اسی طرح بہت سارے مقامات پر امثال موجود ہیں۔

2۔ شرح احادیث میں مزید احادیث کا تذکرہ

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے دوران شرح حدیث کی تشریح و توضیح میں دیگر کتب احادیث سے استفادہ کیا ہے۔ صحیح مسلم میں موجود احادیث کی وضاحت کے لیے دیگر کتب سے شواہد پیش کیے ہیں نیز علامہ عثمانیؒ کبھی مکمل حدیث یا کبھی حدیث کا کچھ حصہ بطور استشہاد پیش کرتے ہیں: چند احادیث بطور امثلہ درج کی جا رہی ہیں:

مثال نمبر 1: امام مسلمؒ نے سعید بن مسیب کے والد سے مروی حدیث نقل کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ابو طالب کی وفات کے وقت رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور کہا کہ چچا جان آپ لا الہ الا اللہ کہہ دیجیے میں اللہ کے ہاں آپ کے لیے

---

[1] الکہف 18:39۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 3/147۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

گواہی دوں گا تو اس وقت اس کے پاس ابو جہل اور عبد اللہ بن ابیّ تھے کہنے لگے:

"يا أبا طالب، أترغب عن ملة عبد المطلب؟ فلم يزل رسول الله صلى الله عليه وسلم يعرضها عليه، ويعيد له تلك المقالة حتى قال أبو طالب آخر ما كلمهم: هو على ملة عبد المطلب، وأبى أن يقول: لا إله إلا الله، فقال ﷺ أما والله لأستغفرن لك ما لم أنه عنك"[1]

"اے ابو طالب کیا آپ عبد المطلب کے دین کو چھوڑ دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ مسلسل ان کو یہی پیش کرتے رہے، یہی بات دہراتے رہے حتی کہ ابو طالب نے ان لوگوں سے آخری بات کرتے ہوئے یہ کہا کہ وہ عبد المطلب کے دین پر ہیں اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے کہا اللہ کی قسم میں آپ کے لیے اللہ سے مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا جب تک کہ مجھے آپ سے روک نہ دیا جائے۔"

صاحب شرح فرماتے ہیں کہ سنن الکبریٰ میں بھی ابو طالب کے قصہ کے حوالے سے یہ حدیث موجود ہے:

" عن على قال لما مات ابو طالب اتيت النبى ﷺ فقلت له ان عمك الشيخ الضال قد مات قال: اذهب فواره. قلت إنه مات مشركا. قال: اذهب فواره"[2]

"حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جب ابو طالب فوت ہوا تو میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ ﷺ کے بوڑھے چچا فوت ہو گئے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جا اور دفن کر میں نے کہا کہ اگرچہ وہ مشرک فوت ہوئے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جا اور دفن کر"

اسی طرح الجامع الصحیح بخاریؒ میں بھی ابو طالب کے قصہ کے حوالے سے حدیث موجود ہے:

"ان العباسؓ قال للنبي ﷺ ما أغنيت عن عمك فإنه كان يحوطك ويغضب لك قال هو في ضحضاح من نار ولولا أنا لكان في الدرك الأسفل من النار"[3]

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:132۔

[2] احمد بن شعیب النسائی، السنن الکبری (بیروت: موسسۃ الرسالۃ، 2001)، 1/150۔

[3] محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح (ریاض: دار السلام، 1999)، رقم الحدیث:3883۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"حضرت عباسؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کو کچھ فائدہ پہنچایا ہے کیونکہ وہ آپ ﷺ کی حمایت کرتے تھے اور (مخالفوں) پر غصہ کیا کرتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ صرف ٹخنوں تک آگ میں ہیں اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے نچلے طبقہ میں ہوتے"

یہاں علامہ عثمانیؒ نے سنن الکبری اور صحیح بخاری کی احادیث کو بطور استشہاد پیش کیا جس سے ابو طالب کے قصہ اور حالات کے بارے میں تفصیلات سامنے آگئی۔

مثال نمبر2: اسی طرح امام مسلمؒ نے کتاب الطھارۃ میں سلیمان بن بریدۃ کے والد سے مروی حدیث نقل کی ہے کہ:

"أن النبي صلى الله عليه وسلم:صلى الصلوات يوم الفتح بوضوء واحد، ومسح على خفيه"[1]

"کہ نبی ﷺ نے فتح مکہ کے دن کئی نمازیں ایک وضو سے پڑھیں اور اپنے موزوں پر مسح فرمایا"

صاحب شرح ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنے کے جواز میں حدیث بیان کرتے ہیں:

" كان رسول اللهﷺ يتوضا عند كل صلوة وكان احدنا يكفيه الوضوء مالم يحدث"[2]

"رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے وقت وضو کیا کرتے تھے اور ہم میں سے ہر ایک جب تک کہ وہ بے وضو نہ ہو ایک ہی وضو کافی ہوتا تھا"

اسی طرح اس کے جواز کی تائید میں صحیح بخاری کی ایک اور روایت ہے جو سوید بن النعمان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی پھر ستو کھائے اور پھر مغرب کی نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔[3]

اسی طرح عدم جواز کے بارے میں سنن ابو داود کی درج ذیل حدیث دلالت کرتی ہے:

" ان النبی ﷺ امر بالوضوء لكل صلوة فلما شق عليه امر بالسواك"[4]

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:642۔

[2] بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:214۔

[3] ایضاً، رقم الحدیث:209۔

[4] عثمانی، فتح الملہم، 3/21 ؛ سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود (ریاض: دارالسلام، 2009)، رقم الحدیث:48۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"نبی ﷺ نے ہر نماز کے ساتھ وضو کا حکم دیا اور مشقت نہ ہوتی تو مسواک کا حکم بھی دیا جاتا"

علامہ عثمانیؒ نے ایک ہی وضو سے کئی نمازیں پڑھنے کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں مختلف کتب احادیث سے شواہد پیش کیے۔ جس سے دونوں طرف کے مسائل کو بآسانی سمجھا جاسکتا ہے۔

مثال نمبر 3: اسی طرح امام مسلمؒ نے کتاب فضائل القرآن میں حضرت عائشہؓ سے مروی حدیث نقل کی ہے کہ:

"أن النبي صلى الله عليه وسلم سمع رجلا يقرأ من الليل، فقال: يرحمه الله لقد أذكرني كذا وكذا آية، كنت أسقطتها من سورة كذا وكذا"[1]

"نبی ﷺ نے ایک شخص کو سنا جو رات کو قراءت کر رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اس پر رحم فرمائے اس نے مجھے فلاں آیت یاد دلادی جس کی تلاوت میں فلاں سورت سے چھوڑ چکا تھا"

صاحب شرح فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری کی حدیث بھی اسی طرح حضرت عائشہؓ سے مروی ہے:

" سمع النبي صلى الله عليه وسلم رجلا يقرأ في المسجد، فقال: رحمه الله لقد أذكرني كذا وكذا آية، أسقطتهن من سورة كذا وكذا وزاد عباد بن عبد الله، عن عائشة، تهجد النبي صلى الله عليه وسلم في بيتي، فسمع صوت عباد يصلي في المسجد، فقال: يا عائشة أصوت عباد هذا؟ قلت: نعم، قال: اللهم ارحم عبادا"[2]

"نبی ﷺ نے ایک آدمی کو مسجد میں پڑھتے ہوئے سنا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس پر رحم کرے اس نے مجھے فلاں آیت یاد دلادی جس کو میں فلاں سورت میں بھول گیا تھا عباد بن عبد اللہ نے یہاں اضافہ کیا اور عائشہؓ سے روایت کیا نبی ﷺ میرے گھر میں تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے آپ نے عباد کی آواز سنی جو مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے تو فرمایا کیا عباد کی آواز ہے میں نے عرض کی جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ عباد پر رحم کرے"

یہاں علامہ عثمانیؒ نے دوران شرح صحیح بخاری کی حدیث بطور استشہاد پیش کی ہے جس سے اس واقعہ کی مکمل تفصیلات سامنے آگئی جیسے امام مسلمؒ کی نقل کردہ حدیث میں سمع رجلا کی وضاحت نہیں تھی کہ وہ کون شخص ہے صحیح بخاری کی حدیث سے

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 1837۔

[2] بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 2655۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس کی وضاحت ہو گئی کہ وہ عباد تھے۔ گویا کہ متن میں موجود ابہام کو دور کر دیا۔

3۔ اشعار کا بر محل استعمال

علامہ عثمانیؒ نے احادیث کی شرح کرتے ہوئے مختلف اشعار سے استدلال کیا ہے۔ موصوف نے عربی اور فارسی اشعار کو بطور استشہاد پیش کیا ہے۔ مثالیں درج ذیل ہیں:

عربی اشعار سے استدلال

مثال نمبر 1: امام مسلمؒ نے حدیث جبریل نقل کی کہ جس میں قیامت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ما المسوول عنها باعلم من السائل قال فاخبرنی عن اماراتها قال ان تلد الامة ربتها وان ترى الحفاة العراة العالة رعاء الشاء يتطاولون فی البنيان"[1]

"جس سے قیامت کے بارے میں سوال کیا جارہا ہے وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا اس نے کہا کہ مجھے اس کی علامات بتادیجئے آپ نے فرمایا کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنے کی اور یہ کہ تم ننگے پاؤں، ننگے بدن محتاج اور بکریاں چرانے والوں کو دیکھو گے کہ وہ اونچی عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرے گے۔"

صاحب شرح اس حدیث میں يتطاولون فی البنيان کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد بستیوں والے بلند عمارتوں میں ایک دوسرے سے مقابلہ کریں گے اور عمارتوں کے حسن و زینت پر فخر کریں گے۔ بلند و بالا محل تعمیر کریں گے۔ امام طیبیؒ کے قول کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان قیامت کی علامات کو بیان کرنے سے مراد احوال کا بدلنا ہے جیسے ملکہ بنت نعمان کے احوال بدلے تھے۔ جب وہ قید ہو کر آئی اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے سامنے پیش کی گئی تو اس نے اپنے حالات کو دیکھتے ہوئے یہ اشعار پڑھے:

"فبينا نسوسُ الناس والامرُ امرُنا　　اذا نحن فيهم سوقَة نتنصَّف

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 93۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فافِّ لدنيا لا يدومُ نعيمها قلب تارات بنا وتصرف" [1]

(ہم لوگوں پر حکومت کرتے تھے ہمارا حکم چلتا تھا پھر اچانک ہم رعایا میں شامل ہو گئے اور ہم انصاف مانگنے لگے
دنیا کو اف کہہ دے اس کی نعمتیں ہمیشہ نہیں رہتی بلکہ حالات بدلتے رہتے ہیں)

علامہ عثمانیؒ نے علامات قیامت کو احوال بدلنے سے تشبیہ دی یعنی قیامت کی علامات اسی طرح ہیں جس طرح احوال بدلتے ہیں۔ گویا یہاں شعر سے توضیح بیان کی۔

مثال نمبر2: اسی طرح امام مسلمؒ نے باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا الہ الااللہ میں حدیث نقل کی ہے کہ جس میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد لوگوں نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا اور حضرت ابو بکرؓ نے ان سے جنگ کرنے کا ارداہ کیا، ابو ھریرۃؓ فرماتے ہیں:

" لما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم واستخلف أبو بكر بعده وكفر من كفر من العرب قال عمر بن الخطاب لأبي بكر كيف تقاتل الناس.."[2]

"جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور آپ کے بعد حضرت ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے تو عربوں میں سے کافر ہونے والے کافر ہو گئے تو حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا آپ ان لوگوں سے کیسے جنگ کریں گے۔۔۔"

علامہ عثمانی فرماتے ہیں کہ کافر ہونے والوں میں قبیلہ غطفان، فزارہ اور بنی سلیم وغیرہ مرتد ہوئے۔ جبکہ قاضی عیاضؒ کے نزدیک مرتد ہونے والوں کی تین اقسام ہیں۔ پہلے وہ جو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بتوں کی عبادت کرنے کی طرف لوٹ آئے۔ دوسرے وہ جنہوں نے مسیلمہ اور اسود عنسی کی پیروی کی۔ تیسرے وہ جو اسلام پر تو قائم رہے مگر زکوۃ دینے سے انکار کر دیا۔ اس طرح ابن حزمؒ کے نزدیک یہ عرب رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد چار جماعتوں میں تقسیم ہو گئے۔ پہلی جماعت ان لوگوں کی تھی جو آپ ﷺ کی زندگی میں ہی باقی رہے، دوسرے وہ لوگ جو اسلام پر تو قائم رہے مگر وہ کہتے کہ ہم شریعت کو تو قائم کرے گے مگر نہ تو حضرت ابو بکرؓ کو زکوۃ دیں گے اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کی اطاعت کریں

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 1/337۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:124۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

گے۔ جیسا کہ حطیئة العبسي کے اشعار ہیں:

اطعنا رسول الله اذ كان بيننا　　فيا لهفنا ما بال دين ابى بكر

ايورثها بكرا اذا مات بعده　　فتلك لعمرالله قاصمة الظهر[1]

(ہم نے رسول اللہ کی اطاعت کی جب وہ ہمارے درمیان تھے　　ہائے افسوس ابو بکر کے دین کا کیا حال ہے

کیا وارث بنائے گے ابو بکرؓ کو اپنی وفات کے بعد　　پس اللہ کی قسم یہ چیز تو کمر کو توڑنے والی ہے)

یہاں علامہ عثمانیؒ نے زکوۃ دینے سے انکار پر ان گروہ کی نشاندہی حطیئہ عبسی کے اشعار سے کی۔

مثال نمبر3: اسی طرح امام مسلمؒ نے باب صفة الاذان میں ابو محذورہ سے حدیث نقل کی ہے کہ:

" عن أبي محذورة، أن نبي الله ﷺ علمه هذا الأذان: الله أكبر الله أكبر، أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن محمدا رسول الله، أشهد أن محمدا رسول الله، ثم يعود فيقول: أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن محمدا رسول الله، أشهد أن محمدا رسول الله، حي على الصلاة مرتين، حي على الفلاح مرتين"[2]

"ابو محذورہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں یہ اذان سکھائی الله أكبر الله أكبر، أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن محمدا رسول الله، أشهد أن محمدا رسول الله، پھر یہی الفاظ دہراتے اور کہتے : أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن محمدا رسول الله، أشهد أن محمدا رسول الله، حي على الصلاة مرتين، حي على الفلاح مرتين"

اس مندرجہ بالا حدیث میں ابو محذورة کا تعارف کرواتے ہوئے بیان کرتے ہیں ابو محذورہ غزوہ حنین کے بعد اسلام لائے ان کی آواز لوگوں سے زیادہ اچھی تھی اور یہ مکہ میں 59ھ یا 77ھ کو فوت ہوئے اور ہمیشہ مکہ میں مقیم رہے۔ آپ کی اولاد بھی آپ کی اذان کی وارث بن گئی۔ بعض شعراء نے تو آپ کی اذان کے بارے میں اشعار بھی پڑھے جیسے کہ:

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 1/373۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:842۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اما ورب الكعبة المستورة	وما تلا محمد من سورة
والنغمات من ابی محذورة	لافعلن فعلة مذكورة[1]
خبر دار رب کعبہ کی قسم جو کعبہ پر دوں میں ہے	نہیں تلاوت کرتے محمد ﷺ کوئی بھی سورۃ
اور گیت (اذان) ابو محذورۃ سے ہیں	تو میں بھی اسطرح ضرور کروں گا

فارسی اشعار سے استدلال

صاحب شرح نے جہاں حدیث کی شرح کے لیے فارسی اشعار سے وضاحت ضروری سمجھی وہاں فارسی اقوال و اشعار سے استدلال کیا: ذیل میں درج ذیل احایث بطور مثال بیان کیے جاتے ہیں:

مثال نمبر1: امام مسلمؒ نے حدیث نقل کی جس میں ابو طالب کی وفات کا ذکر ہے آپ ﷺ کے کہنے کے باوجود جب ابو طالب نے کہا کہ میں عبد المطلب کے دین پر ہوں تو آپ ﷺ نے کہا میں اللہ سے آپ کی مغفرت کے لیے دعا کروں گا جب تک مجھے روک نہ دیا جائے تو ابو طالب کے بارے میں درج ذیل آیات نازل ہوئیں:

" فانزل الله عز و جل :مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ وانزل الله تعالى فی ابی طالب فقال لرسول الله ﷺ: اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ"[2]

"پس اللہ نے یہ آیات نازل فرمائی: نبی اور ایمان لانے والے کے لیے جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا کریں خواہ وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جبکہ ان کے سامنے واضح ہو چکا کہ وہ جہنمی ہیں۔ اللہ تعالی نے ابو طالب کے لیے یہ آیت بھی نازل کی اور رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: بے شک آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے مگر جس کو اللہ چاہے ہدایت دے دیتا ہے اور سیدھی راہ پانے والوں کے بارے میں زیادہ جانتا ہے"

اس حدیث میں آیت اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ کی توضیح میں علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئی اور جہاں تک (ہدایت) کا تعلق ہے تو اس سے مراد ہدایت لینا ہے اور آپ ﷺ ہدایت دینے کی ہر ممکن

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 3/140۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:132۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

کوشش کیا کرتے تھے۔ آپ اپنے عمل کے ذریعے راستہ دکھاتے اور لوگوں تک پہنچادیتے جو اس کو قبول کرنے کی استطاعت و صلاحیت رکھتا وہ قبول کرلیتا۔ جس اندھے کے پاس (ہدایت) کو دیکھنے کی صلاحیت نہیں ہے وہ اس کو بھلا کیسے قبول کر سکتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے سورج ہر طرف اپنی روشنی پھیلاتا ہے مگر ہوا کو روشن نہیں کرتا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سورج اپنی روشنی ہوا کو دینے میں کمی کرتا ہے بلکہ ہوا میں روشنی قبول کرنے کی استطاعت نہیں ہوتی جیسا کہ فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

نقصان قابل است وکرنه علی الدوام فیض سعادتش همه کس را برابر است[1]

مثال نمبر2: امام مسلمؒ نے الجامع الصحیح میں حضرت ابو ھریرۃؓ سے طویل حدیث نقل کی ہے کہ حضرت ابوھریرۃؓ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے اچانک اٹھے اور کہیں چلے گئے ہم ڈر گئے کہ کوئی آپ کو نقصان نہ پہنچادے ۔ حضرت ابوھریرہؓ فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کو ڈھونڈتے ہوئے بنو نجار کے باغ میں پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ ابوھریرہ ہو؟ میں نے کہا جی، آپ ﷺ نے اپنے نعلین دیے اور کہا کہ جاؤ جو راستے میں ملے اور صدق دل سے گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے، اسے جنت کی خوشخبری سنادو۔ جب حضرت ابوھریرہؓ واپس آرہے تھے تو عمر بن خطابؓ راستے میں ملے سارا واقعہ بیان کیا تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابوھریرۃؓ کے سینے پر ضرب لگائی اور کہا کہ لوٹ جاؤ۔ حضرت ابوھریرۃؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو عمرؓ بھی پیچھے آگئے، رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر بن خطابؓ سے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا تو عمرؓ کہنے لگے:

"فانی اخشی ان یتکل الناس علیها فخلهم یعملون قال رسول اللهﷺ فخلهم "[2]

"مجھے ڈر ہے کہ لوگ بس اسی شہادت پر بھروسا کر بیٹھیں گے۔ انہیں چھوڑ دیجئے کہ وہ عمل کرتے رہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھوڑ دو"

علامہ عثمانیؒ اس حدیث میں لفظ **فخلهم** کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ کی رحمت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ موحد جو اللہ اور اسکے رسولوں کا اقرار کرے وہ آگ میں داخل نہیں ہوگا اگرچہ وہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب ہی کیوں نہ کرے جیسے زنا، چوری وغیرہ، گویا کہ توحید و رسالت کی گواہی دینے والے نے اللہ اور اسکے رسول کی صحیح معنوں میں معرفت حاصل

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 1/386۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:147۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرلی ہے۔اس لیے اس پر لازم ہے کہ وہ اللہ کی رحمت کبری اور فضل عظیم پر اعتماد کرتے ہوئے جنت کی طرف چلے۔اسی طرح اللہ کے عذاب اور انتقام کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے رب کی مخالفت اور چھوٹے کاموں میں نافرمانی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو گا جیسے پیشاب سے نہ بچنا، چغلی کرنا، چھپ کر باتیں سننے والا یا اپنے پڑوسی کو تکلیف دینے والا یا اس طرح کے کئی دوسرے لوگ۔پس ایسا شخص اپنی ہلاکت پر اکتفا کرے اور اس سے جنت میں داخل ہونے کا حق چھین لیا گیا ہے۔اس لیے سعدی شیرازی کہتے ہیں:

بتهدید کَر برکشد تیغ حکم　　بمانند کرو بیان صم و بکم

وکَر در دهدیک صلای کرم　　عزازیل کوید نصیبی برم[1]

یہاں موصوفؒ نے سعدی شیرازی کے اشعار سے استدلال کرتے ہوئے واضح کر دیا کہ یہ اللہ کی رحمت اور غصب کا معاملہ ہے۔اس کی رحمت ہو تو معاصی کو بھی کلمہ کی بنیاد پر جنت میں داخل کرے گا اور غضب ہو تو چھوٹے چھوٹے گناہ کرنے والوں کو جنت میں داخل نہیں کرے گا۔

مثال نمبر3: امام مسلمؒ نے الجامع الصحیح میں باب فضل اسباغ الوضوء علی المکارہ کی حدیث نقل کی ہے:

"عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ألا أدلكم على ما يمحو الله به الخطايا، ويرفع به الدرجات؟ قالوا بلى يا رسول الله قال: إسباغ الوضوء على المكاره، وكثرة الخطا إلى المساجد، وانتظار الصلاة بعد الصلاة، فذلكم الرباط"[2]

"ابو ھریرۃؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی چیز سے آگاہ نہ کروں جس سے اللہ تعالی گناہ مٹا دیتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے صحابہ نے عرض کی کیوں نہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھی طرح وضو کرنا، مساجد تک زیادہ قدم چلنا ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنا یہی رباط (شیطان کے خلاف جنگ) ہے"

صاحب شرح کثرۃ الخُطا کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ یہ خا کے ضمہ کے ساتھ خطوۃ کا واحد ہے۔اس کا معنی دونوں قدموں کے درمیان کا (فاصلہ) ہے۔قدموں کا زیادہ ہونا یا تو گھر کی دوری کی بنا پر ہوتا ہے یا راستے پر بار بار چلنا ہوتا ہے۔حافظ ابن حجرؒ

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 1/399۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:147۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے نزدیک اس میں اختلاف ہے وہ فرماتے ہیں کثرۃ الخطا سے مراد یہ ہے کہ اس کا گھر قریب یا دور ہے اس لیے وہ چھوٹے چھوٹے قدم لے کر زیادہ قدم بنائے گا یا فضیلت کے لیے بڑے بڑے قدم اٹھائے گا۔ صاحب شرح فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک حدیث کے ظاہری الفاظ کے مطابق قدموں میں مقاربت (قدم برابر) ہونے چاہیے کیونکہ یہ بندے کی طرف سے حیلہ ہے تاکہ وہ اللہ کی رحمت کو سمیٹ لے جیسا کہ فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

رحمت حق بهانه می جوید　　رحمت حق بها ،نه می جوید[1]

یہاں علامہ عثمانیؒ نے فارسی کے اشعار سے استدلال کرتے ہوئے توضیح کی۔

فارسی الفاظ کا استعمال: کبھی کبھی صاحب فتح الملہم دوران شرح فارسی کے الفاظ کا بھی استعمال کرتے ہیں۔ تاکہ الفاظ کے معانی سمجھنے میں آسانی ہو سکے، اس منہج سے موصوفؒ کے ذوق کی پہچان ہوتی ہے کہ فارسی سے کتنا ذوق رکھتے ہیں

مثال نمبر1: جیسے باب الامر بالایمان باللہ تعالی ورسولہ ﷺ وشرائع الدین والدعاء کی حدیث میں لفظ الحلم کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"الحلم : ای العقل ، وفی الفارسیة (دانائی)"[2]

"حلم سے مراد عقل ہے جیسے فارسی میں دانائی کہتے ہیں"

مثال نمبر2: اسی طرح کتاب الحیض کے باب بیا ن صفة مَنی الرجل والمراة میں الفاظ زیادة کبد النون کی وضاحت کرتے ہوئے عربی کے الفاظ کی فارسی میں توضیح کرتے ہیں:

"الزیادة : القطعة المنفردة المعلقة فی الکبد ،ای جگر گوشه ماهی ، وهی فی المطعم فی غایة اللذة ،ویقال: انها اهنا دعام وامرؤه، والنون :هو الحوت۔"[3]

مذکورہ بالا امثلہ سے واضح ہوا کہ علامہ عثمانیؒ نے دوران شرح فارسی کے الفاظ بھی استعمال کیے تاکہ قاری بآسانی مفہوم کو سمجھ جائے۔ علامہ موصوفؒ کا عربی شرح میں یوں مختلف زبانوں کا استعمال کرنا ذوق کی پہچان کرتا ہے۔

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 2/323۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 1/363۔

[3] عثمانی، فتح الملہم، 3/72۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

4۔الفاظ کی لغوی تحقیق وتوضیح

لغوی تحقیق سے مراد کہ لغت میں یہ لفظ کس طرح مستعمل ہے جس کو زیر بحث لانے سے اس لفظ کی مکمل وضاحت ہو جاتی ہے۔ حدیث کو اسوقت ہی سمجھنا ممکن ہوتا ہے جب اس کے الفاظ کی تحقیق اور توضیح کی جائے۔اسی مقصد کی تکمیل کے لیے علامہ عثمانیؒ نے اپنی شرح میں غریب الفاظ کی لغوی تحقیق کے منہج کو اپنایا ہے۔یوں تو فتح الملہم میں جابجا ان الفاظ کی وضاحت بکثرت موجود ہے مگر وضاحت کے لیے چند امثلہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

مثال نمبر1۔ علامہ عثمانیؒ کتاب الایمان میں لفظ ایمان پر لغوی بحث کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

"الایمان افعال من (الامن) یقال: آمنته۔ وآمنته غیری،ثم یقال: آمنه اذا صدقه ، وحقیقته: آمنه الکتذیب والمخالفة، واما تعدیته بالباء فلتضمینه معنی (اقر) و (اعترف) ، و تعدیته باللام کما فی قوله تعالی: وقالو ا انومن لک واتبعک الارذلون، فلتضمینه معنی الاذعان والانقیاد"[1]

"ایمان، امن کے باب افعال سے ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ میں اس کے امن میں آیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ امن میں آیا جب اس نے سچ کہا۔ تو اس کے امن میں آنے سے مراد یہ ہوا کہ جھوٹ اور مخالفت سے امن میں آیا، اگر لفظ اٰمن با کے ساتھ متعدی ہو تو اس کا معنی اقرار کرنا اور اعتراف کرنا ہے اور اگر یہ لام کے ساتھ متعدی ہو جیسے اللہ تعالی کا ارشاد ہے انومن لک تو اس کا معنی اطاعت و فرمابرداری کرنا ہے"

یہاں علامہ موصوفؒ نے اٰمن کی لغوی صراحت پیش کی۔

مثال نمبر2۔ اسی طرح علامہ عثمانیؒ نے لفظ الزکوۃ کے لغوی مفہوم کی وضاحت کی کہ:

"ھی لغة :الطهارة والنماء، ای الزیادة ۔ولها معان اخر: البرکة ، "[2]

"لغت میں اس سے مراد طہارت اور بڑھوتری ہے یعنی زیادہ ہونا ہے ۔ اس کے دوسرے معنی برکت کے ہیں"

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 1/301۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 5/5۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مثال نمبر3۔ اسی طرح لفظ الصوم کی لغوی تشریح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اما للغوی: فهوالامساک المطلق،وهو الامساک عن شیء کان ، فیسمی الممسک عن الکلام ۔وهو الصامت۔صائما"[1]

"لغوی اعتبار سے اس سے مراد عام طور پر کسی بھی چیز سے رکنا ہے۔کلام سے رکنے والے کا نام صامت رکھا جاتا ہے اور اسی سے صائما بھی ہے"

مثال نمبر4۔ اسی طرح لفظ النکاح کی لغوی تحقیق بیان کی:

"قال العلامة الزبیدیؒ فی شرح الاحیاء: النکاح بالکسر فی کلام العرب : الوطء۔وقیل :العقد له، وهو التزویج ،لأنه سبب للوطئ المباح"[2]

"علامہ زبیدی شرح احیا میں کہتے ہیں کہ کلام عرب میں نکاح (ن کے) کسرہ کے ساتھ ہے۔اس کے معانی فائدہ اٹھانے کے ہیں اور کہا گیا کہ اس کا معنی عقد بھی ہے اور عقد سے مراد شادی ہی ہے،اس لیے کہ یہ جائز فائدہ اٹھانے کا سبب ہے۔"

مذکورہ امثلہ سے واضح ہوا کہ علامہ عثمانیؒ نے دوران شرح الفاظ کی لغوی تشریح،کتب لغات اور ماہرین فن کے کلام کو سامنے رکھتے ہوئے کی۔

5۔الفاظ واصطلاحات کی تشریعی توضیح

شرع اور شریعت سے مراد دین کے وہ معاملات و احکامات ہیں جو اللہ نے بندوں کے لئے بیان فرما دیے اور جو حضور نبی اکرم ﷺ کے عطا کردہ ضابطہ حیات سے ثابت ہیں جن کو خاص ناموں و اصطلاحات سے موسوم کیا ہے۔صاحب فتح الملہم نے اپنی شرح میں ایسے الفاظ اور اصطلاحات کے شرعی معنی بھی بیان کیے ہیں،ویسے تو بہت سارے مقامات پر شرعی معنی بیان کرتے ہیں یہاں بطور مثال چند ایک ذکر کیے جاتے ہیں۔جیسے

مثال نمبر1: علامہ عثمانیؒ الطھارۃ کی شرعی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شرعی طور پر طہارت سے مراد گندگی اور ناپاکی سے

---

[1] عثمانی،فتح الملہم،5/183۔

[2] عثمانی،فتح الملہم،6/315۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

پاک ہونا ہے۔[1]

مثال نمبر2: اسی طرح اذان کی شرعی وضاحت ہیں کہ:

"وشرعا : الاعلا م بوقت الصلاة بالفاظ مخصوصة "[2]

"شرعی لحاظ سے (اذان) سے مراد نماز کے وقت خاص الفاظ سے اعلان کرنا ہے"

مثال نمبر3: اسی طرح صیام کی شرعی تعریف بیان کی:

" واما الشرعی : فهو الامساک عن اشیاء مخصوصة، وهی الاکل والشرب والجماع بشرائط مخصوصة ذکرت فی مواضعها ،ثم الشرعی ینقسم الی فرض وواجب و تطوع"[3]

"شرعی لحاظ سے اس سے مراد خاص چیزوں سے خاص شرائط کے ساتھ رکنا ہے اور وہ کھانا، پینا اور جماع ہیں۔ پھر شریعت اس کو فرض، واجب اور نفل میں تقسیم کرتی ہے۔"

مثال نمبر4: اسی طرح اعتکاف کی شرعی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"هو اللبث فی المسجد بنیة ،فاللبث هو الرکن والکون فی المسجد والنیة شرطان"[4]

"شرعی طور پر اعتکاف سے مراد مسجد میں نیت کے ساتھ ٹھہرنا ہے اور اعتکاف میں ٹھہرنا ہی رکن ہے۔ مسجد میں ٹھہرنا اور نیت یہ دونوں اعتکاف کی شرائط میں سے ہیں"

درج بالا امثلہ سے معلوم ہوا کہ علامہ عثمانیؒ نے اپنی شرح میں احادیث میں موجود بعض اصطلاحات کی تشریعی وضاحت کے منہج کو بھی اپنایا ہے۔ جس سے قاری کو احادیث اور شریعت مطہرہ کی مشہور اصطلاحات کو سمجھنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔

6۔ عربی گرائمر سے استدلال

احادیث کی توضیح و تشریح اور الفاظ کو سمجھنا اسی وقت ممکن ہے جب ان الفاظ کے مفاہیم کا مکمل طور پر ادراک ہو اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب الفاظ کی صرفی و نحوی تشریح ہو گی۔ اگر الفاظ میں کسی قسم کی کوئی مشکلات ہو تو اس کا معنی تعین کرنے میں

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 2/269۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 3/134۔

[3] عثمانی، فتح الملہم، 5/183۔

[4] عثمانی، فتح الملہم، 5/341۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

دقت کا سامنا ہوتا ہے۔ عربی زبان کا نحو و صرف وہ علم ہے جس میں الفاظ کے اعراب، انکی تراکیب، انکو جوڑنا اور الفاظ کی ساخت زیر بحث رہتی ہے جس سے الفاظ کو سمجھنے اور معانی کی تعیین میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی لیے دیگر شارحین کی طرح علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے بھی اپنی شرح میں نحوی اور صرفی تشریح کے منہج کو اپنایا ہے۔ الفاظ کی نحوی و صرفی توضیح سے صاحب شرح کی اس میدان میں کمال مہارت تامہ واضح ہو جاتی ہے۔

نحوی توضیح: ذیل میں نحوی توضیح کی چند ایک مثالیں بیان کی جاتی ہیں:

مثال نمبر 1: امام مسلمؒ نے کتاب الطھارۃ کے باب وجوب غسل البول وغیرہ۔۔الخ میں ایک اعرابی کے مسجد میں پیشاب کرنے والی حدیث نقل کی ہے جس کے الفاظ یوں ہیں:

"إذ جاء أعرابي فقام يبول في المسجد، فقال أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم: مه مه"[1]

"ایک بدوی آیا اور اس نے کھڑے ہو کر مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا تو اصحابِ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ کیا کر رہے ہو کیا کر رہے ہو"

اس حدیث میں لفظ (مه مه) کے متعلق علامہ عثمانیؒ لکھتے ہیں کہ:

"بفتح الميم وسكون الهاء:اسم فعل ،معناه اكفف،والتكرير للتاكيد ،قيل اصله (ما هذا)ثم حذف تخفيفا،وتقال مكررة: مه مه "[2]

"(مه مه) میم کے فتح اور ھا کے سکون کے ساتھ ہے۔ یہ اسم فعل ہے اس کا معنی ہے ٹھہر جاؤ (مه مه) دو دفعہ کہنا تاکید کے لیے ہے اس کی اصل (ما هذا) ہے۔ تخفیف کی غرض سے حذف کر دیا گیا ہے اور تکریر کے ساتھ (مه مه) کہا جاتا ہے"

مثال نمبر 2: اسی طرح امام مسلمؒ نے ابو ذر سے حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ کعبہ کے سائے میں تشریف فرما تھے جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا رب کعبہ کی قسم وہی لوگ زیادہ خسارے والے ہیں۔ میں آپ کے پاس بیٹھ گیا پھر عرض کی اللہ کے رسول وہ کون لوگ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:147۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 3/39۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

" هم الأكثرون أموالا، إلا من قال هكذا وهكذا وهكذا - من بين يديه ومن خلفه وعن يمينه وعن شماله - وقليل ما هم "[1]

اس حدیث میں لفظ قلیل ما هم کی نحوی توضیح کرتے ہوئے علامہ عثمانیؒ لکھتے ہیں کہ:

" هم مبتدا وقليل خبره ،وما زائدة موكدة للقلة اى المستثنون قليل "[2]

" ھم مبتدا ہے اور قلیل اس کی خبر ہے اور ما زائدہ اور قلت کی تاکید کے لیے ہے۔ اور اس سے مراد تھوڑے لوگ مستثنیٰ ہیں"

اسی طرح اس سے اگلی حدیث زکوۃ کی عدم ادائیگی پر وعید کے متعلق ابو ھریرۃ کی حدیث ہے کہ

"ان النبی ﷺ قال ما يسرنى ان لى احدا ذهبا تاتى على ثالثة وعندى منه دينار الا دينار أُرصده لدين علىّ"[3]

"نبی ﷺ نے فرمایا میرے لیے یہ بات خوشی کی باعث نہیں ہے کہ میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور تیسرا دن مجھ پر اس طرح آئے کہ میرے پاس اس میں سے کوئی دینار بچا ہوا موجود ہو سوائے اس دینار کے جس کو میں اپنا قرض چکانے کے لیے رکھ لوں"

یہاں علامہ عثمانیؒ الا دینا ر کی نحوی تشریح کرتے ہیں کہ لفظ دینار پر رفع اور نصب دونوں جائز ہے کیونکہ یہ مستثنیٰ منہ مطلق عام ہے اور اگر مستثنیٰ مقید خاص ہو تو اس میں نصب جائز ہے۔[4]

مثال نمبر 3: اسی طرح امام مسلمؒ نے الصحیح میں ایک لمبی حدیث نقل کی ہے کہ جس میں جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت جابرؓ سے رسول اللہ ﷺ کے حج کے بارے میں پوچھا۔ حضرت جابرؓ نے رسول اللہ کے حج کے بارے میں خبر دیتے ہوئے کہا کہ جب آپ ﷺ وادی عرفہ میں تشریف لائے تو لوگوں کو خطبہ دیا جس کے کچھ الفاظ درج ذیل ہیں:

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:2300۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 5/45۔

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:2302۔

[4] عثمانی، فتح الملہم، 5/45۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"ودماء الجاهلية موضوعة، وإن أول دم أضع من دمائنا دم ابن ربيعة بن الحارث، كان مسترضعا في بني سعد فقتلته هذيل، وربا الجاهلية موضوع، وأول ربا أضع ربانا ربا عباس بن عبد المطلب"[1]

"اور جاہلیت کے خون بھی معاف ہیں، ہمارے خون بہائے گئے ہیں، اس میں سے سب سے پہلا خون جو میں معاف کرتا ہوں وہ ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا ہے جو بنو سعد قبیلے کے ہاں دودھ پی رہا تھا اور اسے قبیلہ ہذیل نے قتل کر دیا تھا۔ اسی طرح جاہلیت کے تمام سود بھی معاف ہیں اور سب سے پہلا سود جو میں معاف کرتا ہوں وہ ہمارے خاندان میں عباسؓ بن عبد المطلب کا سود ہے"

اس حدیث میں علامہ عثمانیؒ نے ربانا ربا عباس کی نحوی شرح کرتے ہیں کہ

"ربانا :خبر المبتدا وقوله ربا العباس بدل منه او خبر مخذوف ای هو ربا العباس"[2]

"ربانا مبتدا کی خبر ہے اور (ربا العباس) بدل منہ یا خبر محذوف ہے۔ یعنی اصل میں وہ ھو ربا العباس ہے"

صرفی توضیح: علامہ عثمانیؒ نے جہاں الفاظ کی نحوی توضیح کی وہاں الفاظ کی صرفی توضیح بیان کر کے حدیث کے مفاہیم کو قاری کے لیے آسان بنا دیا:

مثال نمبر 1: امام مسلمؒ نے الجامع الصحیح میں حدیث نقل کی ہے کہ

"عن جابر بن سمرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لينتهين أقوام يرفعون أبصارهم إلى السماء في الصلاة، أو لا ترجع إليهم"[3]

"حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں، وہ ہر صورت باز آجائیں ورنہ ہو سکتا ہے کہ اس کی نظر ان کی طرف نہ لوٹ سکے۔"

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:2950۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 6/66۔

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:966۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہاں صاحب شرح لینتھین اقوام کی صرفی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

بضم الياء وسكون النون وفتح المثناة والها والياء وتشديد النون على البنا ء للمفعول ،والنون للتاكيد وقيل لينتهين بفتح اوله وضم الهاء على البناء للفاعل[1]

"(لينتهين)میں ی ضمہ کے ساتھ اور ن سکون اور ت زبر اور ھا، ی اور نون تشدید مبنی للفاعل ہے۔ اگر نون تاکید کے لیے ہو جیسے لینتھین تو پہلے فتح کے ساتھ اور ہا ضمہ کے مبنی للفاعل ہے"

مثال نمبر2: اسی طرح امام مسلمؒ نے ایک روایت ام سلمہؓ سے مروی نقل کی ہے کہ:

"عن أم سلمة، قالت: قلت: يا رسول الله، هل لي أجر في بني أبي سلمة؟ أنفق عليهم، ولست بتاركتهم هكذا وهكذا، إنما هم بني، فقال: نعم، لك فيهم أجر ما أنفقت عليهم"[2]

"حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کہا کہ ابو سلمہؓ کی اولاد پر خرچ کرنے میں کیا میرے لیے اجر ہے؟ میں ان پر خرچ کرتی ہوں میں انہیں ایسے ایسے چھوڑنے والی نہیں ہوں وہ میرے بچے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تمہارے لیے ان میں جو تم خرچ کرو گی اجر ہے"

یہاں علامہ موصوفؒ لفظ بنی کی صرفی توضیح بیان کرتے ہیں کہ:

"اس کی اصل بنون ہے جب یا متکلم کی طرف مضاف ہو تو اضافت میں نون جمع گر جاتی ہے اس لیے یہ بنوی ہو گیا۔ پھر (و) اور (یا) جمع ہو گئے اور ان میں سے ہر ایک پر جزم ہے، پھر (و)(یا) میں ادغام ہو گیا تو یہ نون کے ضمہ اور یا کی تشدید کے ساتھ بُنُیَّ ہو گیا پھر نون کے ضمہ کو یا کی مناسبت سے کسرہ میں بدل دیا تو بنیّ بن گیا۔"[3]

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 3/250۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:2320۔

[3] عثمانی، فتح الملہم، 5/65۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مثال نمبر 3: اسی طرح امام مسلمؒ نے ابو معید سے مروی حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ محرم کے علاوہ علیحدہ نہ ہو اور عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے ایک آدمی اٹھا اور کہنے لگا:

"يا رسول الله، إن امرأتي خرجت حاجة، وإني اكتتبت في غزوة كذا وكذا، قال: انطلق فحج مع امرأتك"[1]

"اے اللہ کے رسول میری بیوی حج کے لیے نکلی ہے اور میرا نام فلاں فلاں غزوے میں لکھا جا چکا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔"

صاحب شرح اس حدیث میں لفظ اُکتتبت کی صرفی وضاحت بیان کرتے ہیں کہ:

"اكتتبت بصيغة المجهول من باب الافتعال اى كتب نفسى فى الاسماء من عين لتلك الغزاة"[2]

"لفظ اکتتبت مجہول کا صیغہ ہے اور باب افتعال سے ہے۔ اس کا معنی یہ ہوا کہ مجھے ان ناموں میں لکھا گیا ہے جو ان غزوات کے لیے متعین ہیں۔"

مندرجہ بالا نحوی و صرفی امثلہ سے واضح ہوا کہ علامہ عثمانیؒ نے دوران شرح گرائمر کی رو سے الفاظ کی توضیح بھی کی ہے۔ جو کہ آپؒ کا عربی سے ذوق اور مہارت تامہ کا یقین دلاتا ہے۔

7۔ اسرار و حکمت بیان کرنے میں منہج

شریعت کے ہر امور میں کوئی نہ کوئی حکمت و مصلحت کار فرما ہوتی ہے یا یوں کہا جا سکتا ہے کہ شریعت نے دین کو مکمل کرنے کے لیے اسرار و حکم اور مقاصد سے آگاہ کیا ہے تاکہ ہر زمانے میں حالات کو دیکھتے ہوئے علماء پیش آنے والے مسائل کا حل شریعت کی روشنی میں تلاش کر سکیں، احادیث کی شرح میں شرعی احکام کے اسرار و رموز بیان کرنے کا منہج شارحین نے اپنایا ہے۔ ذیل میں وضاحت کے لیے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 2320۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 3/237۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فتح الملہم: اسرار و حکم بیان کرنے میں علامہ عثمانیؒ کا منہج درج ذیل ہے:

مثال نمبر1۔ علامہ عثمانیؒ نے کتاب الصلوۃ میں حدیث نقل کی ہے "ان رسول الله كا ن اذا صلى فرّج بين يديه حتى يبدو بياض ابطيه"[1] (کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو (سجدہ میں) اپنے ہاتھوں کو پھیلا لیتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جاتی) اس حدیث کی شرح میں حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"الحكمة فى هذه الهيئة فى السجود انه يخف بها اعتماده عن وجهه ولا يتاثر انفه ولا جبهته ولا يتاذى بملا قاة الارض"[2]

صاحب شرح یہاں سجدہ کی حالت میں حکمت کو بیان کرتے ہیں کہ اس سے چہرے پر بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے اور ناک اور پیشانی پر اثر نہیں پڑتا اور نہ ہی زمین پر سجدہ دینا تکلیف کا باعث بنتا ہے۔

مثال نمبر2۔ اسی طرح کتاب الصیام کی حدیث ہے کہ (وما رايت رسول الله ﷺ استكمل صيام شهر قط الا رمضان وما رايته فى شهر اكثر منه صياما فى شعبان)[3] علامہ عثمانیؒ اس حدیث کی شرح میں رسول اللہ ﷺ کا اکثر شعبان کے روزے رکھنے میں مختلف حکمتیں بیان کرتے ہیں کہ:

۱۔ كان يشتغل عن صوم الثلاثة ايام من كل شهر ،لسفر او غيره فتجتمع

۲۔ يصنع ذلك لتعظيم رمضان

۳۔ الحكمة فى اكثاره ﷺ: ان نساءه كن يقضين ما عليهن من رمضان فى شعبان

۴۔ الحكمة فى ذلك انه يعقبه رمضان[4]

یہاں رسول اللہ ﷺ کے شعبان کے روزے رکھنے کی مختلف حکمتیں بیان کی ہیں۔

مثال نمبر3۔ اسی طرح کتاب الحج کی حدیث میں الفاظ (عليكم بالسكينة)[5] کی شرح میں حکمت بیان کرتے ہیں کہ:

" هذا الا رشاد الى الادب والسنة فى السير تلك اليلة ،ويلحق بها سائر مواضع الزحام"[6]

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1105۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 3/316۔

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:2722۔

[4] عثمانی، فتح الملہم، 5/305۔

[5] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:3089۔

[6] عثمانی، فتح الملہم، 6/147۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہاں بھی علامہ عثمانیؒ نے حدیث سے اخذ ہونے والی حکمتوں سے آگاہ کیا۔

8۔اصطلاحات علوم الحدیث کا تذکرہ اور احادیث پر حکم

صاحب فتح الملہم نے کئی مقامات پر علوم الحدیث کی اصطلاحات کا تذکرہ بھی کیا ہے جس سے صاحب شرح کی حدیث وعلومہ پر ذوق کا پتہ چلتا ہے۔ جیسے دوران شرح مرسل، معضل وغیرہ کی نشاندہی کرتے ہیں نیز محدثین کی پیروی کرتے ہوئے احادیث طیبہ بیان کرنے کے بعد حدیث کی صحت وضعف کے احکامات سے بھی آگاہ کرتے ہیں۔اصطلاحات علوم الحدیث اور احادیث کی صحت وضعف سے متعلق چند مثالیں درج ذیل ہیں:

مثال نمبر1: جیسا کہ امام مسلمؒ نے حضرت انسؓ سے مروی حدیث نقل کی ہے کہ:

"كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل الخلاء وفي حديث هشيم، - أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا دخل الكنيف قال:اللهم إني أعوذ بك من الخبث والخبائث"[1]

"رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلا میں داخل ہوتے (ہشیم کے الفاظ ہیں جب کسی اوٹ والی جگہ میں داخل ہوتے) تو فرماتے اے اللہ میں نر اور مادہ دونوں قسم کی خبیث مخلوق سے تیری پناہ میں آتا ہوں"

اس حدیث کی شرح میں ابو داود کی حدیث ذکر کرنے کے بعد صحت وضعف کی نشاندہی بھی کرتے ہیں:

"كان النبی ﷺ اذا دخل الخلاء نزع خاتمه"[2]

حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

" هذا حديث حسن صحيح غريب"[3]

مثال نمبر2: اسی طرح امام مسلمؒ نے روایت نقل کی ہے:

"عن ابن عمر، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا عجل به السير جمع

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:831۔

[2] سلیمان بن اشعث، سنن ابو داود، رقم الحدیث:19۔

[3] عثمانی، فتح الملہم، 3/129۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

بين المغرب والعشاء"[1]

"ابن عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو جب سفر پر جانے کی جلدی ہوتی تو آپ ﷺ مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھتے۔"

اس حدیث کی شرح میں جامع ترمذی کی یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ:

"أن النبي ﷺ كان في غزوة تبوك، إذا ارتحل قبل زيغ الشمس أخر الظهر إلى أن يجمعها إلى العصر فيصليهما جميعا، وإذا ارتحل بعد زيغ الشمس عجل العصر إلى الظهر وصلى الظهر والعصر جميعا ثم سار، وكان إذا ارتحل قبل المغرب أخر المغرب حتى يصليها مع العشاء، وإذا ارتحل بعد المغرب عجل العشاء فصلاها مع المغرب"[2]

"نبی کریم ﷺ غزوہ تبوک میں تھے۔ جب آپ ﷺ سورج ڈھلنے سے پہلے سفر شروع کرتے تو ظہر کو موخر کر کے عصر کے ساتھ ملا کر جمع کر لیتے اور جب سورج ڈھلنے کے بعد سفر شروع کرتے تو عصر کو جلدی کر کے ظہر اور عصر کو جمع کر لیتے اور اسی طرح اگر مغرب سے پہلے سفر کرتے تو مغرب کو موخر کر کے عشاء کے ساتھ پڑھ لیتے اور جب مغرب کے بعد سفر کرتے تو عشاء کو جلدی کر کے مغرب اور عشاء جمع کر لیتے"

جامع ترمذی کی درج بالا حدیث کی صحت وضعف کے حوالے کئی اقوال بیان کیے:

١۔انه حسن غريب قاله الترمذى ،

٢۔ انه محفوظ صحيح قاله ابن حبان ،

٣۔انه منكر قاله ابوداود،

٤۔ انه منقطع قاله ابن حزم

٥۔انه موضوع قاله الحاكم [3]

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1621۔

[2] ترمذی، جامع الترمذی، رقم الحدیث:553۔

[3] عثمانی، فتح الملہم، 4/76۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مثال نمبر3: اسی طرح امام مسلمؒ نے الجامع الصحیح میں روایت نقل کی ہے:

"عن عبد الرحمن بن أبي ليلى، قال: ما أخبرني أحد أنه رأى النبي صلى الله عليه وسلم يصلي الضحى إلا أم هانئ، فإنها حدثت أن النبي صلى الله عليه وسلم دخل بيتها يوم فتح مكة، فصلى ثماني ركعات، ما رأيته صلى صلاة قط أخف منها، غير أنه كان يتم الركوع والسجود"[1]

"عبدالرحمن بن ابی لیلی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھنے کی خبر ام ہانی کے سواء کسی نے نہیں دی۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ فتح مکہ کے دن میرے گھر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے آٹھ رکعات نماز پڑھیں اور اتنی جلدی میں پڑھیں کہ میں نے پہلے کبھی اتنی جلدی پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ سوائے اس کے کہ آپ ﷺ رکوع و سجود پورے پورے فرماتے تھے"

اس حدیث کی شاہد ایک دوسری حدیث جو کہ حضرت ابو درداءؓ سے ہے:

"کہ جس نے صلوۃ الضحیٰ بارہ رکعات پڑھی اس کا نام غافلین میں نہیں لکھا جائے گا۔"[2]

علامہ عثمانیؒ اس پر حکم لگاتے ہیں کہ:

"فی اسناده ضعف "[3]

کبھی کبھی حدیث بیان کرنے کے بعد اس کی وجہ ضعف کا بھی تذکرہ کرتے ہیں جیسے صحیح مسلم کے باب استحباب صلاة النافلة فی بیته میں روایت موجود ہے کہ:

"عن ابن عمر عن النبیﷺ قال اجعلوا من صلاتكم فی بیوتكم فی ولا تتخذوها قبورا"[4]

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:775۔

[2] الہیثمی، مجمع الزوائد (بیروت: دارالفکر، 1412)، 2/494۔

[3] عثمانی، فتح الملہم، 4/102۔

[4] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1820۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس حدیث کی شرح میں ابن ماجہ کی حدیث نقل کرتے ہیں:

"ما قبض نبی الا دفن حیث یقبض"[1]

"انبیاء وہی دفن کیے جاتے ہیں جہاں فوت ہوتے ہیں"

ابن ماجہ کی اس حدیث کی سند کے متعلق علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ:

"وفی اسناده حسین بن عبدالله الهاشمی وهو ضعیف وله طریق اخری مرسلة "[2]

"اس سند میں حسین بن عبد اللہ ہاشمی ضعیف راوی ہیں اور اس کے دوسرے طرق بھی مرسل ہیں۔"

مذکورہ بالا مثالوں سے واضح ہوا علامہ عثمانیؒ حدیث وعلومہ اور رجال الحدیث پر عمیق نظر رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اصطلاحات اور صحت وضعف کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ ان کی وجوہات کا تذکرہ بھی کرتے ہیں۔

9۔ تعارض احادیث میں رفع تعارض کا اسلوب

احادیث میں مختلف روایات جو باہم ایک دوسرے کے متعارض ہوں ان کا حل نکالنے کے لیے مختلف طریقے استعمال کیے جاتے ہیں۔ ان میں تطبیق، ناسخ ومنسوخ وغیرہ ہیں۔ تطبیق ناسخ ومنسوخ اور جمع بین الحدیثین کو سامنے رکھ کر رفع تعارض کرنا ایک مستقل آزمائش کا مرحلہ ہے۔ اس آزمائش میں وہی کامیاب ہو سکتا ہے جو مکمل ذخیرہ احادیث میں گہری وعمیق نظر رکھتا ہو اور دقیق اور نازک پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے احادیث میں تطبیق کر سکے۔ صاحب فتح الملہم نے اپنی شرح کے دوران متن حدیث میں جو متعارض احادیث ہیں ان میں بھی تطبیق کی اور متن حدیث کی شرح کے دوران جو احادیث لائے ہیں ان میں بھی تطبیق مختلف مناہج کے ساتھ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں چند ایک امثلہ بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

مثال نمبر 1: امام مسلمؒ نے الجامع الصحیح میں حدیث نقل کی ہے:

حدیث نمبر 1: "عن عبد الله، قال: لا يجعلن أحدكم للشيطان من نفسه جزءا، لا يرى إلا أن حقا عليه أن لا ينصرف إلا عن يمينه، أكثر ما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم ينصرف عن شماله."[3]

---

[1] ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ (ریاض: دارالسلام، 2009)، رقم الحدیث: 1628۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 4/209۔

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 1638۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی آدمی اپنی ذات کو شیطان کا ہر گز حصہ نہ بنائے۔ یہ نہ دیکھے کہ نماز کے بعد صرف دائیں جانب ہی پھرنا اس پر ضروری ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بہت زیادہ مرتبہ دیکھا ہے کہ آپ ﷺ بائیں طرف بھی پھرتے تھے۔"

حدیث نمبر2: "عن انسؓ ان النبی ﷺ کان ینصرف عن یمینه."[1]

"حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دائیں جانب پھرتے تھے"

تعارض اور اسکا حل

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ کو میں نے اکثر دیکھا کہ سلام کے بعد بائیں طرف پھرتے تھے اور دوسری حدیث جو کہ حضرت انس سے مروی ہے کہ میں نے اکثر رسول اللہ ﷺ کو دائیں طرف پھرتے دیکھا۔ حضرت انس سے مروی حدیث اور حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی حدیث باہم متعارض ہیں، یہاں علامہ عثمانیؒ ان احادیث میں تطبیق کرتے ہوئے حافظ ابن حجرؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

"وهو ان يحمل ابن مسعود على حالة الصلاة فی المسجد لان حجرة النبیﷺ كانت من جهة يساره ويحمل حديث انس على ما سوى ذلک كحال السفر "[2]

"عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث مسجد میں نماز کی حالت پر محمول ہوتی ہے کیونکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا حجرۃ مبارک بائیں طرف تھا، اور حضرت انس کی حدیث سفر پر محمول ہوتی ہے۔"

صاحب فتح الملہم نے حافظ ابن حجرؒ کے قول پیش کیا اور وضاحت کی کہ آقا ﷺ جب بھی مسجد میں نماز پڑھتے تو نماز کے بعد بائیں طرف پھر جایا کرتے تھے کیونکہ آپ ﷺ کا حجرہ مبارک بائیں طرف تھا اور جب سفر میں نماز پڑھتے تو آپ دائیں طرف مڑ جایا کرتے تھے۔ اور پھر اپنی رائے دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نماز کے بعد دائیں اور بائیں طرف پھرنے میں صحیح احادیث کے پیش نظر دائیں طرف پھرنا زیادا افضل ہے۔

مثال نمبر2: اسی طرح امام مسلمؒ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ:

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، رقم الحدیث: 1641۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 4/86۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

حدیث نمبر1: "عن ابن عمر، قال: صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل الظهر سجدتين، وبعدها سجدتين، وبعد المغرب سجدتين، وبعد العشاء سجدتين، وبعد الجمعة سجدتين، فأما المغرب، والعشاء، والجمعة، فصليت مع النبي صلى الله عليه وسلم في بيته"[1]

"حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے ظہر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں اور ظہر کے نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھی ہیں اور مغرب کے بعد دو رکعتیں اور عشار کے بعد دو رکعتیں اور جمعہ کے بعد دو رکعتیں پڑھی ہیں۔ مگر مغرب، عشاء اور جمعہ کی رکعتیں میں نے نبی ﷺ کے گھر آپ کے ہمراہ پڑھیں۔"

جبکہ جامع ترمذی کی حدیث ہے:

حدیث نمبر2: "عن عنبسة بن أبي سفيان، قال: سمعت أختي أم حبيبة زوج النبي صلى الله عليه وسلم، تقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من حافظ على أربع ركعات قبل الظهر وأربع بعدها حرمه الله على النار"[2]

"عنسبہ بن ابی سفیان سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بہن ام حبیبہؓ جو کہ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ تھی، ان سے سنا، وہ کہتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے کہتے ہوئے سنا کہ جس نے ظہر سے پہلے چار رکعات اور اس کے بعد چار رکعات کی حفاظت کی اللہ اس پر جہنم کی آگ حرام کرے گا۔"

تعارض اور اسکا حل

مندرجہ بالا دونوں احادیث میں بظاہر تعارض موجود ہے، یہاں حدیث نمبر 1 میں جو کہ ابن عمر سے مروی ہے کہ ابن عمر نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر سے پہلے اور بعد میں دو رکعات پڑھی جبکہ حدیث نمبر 2 جس میں ام حبیبہؓ فرماتی ہیں کہ رسول

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1698۔

[2] ترمذی، جامع الترمذی، رقم الحدیث:428۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ظہر سے پہلے اور بعد چار رکعات کی حفاظت کی اس پر آگ حرام کر دی گئی ہے۔ ان دونوں احادیث میں واضح تعارض موجود ہے اس تعارض کا حل نکالتے ہوئے علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں:

"بے شک نبی ﷺ نے ظہر کے بعد ایک مرتبہ دو رکعت پڑھی اور ایک مرتبہ چار رکعات پڑھی اور جبکہ احادیث میں اختلاف نہیں ہے بلکہ اختلاف تو تعداد میں ہے اور یہ وقت کی وسعت پر محمول ہے۔ اسی لیے تعداد میں کمی بھی ہے اور زیادتی بھی۔ اور تعداد میں شافعی حضرات ظہر سے پہلے چار رکعات کو تسلیم کرتے ہیں۔"[1]

مثال نمبر3: اسی طرح امام مسلمؒ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ جس کے کچھ الفاظ درج ذیل ہیں:

حدیث نمبر1: " عن أبي هريرةؓ، قال: قال رسول الله ﷺ " كل عمل ابن آدم يضاعف، الحسنة عشر أمثالها إلى سبعمائة ضعف۔۔۔"[2]

"ابو ھریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ابن آدم کا ہر عمل بڑھایا جاتا ہے۔ نیکی دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھادی جاتی ہے۔"

جبکہ سنن ابن ماجہ میں ہے:

حدیث نمبر2: " عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم (كل عمل ابن آدم يضاعف . الحسنة بعشر أمثالها إلى سبعمائة ضعف إلى ما شاء الله."[3]

"ابو ھریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے کہ ابن آدم کا ہر عمل بڑھایا جاتا ہے نیکی دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھادی جاتی ہے جہاں تک اللہ چاہے"

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 4/111۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:2707۔

[3] ترمذی، جامع الترمذی، رقم الحدیث:428۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

تعارض اور اسکا حل

صحیح مسلم کی حدیث جس کے الفاظ إلى سبعمائة ضعف ہیں۔یعنی ابن آدم کی نیکی سات سو گناتک بڑھادی جاتی ہے۔جبکہ سنن ابن ماجہ میں إلى سبعمائة ضعف إلى ما شاء الله کے الفاظ ہیں یعنی ابن آدم کی نیکی سات سو گناسے جہاں تک اللہ چاہے بڑھادیا جاتا ہے۔ان دونوں احادیث میں اس تعارض کا حل جمع کی صورت میں نکالتے ہوئے علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں:

"والجمع بينه وبين حديث ابى هريرة هذا: انه لم يرد بحديث ابى هريرة انتهاء التضعيف بدليل ان فى بعض طرقه بعد قوله إلى سبعمائة : إلى اضعاف كثيرة، وفى اخرى (إلى ما شاء الله) فهذه الزياده تبين ان هذا التضعيف يزاد على السبعمئة ۔"[1]

"(ابن ماجہ کی نقل کردہ حدیث)اور(صحیح مسلم کی ابو ھریرۃ والی حدیث)میں جمع کی صورت یہ ہے کہ ابو ھریرۃؓ کی حدیث میں(تضعیف)اضافہ کی خاص حد مقرر نہیں ہے کیونکہ بعض طرق میں سات سو گناسے لیکر کئی گناتک کا ذکر موجود ہے۔جبکہ دوسری روایت جس میں (إلى ما شاء الله) ہے یہاں ماشاء اللہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ اضافہ سات سو گناسے بھی زیادہ کیا جائے گا"

10۔علماء وفقہاء کے اقوال سے وضاحت

علامہ عثمانیؒ نے حدیث کی تشریح و توضیح میں علماء وفقہا کے اقوال کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں۔جس سے متعلقہ مسائل کے متعلق علماء کے نظریات واضح ہو جاتے ہیں اور سمجھنے میں دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔جیسا کہ

مثال نمبر1۔امام مسلمؒ نے امام زہریؒ سے مروی حدیث نقل کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالکؓ سے سنا وہ فرماتے ہیں:

"سقط النبي صلى الله عليه وسلم عن فرس فجحش شقه الأيمن، فدخلنا عليه نعوده، فحضرت الصلاة، فصلى بنا قاعدا، فصلينا وراءه قعودا، فلما قضى الصلاة قال: " إنما جعل الإمام ليؤتم به، فإذا كبر فكبروا، وإذا سجد فاسجدوا،

[1] عثمانی، فتح الملہم، 5/290۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

وإذا رفع فارفعوا وإذا قال: سمع الله لمن حمده. فقولوا: ربنا ولك الحمد، وإذا صلى قاعدا، فصلوا قعودا أجمعون "[1]

"نبی ﷺ گھوڑے سے گر گئے تو آپ کا دایاں پہلو زخمی گیا۔ ہم آپ کی عیادت کے لیے گئے نماز کا وقت ہو گیا تو آپ نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی ہم نے آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی پھر جب آپ نے نماز پوری کی تو فرمایا امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ اٹھے تو تم بھی اٹھو اور جب وہ (سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ) کہے تو تم (رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ) کہو جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔"

امام جب بیٹھ کر نماز پڑھائے تو آیا کہ مقتدی بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر نماز پڑھے؟ علامہ عثمانیؒ نے مختلف آئمہ کے اقوال کو نقل کیا۔

۱۔"قال الشوكانی : القائلون ان الماموم يتابع الامام فی الصلوة قاعدا ،وان لم يكن الماموم معذورا"

"امام شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ ماموم (مقتدی) نماز میں امام کی پیروی بیٹھ کر کرے گا اگر وہ مقتدی نہیں تو عذر ہے (نہیں کرے گا)۔"

۲۔قال ابن حزم : وبهذا ناخذ الا يمن يصلی الی جنب الامام يذكر الناس ويعلمهم تكبير الامام فانه يتخير بين ان يصلی قاعدا و بين ان يصلی قائما۔

"امام ابن حزم فرماتے ہیں کہ ہم اس سے یہ اخذ کرتے ہیں کہ جو امام کے دائیں جانب نماز پڑھتا ہے وہ لوگوں کو یاد دلاتا اور امام کی تکبیر بتاتا ہے پس اسے اختیار ہے کہ وہ نماز بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر پڑھے۔"[2]

مثال نمبر2۔ اسی طرح امام مسلمؒ نے الجامع الصحیح میں حدیث نقل کی ہے:

"عن عائشة، قالت: فقدت رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة من الفراش فالتمسته فوقعت يدي على بطن قدميه وهو في المسجد وهما منصوبتان وهو

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:921۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 3/231۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

يقول: اللهم أعوذ برضاك من سخطك، وبمعافاتك من عقوبتك، وأعوذ بك منك لا أحصي ثناء عليك أنت كما أثنيت على نفسك"[1]

"حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو بستر پر نہ پایا تو تلاش کیا۔ میرا ہاتھ آپ کے تلوے کو لگا۔ آپ مسجد میں تھے اور آپ کے پاؤں کھڑے تھے۔ آپ یہ دعا مانگ رہے تھے اے اللہ! میں آپ کی رضامندی کی پناہ چاہتا ہوں آپ کی ناراضگی سے اور آپ کے درگزر کی پناہ چاہتا ہوں آپ کی سزا سے اور میں پناہ چاہتا ہوں آپ سے کہ میں آپ کی تعریف پوری نہیں کر سکتا۔ آپ ایسے ہی ہیں جیسے آپ نے خود اپنی تعریف فرمائی"

اس حدیث میں حضرت عائشہؓ کا رسول اللہ کو نماز کی حالت میں چھونے سے وضو ٹوٹ جانے میں علماء کے اقوال نقل کرتے ہیں کہ ایک جماعت کے نزدیک اس لمس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ایک جماعت کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے ان کے ہاں استدلال لمس بالید ہے، اور علماء کا اس میں اختلاف ہے:

١۔ فقال الشافعي : ينقض وان لم يلتذ :(امام شافعی کے نزدیک (چھونے سے) وضو ٹوٹ جائے گا چاہے لذت حاصل ہو یا نہ ہو)۔

٢۔ قال مالک : انما ينقض اذا التذ:(امام مالکؒ کے نزدیک جب لذت آجائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔)

٣۔قال ابو حنيفهؒ انما ينقض اذا انتشر :(امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ جب انتشار پیدا ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔)

٤۔قال ابن رشد : ان التذ انتقض وان الم يقتصد:(ابن رشد فرماتے ہیں کہ لذت سے وضو ٹوٹ جائے گا اگرچہ اس کا قصد نہ بھی ہو)۔[2]

مثال نمبر3۔ اسی طرح امام مسلمؒ نے کتاب الحج میں حدیث نقل کی ہے جس کے الفاظ یوں ہیں:

"سئل النبي صلى الله عليه وسلم: ما يلبس المحرم؟ قال: لا يلبس المحرم القميص، ولا العمامة، ولا البرنس، ولا السراويل، ولا ثوبا مسه ورس ولا زعفران ولا الخفين،

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1090۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 3/308۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

إلا أن لا يجد نعلين فليقطعهما، حتى يكونا أسفل من الكعبين"[1]

"نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ احرام باندھنے والا کیسا کپڑا پہنے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا نہ قمیص پہنو، نہ عمامہ، نہ شلوار، نہ کوٹ اور نہ موزے سوائے اس کے جسے جوتے میسر نہ ہوں، وہ موزے پہن لے اور انہیں ٹخنوں کے نیچے تک کاٹ لے اور ایسا کپڑا نہ پہنو جسے کچھ بھی زعفران یا ورس (زرد چولہ) لگا ہو۔"

اس حدیث میں علامہ عثمانیؒ نے حالت احرام میں رنگین کپڑا پہننے کے بارے میں اور محرِم پر خوشبو کے حرام ہونے کے بارے میں علماء و فقہاء کی ابحاث کو بیان کیا:

۱۔ امام مالکؒ کے نزدیک رنگین کپڑا پہننا مکروہ ہے۔

۲۔ جبکہ امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ رنگین کپڑا اگر پانی لگنے سے اس کی خوشبو نہ مہکے تو کوئی ممانعت نہیں۔

۳۔ امام عینیؒ اور ان کے اصحاب کے نزدیک جو کپڑا دھونے سے اس کا رنگ نہ اترے محرم کے لیے پہننے میں کوئی حرج نہیں یہ بات سعید بن جبیر، عطاء بن ابی رباح، حسن بصریؒ، طاوس، قتادہ، امام نخعیؒ، ثوری اور امام احمد وغیرہ سے منقول ہے۔[2]

مثال نمبر4: اسی طرح امام مسلمؒ نے حدیث نقل کی ہے جس کے الفاظ یوں ہیں:

"عن ابی هريرةؓ عن النبیﷺ قال اذا قلت لصاحبک انصت يوم الجمعة والام يخطب فقد لغيت"[3]

"حضرت ابو ھریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن جب امام خطبہ دے رہا ہو اور اس دوران تم میں سے کسی نے اپنے ساتھی سے کہا کہ خاموش ہو جاؤ تو گویا کہ تم نے خود شور مچایا۔"

دوران خطبہ کلام کرنا حرام ہے یا مکروہ؟ علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ فقہاء کا اس میں اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ کے ایک قول میں دوران خطبہ کلام کرنا حرام ہے اور دوسرے قول میں مکروہ یعنی کراہت تنزیہی ہے۔ امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ اور

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 2791۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 5/361۔

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 1968۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اکثر علماء فرماتے ہیں کہ دوران خطبہ خاموش رہنا واجب ہے۔ امام نخعیؒ، امام شعبیؒ اور بعض سلف کے نزدیک خاموش رہنا اس وقت واجب ہے جب قرآن کی تلاوت کی جائے۔ اسی طرح جو آدمی امام کی آواز نہیں سنتا کیا اس کے لیے بھی سننے والے کی طرح خاموش رہنا لازم ہے یا نہیں۔ جمہور علماء کے نزدیک اس کے لیے بھی خاموش رہنا لازم ہے۔ امام نخعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امام شافعیؒ کے دو قولوں میں سے ایک قول یہ ہے کہ اس کے لیے خاموش رہنا لازم نہیں ہے۔[1]

اختلاف کا سبب بیان کرنا: علامہ عثمانیؒ دوران شرح مسائل میں فقہاء کا اختلاف بیان کرنے کے ساتھ ساتھ بعض جگہوں میں وجہ اختلاف کا بھی ذکر کرتے ہیں جیسا کہ کتاب صلوۃ المسافرین وقصرھا میں حدیث کے الفاظ جمع بین المغرب و العشاء[2] میں فقہاء کے اختلاف کو ذکر فرماتے ہیں کہ ظہر اور عصر کی نماز کو عرفہ میں جمع کرنا سنت ہے اور مغرب وعشاء کو مزدلفہ میں عشاء کے وقت میں جمع کرنا سنت ہے۔ آیا کہ ان مقامات کے علاوہ کہیں اور بھی جمع کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جمہور علماء مقامات کے مختلف ہونے کے باوجود اس کی اجازت دیتے ہیں۔ لیکن امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب مطلق طور پر اس سے منع کرتے ہیں۔ اس اختلاف کا سبب بیان کرتے ہوئے علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ:

> "وسبب اختلافهم :اولا اختلافهم فی تاویل الآثار التی رویت فی الجمع والاستدلال منها علی جواز الجمع لانها کلها افعال ولیست اقوالا والافعال یتطرق الاحتمال الیها کثیرا کثیرا من تطرقه الی اللفظ ۔وثانیا اختلافهم ایضا فی تصحیح بعضها وثالثا اختلافهم ایضا فی اجازة القیاس فی ذلک [3]"
>
> "ان میں اختلاف کا پہلا سبب یہ ہے کہ جو جمع (بین الصلوتین) کے متعلق مروی آثار ہیں۔ ان کی تاویل میں بھی اختلاف ہے کیونکہ یہ سارے افعال ہیں اقوال نہیں ہیں اور افعال میں اکثر طور پر احتمال پایا جاتا ہے۔ دوسرا اختلاف کا سبب یہ بھی ہے کہ ان آثار میں سے بعض درست ہیں بعض درست نہیں ہیں اور تیسرا اختلاف کا سبب یہ ہے کہ ان میں قیاس کی اجازت ہے۔"

مذکورہ مثالوں سے واضح ہو گیا ہے کہ علامہ عثمانیؒ دوران شرح مسائل کی توضیح میں علماء کے اقوال و آراء کے ساتھ وجہ اختلاف

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 4/302۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 1621۔

[3] عثمانی، فتح الملہم، 4/72۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

کا تذکرہ بھی کرتے ہیں۔

11۔ فقہی مسائل کے استنباط کا اسلوب

علامہ عثمانیؒ نے دوران شرح احادیث سے اخذ ہونے والے مسائل کی نشاندہی بھی کی ہے۔ مسائل کے استنباط کے لیے کبھی احادیث کی شرح کے بعد فائدہ بھی بیان کرتے ہیں تو کبھی تنبیہ کے ضمن میں مسئلہ کی پیچیدگیوں کی نشاندہی اور حل تلاش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور دوران شرح مسائل بیان کرنے کے بعد اخذ شدہ مسئلہ کا آخر میں تتمہ یا تکمیل بھی کرتے ہیں:

مثال نمبر1: امام مسلمؒ نے اپنی الجامع الصحیح میں ابو قتادہ سے مروی حدیث نقل کی ہے کہ:

"قال: دخلت المسجد ورسول الله صلى الله عليه وسلم جالس بين ظهراني الناس، قال: فجلست، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما منعك أن تركع ركعتين قبل أن تجلس؟ قال: فقلت: يا رسول الله رأيتك جالسا والناس جلوس، قال فإذا دخل أحدكم المسجد، فلا يجلس حتى يركع ركعتين"[1]

"حضرت ابو قتادہؓ نے کہا کہ میں مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے۔ ابو قتادہؓ کہتے ہیں کہ میں بھی بیٹھ گیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ تجھے بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے سے کس چیز نے روکا؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے آپ کو بیٹھے ہوئے اور دوسرے لوگوں کو بھی بیٹھے ہوئے دیکھا، (اس لیے بیٹھ گیا) آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک کہ دو رکعات نہ پڑھ لے۔"

اس حدیث میں فلایجلس حتی یرکع رکعتین کی تشریح وتوضیح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ سے دوسری روایت میں ہے کہ ابو قتادہ بیان کرتے ہیں مساجد کو ان کا حق دو پوچھا گیا کہ ان کا حق کیا ہے فرمایا کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھی جائے، علامہ عثمانیؒ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ[2] (وہ قندیل ان گھروں میں ہے جن کے بارے میں اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بلند کیے جائیں اور وہاں اللہ کا ذکر کیا جائے) یہاں گھروں

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1655۔

[2] النور24:36۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے مراد تمام مساجد ہیں۔

مسئلہ کا استنباط: پھر اسی سے مسئلہ کا استنباط کرتے ہیں کہ:

"میرے نزدیک مساجد کو ان کا حق دینا یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت ادا کرے کیونکہ مساجد اللہ کا گھر ہیں دوسرا یہ کہ جو آدمی گھر میں داخل ہو گھر والوں کو سلام کہہ لے اور یہاں گھروں سے مراد اللہ کے گھر ہیں۔یعنی مساجد کی تعظیم یہ بھی ہے کہ داخل ہوتے وقت سلام بھی کہا جائے۔"[1]

مثال نمبر2: اسی طرح امام مسلمؒ نے حضرت علیؓ سے مروی حدیث نقل کی ہے کہ:

"أن النبي صلى الله عليه وسلم طرقه وفاطمة، فقال: ألا تصلون؟ فقلت: يا رسول الله إنما أنفسنا بيد الله، فإذا شاء أن يبعثنا بعثنا، فانصرف رسول الله صلى الله عليه وسلم حين قلت له ذلك، ثم سمعته وهو مدبر، يضرب فخذه، ويقول :وكان الإنسان أكثر شيء جدلا"[2]

"نبی ﷺ نے ایک مرتبہ انہیں (حضرت علیؓ) اور حضرت فاطمہؓ کو جگایا اور فرمایا کیا تم نماز نہیں پڑھتے تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہماری جانیں تو اللہ کے قبضہ وقدرت میں ہیں۔وہ جب ہمیں اٹھانا چاہے ہمیں اٹھا دیتا ہے۔جب میں نے یہ کہا تو رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے پھر میں نے آپ ﷺ سے جاتے ہوئے سنا اپنی رانوں پر ہاتھ مار رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ انسان بہت ہی زیادہ جھگڑالو ہے۔"

مسئلہ کا استنباط: یہاں علامہ عثمانیؒ الا تصلون کی تشریح میں ابن بطال کا قول نقل کر کے مسئلہ کا استنباط فرماتے ہیں کہ:

"فيه فضيلة صلاة الليل وايقاظ النائمين من الاهل القرابة لذلك"[3]

"ایک تو اس سے رات کی نماز کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔دوسرا اپنے گھر والوں کو اور رشتہ

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 4/96۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1818۔

[3] عثمانی، فتح الملہم، 4/204۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

داروں کو نماز کے لیے جگاناواضح ہوتا ہے۔"

مثال نمبر3: اسی طرح امام مسلمؒ نے حضرت جابرؓ سے مروی حدیث نقل کی ہے کہ:

"عن جابر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا قضى أحدكم الصلاة في مسجده، فليجعل لبيته نصيبا من صلاته، فإن الله جاعل في بيته من صلاته خيرا"[1]

"حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی آدمی مسجد میں اپنی نماز پوری کرلے تو اسے چاہیے کہ اپنی نماز کا کچھ حصہ اپنے گھر کے لئے رکھ لے کیونکہ اللہ اس کے گھر میں اس کی نمازوں کی برکت سے خیر فرمادے گا۔"

مسئلہ کا استنباط: یہاں علامہ عثمانیؒ فليجعل لبيته نصيبا من صلاته کی توضیح میں مسئلہ کے استنباط کرتے ہیں کہ:

"انما حث على النافلة في البيت لكونه اخفى و ابعد من الرياء وليتبرک البيت بذلک وتنزل فيه الرحمة وينفر منه الشيطان"[2]

"اس سے مراد یہ بھی لیاجاسکتا ہے کہ اس سے نفلی نماز کو گھر میں پڑھنے پر ترغیب دی گئی ہے کیونکہ یہ زیادہ مخفی اور ریا سے دور ہوتی ہے۔گھر میں برکت ورحمت کا نزول ہوتا ہے اور شیطان بھاگتا ہے۔"

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1822۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 4/209۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فصل سوم: متن حدیث میں صاحب شرح کا انفرادی اسلوب و منہج

1۔ تمہیدی مباحث کا اسلوب

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے حدیث کی شرح سے قبل احادیث سے متعلقہ مسائل کو زیر بحث لائے تاکہ شرح پڑھنے والے کو احادیث سے متعلقہ ابحاث سے واقفیت ہو سکے۔ مثالیں درج ذیل ہیں:

مثال نمبر 1۔ کتاب الایمان:

کتاب الایمان کی شرح قبل ایمان کے عنوان پر مکمل بحث کی۔ ایمان سے متعلقہ وہ تمام مسائل جس کی واقفیت ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے بیان کیا۔ اس ضمن میں تین مسائل ذکر کیے۔ ہر مسئلہ میں مختلف ابحاث بیان کی۔ جیسے

مسئلہ نمبر 1: ایمان سے متعلقہ اس مسئلہ میں تین ابحاث بیان کی جیسے علامہ عثمانیؒ بیان کرتے ہیں:

"فی هذا ثلاثة مباحث بحث عن موجب اللفظين فی اللغة،وبحث عن المراد بهما فی اطلاق الشرع ،وبحث عن حكمهما فی الدنيا ولآخرة "[1]

"اس میں تین مباحث ہیں ایک بحث لغت کے اعتبار سے دونوں لفظوں کے بارے میں، ایک بحث شرعی اعتبار سے اور دنیا اور آخرت کے حوالے سے بحث ہے۔"

مسئلہ نمبر 2: دوسرے مسئلہ میں ایمان کی کمی اور زیادتی کے حوالے سے مختلف آراء کو بیان کیا کہ بعض علماء نے ایمان کی کمی اور زیادتی کو تسلیم کیا اور بعض ایمان کی کمی اور زیادتی کے قائل نہیں ہیں جیسے:

" الكتاب والسنةوهو مذهب الاشاعرة والمعتزلة والمحكی عن الشافعی وكثير من العلماء : ان الايمان يز يد و ينقص وعند ابی حنيفة و اصحابه وكثير من العلماء ،وهو اختيار امام الحرمين: انه لا يزيد ولا ينقص "[2]

"کتاب و سنت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے یہی مذہب اشاعرہ اور معتزلہ کا ہے۔ یہی امام شافعیؒ اور کثیر علماء سے بیان کیا گیا ہے۔ اور امام ابو حنیفہؒ، ان کے اصحاب اور کثیر

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 1/301۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 1/313۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

علماء کے ہاں بھی یہی ہے کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے نہ ہی کم۔ اسی (مذہب) کو امام حرمین نے بھی اختیار کیا ہے"

صاحب حاجیہ ایمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ:

"ایمان کا اطلاق اس چیز پر ہوتا ہے جو نجات کے لیے اساس ہوتی ہے۔"[1]

شیخ اکبر فتوحات میں لکھتے ہیں:

"الایمان الاصلي الذی لایزید ولا ینقص هو الفطرة التی فطرالله الناس علیها وهو شهادتهم له تعالی بالوحدانیة" [2]

"اصلی ایمان جو نہ زیادہ ہوتا ہے نہ کم ہوتا ہے، یہ وہ فطرت ہے جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا اور فطرت اللہ کی وحدانیت کی شہادت ہے۔"

مسئلہ نمبر3: اس شخص کے بارے میں جو کہے کہ میں مومن ہو اس کے لیے الفاظ (ان شاءاللہ) کہنا ضروری ہے یا نہیں مختلف علماء کے اقوال کو سامنے رکھتے ہوئے سیر حاصل گفتگو کی۔ علامہ عثمانیؒ لکھتے ہیں کہ:

"علماء کا اس پر اختلاف ہے کہ جو کہتا ہے انا مومن۔ یہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ ایک گروہ کہتا ہے انا مومن پر اکتفانہ کیا جائے بلکہ کہے انا مومن ان شاءالله ۔اس مذہب کو ہمارے اصحاب میں سے اکثر نے بیان کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ان شاءاللہ نہ کہے اور یہ مختار مذہب ہے۔ اہل تحقیق اور امام اوزاعیؒ وغیرہ کہتے ہیں دونوں کہنا جائز ہے۔"[3]

مثال نمبر2: کتاب الزکوٰۃ کی شرح سے قبل زکوٰۃ کے ضروری احکامات کو بیان کیا تاکہ احادیث کو سمجھنے سے پہلے احکامات سے واقفیت ہو سکے۔ زکوۃ کی لغوی و شرعی مفہوم کو واضح کیا، زکوۃ کی فرضیت کے وقت کے بارے میں علماء کے اختلاف اور اقوال نقل کیے، زکوۃ کی مقدار اور مختلف اموال کے نصاب کے حوالے سے بیان کیا۔

زکوٰۃ کی فرضیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 1/313۔

[2] ایضاً۔

[3] عثمانی، فتح الملہم، 1/319۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"قال الحافظ: اختلف فی اول وقت فرض الزکوۃ فذھب الاکثر الی انه وقع بعد الھجرۃ ،فقیل کان فی السنة الثانیة قبل فرض رمضان،اشار الیه النووی رحمه الله فی باب السیر من الروضة"[1]

"حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ زکوۃ کی فرضیت کی ابتداء کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے۔اکثر کے نزدیک زکواۃ کی فرضیت ہجرت کے بعد ہوئی۔ بعض کے نزدیک رمضان کی فرضیت سے پہلے دوسرے سال میں ہوئی اور اسی طرف امام نوویؒ نے اشارہ کیا۔"

زکوۃ کا شریعت میں حکم اور مال کی اقسام میں نصاب کے تعیین کے بارے میں صاحب شرح لکھتے ہیں کہ:

"امام نوویؒ سے منقول ہے کہ امام مازریؒ فرماتے ہیں شریعت سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ زکوۃ کا وجوب خیر خواہی اور ہمدردی کے لیے ہے اور خیر خواہی مال سے ہوتی ہے اور وہ مال جو نصاب کو پہنچ جائے اس پر زکوۃ واجب ہو جاتی ہے۔"

مثال نمبر3: اسی طرح صوم کے لغوی و شرعی مفہوم کو واضح کرتے ہوئے صوم کی شریعت میں اقسام کو بیان کیا۔ رمضان کے روزوں کی فرضیت کے بارے میں دلیل پیش کی کہ روزہ ارکان دین میں سے بڑا رکن ہے اور شرع کے قوانین میں سے مضبوط قانون ہے اس کے ذریعے سے بندہ نفس امارہ کی برائی پر غالب آجاتا ہے اور یہ روزہ اعمال قلب میں سے ہے اور اس میں کھانے پینے نکاح کرنے اور کئی یومیہ کام کرنے سے روکا گیا ہے یہ بہت اچھی خصلت ہے۔ لیکن یہ نفوس پر شاق ہے تو حکمت الہیہ نے یہ تقاضا کیا کہ روزے (بڑی تکلیف) کو مکلف کرنے سے پہلے ہلکی تکلیف جس کو نماز کہتے ہیں شروع کیا جائے تا کہ مکلف کی مشق ہو جائے پھر زکوۃ کو شروع کیا جائے اور اس کے بعد روزہ کو۔

مولانا موصوفؒ اسی طرح روزہ کی فرضیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

" والدلیل علی فرضیة صوم شهر رمضان: الکتاب والسنة ،والاجماع والمعقول۔امّاالکتاب :فقوله تعالیٰ ،یاالهاالذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم --- کتب علیکم ای فرض---، اما السنة :فقول النبی ﷺ بنی الاسلام علی خمس شهادة ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله ،واقام

[1] عثمانی، فتح الملہم،5/6۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

الصلوة ،وايتاء الزكوة، وصوم رمضان،وحج البيت من استطاع اليه سبيلا۔۔۔۔
واما الاجماع :فان الامة اجمعت على فرضية شهر رمضان ،لا يجحدها الا كافر"[1]

"رمضان کے روزوں کی فرضیت کی دلیل قرآن، سنت، اجماع اور عقلی دلائل سے موجود ہے، جہاں تک قرآن کا تعلق ہے اللہ کا ارشاد ہے کہ "اے ایمان والوں تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلی امتوں پر فرض کیے گئے تھے"۔ جہاں تک سنت میں ہے تو نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہے ، نماز قائم کرنا ، زکوۃ دینا او رر مضان کے روزے رکھنا اور جو استطاعت رکھتا ہے بیت اللہ کا حج کرنا۔ جہاں تک اجماع کا تعلق ہے تو امت رمضان کے روزوں کی فرضیت پر جمع ہے۔ کافر کے علاوہ اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔"

اسی طرح دیگر کئی جگہ پر شرح سے قبل کتاب کے تعارف میں لغوی و شرعی مفہوم اور اس سے متعلقہ اہم مسائل کو تفصیلا بیان کیا ہے جس سے قارئین کو ایک ہی جگہ پر ایک عنوان کے تحت مختلف مباحث کو پڑھنے اور سمجھنے کا موقع مل جاتا ہے۔

2۔ دوران شرح بعنوان "فائدہ" کا اسلوب

علامہ عثمانیؒ نے دوران شرح حدیث سے اخذ شدہ مسائل کے ضمن میں فوائد کا تذکرہ بھی کیا۔ جس میں حدیث کی تشریح اور آئمہ کے اقوال وغیرہ اور حدیث سے متعلقہ مسائل کا ذکر کرتے ہیں چند ایک امثلہ درج ذیل ہیں۔

مثال نمبر1: امام مسلمؒ نے حدیث نقل کی جو حضرت انس بن مالکؓ سے مروی حضرت ثابت بن قیسؓ کے قصہ کے بارے میں ہے، جس کے کچھ الفاظ درج ذیل ہیں:

"عن أنس بن مالك، أنه قال لما نزلت هذه الآية:يا أيها الذين آمنوا لا ترفعوا أصواتكم فوق صوت النبي إلى آخر الآية، جلس ثابت بن قيس في بيته، وقال: أنا من أهل النار۔۔"[2]

"حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری (اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 5/184

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:314۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ﷺ کی آواز سے اونچی مت کرو) آیت کے آخر تک۔ تو حضرت ثابت بن قیسؓ اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور کہنے لگے میں تو جہنمی ہوں۔۔"

علامہ عثمانیؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ جو آیت "اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ"[1] نازل ہوئی تو ثابت بن قیسؓ پر خوف کا غلبہ تھا جس وجہ سے وہ گھر بیٹھ گئے وگرنہ منع کرنے سے پہلے اس کی کوئی حرمت نہیں تھی۔ اسی طرح یہ اس شخص کے لیے بھی ہے جو قصداً آواز کو اونچی کر کے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینے کا ارادہ رکھتا ہو۔ یہ آیت اس بات کو بھی ظاہر کرتی ہے گناہ مطلقاً اعمال صالحہ کو ضائع کر دیتے ہیں۔ امام زمخشریؒ فرماتے ہیں یہ آیت درج ذیل دو معنوں پر دلالت کرتی ہے:

" الاول انه یر تکب من الآثام ما یحبط عمل المومن والثانی ان فی اعماله ما لا یدری انه محبط ولعله عنداللہ تعالی محبط"[2]

"جب مومن گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے تو اسکے عمل ضائع ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنے اعمال کے بارے میں نہیں جانتا کہ اعمال ضائع کیے گئے ہیں یا نہیں مگر شاید اللہ کے ہاں وہ ضائع کیے گئے ہوں۔"

یعنی اعمال ضائع یا تو گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے ہوتے ہیں یا پھر مومن نہیں جانتا کہ کونسے اعمال ضائع کیے گئے ہیں اسی طرح آواز کے بلند ہونے کے بارے میں صاحب شرح کا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ آواز کا بلند ہونا فطری ہے جو تکلیف کا باعث بنتا ہے جیسے استاد کے سامنے شاگرد کی آواز اونچی ہونا تکلیف کا باعث بنتا ہے اسی مناسبت سے رسول اللہ ﷺ کا رتبہ تو پھر کس قدر بلند ہے۔ دوسری بات یہ کہ نصوص سے ثابت ہے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچانا کفر ہے جس نے ایسا کفر کی وجہ سے کیا اس کے بارے میں قتل کا فتوی ہے اور اس کی توبہ بھی قبول نہیں کی جاتی۔

فائدہ: علامہ عثمانیؒ نے درج بالا تشریح کرنے کے بعد فائدہ کا عنوان دے کر بیان کیا کہ:

"علماء نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ نبی ﷺ کی روضہ اقدس کے پاس اور آپ کی حدیث کی قرات کے وقت بھی آواز کو بلند کرنا منع ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد

---

[1] الحجرات 2:49۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 2/81۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

آپ کا احترام ایسے ہی باقی ہے جس طرح حالت حیات میں باقی تھا۔ ابو حیان نے ذکر کیا کہ اسی طرح کسی عالم کی موجودگی میں بھی آواز کو بلند کرنا مکروہ ہے اور اس کے علاوہ اگر کوئی بندہ کسی عالم کو تکلیف پہنچانے اور تحقیر و تذلیل کرنے کے ارادہ سے آواز بلند کرے تو وہ حرام ہے۔"[1]

یہاں صاحب شرح نے پہلے حدیث کی شرح کرتے ہوئے مختلف اقوال و آراء کو پیش کیا پھر اس حدیث سے نبی ﷺ کے سامنے بلند آواز کے مسئلہ کی توضیح فائدہ کا عنوان دے کر کی۔

مثال نمبر2: اسی طرح امام مسلمؒ نے الجامع الصحیح میں رسول اللہ ﷺ کے مناسک حج کے بارے میں لمبی حدیث نقل کی ہے۔ جس کے کچھ الفاظ درج ذیل ہیں:

"فلما كان يوم التروية توجهو الى منى، فاهلوا بالحج يوم التروية وركب رسول الله ﷺ فصلى بها الظهر والعصر والمغرب والعشاء والفجر ثم مكث قليلا حتى طلعت الشمس۔۔"[2]

"جب ترویہ کا دن آیا تو لوگ منی کی طرف روانہ ہوئے حج کا تلبیہ پکارا۔ اللہ کے رسول ﷺ اپنی سواری پر سوار ہو گئے آپ نے وہاں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں ادا کیں پھر آپ کچھ دیر ٹھہرے رہے حتی کی سورج طلوع ہو گیا۔۔"

علامہ عثمانیؒ نے مندرجہ بالا حدیث میں "یو م التروية "کی تشریح کرتے ہوئے بیان کیا کہ ترویہ 8 ذوالحجہ ہے یہ نام اس لیے رکھا گیا کہ لوگ اس دن اپنے اونٹوں کو یوم عرفہ میں وقوف کے لیے تیار کرتے تھے اس وقت عرفات میں اونٹوں کے پینے کی جگہ نہیں تھی۔

فائدہ: صاحب شرح درج بالا تشریح کے بعد فائدہ کے تحت امام نوویؒ کے حوالے سے باقی مناسک حج و ایام کی وضاحت کرتے ہیں:

"فی مناسک النوویؒ يوم التروية هو الثامن،واليوم التاسع عرفة،والعاشر النحر، والحادى عشر القرّ لانهم يقرون فيه المنى، والثانى عشر يوم النفر الاول، والثالث

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 2/81۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 2950۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

عشر النفر الثانی"[1]

"یوم الترویہ 8ذوالحج ہے،9ذوالحج کو عرفہ ہے،10ذوالحج کو یوم النحر ہے،11ذوالحج یوم القر یعنی وہ اس دن منیٰ میں ٹھہرتے ہیں،12ذوالحج کو یوم النفر الاول یعنی کوچ کرنا ہے اور 13ذوالحج کو نفر ثانی یعنی دوسرا کوچ کرنا ہے۔۔"

یہاں صاحب شرح نے پہلے حدیث کی شرح پیش کی پھر علامہ نوویؒ کی شرح سے ذوالحجہ کے ایام کی وضاحت فائدہ کے عنوان کے تحت کی۔

مثال نمبر3: اسی طرح امام مسلمؒ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ سے مروی حدیث نقل کی ہے کہ:

" يقول: " دفع رسول الله صلى الله عليه وسلم من عرفة حتى إذا كان بالشعب نزل فبال ثم توضأ ولم يسبغ الوضوء، فقلت له: الصلاة، قال: الصلاة أمامك فركب، فلما جاء المزدلفة نزل فتوضأ، فأسبغ الوضوء، ثم أقيمت الصلاة فصلى المغرب، ثم أناخ كل إنسان بعيره في منزله، ثم أقيمت العشاء فصلاها، ولم يصل بينهما شيئا ""[2]

"وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ جب عرفہ سے واپس ہوئے یہاں تک کہ جب آپ ﷺ ایک گھاٹی میں اترے تو آپ ﷺ نے پیشاب کیا پھر وضو فرمایا اور پانی زیادہ نہیں بہایا۔ حضرت اسامہؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ نماز ؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز تیرے آگے ہے۔ آپ ﷺ سوار ہوئے جب مزدلفہ آیا تو آپ ﷺ اترے اور وضو فرمایا اور پورا وضو فرمایا پھر نماز کی اقامت کہی گئی تو آپ ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھائی۔ اور ہر انسان نے اپنے اونٹ کو ان جگہ میں بٹھادیا پھر عشاء کی اقامت کہی گئی تو آپ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھائی اور مغرب اور عشاء کے درمیان آپ ﷺ نے کوئی نماز سنن ونوافل وغیرہ نہیں پڑھی۔"

علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں اس میں دلیل ہے کہ ایک وضو کے بعد دوسرا وضو کرنا جائز ہے اگرچہ ان دونوں کے درمیان نماز نہ

---

[1] عثمانی، فتح الملہم،6/63۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:3099۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

بھی پڑھی ہو تشریح کے بعد فائدہ کے تحت پانی کی وضاحت کرتے ہیں۔

فائدہ: صاحب شرح نے مندرجہ بالا حدیث کی تشریح کے بعد وہ پانی کی وضاحت میں لکھتے ہیں س

"الماء الذی توضا به ﷺ لیلتئذ کا ن من ماء زم زم اخرجه عبدالله بن احمد بن حنبل ،من حدیث علی بن ابی طالب فیسفاد منه الرد علی من منع استعمال ماء زمزم لغیر الشرب"[1]

"نبی ﷺ نے اس رات جس پانی سے وضو کیا تھا وہ زم زم کا پانی تھا اس کا حوالہ عبد اللہ بن احمد بن حنبلؒ نے روایت کیا ہے۔ حضرت علیؓ بن ابی طالب کی حدیث میں اس شخص کا رد موجود ہے جو کہتا ہے کہ زم زم کے پانی پینے کے علاوہ کسی اور کے استعمال سے منع ہے۔"

3۔ دوران شرح بعنوان "تنبیہ" کا اسلوب

علامہ عثمانیؒ دوران شرح متعلقہ مسائل میں اضافی تشریح کو تنبیہ کے عنوان کے تحت ذکر کرکے مسئلہ کی پیچیدگیوں کو حل کرتے ہیں۔ ذیل میں چند ایک امثلہ پیش کی جاتی ہیں:

مثال نمبر 1: امام مسلمؒ نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ:

"عن عبد الله بن شقیق، قال: قلت لعائشة: هل كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي وهو قاعد؟ قالت: نعم، بعد ما حطمه الناس"[2]

"عبد اللہ بن شفیق سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہؓ سے کہا کیا رسول اللہ ﷺ بیٹھ کا نماز پڑھ لیتے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں جب لوگوں نے آپ کو بوڑھا کر دیا"

یہاں علامہ عثمانیؒ اختلاف کو ذکر کرتے ہوئے حالت نماز کو تنبیہ کے تحت بیان کرتے ہیں کہ:

"آپ ﷺ جب بیٹھ کر نماز پڑھتے تو اپنے ہاتھ رانوں پر اس طرح رکھتے تھے جس طرح تشہد کی حالت میں رکھے جاتے ہیں کیونکہ اس حالت میں قاعد (بیٹھنے والا) اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر ناف کے نیچے رکھتا ہے تو اس کے ہاتھ رانوں پر ٹھہر جاتے ہیں۔ بعض احادیث میں امام

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 6/150۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 1708۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

دار قطنیؒ وغیرہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ تربع (چوکڑی) مار کر بیٹھتے اور یہی روایت امام حسنؒ ،امام ابو حنیفہؒ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ تربع ہی کیا کرتے اور جب آپ ﷺ رکوع کرتے تو اپنے بائیں پاؤں کو پھیلا لیتے اور بیٹھ جاتے۔ امام ابو یوسفؒ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنی ساری نماز میں تربع (چوکڑی) کیا کرتے تھے۔"[1]

یہاں صاحب شرح نے تنبیہ کے تحت اضافی تشریح کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے نماز میں بیٹھنے کی حالت کو مختلف آئمہ کے اقوال کی روشنی میں واضح کیا۔

مثال نمبر2: اسی طرح امام مسلمؒ نے حدیث نقل کی ہے کہ:

"عن ابن عمر، قال: صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة الخوف في بعض أيامه۔۔"[2]

"ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ کے ایام میں ایک دن نماز خوف پڑھائی"

یہاں صاحب شرح حدیث کی شرح اور مختلف طریقہ ادائیگی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بعض ایامه سے مراد بعض غزواۃ ہیں اور یہ بات صحیح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان چار مقامات پر نماز خوف ادا کی:

١۔ذات الرقاع، وهو فی الصحیحین من طریق صالح بن خوات ، عن سهل بن ابی خثمة۔

٢۔وبطن نخل ، وهو فی النسائی عن جابر

٣۔ وعسفان ،وهو عند ابی داود والنسائی من حدیث ابی عیاش الزرقی۔

٤۔ وغزوه ذی قرد ، وهو فی النسائی فی حدیث ابن عباس ۔[3]

یہاں علامہ عثمانیؒ نے تنبیہ کے تحت اضافی تشریح کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے صلاۃ الخوف کے تمام مقامات کو یکجا بیان کر دیا۔

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 4/117۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1944۔

[3] عثمانی، فتح الملہم، 4/283۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

4۔دوران شرح بعنوان "تکملہ یا تکمیل" کا اسلوب

علامہ عثمانیؒ دوران شرح کسی مسئلہ سے متعلق آئمہ وفقہاء کے اقوال کو نقل کرنے کے بعد مسئلہ کی تکمیل کرتے ہیں اس ضمن میں تکملہ یا تکمیل کا لفظ استعمال کر کے مسئلہ کا اختتام کرتے ہیں، ذیل میں چند ایک مثال بیان کی جاتی ہے:

مثال نمبر 1: امام مسلمؒ نے سعید بن مسیب کے والد سے مروی حدیث نقل کی جس میں ابو طالب کی وفات کا ذکر ہے۔ اس حدیث کی شرح میں علامہ عثمانیؒ ابو طالب کے نام و نسب کی مکمل وضاحت ہے کہ ان کا نام عبد مناف تھا ابو طالب کی کنیت سے مشہور ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے والد عبد اللہ ان کے سگے بھائی تھے اس لیے عبد المطلب نے ابو طالب کو وفات کے وقت وصیت کی تھی کہ رسول اللہ ﷺ جب تک بڑے نہ ہو جائے ان کی کفالت کریں۔ ابو طالب کی وفات کے بعد قریش نے رسول اللہ ﷺ کو ہر قسم کی تکلیف پہنچائی۔ ابو طالب کے حالات بیان کرنے کے بعد اس واقعہ کا تتمہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "قال الحافظ ابن حجر من عجائب الاتفاق ان الذين ادركهم الاسلام من اعمام النبی ﷺ اربعة لم يسلم منهم اثنان واسلم اثنان وكان اسم من لم يسلم ينافی اسامی المسلمين وهما ابو طالب واسمه عبد مناف وابو لهب واسمه عبد العزی بخالف من اسلم وهما حمزةؓ و عباسؓ"[1]
>
> "حافظ ابن حجر کے نزدیک یہ عجیب اتفاق ہے کہ نبی ﷺ کے چچاؤں میں سے جنہوں نے اسلام کے زمانے کو پایا تھا ان کی تعداد چار تھی۔ ان میں سے دو مسلمان ہوئے اور دو نے اسلام قبول نہیں کیا۔ جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا ان کا نام مسلمانوں کے نام کے منافی تھا جیسے ابو طالب اسکا نام عبد مناف تھا اور ابو لہب اس کا نام عبد العزی تھا اور دوسرے جنہوں نے اسلام قبول کیا وہ حمزہ اور عباس تھے۔"

یہاں صاحب شرح نے ابو طالب کے مکمل نام و نسب بیان کرنے کے بعد تکملہ کے تحت ابو طالب کے باقی بھائیوں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور جنہوں نے اسلام قبول نہیں کی وضاحت کی۔

مثال نمبر 2: اسی طرح امام مسلمؒ نے حدیث نقل کی ہے کہ:

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 1/384۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: الإيمان بضع وسبعون شعبة، والحياء شعبة من الإيمان"[1]

"حضرت ابو ھریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی شاخ ہے"

علامہ عثمانیؒ مندرجہ بالا حدیث میں الحیاء شعبة من الإیمان کے متعلق علماء کے اقوال کو نقل کرتے ہیں:

١۔قال الراغب : الحياء انقباض النفس عن القبيح وهو من خصائص الانسان: امام راغبؒ کے نزدیک حیاء بری چیزوں سے نفس کا تنگ ہونا ہے اور یہ انسان کی خصائص سے ہے۔

٢۔قال ابن الصلاح: ان هذاليس بحياء حقيقة بل هو عجز و مهانة : ابن صلاحؒ کے نزدیک حقیقت میں حیاء نہیں ہوتی بلکہ یہ عاجزی وانکساری کا نام ہے ہے۔

٣۔قال ابن العربی فی الفتوحات: حیاء اس غیرت کا نام ہے کہ جس میں عاقل شخص اللہ تعالی کی مقرر کردہ جگہوں پر ہی جاتا ہے اور غیرت عقل کے حکم سے نکالنے والی ہے جیسے اللہ تعالی نے انسان کے لیے جائز قرار نہیں دیا کہ احرام کے حالت میں اپنی بیوی کے چہرے کو کھولے۔ پس اللہ نے یہ شریعت مقرر کی ہے۔[2]

صاحب شرح حیاء کے متعلق مندرجہ بالا اقوال نقل کرنے کے بعد اس بحث کو مکمل کرتے ہوئے سوال کرتے ہیں کہ لفظ الحیاء کو مفرد کیوں ذکر کیا گیا ہے: پھر تکمیل کے تحت جواب میں لکھتے ہیں:

حیاء کا لفظ یہاں کُل کی طرف دعوت دے رہا ہے کیونکہ شرم وحیاء والا آدمی دنیا کی رسوائی اور آخرت کی پریشانیوں سے ڈرتا ہے اس وجہ سے وہ ممنوع کاموں سے رکتا اور لہو ولعب سے بعض رہتا ہے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ حیاء کی حقیقت یہ ہے کہ تیرے آقا تجھے وہ کام کرتے نہ دیکھے جس سے اس نے تجھے منع کیا ہے پس یہ عظیم حدیث حدیث جبریل کا خلاصہ ہے اور اس میں یہ بھی بیان ہے کہ سب سے افضل قول لا الہ الا اللہ ہے جو ایمان کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ اور کم سے کم یہ ہے کہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا اس وجہ سے نبی ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ سے شرم وحیاء اس طرح کرو جس طرح کرنے کا حق ہے۔ اور

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:152۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 1/410۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

شرم و حیاء کا حق یہ ہے کہ اپنے سر، بدن اور دل وغیرہ کی حفاظت کرے اور موت کو یاد کرتا رہے۔ جو بندہ آخرت کی فکر کرتا ہے گویا کہ اس نے دنیا کی زیب وزینت کو چھوڑ دیا اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دی تو گویا وہ اللہ تعالی سے شرم کر رہا ہے جس طرح کرنے کا حق ہے۔[1]

علامہ عثمانیؒ نے یہاں اقوال ذکر کرنے کے بعد تتمہ کی صورت میں حیاء کے متعلق بحث کو مکمل کیا۔

5۔راجح قول کی نشاندہی

علامہ عثمانیؒ دوران شرح مختلف اقوال، مفاہیم بیان کرنے کے بعد راجح مفہوم اور راجح مسلک و مذہب کی نشاندہی بھی کرتے ہیں کبھی الفاظ کی تشریح و توضیح میں راجح مفاہیم کی نشاندہی بھی کرتے ہیں جیسے: کتاب صلوۃ المسافرین فی قصرھا میں با ب استحباب صلاۃ النافلۃ فی بیتہ کی پہلی روایت ہے کہ:

" عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ قال اجعلو ا من صلاتکم فی بیوتکم ولا تتخذوھا قبورا"[2]

"ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنی نمازوں کو اپنے گھروں میں پڑھا کرو اور اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔"

اس حدیث میں اجعلو من صلاتکم فی بیوتکم یعنی گھروں میں نماز پڑھنے کے حوالے سے مختلف اقوال کو نقل کیا جیسے اجعلو من صلاتکم فی بیوتکم اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی نمازوں میں سے کچھ اپنے گھروں میں بھی پڑھا کرو اس کے مفہوم میں اختلاف ہے امام قرطبیؒ فرماتے ہیں اجعلوا من صلاتکم میں من تبعیض کے لیے ہے اس سے مراد نوافل ہیں۔ اس کی دلیل صحیح مسلم کی حدیث جو حضرت جابر سے مرفوعا مروی ہے کہ جب تم میں سے کوئی بندہ اپنی مسجد میں نماز پڑھے تو اپنی نماز کا کچھ حصہ اپنے گھر کے لیے مقرر کر لے۔ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ اپنے فرائض میں سے کچھ فرائض پنے گھر میں بھی پڑھا کرو تا کہ عورتیں جو مسجد کی طرف نہیں جا سکتی وہ بھی تمہاری اقتداء میں نماز پڑھ لیں۔

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 1/411۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 4/208۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

صاحب فتح الملہم ان تمام مفاہیم کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں اگرچہ اس روایت میں ان تمام مفاہیم کا احتمال موجود ہے لیکن میرے نزدیک راجح پہلا مفہوم ہی ہے کہ نوافل کو گھر میں پڑھنا چاہیے۔

بعض اوقات علماء کے اقوال نقل کرنے کے بعد مسائل کی توضیح کے لیے راجح مسلک کی بھی نشاندہی کرتے ہیں جیسے مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنا مستحب ہے یا نہیں اس بارے میں مختلف اقوال کو پیش کیا کہ

"ذهبت طائفة اليه منهم :احمد و اسحاق ،وانكره كثير من السلف و اصحابنا ،ومالک،وقال النخعی:هی بدعة تمسک الاولون بما فی احاديث الباب ،وبما فی البخاری انه ﷺ قال صلو قبل المغرب ثم قال صلو فی المغرب ، ثم قال فی الثالثة لمن شاء كراهية ان يتخذوها الناس سنة ۔"[1]

"مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھنے کے بارے میں ایک جماعت اور امام احمد بن حنبلؒ اور امام اسحاقؒ اس کے جواز کے قائل ہیں لیکن کثیر سلف اور ہمارے اصحاب اور امام مالکؒ اس کا انکار کرتے ہیں امام نخعیؒ کہتے ہیں یہ بدعت ہے۔ جن حضرات کے نزدیک یہ مستحب ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مغرب کی نماز سے پہلے نماز پڑھو، پھر کہا کہ مغرب سے پہلے نماز پڑھو پھر تیسری مرتبہ کہا کہ جو شخص چاہے کہیں لوگ اس کے سنت نہ سمجھ لے۔"

پھر عبد اللہ بن عمر کی حدیث کو بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمرؓ سے مغرب سے پہلے دو رکعتوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کسی کو بھی یہ دو رکعتیں پڑھتے نہیں دیکھا، حدیث بیان کرنے کے بعد شارحؒ نے قائلین اور منکرین دونوں کے دلائل کا تجزیہ کرتے ہوئے یہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک راجح یہی ہے کہ یہ دو رکعتیں نہ پڑھی جائے۔

6۔ اپنی رائے کا اظہار کرنا

علامہ عثمانیؒ نے دوران شرح آئمہ اور فقہاء کے اقوال کو نقل کر کے اپنی رائے کا اظہار کبھی لفظ قلت ،اقول یا قال العبد الضعیف کہہ کر بیان کرتے ہیں جیسے صاحب فتح الملہم کتاب فضائل القرآن کے باب فضل استماع القرآن وطلب القراءۃ من

[1] عثمانی، فتح الملہم، 4/277۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

حافظہ للاستماع میں شراب کی حرمت اور اسکے متعلق جو احادیث مروی ہیں ان میں شارب الخمر کو حد لگانے کی وجوہات بیان کرتے ہیں اور لفظ فجلدته الحد کے ضمن میں آئمہ کے اقوال نقل کرنے کے بعد لفظ قلت کہہ کر اپنی بات کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ مشہور مسئلہ اختلافی ہے بعض لوگوں کے نزدیک ہے کہ صرف بو پانے سے حد واجب ہو جاتی ہے۔ لیکن میں یہ پسند کرتا ہوں (مختار یہ ہے) کہ صرف بو پانے سے حد نہ لگائی جائے بلکہ اس کے ساتھ کوئی قرینہ یا کسی قرینہ کا پایا جانا بھی ضروری ہے جیسے کہ وہ شارب الخمر نشے کی حالت میں یا شراب کی قے کرے یا ایسی جماعت کے ساتھ ملے جو اس گناہ (فسق) میں مشہور ہیں اور ان کے پاس شراب بھی موجود ہو اور ان میں سے کسی ایک سے شراب کی بو بھی پائی جائے۔[1]

[1] عثمانی، فتح الملہم، 4/232

toobaa-elibrary.blogspot.com

باب سوم: منۃ المنعم کے اسلوب و منہج کا تعارفی جائزہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

فصل اول: اسناد کے بارے میں صاحب منۃ المنعم کا منہج

فصل دوم: متن حدیث میں صاحب منۃ المنعم کا عمومی اسلوب و منہج

فصل سوم: متن حدیث میں صاحب منۃ المنعم کا انفرادی اسلوب و منہج

toobaa-elibrary.blogspot.com

فصل اول: اسناد کے بارے میں صاحب منۃ المنعم کا منہج

رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہم تک راویوں کی وساطت سے پہنچی ہے۔ ان راویوں کے بارے میں جاننا ہی حدیث کے درست ہونے یا نہ ہونے کی بنیاد ہے۔ اس لیے ماہرین حدیث نے راویوں کے حالات اور ان سے روایات قبول کرنے کی شرائط بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ یہ شرائط نہایت ہی گہری حکمت پر مبنی ہیں اور ان شرائط سے ان ماہرین حدیث کے گہرے غور وخوض اور ان کے طریقے کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان میں سے کچھ شرائط کا تعلق راوی کی ذات سے ہے اور کچھ شرائط کا تعلق کسی راوی سے حدیث اور خبریں قبول کرنے سے ہے۔

صحیح مسلم کی اسنادِ احادیث میں موجود رواۃ کا تعارفی اسلوب

مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ بعض دفعہ سند میں موجود راوۃ کے مختصر احوال کی وضاحت بھی کرتے ہیں اس سلسلہ میں راوی کا نام، قبیلہ، نسب، اور کنیت کی وضاحت پیش کرتے ہیں تاکہ قاری کے لیے موجودہ راوی کی پہچان آسان ہو سکے۔ مثال کے لیے چند ایک احادیث اور رواۃ کی تفصیل نقل کی جارہی ہے۔

راوی کے نام و نسب کا بیان: مولانا مبارکپوریؒ دوران شرح سند میں موجود راوی کے نام و نسب کی توضیح کرتے ہیں جیسے کہ "کتاب الایمان کے باب أعظم الذنوب الشرک بالله کی روایت حدثنی عمرو بن محمد بن بکیر بن محمد الناقد:حدثنااسماعیل ابن علیة عن سعید الجریری" میں (سعید الجریری) کے پورے نام کا ذکر کرتے ہیں کہ

"نسبة الی جریر بضم الجیم مصغرا وهو سیعد بن إیاس ابو مسعود البصری "

"جریری کی جریر کی طرف نسبت ہے اور یہ جیم کے ضمہ کے ساتھ تصغیر کے ساتھ اور وہ سعید بن اِیاس ابو مسعود البصری ہیں۔"[1]

اسی طرح کتاب الزکوۃ کے "باب مواجهة رجل النبیﷺ بطلب العدل حین اعطی المؤلفة قلوبهم کی روایت حدثنا محمد بن ابی بکر المقدّمی :حدثنا ابن علیة و حماد بن زید وحدثنا قتیبة بن سعد :حدثنا حماد بن زید وحدثنا ابو بکر بن ابی شیبة و زهیر بن حرب واللفظ لهما : قالا حدثنا اسماعیل بن علیة عن ایوب ،عن محمد عن عبیدة عن علی" میں (عبیدۃ) کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/100۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

" هو عبيدة السليمانی ،منسوب الی سلمان جد قبيلة بطن من مراد تابعی معروف "[1]

"وہ عبیدہ سلیمانی ہیں جو کہ قبیلہ کے جد کی طرف منسوب ہیں"

اسی طرح کتاب الزکوۃ کے "باب لا يستعمل آل النبي على الصدقة کی پہلی روایت حدثنی عبدالله بن محمد بن اسماء الضبعي:حدثنا جويرية عن مالک عن الزهری، ان عبدالله بن عبدالله بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب حدثه ان عبدالمطلب ابن ربيعة بن الحارث حدثة" میں (ربیعۃ بن الحارث) کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

"ربيعة بن الحارث بن عبد المطلب بن هاشم ، ابن عم رسول الله ﷺ"[2]

"ان کا نام ربیعۃ بن الحارث بن عبد المطلب بن ھاشم ہے اور رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے ہیں۔"

راوۃ کے نام کی توضیح اعراب کے ساتھ: صاحب منۃ المنعم دوران شرح کبھی کبھی سند میں موجود راوی کے نام کی توضیح اعراب کے ساتھ بھی کرتے ہیں تا کہ قاری کے پڑھنے میں دقت نہ آسکے چند امثلہ درج ذیل ہیں:

کتاب الطھارۃ کے "باب اطالة الغرة والتحجيل فی الوضوء کی پہلی روایت حدثنی أبو كريب محمد بن العلاء والقاسم بن زكريا بن دينار وعبدابن حميد قالو : حدثنا خالد بن مخلد عن سليمان بن بلال :حدثنی عمارة بن غزية الانصاری عن نعيم بن عبدالله المجمر" میں (نعیم بن عبداللہ المجمر) کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"بضم الميم الأولى وكسر الثانية بينهما جيم ساكنة، ويقال: بفتح الجيم مع تشديد الميم الثانية وكسرها،"[3]

"(مجمر میں) پہلی میم ضمہ کے ساتھ اور دوسری کسرۃ کے ساتھ، ان دونوں کے درمیان جیم ساکن ہے۔ اور اسے جیم کے فتح، دوسری میم کی شد اور کسرہ کے ساتھ بھی پڑھا جاتا ہے۔"

اسی طرح کتاب الجمعۃ کے "باب ما يقرأ فی صلاة الفجر يو م الجمعة کی پہلی حدیث حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة، حدثنا عبدة بن سليمان، عن سفيان، عن مخول بن راشد، عن مسلم البطين، عن سعيد بن جبير" میں (مخول) کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ:

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/137۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/141۔

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/197۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

" على وزن محمد، وقيل: بكسر فسكون على وزن منبر"[1]

یعنی مُخَوَّلِ محمد کے وزن پر ہے اور اسے کسرہ کے ساتھ بھی منبر کے وزن پر پڑھا جاتا ہے۔

اسی طرح اور مقامات پر بھی صاحب منۃ المنعم نے رواۃ کی توضیح اعراب سے کی ہے۔

رواۃ کے نام کی توضیح کنیت کے ساتھ: کبھی کبھی راویوں کے نام کی وضاحت کے لیے ان کی کنیت بھی واضح کرتے ہیں تاکہ کسی قسم کا کوئی بھی ابہام باقی نہ رہے ذیل میں چند امثلہ بیان کی جاتی ہیں:

کتاب الصلوۃ کے "باب ما يقال في الركوع والسجود کی روایت حدثني محمد بن رافع حدثنا يحيى بن آدم حدثنا مفضل عن الأعمش عن مسلم بن صبيح " میں (مسلم بن صبيح) کی کنیت واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"هو ابو الضحى المذكور في الرواية الاولىٰ"[2]

یعنی مسلم بن صبیح کی کنیت ابو الضحیٰ ہے جیسا کہ پچھلی روایت میں ذکر کی گئی ہے۔

اسی طرح کتاب الحج کے "با ب الطواف على البعير ،واستلام الركن بمحجن کی روایت حدثني الحكم بن موسى القنطري حدثنا شعيب بن اسحق عن هشا بن عروة "میں (الحكم بن موسى القنطري) کی کنیت کی وضاحت میں لکھتے ہیں کہ:

"هو أبو صالح الحكم بن موسى بن أبي زهير البغدادي القنطري"[3]

رواۃ کے کنیت کی توضیح اسماء کے ساتھ: اسی طرح کبھی کبھی اگر امام مسلمؒ نے اسناد میں رواۃ کی کنیت کا ذکر کیا ہے تو صاحب منۃ المنعم نے ان رواۃ کے نام کو بھی واضح کیا ہے جیسا کہ "كتاب الايمان کے باب من مات على التوحيد دخل الجنة کی روایت حدثني زهير بن حرب، وأحمد بن خراش قالا: حدثنا عبد الصمد بن عبد الوارث، حدثنا أبي قال: حدثني حسين المعلم، عن ابن بريدة أن يحيى بن يعمر حدثه أن أبا الأسود الديلي حدثه أن أبا ذر حدثه "میں (ابو الاسود الديلى) کی کنیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کا نام ظالم بن عمرو ہے اور یہ دیل (کنانہ کی

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/18۔

[2] مبارکپوی، منۃ المنعم، 1/314۔

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/292۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

شاخ) کی طرف منسوب ہے۔[1]

اسی طرح "كتاب الهبة کے باب لا يحل لأ حد أن يرجع فی هبته و صدقته کی روایت حدثني إبراهيم بن موسى الرازي، وإسحاق بن إبراهيم، قالا: أخبرنا عيسى بن يونس، حدثنا الأوزاعي، عن أبي جعفر محمد بن علي، عن ابن المسيب" میں (ابی جعفر محمد بن علی) کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ محمد الباقر ہیں ان کی کنیت ان کے بیٹے جعفر صادق کی وجہ سے رکھی گئی اور جہاں تک ان کے والد کا تعلق ہے وہ زین العابدین علی بن حسین بن علی بن ابی طالبؓ ہیں۔[2]

اسی طرح "كتاب الأشربة کے باب النهي عن الانتباذ فی الدباء والحنتم والمزفت والنقير کی روایت حدثنا محمد بن بشار، حدثنا محمد بن جعفر، حدثنا شعبة، عن يحيى بن أبي عمر، عن ابن عباس" میں (يحيى بن ابی عمر) کی کنیت کی وضاحت فرماتے ہیں کہ:

"(يحيى بن أبی عمر) بالكنية وهو يحيى بن عبيد ابو عمر البهراني" [3]

اسی طرح کتاب الادب کے "باب دعاالنبی ﷺ ربه ۔۔۔۔ کی روایت حدثنا محمد بن مثنى، العنز ی وابن بشار قالا حدثنا امية بن خالد حدثنا شعبة عن ابی حمزة القصاب" میں (ابی حمزة القصاب) کے نام کی توضیح فرماتے ہیں کہ:

"واسمه عمران بن أبی عطاء الأ سدي الواسطي "[4]

اسناد میں رواۃ کے اختلاف کو ذکر کرنا: مولانا مبارکپوریؒ، امام مسلمؒ کی الجامع الصحیح کے روایوں میں اگر کہیں اختلاف موجود ہے تو اس پر بھی بحث کرتے ہیں چاہے یہ اختلاف رواۃ کے اسماء میں ہو یا پھر کنیت کی توضیح ہو یا پھر ہم نام اسماء کا تذکرہ ہو، ان تمام اشکالات کو واضح کرتے ہیں ذیل میں اختصار کے ساتھ چند ایک امثلہ بیان کی جاتی ہیں:

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/103۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/81۔

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/341۔

[4] مبارکپوری، منۃ المنعم، 4/193۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہم نام راویوں کا تذکرہ میں ابہام کو بھی دور کرتے ہیں جیسا کہ "کتاب الصلوۃ کے باب سجدۃ۔۔۔ کی ایک روایت حدثنا محمد بن رمح اخبرنا الیث عن یزید بن ابی حبیب عن صفواں بن سلیم عن عبدالرحمن الاعرج مولی بني مخزوم "میں (عبدالرحمن الاعرج مولی بني مخزوم) کا ذکر ہے اور اس سے اگلی روایت "حدثنی حرملة بن یحیی حدثنا ابن وھب اخبرنی عمرو بن الحارث عن عبیداللہ بن ابی جعفر عن عبدالرحمن الاعرج"[1] (عبدالرحمن الاعرج) کا ذکر ہے۔ ان دونوں روایات میں راوی عبدالرحمن الاعرج موجود ہے ان کی توضیح فرماتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

"الأعرج هذا هو عبد الرحمن بن سعد المقعد كنيته أبو أحمد ، وأما الأعرج في الحديث الذي بعد هذا فهو عبد الرحمن بن هرمز الأعرج، كنيته أبو داود، وهو مولى ربيعة بن الحارث"[2]

"یہ الاعرج عبدالرحمن بن سعد المقعد ہیں اور ان کی کنیت ابو احمد ہے ، دوسری حدیث میں جو اعرج ہیں وہ عبدالرحمن بن ہرمز الاعرج ہیں ان کی کنیت ابو داود ہیں اور وہ ربیعۃ بن حارث کے غلام ہیں۔"

اسی طرح کتاب الحج کے " باب التلبية والتكبير إذا غدا من منى إلى عرفة کی روایت حدثنا عبد بن حمید اخبرنا عبدالرزاق اخبرنا معمر عن الزهري عن عطاء مولیٰ سِباع" میں (عطا مولیٰ سباع) کے الفاظ کے اختلاف کو واضح کرتے ہیں کہ بعض نسخوں میں مولی اَم سباع ہے اور تقریب میں مولیٰ ابن سباع ہے اور مشہور مولیٰ بنی سباع ہے اور ان کا نام عطاء بن نافع الکیخارانی ہے۔ اور بعض نے کہا کہ وہ عطاء بن یعقوب مدنی ہے۔[3]

اسی طرح ایک اور جگہ پر امام مسلمؒ کے بیان کردہ رواۃ کے اسماء میں اختلاف کو واضح کیا: کتاب الدعوات والأذکار کے "باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبيه کی روایت حدثني عبد بن حميد، حدثني يعقوب بن إبراهيم بن سعد، حدثنا محمد بن عبد الله بن مسلم ابن أخي الزهري، عن عمه محمد بن مسلم الزهري، أخبرني عبد الرحمن بن عبد الله بن كعب بن مالك أن عبد الله بن كعب بن مالك"(عبداللہ بن کعب بن مالک) کے

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح: رقم الحدیث، 1302، 1303۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/368۔

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/300۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

بارے میں فرماتے ہیں ایک نسخہ میں عبید اللہ بن کعب بن مالک ہے اور راوی اور کعب کا قائد وہ عبد اللہ بن کعب ہی ہیں۔[1]

اسی طرح صاحب منۃ المنعم دوران شرح کنیت کی توضیح بھی کرتے ہیں جیسا کہ "كتاب فضائل أ صحاب النبی ﷺ کے باب موافقة عمر ربه تعالى في أمور" کی روایت جس میں ابی بن کعب کے بیٹے نے آپ ﷺ سے آپ کی قمیص لینے اور جنازہ پڑھانے کے متعلق سوال کیا۔ اس حدیث میں ابن سلول کی توضیح فرماتے ہیں کہ (ابن سلول) ابن الف کے ساتھ لکھا جاتا ہے اور اسے عبد اللہ کا اعراب دیا جاتا ہے یعنی (عبد اللہ بن ابیّ ابن سلول) اور یہ اس کی دوسری صفت ہے۔ جیسے پہلی عبد اللہ بن ابی اور اسی طرح عبد اللہ ابن سلول ہے۔ ابیّ اس کا والد ہے اور سلول اس کی ماں ہے۔[2]

رواۃ کی توضیح مختلف پہلوؤں کے ساتھ

صاحب منۃ المنعم دوران شرح راویوں کی توضیح مختلف پہلوؤں سے بھی کرتے ہیں، کبھی رواۃ کی وضاحت خاندانی نسبت کے ساتھ تو کبھی قبیلہ کی طرف نسبت کرکے تو کبھی مختلف واقعات کا تذکرہ کرکے اسناد میں موجود روایوں کی توضیح فرماتے ہیں ،بطور وضاحت چند ایک امثلہ اختصار کے ساتھ بیان کی جاتیں ہیں۔

قبائل / علاقہ سے توضیح: امام مسلمؒ نے کتاب الایمان کے باب الزکاۃ من الإیمان کی روایت نقل کی ہے کہ "حدثنا أحمد بن عبدة الضبي، أخبرنا عبد العزيز - يعني: الدراوردي -، عن العلاء (ح) وحدثنا أمية بن بسطام، واللفظ له، حدثنا يزيد بن زريع، حدثنا روح، عن العلاء بن عبد الرحمن بن يعقوب، عن أبيه، عن أبي هريرة" اس سندِ روایت میں (الدراوردي) کی نسبتی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دراوردی کی نسبت دار بجرد کی طرف ہے جو کہ فارس کا ایک شہر ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دراوردی (دراورد) کی طرف منسوب ہے اور دراورد ہی درابجرد ہے ،اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ خراسان کی بستی ہے۔[3]

اسی طرح کتاب الصلاۃ کے "باب التسبيح والتحميد والتكبير بعد الصلاة کے روایت حدثني عبد الحميد بن بيان الواسطي، أخبرنا خالد بن عبد الله، عن سهيل، عن أبي عبيد المذحجي" میں (ابی عبید المذحجي) کی

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 4/282۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 4/84۔

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/70۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

وضاحت کرتے ہیں کہ المذحجي کی مذحج قبیلہ کی طرف نسبت ہے وہ قدیم بڑے معروف قبائل میں سے ایک ہے۔[1]

اسی طرح ایک اور جگہ پر کتاب البیوع کے "باب النهي عن تلقي الجلب کی روایت حدثنا ابن ابی عمر حدثنا هشام بن سليمان عن ابن جريج اخبرنی هشام القردوسی عن ابن سيرين" میں (ہشام القردوسّی) کے بارے میں قبیلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کہ یہ قرادیس کی طرف منسوب ہے جو ایک معروف قبیلہ ہے۔[2]

اسی طرح کتاب فضائل النبی ﷺ وشمائلہ کی روایت" حدثنا عبد الله بن الرومي اليمامي وعباس بن عبد العظيم العنبري وأحمد بن جعفر المعقري" میں (المعقري) کی وضاحت کرتے ہیں کہ معقر کی طرف نسبت ہے جو کہ یمن کے ایک طرف ہے۔[3]

اسی طرح کتاب الدعوات والأذکار کے "باب كلما استغفر العبد غفره الله کی روایت قال أبو أحمد: حدثني محمد بن زنجوية القرشي القشيري، حدثنا عبد الأعلى بن حماد النرسي" میں (النرسي) کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ نرس کی طرف نسبت ہے جو کہ کوفہ کی نہر میں سے ایک نہر ہے اس پر ایک بستی آباد تھی اور یہ اس بستی کی نسبت کوفہ کی مشہور محدثین کی جماعت کی طرف کی جاتی ہے۔[4]

خاندانی نسبت سے توضیح: اسی طرح کتاب الایمان کے "باب تحريم قتل الكافر إذا قال لا إله إلا الله کی روایت "وحدثني حرملة بن يحيى، أخبرنا ابن وهب قال: أخبرني يونس، عن ابن شهاب قال: حدثني عطاء بن يزيد الليثي، ثم الجندعي أن عبيد الله بن عدي بن الخيار أخبره أن المقداد بن عمرو بن الأسود الكندي" میں (مقداد بن عمرو بن الاسود الکندی) کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کا اصل نام مقداد بن عمرو بن ثعلبۃ بن مالک بن ربیعۃ ہے اور یہ اس کی حقیقی نسبت ہے، اسود بن عبد یغوث بن وھب بن عبد مناف بن زھرہ نے جاہلیت میں اسے منہ بولا بیٹا بنایا تھا، اسی کی طرف نسبت کی گئی اور اسی نسبت سے مشہور و معروف ہو گیا۔[5]

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/379۔
[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/10۔
[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 4/60۔
[4] مبارکپوری، منۃ المنعم، 4/271۔
[5] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/104۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اسی طرح کتاب الایمان کے ہی "باب إخبار النبیﷺ عن موسى وعيسي کی روایت حدثنا محمد بن إسحاق المسيبي، حدثنا أنس - يعني: ابن عياض -، عن موسى، وهو ابن عقبة، عن نافع" میں (محمد بن اسحاق المسيبي) کی خاندانی نسبت کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ محمد بن اسحاق المسیبي کی نسبت اس کے جد اعلیٰ مسیب بن ابی سائب المخزومی کی طرف ہے۔[1]

اسی طرح کتاب الصلاۃ کے "باب أوقات الصلوات الخمس کی روایت وحدثني إبراهيم بن محمد بن عرعرة السامي، حدثنا حرمي بن عمارة، حدثنا شعبة، عن علقمة بن مرثد، عن سليمان بن بريدة" میں (عرعرة السامي) کی نسبت سامۃ بن لوئي بن غالب کی طرف ہے جو کہ قریش کی شاخ میں سے ہے۔[2]

اسی طرح کتاب الأشربۃ کے "باب النهي عن الشرب قائماً کی روایت حدثنا هداب بن خالد، حدثنا همام، حدثنا قتادة، عن أبي عيسى الأسواري، عن أبي سعيد الخدري" میں (الاسواري) کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ نسبت اسوار کی طرف ہے جو اساورۃ کی واحد ہے وہ فارس کے رہنے والے ہیں بصرہ اور یمن میں ٹھہرے رہے۔[3]

اسی طرح "كتاب أحوال المنافقين واليهود والكفار کے باب إمهال الكافر کی پہلی روایت حدثنا عبيد الله بن معاذ العنبري، حدثنا أبي، حدثنا شعبة، عن عبد الحميد الزيادي" میں (الزيادي) کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان کا نام عبد الحمید بن کردید ہے اور زیادی کو صاحب الزیادی بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی نسبت زیاد بن ابی سفیان کی طرف ہے۔[4]

رواۃ کے القاب کی توضیح: صاب شرح اپنی شرح کے دوران روای کے القابات کی توضیح بھی کرتے ہیں تاکہ روای کے نام کی مکمل توضیح ہو سکے جیسے کہ کتاب الطھارۃ کے "باب الحائض تقضي الصوم ولا تقضي الصلاة کی روایت حدثنا أبو الربيع الزهراني، حدثنا حماد، عن أيوب، عن أبي قلابة، عن معاذة، (ح) وحدثنا حماد، عن يزيد الرشك، عن معاذة" میں (يزيد الرشک) کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ یزید بن ابی یزید الضبعي ہے اور الرِشک کسرہ کے

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/150۔
[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/389۔
[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/358۔
[4] مبارکپوری، منۃ المنعم، 4/301۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ساتھ ہے اور اس کا معنی غیور کے ہیں اور اسے القاسم بھی، کثیر اللحیة (بڑی داڑھی والا)، اور عقرب بھی کہا جاتا ہے، اور العقرب کا لقب اس لیے دیا گیا کہ بچھو اس کی داڑھی میں داخل ہو گیا تھا اور تین دن ٹھہر رہا اور اسے خبر نہ ہوئی کیونکہ اس کی داڑھی بہت لمبی تھی۔[1]

اسی طرح کتاب قراءۃ القرآن کے "باب التغني بالقرآن کی روایت وحدثنا الحكم بن موسى، حدثنا هقل، عن الأوزاعي، عن يحيى بن أبي كثير، عن أبي سلمة "میں (هقل) کی وضاحت کرتے ہیں کہ هقل لقب ہے اور اس کا نام محمد یا عبد اللہ ہے یہ کاتب الاوزاعی تھا۔[2]

اسی طرح کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ کے "باب مناقب علیّ بن ابی طالب کی پہلی روایت حدثنا يحيى بن حيى التميمي وأبو جعفر محمد بن الصباح وعبيد الله القواريري وسريج بن يونس كلهم عن يوسف بن الماجشون" میں (يوسف بن الماجشون) کی توضیح فرماتے ہیں کہ ابن صباح کی روایت میں يوسف أبو سلمة الماجشون ہے یہ دونوں ہی درست ہیں اور ماجشون (یوسف) کا لقب ہے اس کے والد اور اس کے گھر والوں میں سے کسی کا لقب ہے۔ اور یہ (ماجشون) فارسی معرب ہے اس کے اصل (ماه كون) ہے یعنی چاند کی مثل، یہ لقب اس کے حسن اور جمال کی وجہ سے دیا گیا۔[3]

رواۃ کی سن وفات سے توضیح: صاحب شرح کبھی کبھی دوران شرح رواۃ کے سن وفات کا تذکرہ کرتے ہیں تاکہ صحیح روای کی پہچان حاصل ہو سکے جیسے کہ کتاب الصلوۃ کے "باب وجوب قراءة الفاتحة للإمام کی روایت حدثني أحمد بن جعفر المعقري، حدثنا النضر بن محمد، حدثنا أبو أويس: أخبرني العلاء" میں (احمد بن جعفر المعقری) کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ان کی معقر کی طرف نسبت ہے اور وہ مکہ میں رہنے والے تھے ان کا سن وفات 255ھ ہے۔[4]

اسی طرح اسی کتاب الصلوۃ کے "باب إذا أخر الأمراء کی روایت وحدثني أبو غسان المسمعي، حدثنا معاذ - وهو ابن هشام حدثني أبي، عن مطر، عن أبي العالية البراء" میں (ابو العالیة) کا تعارف بیان کرتے ہیں کہ وہ تیروں

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/235۔
[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/498۔
[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 4/87۔
[4] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/263۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

کو تراشا کرتے تھے اور اس کا نام زیاد بن فیروز البصری ہے اور انہیں کلثوم، اذینۃ اور ابن اذینۃ بھی کہا جاتا ہے اور شوال سن 60 ھ بروز سوموار کو فوت ہوئے۔[1]

اسی طرح کتاب الحج کے "باب الإ هلال حين تنبعث الراحلة کی روایت حدثني هارون بن سعيد الأيلي، حدثنا ابن وهب، حدثني أبو صخر، عن ابن قسيط، عن عبيد بن جريج" میں (ابن قسیط) کا تعارف کرواتے ہوئے وفات کا سن بیان کرتے ہیں کہ وہ یزید بن عبداللہ بن قسیط بن اسامۃ اللیثی ہیں اور سن وفات 122 ھ ہے۔[2]

اسی طرح کتاب الحج کے باب تحریم مکۃ کی روایت " حدثنا قتيبة بن سعيد، حدثنا ليث، عن سعيد بن أبي سعيد، عن أبي شريح العدوي" میں (ابو شریح العدوي) کا تعارف کرواتے ہوئے سن وفات کا تذکرہ کرتے ہیں کہ یہ مشہور صحابی ہے اور فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے اور مدینہ میں رہے اور ان کی وفات 68 ھ میں ہوئی۔[3]

رواۃ کی توضیح خاص واقعات سے: مولانا مبارکپوریؒ کبھی کبھی دوران شرح روایوں کی نسبت سے کوئی خاص واقعہ یا خاص پہلو یا حالات بھی بیان کرتے ہیں جس سے راوی کی صحیح پہچان حاصل ہو جاتی ہے جیسے کہ کتاب الایمان کے "باب حال إيمان من ادعى إلى غير ابيه کی روایت حدثنى عمرو الناقد حدثنا هشيم بن بشير اخبرنا خالد عن ابى عثمان قال لما ادعى زياد" میں (زیاد) کی حالات کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ اسے زیاد بن ابیہ کہا جاتا تھا کیونکہ اس کے والد کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے اور کبھی کبھی زیاد بن عبید الثقفی کہا جاتا ہے کیونکہ عبید نے اسے منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا اور زیاد علیؓ کی طرف سے فارس پر عامل مقرر تھا جب حضرت حسنؓ حضرت معاویہؓ سے صلح کرنے والے تھے تو زیاد نے منع کیا اس لیے کہ ان کا حضرت معاویہؓ سے صلح کرنا گویا کہ ابو سفیان سے ملنا تھا اور ابو سفیان نے جاہلیت میں زیاد کی ماں سے متعہ کیا جس سے زیاد پیدا ہوا اور ابو بکرۃ زیاد کا ماں کی طرف سے بھائی تھا اس بات کا ابو بکرۃ نے انکار کیا اسی وجہ سے زیاد نے ہجرت کی اور حلف اٹھایا کہ آج کے بعد کبھی بھی اسے سے بات نہیں کرے گا۔[4]

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/408۔
[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/222۔
[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/345۔
[4] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/92۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اسی طرح کتاب الطھارۃ کے "باب لا صلاة بغير طهور کی روایت حدثنا سعيد بن منصور، وقتيبة بن سعيد، وأبو كامل الجحدري، واللفظ لسعيد، قالوا: حدثنا أبو عوانة، عن سماك بن حرب، عن مصعب بن سعد قال: دخل عبد الله بن عمر على ابن عامر يعوده وهو مريض "میں (على ابن عامر) کا مختصر واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:

"هو عبد الله بن عامر بن كريز القرشي العبشمي، ولد في حياة رسول الله - صلى الله عليه وسلم - وتفل في فيه، فجعل يبتلع ريق رسول الله - صلى الله عليه وسلم - فقال "إنه لمسقاء" فكان لا يعالج أرضا إلا ظهر له الماء، وكان كريما ممدحا ميمون النقيبة، ولاه عثمان بن عفان على البصرة بعد أبي موسى ثم على بلاد فارس، ففتح خراسان كلها وأطراف فارس وسجستان وكرمان وبلاد غزنة، وقتل يزدجرد، ثم أحرم بحجة أو عمرة من تلك البلاد شكرا لله، وفرق في أهل المدينة أموالا كثيرة جزيلة، فلما قتل عثمان سار إلى دمشق، ثم ولاه معاوية البصرة بعد صلحه مع الحسن توفي سنة ثمان وخمسين"[1]

اسی طرح کتاب قراءۃ القرآن کے "باب أنزل القرآن على سبعة أحرف کی پہلی روایت حدثنا يحيى بن يحيى قال: قرأت على مالك، عن ابن شهاب، عن عروة بن الزبير، عن عبد الرحمن بن عبد القاري قال: سمعت عمر بن الخطاب يقول: سمعت هشام بن حكيم بن حزام "میں (هشام بن حكيم بن حزام) کا مختصر تعارف یوں درج کرتے ہیں کہ ھشام قریشی اسدی ہیں صحابی کے بیٹے صحابی ہیں یہ دونوں فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور ھشام فضلاء صحابہ میں اس لیے ہیں کہ وہ ہمیشہ نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے تھے اور وہ زمین پر اصلاح و نصیحت کے ساتھ چلا کرتے تھے اور بہت رعب دار شخص تھے اپنے والد سے پہلے فوت ہوئے۔[2]

اسی طرح کتاب صلاۃ الکسوف کے "باب النداء بالصلاة جامعة فی الکسوف کی روایت حدثنا أبو بكر بن ابی شيبة حدثنا عبدالاعلٰی بن عبد الاعلى عن الجريری عن حيان بن عمير عن عبدالرحمن بن سمرة "میں (عبد الرحمن بن سمرۃ) کے حالات بیان کرتے ہیں کہ فتح کے دن اسلام لائے غزوہ تبوک میں حاضر ہوئے پھر عراق کو فتح کیا

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/187۔
[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/511۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اور سجستان، کابل اور ان کے علاوہ علاقہ جات کو حضرت عثمانؓ کے دور میں فتح کیے، اور بصرہ آ گئے 50ھ یا اس کے بعد فوت ہوئے۔[1]

اسی طرح ایک اور مقام پر (کتاب المغازی) کے "باب النساء والعبيد يحضران الغزوة کی پہلی روایت میں حدثنا عبد الله بن مسلمة بن قعنب، حدثنا سليمان (يعني ابن بلال)، عن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن يزيد بن هرمز أن نجدة كتب إلى ابن عباس" میں (نجدة) کا تعارف یوں لکھا ہے کہ اس کا اصل نام ابن عامر الحروری ہے خوارج کے معروف سرداروں میں سے ایک ہے اور فرقہ نجدیہ کا سردار ہے یہ 66ھ میں یمامہ کے مقام مستقل طور پر نکلا پھر بحرین رہا اور اس نے اپنا نام امیر المومنین رکھا اس کے ساتھیوں نے اس کے کاموں پر اس کو سزا دی حتی کہ اس کو علیحدہ کر دیا اور قتل کر دیا بلکہ کہا جاتا ہے کہ اسکو ابن زبیر کے ساتھیوں نے 69ھ میں قتل کیا۔[2]

رجال سند پر جرح وتعدیل

حدیث کے راویوں کے حالات ان کے رہن سہن، ان کا عادل اور صادق ہونا اور ان کے درجات معلوم کرنے کے لیے علم جرح وتعدیل ایک اہم فن ہے۔ اور اس علم میں رواۃِ حدیث کی ضعف، عدالت اور ثقہ ہونے پر بحث کی جاتی ہے یہ علم احادیث کو صحیح ماننے کے لیے لازم ہے۔ جرح سے مراد حدیث کے راویوں کے وہ عیوب ہیں جن کی وجہ سے ان کی ثقاہت ساقط ہو جاتی ہے اور ان کی روایت کردہ حدیث رد کر دی جاتی ہے اور تعدیل سے مراد رواۃِ حدیث عدالت کے بارے میں معلوم کرنا اور حکم لگانا کہ وہ عادل، ثقہ اور ضابط ہے۔ اس علم افادیت کے بارے میں پروفیسر ڈاکٹر عبد الروف ظفر یوں رقمطراز ہیں:

> "اس علم کی بنا پر ہی حدیث کی صحیح پرکھ ہوتی ہے اور رواۃ کا صحیح پتہ چلتا ہے۔ علم حدیث میں اس علم کا بہت بڑا حصہ ہے رواۃ کی جانچ پرکھ کی بنا پر ہی احادیث کے صحیح، متواتر، شاذ، ضعیف، منکر، موضوع اور متصل ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ محدثین کی محنت شاقہ اور جدوجہد کے نتیجہ میں اصول جرح وتعدیل وضع ہونے کے بعد میں بعض دیگر علوم میں بھی انہی اصولوں کو مد نظر رکھا گیا

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/42۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/235۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

۔لیکن اس علم کی ابتداء کا سہرا محدثین کے سر ہے باقی لوگ ان کے خوشہ چیں ہیں"[1]

مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے بھی اپنی شرح کے دوران اسی منہج کو اپنایا ہے اور گاہے بگاہے رواۃ کی عدالت، ثقاہت اور ضعیف ہونے پر نشاندہی کی ہے تاکہ رواۃ کے بارے میں قاری کو آگاہی ہو سکے ذیل میں چند ایک امثلہ بیان کی جاتی ہے۔

کتاب الایمان کے باب مایدخل الجنۃ ویبعد عن النار کی روایت وحدثني سلمة بن شبيب، حدثنا الحسن بن أعين، حدثنا معقل، وهو ابن عبيد الله، عن أبي الزبير، عن جابر میں(عن ابی الزبیر، عن جابر) کے بارے میں جرح کرتے ہوئے یوں بیان کیا کہ:

"أبو الزبير مدلس، وقد روى عن جابر بالعنعنة، وهي ليست بحجة عن المدلسين إلا أن يثبت سماعهم من جهة أخرى، وما جاء من عنعنتهم في الصحيحين، فهو محمول على ثبوت سماعهم من جهة أخرى"[2]

"ابوزبیر مدلس ہے اور جابر سے عنعنۃ کے ساتھ روایت کیا ہے مدلسین کے ہاں اس کی کوئی حجت نہیں ہے مگر جب دوسری جگہ سے اس کا سماع ثابت ہو جائے، ابوزبیر سے صحیحین میں عنعنۃ سے جو روایت آئی ہے اس کا سماع دوسری جگہ سے ثابت ہے۔"

اسی طرح اسی کتاب الایمان کے باب الدین النصیحۃ کی آخری روایت " حدثنا سريج بن يونس، ويعقوب الدورقي قالا: حدثنا هشيم، عن سيار، عن الشعبي، عن جرير قال: بايعت النبي صلى الله عليه وسلم على السمع والطاعة، فلقنني فيما استطعت، والنصح لكل مسلم. قال يعقوب في روايته: قال: حدثنا سيار". میں قال يعقوب في روايته: قال: حدثنا سيار کے الفاظ امام مسلم لے کر آئے ہیں مولانا مبارکپوریؒ اس کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ:

"وإنما جاء الامام مسلم بهذا،لأن هشيما مدلس، وقد روى عن سيار بالعنعنة، وعنعنة المدلس لا تقبل إلا إذا ثبت سماعه من جهة أخرى، فنبه به على أن سماعه ثابت عن سيار في طريق يعقوب"[3]

---

[1] عبدالروف ظفر، علوم الحدیث (لاہور: ادارہ نشریات، 2012ء)، 211۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/63۔

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/88۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"امام مسلمؒ ان الفاظ کو اس لیے لائے کہ ھشیم مدلس ہے اور سیار سے عنعنہ کے ساتھ روایت ہے ، مدلس کا عنعنہ اس وقت تک قبول نہیں کیا جاتا جب تک دوسری طرف سے اس کا سماع ثابت نہ ہو جائے (ان الفاظ: قال يعقوب في روايته: قال: حدثنا سيار) سے خبر دی کہ ھشیم کا سماع یعقوب کی سند میں سیار سے ثابت ہے۔"

کبھی کبھی صاحب منۃ المنعم نے دورانِ شرح اگر کسی راوی کی جرح کے بارے میں وضاحت کی مگر دوسری روایت سے اسی راوی کی تعدیل کا پتہ چلا تو اس کی بھی وضاحت کر دی جیسے درج بالا حدیث میں راوی (ھشیم) کی تدلیس کے بارے میں آگاہی دی مگر مذکورہ حدیث سے راوی (ھشیم) کی تدلیس کا شبہ ختم بھی ہو جاتا ہے جیسے کتاب الطھارۃ کے باب یفیض الجنب علی رأسہ ثلاثا کی روایت وحدثنا يحيى بن يحيى، وإسماعيل بن سالم قالا: أخبرنا هشيم، عن أبي بشر، عن أبي سفيان، عن جابر بن عبد الله میں امام مسلمؒ حدیث کے آخر میں یہ الفاظ لائے ہیں: قال ابن سالم في روايته: حدثنا هشيم، أخبرنا أبو بشر. وقال: إن وفد ثقيف قالوا: يا رسول الله. مولانا موصوفؒ حدیث کی تشریح کے دوران ھشیم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"أن هشيما مدلس، وقد قال في الرواية المتقدمة: عن أبي بشر، وعنعنة المدلس لا تحمل على السماع، فجاءت رواية ابن سالم هذه مبينة أنه سمع من أبي بشر فارتفعت شبهة التدليس"[1]

"ھشیم مدلس ہے جیسا کہ ابو بشر کی روایت میں گذر چکا ہے، مدلس کا عنعنہ سماع پر محمول نہیں ہوتا پس ابن سالم کی روایت سے ابو بشر سے (ھشیم کا) سماع واضح ہوتا ہے پس تدلیس کا شبہ دور ہو گیا۔"

اسی طرح کتاب الأشربۃ کے باب النهي عن الشرب قائماً کی روایت حدثنا هداب بن خالد، حدثنا همام، حدثنا قتادة، عن أبي عيسى الأسواري، عن أبي سعيد الخدري میں (الاسواري) کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں کہ:

"واختلفوا في الأسواري هذا فقيل معروف ثقة. وقيل: مجهول. وأن الإمام مسلما

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/230۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

روى عنه متابعة. والظاهر أنه ثقة."[1]

"انہوں نے اسواری کے بارے میں اختلاف کیا۔ کہا گیا کہ یہ معروف ثقہ ہیں اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ مجہول ہیں اور امام مسلمؒ نے متابعت کی وجہ سے روایت کی ہے اور ظاہر یہ ہی ہے کہ یہ ثقہ ہیں۔"

اسی طرح کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ کے باب منقبۃ عبد اللہ بن عمرؓ کی روایت میں حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي، أخبرنا موسى بن خالد ختن الفريابي، عن أبي إسحاق الفزاري، عن عبيد الله بن عمر میں (فریابی) کے بارے میں یوں بیان کیا کہ:

"والفريابي هو محمد بن يوسف بن واقد بن عثمان الضبي، مولاهم، أبو عبد الله الفريابي، بالكسر، نزيل قيسارية من ساحل الشام، ثقة فاضل"[2]

"فریابی، محمد بن یوسف بن واقد بن عثمان ضبی ہے ان کا غلام ابو عبد اللہ فریابی ہے، شام کے ساحل قساریۃ میں رہا۔ ثقہ فاضل ہے۔"

اسی طرح اور مقامات پر بھی رواۃ کی عدالت اور ضعف کی نشاندہی کی ہے۔

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/358۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 4/132۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فصل دوم: متن حدیث میں صاحب منۃ المنعم کا عمومی اسلوب و منہج

اس فصل میں منۃ المنعم کے متن حدیث کی شرح کا عمومی اسلوب و منہج کو واضح کیا گیا ہے۔

کتاب کا نام	:	منۃ المنعم فی شرح صحیح مسلم
مصنف	:	مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ
ناشر	:	دار السلام، ریاض
سن اشاعت	:	1999ء
الطبعہ:		الاول
جلدوں کی تعداد	:	4

مولانا مبارکپوریؒ نے الجامع الصحیح کے متون میں دوران شرح جو مناہج اپنائے ہیں وہ درج ذیل نکات پر مشتمل ہیں:

1۔ شرح حدیث میں قرآنی الفاظ اور آیات سے استدلال

مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے منۃ المنعم فی شرح صحیح مسلم میں دوران شرح آیات قرآنیہ سے استفادہ کرتے ہوئے تشریح کی ہے۔ موصوف نے کم و بیش (158) مقامات پر تقریبا (300) آیات قرآنی کو درج کیا ہے۔ کبھی تو کسی مسئلہ کی مزید وضاحت کے لئے آیات پیش کی گئی ہیں اور کبھی کسی لفظ کے مفہوم کو واضح کرنے کے لئے آیات سے معاونت لی گئی ہے۔ الغرض منۃ المنعم میں جابجا آیات قرآنیہ سے معاونت لی گئی ہے جو کہ اسلاف کا بہترین طریقہ ہے۔ ذیل میں وضاحت کے لیے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

مثال نمبر 1: صحیح مسلم کی پہلی حدیث، حدیث جبریل ہے۔ جس میں جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ:

" فأخبرني عن الساعة، قال: ما المسئول عنها بأعلم من السائل قال: فأخبرني عن أمارتها قال: أن تلد الأمة ربتها، وأن ترى الحفاة العراة العالة رعاء الشاء يتطاولون

toobaa-elibrary.blogspot.com

في البنيان، قال: ثم انطلق فلبثت مليا،"-[1]

"عرض کیا(اے اللہ کے رسول ﷺ) قیامت کب ہو گی؟رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس سے سوال کیا گیا ہے وہ اس بات کو سائل سے زیادہ نہیں جانتا اس نے کہا کہ مجھے اس کی علامات کے بارے میں بتائیں جب تم دیکھو کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنے گی اور تو دیکھے گا کہ ننگے پاؤں، ننگے جسم اور تنگ دست چرواہے بڑی بڑی عمارتوں پر اترائیں گے اس کے بعد وہ آدمی چلا گیا۔"

مولانا مبارکپوریؒ فرماتے ہیں قیامت کی کچھ علامات قرآن مجید میں بھی موجود ہیں:

"اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ "-[2]

"بیشک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے وہی بارش نازل فرماتا ہے اور ماں کے پیٹ میں جو ہے اسے جانتا ہے کوئی (بھی) نہیں جانتا کہ کل کیا (کچھ) کرے گا؟نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا(یاد رکھو) اللہ تعالیٰ پورے علم والا اور صحیح خبروں والا ہے۔"

قیامت کی علامات تو نبی ﷺ نے بیان فرمائیں ہی ہیں مگر علامات قیامت کے متعلق سورۃ لقمان کی یہ آیت بھی دلالت کرتی ہے۔

مثال نمبر2-اسی طرح کتاب النکاح کے باب استمار الثیب واستئذان کی حدیث ہے کہ:

"عن ابن عباس، أن النبيﷺ قال: الأيم أحق بنفسها من وليها، والبكر تستأذن في نفسها، وإذنها صماتها؟ قال: نعم "[3]

"حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا بیوہ عورت اپنے ولی سے زیادہ نفس کی حقدار ہے اور نوجوان کنواری سے اس کے نفس کے بارے میں اجازت لی جائے گی اور اس کی خاموشی اس کی اجازت ہے۔"

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/59۔

[2] لقمان 34:31۔

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:3476۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

علامہ موصوف فرماتے ہیں اس حدیث میں موجود الایم احق بنفسھا میں احق تفضیل کا صیغہ ہے اور یہ نبی ﷺ کا فرمان (حق کے ہونے میں) مشارکت کا متقاضی ہے۔ یہ اس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ عورت کا بھی نکاح میں حق ہے اور اس کے ولی کا بھی۔ اور عورت کا حق ولی کے حق سے زیادہ تاکید والا ہے۔ اس لیے اس شوہر دیدہ عورت کو ولی کی وجہ سے مجبور نہیں کیا جائے گا بلکہ ولی اس عورت کی وجہ سے مجبور کیا جائے گا۔ پس اگر وہ ولی انکار کر دے تو قاضی اس کا ولی بن کر اس کا نکاح کرے گا۔[1]

جبکہ قرآن مجید بھی اس پر دلالت کرتا ہے کہ:

"وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ"[2]

"اور جب تم عورتوں کو طلاق دو، پس وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو انھیں اس سے نہ روکو کہ وہ اپنے خاوندوں سے نکاح کر لیں"

یہاں مولانا مبارکپوریؒ نے مذکورہ حدیث کی تشریح کی پھر اپنے اس موقف کی تائید میں قرآنی آیت کو بطور استشہاد لے کر آئے۔

مثال نمبر 3: اسی طرح ایک اور مقام پر مولانا نے کتاب الامارۃ کے باب البیعۃ علی السمع والطاعۃ میں ایک حدیث نقل کی جس میں عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ:

" كنا نبايع رسول الله صلى الله عليه وسلم على السمع والطاعة، يقول لنا:فيما استطعت"[3]

" ہم رسول اللہ ﷺ سے احکام سننے اور اطاعت کرنے پر بیعت کرتے تھے اور آپ ﷺ ہمیں ارشاد فرماتے تھے جہاں تک تمہاری طاقت ہو۔"

اس حدیث میں الفاظ یقول لنا فیما استطعت کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر آپ ﷺ یہ نہ بھی ارشاد فرماتے تو پھر بھی یہ شریعت سے معلوم حکم ہے اور اس کی تائید کے لیے درج ذیل دو آیات کو لے کر آئے:

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/384۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، البقرۃ 2:232۔

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 4836۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ"[1]

"پس اللہ سے ڈرو جتنی تم طاقت رکھتے ہو"

اور اسی طرح ایک دوسری آیت بھی درج کی:

"لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا"[2]

"اللہ کسی بھی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف میں مبتلا نہیں کرتے"

یہاں صاحب شرح نے مندرجہ بالا دونوں آیات کو حدیث کی شرح میں بطور استشہاد پیش کیا۔ مذکورہ امثلہ سے واضح ہوا کہ مولانا مبارکپوریؒ نے حدیث کی تشریح و توضیح میں قرآن کریم کی ایک آیت یا متعدد آیات کو ایک ہی مقام پر بیان کیا تاکہ مسئلہ کی وضاحت بخوبی ہو سکے۔

2۔ شرح حدیث میں مزید احادیث کا تذکرہ

مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے احادیث کے الفاظ کی وضاحت، اس کے شواہد، اس میں موجود واقعہ کی تفصیل وغیرہ کے مختلف پہلوؤں کو سمجھانے کے لیے شرح میں مزید احادیث کا سہارا لیا ہے۔ علاوہ ازیں احادیث کی تائید و وضاحت کے لیے مزید احادیث کو مختلف الفاظ اور اسناد کے ساتھ بیان کرتے ہیں، بطور مثال چند حدیثیں درج کی جا رہی ہیں:

مثال نمبر 1: امام مسلمؒ ایک جگہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ:

"عن قتادة أنه كتب إليه يخبره عن أنس بن مالك، أنه حدثه قال: " صليت خلف النبي صلى الله عليه وسلم وأبي بكر، وعمر، وعثمان، فكانوا يستفتحون ب الحمد لله رب العالمين، لا يذكرون بسم الله الرحمن الرحيم في أول قراءة ولا في آخرها"[3]

"حضرت قتادہ نے حضرت انسؓ سے لکھا کہ وہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ، ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی وہ قرأت کو (الْحَمْد لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) سے شروع کرتے تھے اور (بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ) کو اول قرأت اور نہ آخر میں پڑھتے تھے۔"

---

[1] مبارکپوری،، منۃ المنعم، 3/271؛ التغابن 16:64۔

[2] ایضاً، البقرہ 238:2۔

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 399۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس حدیث کی شرح میں مولانا مبارکپوریؒ درج ذیل حدیث بیان کرتے ہیں:

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: " أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانُوا يَفْتَتِحُونَ الصَّلَاةَ بِ {الحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ العَالَمِينَ} [الفاتحة: 2]"[1]

"حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور ابو بکرؓ و عمرؓ نماز کی ابتداء (الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) سے کرتے تھے۔"

مزید تفصیل کے لیے صحیح بخاری کی دوسری روایت نقل کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ نماز شروع کرتے تو یہ الفاظ دا کرتے تھے:

"اللهم باعد بيني وبين خطاياي كما باعدت بين المشرق والمغرب، اللهم نقني من الخطايا كما ينقى الثوب الأبيض من الدنس، اللهم اغسل خطاياي بالماء والثلج والبرد"[2]

"اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان میں ایسا فصل کر دے جیسا تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان میں کر دیا ہے، اے اللہ! مجھے گناہوں سے پاک کر دے، جیسے صاف کپڑا میل سے پاک صاف کیا جاتا ہے، اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی اور برف اور اولہ سے دھو ڈال۔"

یہاں مولانا مبارکپوریؒ نے مذکورہ حدیث کی شرح میں صحیح مسلم ایک اور حدیث اور صحیح بخاری کی حدیث سے استدلال کیا۔

مثال نمبر2: اسی طرح امام مسلمؒ نے کتاب النکاح میں ایک حدیث نقل کی ہے جس میں جابر بن عبد اللہؓ نے فرمایا کہ:

" كنا نستمتع بالقبضة من التمر والدقيق، الأيام على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأبي بكر، حتى نهى عنه عمر، في شأن عمرو بن حريث"[3]

"کہ ہم ایک مٹھی کھجور یا ایک مٹھی آٹے کے عوض مقررہ دنوں کے لئے رسول اللہ ﷺ اور ابو بکرؓ کے زمانہ میں متعہ کر لیتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے عمرو بن حریث کے واقعہ کی

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/268؛ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 743۔

[2] ایضاً، 1/269؛ ایضاً۔

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 3416۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

وجہ سے متعہ سے منع فرمایادیا۔"

اس حدیث کی تشریح وتوضیح میں مولانامبارکپوریؒ ایک حدیث تحریر کرتے ہیں کہ:

"عن جابر قال : قدم عمرو بن حريث من الكوفة فاستمتع بمولاة،فأتى بهاعمر،وهى حبلى ،فسألها فقالت : استمتع بى عمروبن حريث ،فسأله فاخبره بذالک امراً ظاهراً،قال :فهلا غيرها؟ فذلک حين نهى عنها" [1]

"جابرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ عمرو بن حریث کوفہ سے آئے انہوں نے لونڈی سے فائدہ اٹھایااورہ حاملہ ہوگئی اس سے سوال کیاتواس نے کہاعمرو بن حریث میرے ساتھ لطف اندوز ہوئے عمرو بن حریث سے جب سوال کیاتب اس وقت ظاہری امر کی خبر دی۔۔۔"

شرح میں بیان کردہ حدیث سے عمرو بن حریث کے اصل قصہ کی وضاحت ہوگئی اور حضرت عمرؓ کا متعہ سے منع کرنے کی بھی وضاحت کردی۔ روایت جابرؓ سے پتہ چلتاہے کہ حضرت عمرؓ کا متعہ سے منع کرنا اجتھاد اور احتیاط کی وجہ سے تھالیکن یہ رائے درست نہیں ہے، صحیح بات یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کا متعہ سے منع کرنا رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے کی طرف ثبوت ہے کیونکہ ابن ماجہ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ:

"عن ابن عمرؓقال :لما ولى عمر خطب ،فقال ان رسول الله ﷺ اذن لنا فى المتعة ثلاثاً "

اسی طرح ایک اور حدیث نقل کی کہ:

"واخرج ابن المنذر والبيهقى عنه قال صعد عمر المنبر ،فحمدالله وأثنى على ثم قال ما بال رجال ينكحون هذه المتعة بعد نهى رسول الله ﷺ عنها۔"[2]

مولانامبارکپوریؒ نے صحیح مسلم کی حدیث کی شرح میں دیگر احادیث بیان کرکے مکمل وضاحت اور ابہام دور کردیے۔

مثال نمبر3: اسی طرح ایک اور مقام پر صاحب منۃ المنعم نے امام مسلمؒ کی الجامع الصحیح سے کتاب الفتن اشتراط الساعة کے باب قرب الساعة کی ایک حدیث کو نقل کیاہے کہ:

---

[1] مبارکپوری،منۃ المنعم،2/372۔

[2] ایضاً،2/372۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"عن أبي حازم، أنه سمع سهلا، يقول: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يشير بإصبعه التي تلي الإبهام والوسطى، وهو يقول: بعثت أنا والساعة هكذا"[1]

"حضرت ابو حازمؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے اپنے انگوٹھے کے قریب والی اور درمیانی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا مجھے اور قیامت کو اس طرح (اکٹھا) بھیجا گیا ہے۔"

اس حدیث میں لفظ ساعة اور آپ ﷺ کے یوں اشارہ کرنے کی توضیح کرتے ہوئے مولانا صفی الرحمنؒ رقمطراز ہے کہ (بعثت انا والساعة هكذا) میں الساعۃ سے مراد قیامت ہے یعنی قیامت اور میرے درمیان کوئی تقدیم و تاخیر نہیں ہے۔ بالکل ایسے ہی جیسے ان دو انگلیوں کے درمیان کا فاصلہ۔ اور ترمذی میں مستورد بن شداد الفھری سے روایت ملتی ہے کہ

"بعثت فی نفس الساعة ،فسبقتها كما سبقت هذه هذه، لاصبعيه السبابة و الوسطى"[2]

صحیح مسلم کی مذکورہ حدیث کی شرح میں ترمذی کی روایت نے قیامت اور آپ ﷺ کی انگلیوں سے تشبیہ دینے کی مزید وضاحت کر دی۔

3۔ اشعار کا بر محل استعمال

مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے احادیث میں موجود مشکل الفاظ کی وضاحت کے لئے بطور ثبوت آٹھ (08) مقامات پر اشعار کا ذکر کیا ہے جو کہ موصوف کے اشعار کے ساتھ ذوق اور لغت کی مہارت کا ثبوت ہے، بطور مثال چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے:

مثال نمبر 1: امام مسلمؒ نے ایک جگہ حدیث نقل کی ہے:

"عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: من خرج من الطاعة، وفارق الجماعة فمات، مات ميتة جاهلية، ومن قاتل تحت راية عمية يغضب لعصبة، أو يدعو إلى عصبة، أو ينصر عصبة، فقتل، فقتلة جاهلية، ومن خرج على أمتي، يضرب برها وفاجرها، ولا يتحاشى من مؤمنها، ولا يفي لذي عهد عهده،

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 7403۔

[2] مبارکپوی، منۃ المنعم، 4/387۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فليس مني ولست منه"[1]

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو اطاعت سے نکل گیا اور جماعت سے علیحدہ ہو گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا اور جس نے اندھی تقلید میں کسی کے جھنڈے کے نیچے جنگ کی کسی عصبیت کی بناء پر غصہ کرتے ہوئے عصبیت کی طرف بلایا یا عصبیت کی مدد کرتے ہوئے قتل کر دیا گیا تو وہ جاہلیت کے طور پر قتل کیا گیا اور جس نے میری امت پر خروج کیا کہ اس کے نیک و بد سب کو قتل کیا کسی مومن کا لحاظ کیا اور نہ کسی سے کیا ہوا وعدہ پورا کیا تو وہ میرے دین پر نہیں اور نہ میرا اس سے کوئی تعلق ہے۔"

اس حدیث کی شرح میں امام موصوفؒ (فقتلة جاهلية) کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس سے مراد اہل جاہلیت کا قتل ہے کیونکہ نہ تو یہ اللہ کے راستے میں، نہ اعلائے کلمۃ اللہ اور نہ ہی حق کے دفاع کے لیے قتل ہوا اور نہ ہی خود کے ساز و سامان کے دفاع کے لیے قتل ہوا بلکہ یہ اپنی قوم کے راستے میں قتل ہوا اسی لیے یہ قتل اہل جاہلیت کا قتل ہے یہاں تک کے کہنے والے نے کہا:

وما انا الا من غزية ان غوت غويت وان ترشد غزية أرشد[2]

مثال نمبر2: اسی طرح کتاب الامارة کی حدیث نقل کی جس میں عبداللہ بن عمرؓ واقعہ حرہ کے وقت عبداللہ بن مطیع کے پاس آئے اور حدیث بیان کی کہ جس نے امیر کی اطاعت سے ہاتھ نکال لیا وہ قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہو گی۔۔۔:

"جاء عبد الله بن عمر إلى عبد الله بن مطيع حين كان من أمر الحرة ما كان، زمن يزيد بن معاوية، فقال: اطرحوا لأبي عبد الرحمن وسادة، فقال: إني لم آتك لأجلس، أتيتك لأحدثك حديثا سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقوله: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من خلع يدا من طاعة، لقي الله يوم القيامة لا حجة له، ومن مات وليس في عنقه بيعة، مات ميتة جاهلية"[3]

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:4786۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/261۔

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:4793۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس حدیث مولانا موصوفؒ(عبداللہ بن مطیع) کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ:

عبداللہ بن مطیع بن اسود القرشی العدوی ہے، یہ یوم الحرۃ میں قریش کا قائد تھا جیسے اس دن عبداللہ بن حنظلۃ انصار کے قائد تھے اور یزید نے مسلم بن عقبۃ المری کو اہل مدینہ سے لڑائی کے لیے بھیجا اور عبداللہ بن مطیع بھاگ کر مکہ آگیا اور ابن زبیر کے ساتھ مل گیا ابن زبیر نے اس کو کوفہ پر استعمال کیا یہاں تک کہ مختار بن ابو عبید ثقفی نے اس کو یہاں سے نکالا اور ابن زبیر کا محاصرہ حجاج بن یوسف نے کیا اور اسے قتل کر دیا اور وہ یہ کہہ رہا تھا:

أنا الذی فررت یو م الحرة　　والحر لا یفر الی مرة

یا حبذا الکرة بعد الفرة　　لأ جزین فرةبکرة[1]

مذکورہ امثلہ سے واضح ہوا کہ مولانا مبارکپوریؒ نے دوران شرح اشعار کا استعمال یا تو الفاظ کی وضاحت کے لیے یا راوی کی وضاحت کے لیے یا پھر اگر متن حدیث میں موجود شعر کا کچھ حصہ بیان ہوا ہے تو آپؒ نے ان ابیات کو مکمل بیان کیا ہے جس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ شارح اس فن پر بھی مکمل عبور رکھتا ہے۔

4۔ عربی گرائمر سے استدلال

مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے دوران شرح الفاظ کی نحوی و صرفی توضیح بھی کی ہے۔ مگر آپ نے دوران شرح نحوی و صرفی توضیح بہت کم جگہ کی ہے۔

نحوی توضیح: ذیل میں نحوی توضیح کی چند ایک امثلہ بیان کی جاتی ہے:

مثال نمبر1: امام مسلمؒ نے الجامع الصحیح میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ

"عن ابن السمط، ولم یسم شرحبیل. وقال: إنه أتی أرضا یقال لها دومین من حمص علی رأس ثمانیة عشر میلا"[2]

ابن سمط سے روایت ہے اور انھوں نے شرحبیل کا نام لیا اور کہا: وہ حمص کی (دومین) نامی جگہ پر پہنچے جو اٹھارہ میل کے فاصلے پر تھی (اور وہاں نماز قصر پڑھی)۔

اس حدیث میں لفظ (حمص) کی نحوی توضیح بیان کرتے ہیں کہ:

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/263۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1585۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

بكسر فسكون، مدينة ومنطقة معروفة. غير منصرف - مع أنه ساكن الأوسط - لاجتماع العجمة والعلمية والتأنيث فيه.[1]

(حِمص) کسرہ اور سکون کے ساتھ ہے، مشہور شہر اور علاقہ ہے، یہ غیر منصرف ہے کیونکہ اس کے درمیان والا (یعنی م) ساکن ہے۔ غیر منصرف بوجہ عجمیت، علمیت اور تانیث کے اکٹھے ہونے سے ہے۔

مثال نمبر2: اسی طرح ایک اور حدیث امام مسلمؒ نے نقل کی ہے:

"عن جابر بن عبد الله قال: سمعته يقول: إن النبي صلى الله عليه وسلم قام يوم الفطر، فصلى. فبدأ بالصلاة قبل الخطبة. ثم خطب الناس. فلما فرغ نبي الله صلى الله عليه وسلم نزل. وأتى النساء. فذكرهن. وهو يتوكأ على يد بلال. وبلال باسط ثوبه. يلقين النساء صدقة"[2]

"حضرت جابرؓ بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ عید الفطر کے دن کھڑے ہوئے اور نماز سے ابتداء کی خطبہ سے پہلے پھر لوگوں کو خطبہ دیا جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو منبر سے اتر آئے اور عورتوں کے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ کے ہاتھ پر سہارا لگائے ہوئے ان کو نصیحت کی اور حضرت بلالؓ اپنا کپڑا پھیلانے والے تھے عورتیں اس میں صدقہ ڈالتی تھیں"

مولانا موصوفؒ اس حدیث میں لفظ (یلقین النساء) کی نحوی توضیح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

"الفعل بصيغة جمع المؤنث مع كون الفاعل اسما ظاهرا "[3]

"(یلقین النساء) میں فعل یلقین جمع مونث کے صیغہ کے ساتھ ہے اس لیے کہ فاعل اسم ظاہر ہے۔"

مثال نمبر3: اسی طرح ایک اور حدیث امام مسلمؒ نے نقل کی ہے:

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/438۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 2047۔

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/21۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"عن محمد بن المنكدر سمع جابر بن عبد الله قال: مرضت فأتاني رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبو بكر يعوداني ماشيان۔۔۔"[1]

"محمد بن منکدر سے روایت ہے کہ انہوں نے جابرؓ بن عبد اللہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں جب بیمار ہوا میرے پاس اللہ کے رسول ﷺ اور ابو بکرؓ میرے عیادت کو پیدل تشریف لائے"

اس حدیث میں (ماشیان) کی نحوی توضیح بیان کرتے ہیں کہ:

"(ماشيان)مرفوع بالألف والنون، على أنه خبر مبتدأه محذوف، أي وهما ماشيان"[2]

ماشیان الف اور نون کے ساتھ مرفوع ہے۔ یہ خبر ہے اور اس کا مبتدا محذوف ہے یعنی اصل میں هما ماشیان ہے۔

صرفی توضیح: کبھی کبھی دوران شرح الفاظ کی صرفی توضیح بھی کرتے ہیں جیسے:

مثال نمبر1: امام مسلمؒ نے کتاب الصلوۃ میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ

"عن أبي هريرة قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا كبر في الصلاة سكت هنية قبل أن يقرأ فقلت: يا رسول الله، بأبي أنت وأمي، أرأيت سكوتك بين التكبير والقراءة؟ ما تقول؟ قال: أقول: اللهم باعدبيني وبين خطاياي كما۔۔۔۔۔۔۔۔۔"[3]

"حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے تکبیر کہتے تو قراءات کرنے سے پہلے کچھ دیر سکوت فرماتے، میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ جو تکبیر اور قراءت کے درمیان آپ کی خاموشی ہے آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "میں کہتا ہوں: اللهم باعدبيني وبين خطاياي كما۔۔۔"

اس حدیث میں لفظ (هنية) کی صرفی توضیح کرتے ہیں کہ:

"وهي تصغير هنة، أصلها هنوة، فلما صغرت صارت هنيوة، فاجتمعت واو وياء،

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:4145۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/77۔

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1354۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فوجب قلب الواو ياء، فاجتمعت ياءان، فأدغمت إحداهما في الأخرى، فصارت هنية، "[1]

"یہ ھنہ کی تصغیر ہے اس کی اصل ھنوۃ ہے، جب اس کی تصغیر بنائی گئی تو ھنیوۃ ہو گیا، (و) اور (یا) جمع ہو گئے واو کو یا سے بدلا تو دو (یا) جمع ہو گئے تو ان میں سے ایک کو ادغام کیا اور (ھنیۃ) ہو گیا۔"

مثال نمبر2: اسی طرح ایک اور حدیث امام مسلمؒ نے نقل کی ہے:

"عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قطع سارقا في مجن قيمته ثلاثة دراهم"[2]

"حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چور کا ہاتھ ایک ایسی ڈھال کے بدلہ میں کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔"

اس حدیث میں لفظ (قیمته) کی صرفی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"وأصله قومة، فأبدلت الواو ياء لوقوعها بعد كسرة"[3]

"اس کی اصل قومۃ ہے واو کو یا سے بعد میں کسرہ آنے کی وجہ سے بدل دیا"

واحد و جمع: کبھی دوران شرح الفاظ کے واحد جمع کا بھی بیان کرتے ہیں جیسے:

مثال نمبر1: الجامع الصحیح لمسلمؒ میں حدیث ہے کہ:

"عن يحيى بن يزيد الهنائي قال: سألت أنس بن مالك عن قصر الصلاة، فقال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا خرج مسيرة ثلاثة أميال - أو ثلاثة فراسخ. شعبة الشاك - صلى ركعتين."[4]

---

[1] مبارکپوی، منۃ المنعم، 1/379۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:4406۔

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/136۔

[4] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1583۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"یحیی بن یزید الھنائی بیان کرتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک سے قصر نماز کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسخ کی مسافت میں سفر کرتے تو دو رکعت نماز پڑھتے۔ راوی شعبہ کو شک ہے کہ میل کا لفظ ہے یا فرسخ کا۔"

اس حدیث کی شرح میں لفظ فراسخ کے واحد کا بتاتے ہیں کہ: فراسخ جمع فرسخ [1]

مثال نمبر2: اسی طرح ایک اور حدیث امام مسلمؒ نے نقل کی ہے:

"عن إياس بن سلمة بن الأكوع، عن أبيه قال: كنا نصلي مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الجمعة. فنرجع وما نجد للحيطان فيئا نستظل به"[2]

"ایاس بن سلمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھتے تھے پھر ہم واپس ہوتے تو ہم دیواروں کا سایہ نہ پاتے جس کی وجہ سے ہم سایہ حاصل کرتے۔"

اس حدیث میں لفظ (حیطان) کے واحد بتاتے ہیں کہ: جمع حائط وهو جدار[3]

اس طرح اور بھی کئی مقامات پر الفاظ کے واحد اور جمع کے بارے میں بتایا واحد جمع کا بیان اکثر مقامات میں ملتا ہے۔ جیسے

- (بمروطهن) المروط جمع مرط[4]
- (سبعة ركب) بفتح الراء وسكون الكاف جمع راكب[5]
- (والرواء)، بكسر الراء ضد العطاش جمع ريان وريا[6]
- (بالدرق) بفتحتين جمع درقة[7]

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/437۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 1993۔

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/10۔

[4] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/405۔

[5] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/429۔

[6] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/431۔

[7] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/25۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

- (أفلاذ كبدها) الأفلاذ جمع فلذ ككتف، والفلذ جمع فلذة،[1]
- (خفاف الحقائب) خفاف جمع خفيف وخفيفة، والحقائب جمع حقيبة[2]
- (لغرمائه) جمع غريم[3]
- (كأمثال الثآليل) جمع ثؤلول[4]

5۔غریب الفاظ کی توضیح

مولانا مبارکپوریؒ منۃ المنعم میں صحیح مسلم کی تمام احادیث کی جامع شرح نہیں کرتے بلکہ بہت کم احادیث کی مفصل شرح بیان کرتے ہیں، اکثر احادیث کی مختصر شرح ہی بیان کرتے ہیں، جس میں حدیث کے مشکل الفاظ کی وضاحت بھی کرتے ہیں ذیل میں چند ایک امثلہ بیان کی جاتی ہیں:

مثال نمبر1: امام مسلمؒ نے الجامع الصحیح میں ایک روایت نقل کی ہے کہ:

"عن أبي موسى الأشعري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مثل المؤمن الذي يقرأ القرآن مثل الأترجة ريحها طيب وطعمها طيب، ومثل المؤمن الذي لا يقرأ القرآن مثل التمرة لا ريح لها وطعمها حلو."[5]

"حضرت ابو موسی اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس مومن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے ترنج (نارنگی) کی سی ہے جس کی خوشبو بھی عمدہ اور کھانا بھی عمدہ ہے، اور اس مومن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا اس کھجور کی سی ہے جس کی خوشبو نہیں ہے مگر ذائقہ شیریں ہے۔"

اس حدیث میں موجود لفظ (اترجۃ) کی تشریح کرتے ہوئے مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ لکھتے ہیں:

" ثمر شجر من جنس الليمون، وهو ثمر جامع لطيب الطعم والرائحة وحسن اللون.

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/102۔
[2] مبارکپوری، منۃ المنعم،، 2/276۔
[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/39۔
[4] مبارکپوری، منۃ المنعم، 4/51۔
[5] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1860۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

يشبه البطيخ، قال الحافظ: قيل: الحكمة في تخصيص الأترجة بالتمثيل دون غيرها من الفاكهة التي يجمع طيب الطعم والريح كالتفاحة، أنه يتداوى بقشرها، وهو مفرح بالخاصية، ويستخرج من حبها دهن له منافع، وقيل: إن الجن لا تقرب البيت الذي فيه الأترج، فناسب أن يمثل به القرآن الذي لا يقربه الشيطان، وغلاف حبه أبيض، فيناسب قلب المؤمن.." [1]

"ایسا درخت کا پھل جو لیموں کی جنس سے ہے اور ایسا پھل جو اچھا کھانا، خوشبو اور اچھے رنگ کا حامل ہے۔اس کی بطیخ یعنی تربوز سے تشبیہ ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ دوسروں پھلوں کے علاوہ اس پھل (اترجۃ) کو بطور مثال دینے کی حکمت یہ ہے کہ اس میں اچھے کھانا اور خوشبو، سیب کی طرح اکھٹے ہیں۔اس کے چھلکہ وہ اپنی خاصیت کے ساتھ طبیعت کو خوش کرنے والا ہے اور اس کے دانے سے تیل نکلتا ہے جو نفع بخش ہے۔یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جن اس گھر میں نہیں جاتے جس میں اترج (پھل) ہو اسی مناسبت سے اس کی مثال قرآن سے دی جائے کہ قرآن کے قریب شیطان نہیں جاتا اور اس کے دانے کا غلاف (خول) سفید ہے اسی مناسبت سے کہ وہ مومن کا دل (سے تشبیہ) ہے۔"

مثال نمبر2: امام مسلمؒ نے ایک اور جگہ پر الجامع الصحیح میں رافع بن خدیجؓ سے حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ کل ہمارا دشمن سے مقابلہ ہے اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا جس چیز سے بھی خون بہہ جائے جلدی کرنا اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس کو کھالینا اور سوائے دانت اور ناخن کے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشہ والوں کی چھری ہے۔ حضرت رافع بن خدیج فرماتے ہیں کہ مال غنیمت میں سے ہمیں اونٹ اور بکریاں ملیں ان میں سے ایک اونٹ بھاگا تو ایک آدمی نے اسے تیر مارا جس سے وہ اونٹ رک گیا تو آقا ﷺ نے فرمایا:

"إن لهذه الإبل أوابد كأوابد الوحش، فإذا غلبكم منها شيء فاصنعوا به هكذا."[2]

"ان اونٹوں میں سے کچھ اونٹ وحشی ہوتے ہیں اگر ان میں سے کوئی تمہارے قبضہ میں نہ آئے تو اس کے ساتھ یہی طریقہ اختیار کرو (یعنی تیر مار کر اسے روک لیا جائے)۔"

اس حدیث میں موجود لفظ (اوابد) کی توضیح کرتے ہوئے مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ لکھتے ہیں:

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/501۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:5092۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"جمع آبدة أي نوافر وشوارد، أي إن منها ما تنفر وتتوحش كما ينفر الوحش"[1]

"اوابد آبدہ کی جمع ہے یعنی دور ہونا اور بدک کر بھاگنا، معنی یہ ہوا کہ جانوروں میں سے جو بھاگتا اور وحشی ہو جاتا ہے۔"

مثال نمبر3: امام مسلمؒ نے اسی طرح کتاب الأدب میں ایک اور روایت نقل کی ہے کہ:

"قال قال رسول الله ﷺ يا أباذر إذا طبخت مرقة فاكثر ماءها وتعاهد جيرانك"[2]

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ابوذر جب تو سالن پکائے تو پانی زیادہ کر لیا کر اور اپنے پڑوسی کا خیال کیا کر۔"

اس حدیث میں موجود لفظ (مرقة) کی توضیح کرتے ہوئے مولانا مبارکپوریؒ لکھتے ہیں:

" هي ماء طبخ فيه اللحم ونحوه وتسميتها العامة شوربة"[3]

"وہ پانی جس میں گوشت کو پکایا جائے اور اس کا عام نام شوربہ رکھا گیا ہے۔"

مذکورہ بالا امثلہ سے معلوم ہوا کہ مولانا موصوفؒ نے دوران شرح غریب اور مشکل الفاظ کی وضاحت بھی کی اور اسی طرح گاہے بگاہے جہاں جہاں غریب الفاظ آتے ان کی تشرح و توضیح کے لیے آئمہ کے اقوال اور ماہرین لغت کے اقوال کو یکجا کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔

6۔ اصطلاحات علوم الحدیث کا تذکرہ اور احادیث پر حکم

مولانا صفی الرحمن مبارکپوری نے شرح میں کئی ایک مقامات پر علوم الحدیث کی اصطلاحات کا بھی اشارۃ ذکر کیا ہے جس سے مولانا کی حدیث اور اس کے علوم پر دلچسپی کا پتہ چلتا ہے، مثلا کبھی شرح کرتے ہوئے معلق، مرسل، معضل وغیرہ روایات کی نشاندہی کی ہے، اور وجہ بھی بیان کی اور اسناد پر بھی گفتگو کی۔ مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ حدیث بیان کرنے کے بعد بعض احادیث پر حکم بھی لگاتے ہیں، اور اس کی سند کی وضاحت بھی پیش کرتے ہیں۔

مثال نمبر1: امام مسلمؒ نے کتاب الطھارۃ میں روایت نقل کی ہے کہ:

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/324۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 6688۔

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 4/204۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"قال مسلم: وروى الليث بن سعد، عن جعفر بن ربيعة، عن عبد الرحمن بن هرمز، عن عمير مولى ابن عباس أنه سمعه يقول: أقبلت أنا وعبد الرحمن بن يسار مولى ميمونة زوج النبي صلى الله عليه وسلم حتى دخلنا على أبي الجهم بن الحارث بن الصمة الأنصاري، فقال أبو الجهم: أقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم من نحو بئر جمل، فلقيه رجل فسلم عليه"[1]

مندرجہ بالا حدیث کی توضیح میں مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ رقمطراز ہیں کہ:

"هذ ا حديث معلق لأن فيه انقطاعا من أول السند ، لأن مسلماًرحمه الله لم يدرک الليث "[2]

"یہ حدیث معلق ہے اس لیے کہ اس کی سند کے شروع میں انقطاع ہے اور امام مسلمؒ نے لیث کو نہیں پایا"

مثال نمبر2: اسی طرح کتاب الحج میں امام مسلمؒ نے روایت نقل کی ہے کہ:

"حدثنا شيبان بن فروخ، حدثنا همام، حدثنا عطاء، عن ابن عباس، أن النبي صلى الله عليه وسلم دخل الكعبة، وفيها ست سوار، فقام عند سارية، فدعا، ولم يصل"[3]

اس حدیث کی توضیح میں بیان کرتے ہیں کہ:

"فهو لا حديث عما شاهده بنفسه ،فحديثه مرسل صحابى ،ولا سبيل لروايته الا عن اسامة "[4]

"اس حدیث کے علاوہ کوئی اور اس کی شاہد نہیں ہے پس یہ حدیث صحابی کی مرسل ہے اور اسامہ کے علاوہ کوئی اور اس روایت کا طرق نہیں ہے۔"

مثال نمبر3: امام مسلمؒ نے ایک روایت نقل کی ہے:

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:822۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/248۔

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:3238۔

[4] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/328۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"حدثنا معاوية، (يعني ابن سلام)، حدثنا زيد بن سلام، عن أبي سلام قال: قال حذيفة بن اليمان: قلت: يا رسول الله، إنا كنا بشر فجاء الله بخير فنحن فيه، فهل من وراء هذا الخير شر؟ قال: نعم. قلت: هل وراء ذلك الشر خير؟۔۔۔۔"[1]

مندرجہ بالا حدیث میں عن ابی سلام کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"یہ میرے نزدیک مرسل ہے اس لیے کہ ابو سلام نے حذیفہ سے نہیں سنا"[2]

- اسی طرح مولانا مبارکپوریؒ دوران شرح حدیث کی توضیح کے لیے بطور استشہاد لانے والی احادیث کی صحت اور ضعف کی نشاندہی بھی کرتے ہیں جیسا کہ: امام مسلمؒ نے حدیث نقل کی ہے کہ:

"عن أبي هريرة قال: حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم ما بين لابتي المدينة. قال أبو هريرة: فلو وجدت الظباء ما بين لابتيها ما ذعرتها وجعل اثني عشر ميلا حول المدينة حمى."[3]

"ابو ھریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے دو پتھریلے کناروں کے درمیان کو حرم قرار دیا ہے۔ حضرت ابو ھریرۃؓ فرماتے ہیں کہ اگر میں مدینہ کے دو پتھریلے کناروں کے درمیانی حصہ میں ہرنیوں کو پاؤں تو میں انہیں ہراساں نہیں کروں گا اور آپ ﷺ نے مدینہ کے ارد گرد بارہ میل کو حرم قرار دیا ہے۔"

مولانا موصوفؒ نے مذکورہ حدیث کے معنی کی تائید میں ابو داؤد کی حدیث جو کہ عدی بن زید سے مروی ہے پیش کیا، عدی کہتے ہیں کہ حمى رسول الله ﷺ كل ناحية من المدينة بريدا بريدا، لا يخبط شجره ولا يعضد إلا ما يساق به الجمل.(رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے ہر طرف ایک ایک برید[4] محفوظ کر دیا نہ وہاں کا درخت کاٹا جائے گا اور نہ پتے توڑے جائیں گے مگر وہ اونٹ کے چارے کے لیے)[5]

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:4758۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/260۔

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:3333۔

[4] چاروں طرف (مشرق مغرب اور شمال جنوب کو ملا کل 4 برید ہوئے اور برید 4 فرسخ کا ہوتا ہے او ایک فرسخ تین میل کا یوں کل 48 میل ہوا)

[5] سلیمان بن اشعث السجستانی، سنن ابو داود (ریاض: دار السلام، 2009)، رقم الحدیث:2036۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ابو داؤ کی درج بالا حدیث کی صحت کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ:

" ولكنه حديث ضعيف، في إسناده سليمان بن كنانة، لم يعرفه أبو حاتم الرازي، ولم يذكره البخاري في تأريخه. وفي إسناده أيضا عبد الله بن أبي سفيان، وهو في معنى المجهول "[1]

"لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اس کی سند میں سلیمان بن کنانہ کو ابو حاتم رازیؒ نہیں پہچانتے اور نہ ہی امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں اس کا ذکر کیا اور اسی طرح اس کی سند میں عبد اللہ بن ابو سفیان ہیں اور وہ مجہول ہیں"

7۔ تعارض احادیث میں رفع تعارض کا اسلوب

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دو شرعی دلیلوں کے درمیان تعارض نہیں ہونا چاہے وہ شرعی دلائل قرآن کے آیت سے ہوں یا پھر آقا ﷺ کی احادیث ہوں۔ مگر کبھی کبھی بظاہر دو نصوص کے درمیان تعارض نظر آتا ہے اور وہ غور و حوض سے رفع نہیں ہوتا۔ اس کا دور نہ ہونا عقل کی وجہ ہے، اس لیے علماء نے ان ظاہری تعارض کو دور کرنے کے لیے تطبیق کی صورت میں حل بتایا تاکہ دونوں نصوص پر عمل ہو سکے یا پھر ترجیح کی صورت یا نسخ کی صورت سے ان تعارض کو دور کیا جاسکتا ہے۔ مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے دوران شرح صحیح مسلم میں موجود دو احادیث جو الفاظ سے بظاہر ایک دوسرے کے متعارض نظر آتی ہیں ان میں جمع کی صورت اختیار کی اور کبھی ترجیح کی صورت بھی اختیار کی ذیل میں چند ایک امثلہ اختصار کے ساتھ بیان کی جاتی ہیں:

مثال نمبر 1: امام مسلمؒ نے کتاب الصلوۃ میں نماز کی رکعات میں شک پڑ جانے پر احادیث نقل کی ہیں:

حدیث نمبر 1:"عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا شك أحدكم في صلاته فلم يدر كم صلى ثلاثا أم أربعا، فليطرح الشك وليبن على ما استيقن. ثم يسجد سجدتين قبل أن يسلم. فإن كان صلى خمسا شفعن له صلاته، وإن كان صلى إتماما لأربع كانتا ترغيما للشيطان"[2]

---

[1] مبارکپوی، منۃ المنعم، 2/354۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1272۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنی نماز میں شک کرے اور اسے معلوم نہ ہو کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تین یا چار۔ تو وہ شک کو چھوڑ دے اور جتنی رکعتوں پر اسے یقین ہے ان پر بنیاد رکے پھر سلام سے پہلے دو سجدے کرے اگر اس نے پانچ رکعتیں پڑھ لی ہیں تو یہ سجدے اس کی نماز جفت کر دیں گے اور اگر اس نے چار کی تکمیل کر لی تھی تو یہ سجدے شیطان کی ذلت کا سبب ہوں گے۔"

حدیث نمبر2:"عن علقمة قال: قال عبد الله صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم - قال إبراهيم: زاد أو نقص -، فلما سلم قيل له: يا رسول الله، أحدث في الصلاة شيء؟ قال: وما ذاك؟ قالوا: صليت كذا وكذا. قال: فثنى رجليه واستقبل القبلة فسجد سجدتين ثم سلم، ثم أقبل علينا بوجهه فقال: إنه لو حدث في الصلاة شيء أنبأتكم به، ولكن إنما أنا بشر أنسى كما تنسون، فإذا نسيت فذكروني. وإذا شك أحدكم في صلاته فليتحر الصواب، فليتم عليه ثم ليسجد سجدتين"[1]

"علقمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ (ابن مسعودؓ) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ ابراہیم نے کہا اس میں زیادتی یا کمی کر دی پھر جب آپ نے سلام پھیرا تو آپ سے عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا نماز میں کوئی تبدیلی آگئی ہے۔ آپ نے پوچھا وہ کیا ہے صحابہ نے عرض کیا آپ نے اس طرح نماز پڑھائی (راوی) کہتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے پاؤں موڑے اور قبلہ کی طرف رخ کیا دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر کے فرمایا اگر نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم نازل ہوتا تو میں تمہیں بتا دیتا لیکن میں تمہاری طرح کا انسان ہوں میں بھول بھی سکتا ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو لہذا جب بھول جایا کروں تو مجھے یاد دلایا کرو اور جب تم میں کسی کو اپنی نماز میں شک ہو تو خوب غور کرے پھر جو درست ہو اس کے مطابق نماز پوری کرے پھر دو سجدے کر کے سلام پھیر دے۔"

تعارض اور اسکا حل:

ان مندرجہ بالا دونوں احادیث میں بظاہر دو الگ الگ باتیں معلوم ہوتی ہیں پہلی حدیث جو ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے اس

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1274۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کو نماز کے بارے میں شک ہو کہ کتنی رکعات پڑھی ہیں تو وہ شک کو چھور کر یقین پر بنیاد رکھے یعنی اگر تین پڑھی ہے تو تین پر ہی یقین رکھ کر دو سجدے کرے۔ جبکہ دوسری حدیث جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کو اپنی نماز میں شک پیدا ہو جائے تو اسے صحیح کی طرف جستجو کرنا چاہیے پھر اس کے مطابق نماز مکمل کرے۔ مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے اس حدیث میں (فلیتحر) کا معنی ارادہ اور جستجو کے بتایا ہے یعنی اسے مراد ہے (رکعات کے بارے) میں چاہے وہ کم کا ہو یا زیادہ کا ہو گمان کرنا معلوم ہوتا ہے اور یہ پہلی حدیث سے معارض ہے کیونکہ پہلی حدیث میں شک پیدا ہونے پر کم (رکعات کی تعداد) پر یقین کر کے نماز ادا کرنا ہے۔ مولانا موصوف ان دونوں احادیث میں تعارض کو دور کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"وجمع بينهما بأن الحديث السابق في الشاك الذي لم يغلب على ظنه أحد الطرفين، ولم يترجح بعد التحري، فهو يبني على الأقل، وهذا الحديث فيمن ترجح عنده أحد الطرفين، فهو يبني على ما وقع عليه التحري."[1]

ان دونوں کے درمیان جمع یہ ہے کہ پہلی حدیث میں رکعات کی تعداد کم یا زیادہ میں سے کسی ایک گمان کرنے پر غالب نہیں آیا اور نہ ہی جستجو کے بعد (رکعات کی تعداد میں) کسی کو ترجیح دی اور یہ کم رکعات کی تعداد پر بنیاد بنائی گئی ہے اور دوسری حدیث میں جس نے شک پڑنے پر دونوں میں سے کسی کو ترجیح دی تو گویا جستجو کے بعد جو واقع ہوا اس پر بنیاد بنائی گئی ہے۔

اس سے مراد یہ ہے کہ جس نے نماز میں شک پیدا ہونے پر گمان کو غالب نہ کیا اور کم اور زیادہ کو ترجیح نہ دی تو وہ کم کو بنیاد بنا کر نماز مکمل کرے اور جس نے کم یا زیادہ ہو جانے پر ترجیح دی تو وہ جستجو کے بعد کسی ایک کو بنیاد بنا کر نماز ادا کرے۔

مثال نمبر2: امام مسلمؒ اپنی الجامع الصحیح میں درج ذیل دو احادیث لائے ہیں:

حدیث نمبر1: "عن عبد الله قال: لا يجعلن أحدكم للشيطان من نفسه جزءا، لا يرى إلا أن حقا عليه أن لا ينصرف إلا عن يمينه أكثر ما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم ينصرف عن شماله."[2]

"حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ کہا تم میں سے کوئی شخص اپنی ذات میں سے شیطان کا حصہ

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/362۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1638۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

نہ رکھے یہ خیال نہ کرے کہ اس پر لازم ہے کہ وہ نماز سے دائیں کے علاوہ کسی اور جانب سے رخ نہ موڑے میں نے رسول اللہ ﷺ کو اکثر دیکھا تھا آپ بائیں جانب سے رخ مبارک موڑتے تھے"

حدیث نمبر2:"عن السدي قال: سألت أنسا كيف أنصرف إذا صليت؟ عن يميني؟ أو عن يساري؟ قال: أما أنا فأكثر ما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم ينصرف عن يمينه."[1]

"سُدی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں حضرت انسؓ سے پوچھا جب میں نماز سے فارغ ہوں تو اپنا رخ کیسے موڑوں اپنی دائیں جانب یا بائیں جانب، انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ زیادہ تر دائیں طرف سے رخ پھیرتے دیکھا۔"

تعارض اور اسکا حل:

مندرجہ بالا دونوں احادیث کے الفاظ میں اختلاف نظر آتا ہے پہلی حدیث میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے بقول رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد اکثر بائیں جانب رخ مبارک موڑا کرتے تھے۔ جبکہ دوسری حدیث میں حضرت انسؓ کے بقول آپ ﷺ اکثر دائیں جانب رخ موڑا کرتے تھے۔ گویا بظاہر حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور حضرت انسؓ کی احادیث میں تعارض نظر آتا ہے، مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ ان احادیث کو جمع کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"والجمع بينهما أن النبي - صلى الله عليه وسلم - كان يفعل هذا تارة، وهذا تارة، فأخبر كل واحد بما اعتقد أنه الأكثر فيما يعلمه، فدل على جوازهما وأنه لا كراهة في واحد منهما. فالإمام ينصرف إلى جهة حاجته، والظاهر أن حاجته - صلى الله عليه وسلم - غالبا الذهاب إلى البيت، وبيته إلى اليسار، فلذلك كان يكثر انصرافه إلى اليسار، والله أعلم."[2]

ان دونوں کے درمیان جمع کی صورت یہ ہے کہ نبی ﷺ کبھی اس طرف (رخ) کیا کرتے تو کبھی اُس طرف، پس (صحابہ) میں سے ہر ایک نے اس کی خبر دی جو وہ جانتے تھے۔ یہ دونوں (طرف رخ) کے جائز ہونے پر دلالت کرتا ہیں اور ان میں سے کسی ایک میں بھی کوئی کراہت نہیں ہے پس امام اپنی ضرورت کے مطابق پھر جائے، اور آپ ﷺ کی ضرورت یہ تھی کہ

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1640۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/448۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

آپ نے گھر جانا ہوتا تھا اور آپ کا گھر بائیں جانب ہے اس لیے آپ ﷺ اکثر بائیں جانب پھرا کرتے تھے۔

مثال نمبر 3: امام مسلمؒ نے کتاب اللعان میں حدیث نقل کی ہے:

"عن محمد قال: سألت أنس بن مالك، وأنا أرى أن عنده منه علما، فقال: إن هلال بن أمية قذف امرأته بشريك ابن سحماء، وكان أخا البراء بن مالك لأمه، وكان أول رجل لاعن في الإسلام، قال: فلاعنها۔۔۔"[1]

"محمد سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا اور میرا یہ خیال تھا کہ ان کو زیادہ علم ہو گا اس لیے میں نے یہ پوچھا کہ حضرت ھلال بن امیہ نے اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ تہمت لگائی اور جو کہ حضرت برا بن مالک کے اخیافی بھائی تھے اور یہ پہلا آدمی تھا جس نے اسلام میں لعان کیا اور اس عورت سے لعان کیا۔۔۔"

تعارض اور اسکا حل:

مندرجہ بالا اس حدیث میں جس کے راوی محمد ہیں لعان کے بارے میں حضرت انسؓ سے سوال کیا تو حضرت انسؓ نے لعان کے بارے میں بتایا کہ ہلال بن امیہ پہلا شخص تھا جس نے لعان کیا جبکہ اس سے پہلی والی طویل حدیث (جو کہ سھل بن سعد الساعدی سے روایت ہے) میں عویمر عجلانی کا ذکر ہے جس نے عاصم کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور یہ پہلا شخص تھا جس نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ (أن لو وجد رجل مع إمراته رجلاءما ذا يفعل ؟)[2] اس سوال کے جواب پر آیت لعان نازل ہوئی اور اس نے اور اس کی بیوی نے لعان کیا۔ اس حدیث سے یہ واضح ہو گیا کہ یہ ہی پہلا شخص تھا جس نے آیت لعان کے بعد لعان کیا اور آیت لعان اس کے بارے میں نازل ہوئی، تو گویا انس بن مالکؓ والی حدیث میں پہلا شخص ہلال بن امیہ اور سھل بن سعد الساعدی والی حدیث میں عویمر عجلانی پہلا شخص جس نے لعان کیا، اس تعارض کو دور کرتے ہوئے مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ بیان کرتے ہیں:

"وجمع بينهما بأن عاصما سأل قبل النزول، ثم سأل عويمر، وقد ردهما رسول الله - صلي الله عليه وسلم -، ثم جاءه هلال بن أمية، فنزلت عند سؤاله، وعقب

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 3757۔

[2] ایضاً، رقم الحدیث: 3743

toobaa-elibrary.blogspot.com

ذلك جاء عويمر مرة ثانية، التي قال فيها: "إن الذي سألتك عنه قد ابتليت به" فوجد الآية قد نزلت في شأن هلال، فأعلمه - صلى الله عليه وسلم - بأنها نزلت فيه، لأنها نزلت في كل من وقع له ذلك. ولا تختص بهلال، وبذلك يكون هلال أول من لاعن في الإسلام، ويكون لعان عويمر متصلا به"[1]

ان دونوں کے درمیان جمع کی صورت یہ ہے کہ عاصم نے قبل النزول سوال کیا پھر عویمر نے سوال کیا ان دونوں کو آپ ﷺ نے لوٹا دیا پھر ہلال بن امیہ آئے اور ان کے سوال کے وقت یہ آیت نازل ہوئی اور پھر اس کے پیچھے چلتے ہوئے دوسری مرتبہ عویمر عجلانی آئے اور کہا(إن الذي سألتك عنه قد ابتليت به) آیت کو پایا جو ھلال کے بارے میں نازل ہوئی تھی پس آپ ﷺ نے اس آیت کے بارے میں خبر دی۔اس لیے کہ یہ آیت ہر اس شخص کے لیے نازل ہوئی جس کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا یہ ہلال کے ساتھ خاص نہیں ہے اس لیے ہلال پہلا شخص ہوا جس نے اسلام میں لعان کیا اور عویمر کا لعان اس کے متصل ہی ہے۔

دیگر کتب حدیث سے تعارض: مولانا صفی الرحمنؒ دوران شرح منۃ المنعم میں اگر کسی جگہ صحیح مسلم کی روایت دیگر کتب حدیث سے متعارض نظر آتی ہے تو صاحب شرح اس کی بھی مکمل توضیح کرتے ہیں اور ان کے درمیان جمع و تطبیق کی صورت بھی نکالتے ہیں جیسے:

مثال نمبر1: امام مسلمؒ نے روایت نقل کی ہے:

"أخبرني أبو الزبير، أنه سمع جابر بن عبد الله رضي الله عنهما يسأل عن المهل؟ فقال: سمعت أحسبه رفع إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: مهل أهل المدينة من ذي الحليفة، والطريق الآخر الجحفة، ومهل أهل العراق من ذات عرق، ومهل أهل نجد من قرن، ومهل أهل اليمن من يلملم"[2]

"ابو زبیر نے جابر بن عبد اللہؓ سے سنا ان سے مقام تلبیہ کے متعلق سوال کیا گیا حضرت جابرؓ نے کہا میں نے سنا۔میرا خیال ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کی۔ آپ ﷺ نے

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/463

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:2810۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فرمایا مدینہ والوں کا مقام تلبیہ ذوالحلیفہ ہے اور دوسرے راستے (سے آنے والوں کا) جحفہ ہے اہل عراق کا مقام تلبیہ ذاتِ عرق، نجد والوں کا قرن (منازل) اور یمن والوں کا یلملم ہے۔"

تعارض:

اس حدیث میں واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود اہل عراق کا مقام تلبیہ ذات عرق[1] رکھا ہے اور یہ کئی صحابہ کرامؓ سے مرفوع روایت کے ساتھ مروی بھی ہے۔ جبکہ بخاری کی ایک روایت جس میں لوگ حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اے امیر المومنین رسول اللہ ﷺ نے اہل نجد کے لیے قرن کو مقرر فرمایا ہے اور وہ ہمارے راستے سے ہٹا ہوا ہے۔ اگر ہم قرن کا ارداہ کرے تو ہمارے لیے مشکل ہوتا ہے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: فَانْظُرُوا حَذْوَهَا مِنْ طَرِيقِكُمْ فَحَدَّ لَهُمْ ذَاتَ عِرْقٍ[2] (اپنے راستے میں اس کے سامنے کوئی جگہ دیکھو اور ان کے لیے ذات عرق کو مقرر کر دیا)۔ مولانا موصوفؒ فرماتے ہیں کہ الجامع الصحیح لمسلمؒ کی روایت الجامع الصحیح لبخاریؒ کی روایت سے متعارض ہے اور ان کے درمیان جمع کی صورت نکالتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"وجمع بينهما بأن عمر رضي الله عنه لم يلغه الخبر فاجتهد فيه فأصاب ووافق السنة."[3]

ان دونوں کے درمیان جمع یہ ہے کہ عمرؓ کے پاس یہ خبر (رسول اللہ ﷺ نے میقات مقرر کیا ہے) نہیں پہنچی تھی پس آپؓ نے اجتہاد کیا اور سنت کو پہنچ گئے۔

مثال نمبر2: اسی طرح امام مسلمؒ نے کتاب الفرائض میں ایک حدیث نقل کی ہے:

عن البراء قال: آخر آية أنزلت من القرآن: {يستفتونك قل الله يفتيكم في الكلالة}[4]

"حضرت براءؓ روایت کرتے ہیں کہ قرآن کی آخری آیت جو نازل ہوئی وہ یہ ہے: يستفتونك

---

[1] یہ قرن منازل کے شمال سے 80 کلومیٹر بعد شام واقع ہے۔ اس جگہ میں عراق اور ایران سے آنے والے حجاج احرام باندھتے ہیں اس لیے اس کا نام ذات عرق رکھا گیا کہ اس میں ایک چھوٹی سے اونچی جگہ ہے جسے جبل صغیر بھی کہا جاتا ہے اور اب اس کا نام ضریبہ ہے، دیکھیے: مبارکپوری، منۃ المنعم (ریاض: دارالسلام، 1999)، 2/218۔

[2] بخاری،، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 1531۔

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/218۔

[4] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 4152۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

قل الله يفتيكم في الكلالة[1] (وہ آپ سے فتوی مانگتے ہیں کہہ دیجئے اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتوی دیتا ہے)"

تعارض:

اس حدیث مبارکہ میں قرآن کی آخری آیت کے بارے میں بتایا گیا کہ آخری آیت جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی وہ سورۃ النساء کی یہ آیت تھی: یستفتونك قل الله يفتيكم في الكلالة[2] جبکہ الجامع الصحیح بخاریؒ میں روایت موجود ہے کہ (آخر آية نزلت على النبي ﷺ آية الربا)[3] یعنی آپ ﷺ پر آخری آیت جو نازل ہوئی وہ آیت الربا تھی، یہ دونوں احادیث بظاہر متعارض نظر آتی ہیں مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے ان دونوں احادیث میں جمع کی صورت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ويجمع بينهما بأن الآخرية في آية النساء مقيدة بما يتعلق بالمواريث مثلا، بخلاف آية البقرة فإن فيها الإشارة إلى معنى الوفاة المستلزمة لخاتمة النزول."[4]

ان دونوں کو جمع یوں کیا جاتا ہے کہ سورۃ النساء کی آیت وراثت کے تعلق ہونے کی بنا پر مقید ہے، جبکہ سورۃ البقرۃ کی آیت آپ ﷺ کی وفات اور نزول کے خاتمہ کی طرف اشارہ ہے۔

8۔راجح و مرجوح کی نشاندہی

محدثین کے نزدیک اگر دو احادیث متعارض ہوں ان میں جمع کی صورت نہ نکل سکتی ہو تو اس صورت میں راجح و مرجوح کا طریقہ اپنایا جاتا ہے جس سے ایک حدیث کو دوسرے پر فوقیت مل جاتی ہے یہ ترجیح یا تو سند کے حوالے سے ہوتی ہے یا متن کے حوالے سے۔ سند کے حوالے سے یعنی کثیر الرواۃ روایت کو کم راویوں پر فوقیت دی جائے ان میں زیادہ حافظے والے کو کم پر اور متصل کو مرسل پر مقدم کیا جاتا ہے اسی طرح متن میں ترجیح اس طرح ہوتی ہے کہ باقی روایت اس نص کی گواہی دے۔ ڈاکٹر عبد الرؤف ظفر راجح و مرجوح کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

"راجح و مرجوح سے مراد جب دو متعارض حدیثیں جو برابر ہوں ان میں جمع ناممکن ہو اور ان میں

---

[1] النساء4:176۔

[2] النساء4:176۔

[3] بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:4544

[4] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/78۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

تقدم و تاخیر بھی ثابت نہ ہو تو اس صورت میں متن یا سند کے لحاظ سے ترجیح کسی ایک کو دی جاتی ہے جس حدیث کو عمل کے لیے ترجیح دیں گے وہ راجح کہلائے گی اور دوسری مرجوح کہلاتی ہے"[1]

اسی طرح مولانا مبارکپوریؒ نے دوران شرح صحیح مسلم کی احادیث جو متعارض نظر آتی ہیں ان میں اگر جمع ممکن نہیں ہے تو راجح و مرجوح سے اس کی نشاندہی کرتے ہیں ذیل میں چند ایک امثلہ اختصار کے ساتھ بیان کی جاتی ہیں:

مثال نمبر 1: امام مسلمؒ نے ایک حدیث نقل کی ہے:

"عن الصعب بن جثامة الليثي، أنه أهدى لرسول الله صلى الله عليه وسلم حمارا وحشيا وهو بالأبواء أو بودان، فرده عليه رسول الله ﷺ۔۔۔"[2]

"صعب بن جثامہ لیثیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو ایک زیبرا ہدیہ کے طور پر پیش کیا آپ ابواء یا ودان کے مقام پر تھے تو آپ ﷺ نے اسے واپس کر دیا۔"

مولانا موصوفؒ اس حدیث میں (حمارا و حشیا) کی تشریح و توضیح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ امام مالکؒ نے امام زہریؒ سے بھی انہیں الفاظ (حمارا و حشیا) کے ساتھ نقل کیا ہے۔ امام مالکؒ نے امام زہریؒ کے ساتھیوں میں سے نو (9) حفاظ سے اسی طرح الفاظ کو نقل کیا اور وہ حفاظ معمر و ابن جریج ،عبدالرحمن بن الحارث،صالح بن كيسان ،ليث ، ابن ابنی ذئب، شعيب بن ابی حمزه، يونس، محمد بن عمرو بن علقمه ہیں۔ ان تمام نے یہی الفاظ (حمارا و حشیا) کہے ہیں۔ جبکہ سفیان بن عیینہ اور دیگر نے درج ذیل الفاظ کے ساتھ روایت کو نقل کیا ہے:

ا۔حدثنا سفيان بن عيينه عن الزهری بهذا لاسناد وقال اهديت له من لحم حمار وحش [3]

٢ ۔ في رواية منصور، عن الحكم: أهدى الصعب بن جثامة إلى النبي صلى الله عليه وسلم رجل حمار وحش۔

٣۔وفي رواية شعبة، عن الحكم: عجز حمار وحش يقطر دما،

٤۔وفي رواية شعبة، عن حبيب: أهدي للنبي صلى الله عليه وسلم شق حمار وحش فرده[4]

---

[1] عبدالروف ظفر، التحدیث فی علوم الحدیث (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2000)، 175۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 2845۔

[3] ایضاً، رقم الحدیث: 2847۔

[4] ایضاً، رقم الحدیث 2849۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ترجیح: یعنی ان مختلف روایات میں کہیں لحم حمار وحش، رجل حماروحش، عجز حمار وحش اور شق حمار وحش کے الفاظ منقول ہیں جبکہ صعب بن جثامہ لیثیؓ کی روایت میں (حمارا و حشیا) کے الفاظ موجود ہیں مولانا ان مختلف روایات میں راجح و مرجوح کی نشاندہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: محققین کا ان روایات کے جمع کرنے میں اختلاف ہے ان میں سے بعض ترجیح کی طرف چلے ہیں پس انہوں نے امام مالکؒ اور ان کی موافقت روایات کو ترجیح دی اس لیے کہ اس کے رواۃ زیادہ قوی اور مضبوط ہیں اور کہا کہ آپ ﷺ کو زیبرا مکمل زیبرا ہدیۃً دیا تھا بعض نے کہا کہ وہ زندہ تھا۔ اس کے برعکس بعض نے لحم اور عضو والی روایت کو ترجیح دی اس لیے کہ اس کا راوی واقعہ کو زیادہ یاد رکھنے والا تھا حتی کہ اس نے اس وقت اس کو یاد رکھا جب خون گر رہا تھا اس لیے یہ امام مالکؒ کی روایت کے منافی نہیں ہے۔ اس اختلاف کو ختم کرنے کے لیے مولانا بیان کرتے ہیں کہ:

" فقد يطلق اسم الحيوان على جزء منه، ولأن سائر الروايات متفقة على أن الهدية كانت بعضا من أبعاض الحمار."[1]

تو گویا حیوان کا اطلاق اس کے جز پر بھی ہو گا اس لیے یہ ساری روایات اس بات پر متفق ہیں کہ ہدیہ جو تھا وہ حمار کے حصوں میں سے ایک حصہ ہی تھا۔

مثال نمبر2: امام مسلمؒ نے ایک حدیث نقل کی ہے:

"عن جابر قال لما أتى علي النبي صلى الله عليه وسلم، وقد أعيا بعيري قال: فنخسه فوثب، فكنت بعد ذلك أحبس خطامه لأسمع حديثه فما أقدر عليه، فلحقني النبي صلى الله عليه وسلم فقال: بعنيه. فبعته منه بخمس أواق، قال: قلت: على أن لي ظهره إلى المدينة، قال: ولك ظهره إلى المدينة. قال: فلما قدمت المدينة أتيته به فزادني وقية، ثم وهبه لي"[2]

"حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب نبی ﷺ میرے پاس آئے اور میرا اونٹ تھک چکا تھا تو آپ نے اسے کچوکا لگایا وہ اچھل پڑا اس کے بعد میں اس کی لگام کھینچتا تا کہ

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/226۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 4103۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

آپ ﷺ کی بات سنوں مگر وہ میرے قابو میں نہ رہا نبی ﷺ مجھے ملے اور فرمایا یہ مجھے بیچ دو میں نے پانچ اوقیہ کے عوض فروخت کر دیا اور اس شرط پر کہ مدینہ تک اس کی پیٹھ میری ہو گی آپ ﷺ نے فرمایا مدینہ تک اس کی پیٹھ تمہارے لیے ہو گی (حضرت جابرؓ) نے کہا جب میں مدینہ پہنچا تو آپ نے مجھے ایک اوقیہ زائد دیا پھر آپ نے مجھے (اونٹ) ہبہ کر دیا۔"

اس حدیث میں حضرت جابرؓ نے اپنے اونٹ کو رسول اللہ ﷺ کو پانچ اوقیہ میں فروخت کیا اور جب مدینہ تک سواری اس پر کی تو رسول اللہ ﷺ نے اونٹ اور ایک زاہد اوقیہ بھی حضرت جابرؓ کو دیا۔ جبکہ اس سے پہلے والی حدیث میں موجود ہے کہ آپ ﷺ نے میرے اونٹ کو ضرب لگائی اور وہ ایسے چلنے لگا جیسے پہلے کبھی نہ چلا تھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ:قال :بعنيه بوقية قلت لا ثم قال "بعنيه" فبعته بوقية (مجھے بیچ دو میں نے کہا نہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ "میرے پاس فروخت کر دو" میں نے ایک اوقیہ میں فروخت کر دیا)[1] یعنی پہلی حدیث میں ایک اوقیہ کے عوض جبکہ دوسری حدیث میں پانچ اوقیہ کے عوض فروخت کیا۔

ترجیح: تعارض کا سبب بیان کرتے ہوئے مولانا مبارکپوریؒ لکھتے ہیں کہ یہ دونوں احادیث ایک دوسرے کے متعارض نظر آتی ہیں ممکن ہے کہ بعض راویوں نے اس کو بالمعنی روایت کیا ہو اس لیے مکہ کی اصطلاح کے مطابق پانچ (05) اوقیہ کا ذکر کیا ہے کیونکہ مکہ والے ایک اوقیہ کا دس (10) درہم پر اطلاق کرتے ہیں تو یہ چار اوقیہ چالیس (40) درہم کے ہوئے جو کہ ایک اونٹ کی قیمت ہے اور جہاں تک تعلق ہے دوسرے ایک اوقیہ کا، وہ نقد قیمت ادا کرنے کے وقت زیادہ دیا تھا۔ اس تعارض کو دور کرنے کے لیے صاحب منۃ المنعم فرماتے ہیں کہ:

"وقد اختلفت الروايات في قدر الثمن اختلافا لا يمكن الجمع بينها ولو بقدر كبير من التعسف، فالسبيل هو الترجيح، وقد ذكر البخاري بعض هذه الاختلافات ثم قال: وقول الشعبي "بأوقية" أكثر، يعني فهو الراجح."[2]

قیمت کی قدر کے متعلق روایات میں بہت اختلاف ہے۔ اس کا جمع کرنا ممکن نہیں ہے اگرچہ زیادہ تعداد میں کلام میں تکلف سے کام لیا جاتا ہے، پس راستہ ترجیح کا ہی ہے۔ امام بخاریؒ نے ان اختلافات کو ذکر کیا پھر کہا کہ امام شعبیؒ کا قول اکثر ایک اوقیہ کا

---

[1] ایضاً رقم الحدیث:4098۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/67۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے یعنی ایک اوقیہ ہی راجح ہے۔

9۔الفاظ کے معنی کے تعیین میں اختلاف

مولانا صفی الرحمن مبارکپویؒ دوران شرح "منۃ المنعم" میں اگر کہیں معنی کے تعیین میں اختلاف ہے تو اس کو بھی ذکر کرتے ہیں چند ایک امثلہ درج ذیل ہیں:

مثال نمبر1: امام مسلمؒ نے روایت نقل کی ہے:

"عن أبي أنس أن عثمان توضأ بالمقاعد، فقال: ألا أريكم وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ ثم توضأ ثلاثا ثلاثا"[1]

"حضرت ابو انس سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے المقاعد کے پاس وضو کیا کہنے لگے کیا میں تمھیں رسول اللہ ﷺ کا وضو کر کے نہ دکھاؤں پھر ہر عضو کو تین تین بار دھویا۔"

اس حدیث میں لفظ (مقاعد) کے معنی کے تعیین میں اختلاف کو ذکر کرتے ہیں کہ یہاں اس سے مراد لینے میں اختلاف ہے:

١۔ فقيل: هي دكاكين عند دار عثمان بن عفان (یہ عثمان بن عفان کے گھر کے نزدیک دکانیں ہیں)

٢۔وقيل: درج (راستہ،خانہ)

٣۔وقيل: موضع بقرب المسجد، اتخذه للقعود فيه لقضاء حوائج الناس والوضوء ونحو ذلك (مسجد کے قریب ایک جگہ، یہ بیٹھنے کی وہ جگہ کہ اس کو لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے لیے اور وضوء کے لیے بنالی)"[2]

مثال نمبر2: اسی طرح ایک اور حدیث امام مسلمؒ نے نقل کی ہے جس میں جابر بن عبد اللہؓ جب بیمار ہوئے تو اللہ کے رسول ﷺ اور ابو بکرؓ ان کی عیادت کو تشریف لائے جابرؓ نے دریافت کیا:

"قلت: يا رسول الله، كيف أقضي في مالي؟ فلم يرد علي شيئا حتى نزلت آية الميراث: يستفتونك قل الله يفتيكم في الكلالة"[3]

"میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں اپنے مال کے بارے میں کیسے فیصلہ کروں آپ ﷺ

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:545۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/190۔

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:4145۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا حتی کہ وراثت کی آیت نازہوئی(يستفتونك قل الله يفتيكم في الكلالة[1])"

اس حدیث میں آیت وراثت میں لفظ (الکلالۃ) کے معنی کے تعیین میں اختلاف کو ذکر کرتے ہیں کہ الکلالۃ کے معنی میں اختلاف ہے:

١۔وهو أن لا يكون للميت ولد ولا والد. (میت کے لیے نہ باپ ہو اور نہ بیٹا)

٢۔فقيل: الميت هو الكلالة. (میت ہی کلالۃ ہے)

٣۔وقيل: الورثة هم الكلالة.(وارث کلالۃ ہیں)

٤۔ وقيل: المال هو الكلالة. (مال کلالۃ ہے)[2]

مثال نمبر3: اسی طرح امام مسلمؒ نے ایک اور حدیث نقل کی ہے:

"عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اختتن إبراهيم النبي عليه السلام وهو ابن ثمانين سنة بالقدوم."[3]

"حضرت ابو ھریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت ابراہیمؑ نے اسّی سال کی عمر میں قدوم سے ختنہ کیا"

اس حدیث میں لفظ (بالقدوم) کی توضیح کرتے ہیں کہ ق کے فتح کے ساتھ اور دال کی مضموم کے ساتھ ہے مگر صحیح بخاری کی روایت میں تشدید اور تخفیف میں اختلاف ہے، پھر مولانا موصوف معنی کے تعیین میں اختلاف کو ذکر کرتے ہیں کہ **القدوم** کے معنی میں اختلاف ہے:

١۔فقيل :اسم قرية بالشام او ثنية بالسراة(شام کی ایک بستی ہے یا اونچی جگہ میں راستہ کا نام ہے)

٢۔ اسم آلة النجار(بڑھئی کے آلہ کا نام ہے)[4]

اور اس میں راجح یہی ہے کہ یہ برھئی کے آلہ کا نام ہے۔

---

[1] النساء4:176۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/76۔

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:6141۔

[4] مبارکپوری، منۃ المنعم، 4/63۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فصل سوم: متن حدیث میں صاحب شرح کا انفرادی اسلوب و منہج

1۔صاحب منۃ المنعم کا مسائل بیان کرنے میں منہج

مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے دوران شرح احادیث میں موجود مسائل کی بھی توضیح کی، ایک مسئلہ سے متعلق مختلف آئمہ کی آراء یا اگر ان میں کوئی اختلاف ہوتا تو اس کو ذکر کرتے۔ یہ منہج قاری کو مسائل سمجھنے میں آسانی پیدا کرتا ہے۔ ذیل میں چند ایک امثلہ اختصار کے ساتھ بیان کی جاتی ہیں:

اختلاف کو ذکر کرنا:

مثال نمبر 1: امام مسلم نے الجامع الصحیح میں ایک حدیث نقل کی ہے۔

"عن ابن عمر رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن الوصال، قالوا: إنك تواصل قال: إني لست كهيئتكم، إني أطعم وأسقى"[1]

"حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صوم وصال سے منع فرمایا ہے صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین نے عرض کیا کہ آپ تو وصال کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں کیونکہ مجھے تو کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔"

اس حدیث میں صوم وصال سے منع کرنے کی توضیح میں فقہاء کے اختلاف کو نقل کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ:

"هو صوم يومين فصاعدا من غير أكل أو شرب بينهما، وقد اختلفوا في النهي الوارد عنه، فذهب أهل الظاهر إلى أنه للتحريم، وهو الراجح عند الشافعية، وذهب مالك وأحمد وأبو حنيفة إلى أن الوصال غير محرم، بل هو مكروه تنزيها، وهو قول للشافعية، وذهب جماعة من السلف إلى جوازه مطلقا. وقيل: محرم في حق من يشق عليه، ويباح لمن لا يشق عليه."[2]

یہ روزہ بغیر کھائے اور پیئے دو دن کا اکھٹا روزہ ہے اس کے منع کرنے میں فقہاء نے اختلاف کیا۔ اہل ظاہر اس کی تحریم کی طرف گئے ہیں اور شافعیہ کے نزدیک یہی راجح ہے، امام مالکؒ، امام احمدؒ اور امام ابو حنیفہؒ کا یہ مذہب ہے کہ وصال حرام نہیں ہے بلکہ

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 2563۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/157۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مکروہ تنزیہی ہے اور یہی شافعیہ کا قول ہے۔ سلف کی ایک جماعت اس کے مطلقاً جائز ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے اور کہا گیا کہ یہ اس شخص کے لیے حرام ہے جس کے لیے دشوار ہو اور اس شخص کے لیے جائز ہے جس پر دشوار نہیں ہے۔

مثال نمبر2: امام مسلمؒ نے ایک طویل حدیث نقل کی ہے کہ:

"عن فاطمة بنت قيس أن أبا عمرو بن حفص طلقها البتة وهو غائب، فأرسل إليها وكيله بشعير فسخطته، فقال: والله ما لك علينا من شيء، فجاءت رسول الله صلى الله عليه وسلم، فذكرت ذلك له، فقال: ليس لك عليه نفقة فأمرها أن تعتد في بيت أم شريك۔۔۔۔"[1]

" فاطمہ بنت قیسؓ سے روایت ہے کہ ابو عمرو بن حفصؓ نے انہیں طلاق بتہ دے دی، اور وہ خود موجود نہ تھے، ان کے وکیل نے ان کی طرف سے کچھ جَو بھیجے، تو وہ اس پر ناراض ہوئیں، اس (وکیل) نے کہا: اللہ کی قسم! تمہارا ہم پر کوئی حق نہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں، اور اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: اب تمہارا خرچ اس کے ذمے نہیں اور آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ام شریک (رض) کے گھر میں عدت گزاریں۔۔۔۔۔"

مولانا موصوفؒ نے مندرجہ بالا حدیث کی شرح میں نفقہ اور سکونت پر بحث کرتے ہوئے فقہاء کے اختلاف کو نقل کیا کہ آیا کہ اس معاملے میں نفقہ اور سکونت مرد کے ذمہ ہے یا نہیں، مولانا بیان کرتے ہیں:

"فقد اختلف العلماء فيها على ثلاثة أقوال. فقال الإمام أحمد وعامة أهل الحديث: إن المطلقة ثلاثا لا سكنى لها ولا نفقة، وقال الإمام أبو حنيفة وآخرون: لها السكنى والنفقة، وقال الإمام مالك والشافعي: تحب لها السكنى، ولا نفقة لها"[2]

علماء کے اس میں تین اقوال ہیں اور تینوں پر ہی اختلاف ہے۔ امام احمدؒ اور عام اہل الحدیث نے کہا کہ مطلقہ جسے تین طلاقیں ہو چکی ہو اس کے لیے نہ سکونت ہے اور نہ ہی نفقہ۔ امام ابو حنیفہؒ اور بعض دوسروں نے کہا کہ اس کے لیے سکونت اور نفقہ ہے۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے سکونت کو پسند کیا اور کہا کہ نفقہ نہیں ہے۔

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 3697۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/446۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مثال نمبر3: امام مسلمؒ نے ایک طویل حدیث نقل کی ہے کہ:

"عن فضالة بن عبيد قال: اشتريت يوم خيبر قلادة باثني عشر دينارا فيها ذهب وخرز، ففصلتها فوجدت فيها أكثر من اثني عشر دينارا، فذكرت ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال: لا تباع حتى تفصل."[1]

"فضالہ بن عبید سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے خیبر کے دن بارہ دینار میں ایک ہار خریدا، اس میں سونا اور نگینے تھے۔ میں نے انہیں الگ الگ کیا تو مجھے اس میں بارہ دینار سے زیادہ مل گئے، میں نے اس بات کا تذکرہ نبی ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: "اسے الگ الگ کرنے سے پہلے فروخت نہ کیا جائے۔"

اس حدیث میں (لاتباع حتی تفصل) کے ضمن میں فقہاء کے اختلاف کو نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

"فيه أنه لا يجوز بيع ذهب مع غيره بذهب حتى يفصل، فيباع الذهب بوزنه ذهبا، ويباع الآخر كما شاؤوا. واليه ذهب الشافعي وأحمد وإسحاق. وقال أبو حنيفة: يجوز بيعه بأكثر مما فيه من الذهب، ولا يجوز بمثله ولا بدونه."[2]

مولانا مبارکپوریؒ فرماتے ہیں کہ یہ جائز نہیں کہ سونے کو کسی اور چیز (سونے کے علاوہ) کے ساتھ بیچا جائے یہاں تک کہ وہ علیحدہ کر لیا جائے۔ پس سونے کو سونے کے وزن میں ہی بیچا جائے جبکہ دوسری چیز جو سونے سے الگ کی ہے اس کو جیسے چاہے بیچا جائے۔ اس مسلک کو امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور امام اسحقؒ نے اختیار کیا۔ امام ابو حنیفہؒ نے کہا اس کا بیچنا اس وقت جائز ہے جب سونا ان میں زیادہ ہو۔ اور اگر سونا دوسری چیزوں کے مثل یا اس سے کم ہو تو بیچنا جائز نہیں۔"

مثال نمبر4: اسی طرح امام مسلمؒ نے الجامع الصحیح میں ایک روایت نقل کی:

"عن ابن عباسؓ أن رسول الله ﷺ قضى بيمين و شاهد"[3]

"ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قسم اور گواہ کے ساتھ فیصلہ کیا۔"

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:4076۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/59۔

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:4472۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے قسم اور گواہ کے ساتھ فیصلہ کیا۔ مولانا موصوفؒ اس حدیث میں قسم کے ساتھ ایک گواہ کے بارے میں فقہاء کے اقوال کو نقل کرتے ہیں کہ آیا کہ ایسا کن صورتوں میں جائز ہے، یوں رقمطراز ہیں:

"وذلك حينما لم يكن للمدعي إلا شاهد واحد، فقبل يمين المدعي بدل الشاهد الآخر، وإليه ذهب مالك والشافعي، وأحمد وإسحاق وجمهور الأمة، فقالوا بجواز الحكم بالشاهد الواحد واليمين في الأموال، وأما في غير الأموال فقالوا: لابد من شاهدين، وأما أبو حنيفة فقال: لابد من شاهدين سواء كانت الدعوى في الأموال أو في غير الأموال"[1]

یہ اس وقت ہے جب مدعی کے لیے ایک ہی گواہ ہو۔ پس مدعی کی قسم دوسرے گواہ کی جگہ پر قبول کی جائے گی۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اسی طرف گئے ہیں، امام احمدؒ، امام اسحاقؒ اور جمہور نے کہا کہ مال میں قسم اور ایک گواہ کا ہونا ضروری ہے اور غیر اموال میں دو گواہ ہونا ضروری ہے۔ اور امام ابو حنیفہؒ نے کہا دو گواہ ہونا ضروری ہے چاہے دعوی مال کا ہو یا مال کے علاوہ کا۔

2۔ غزوات و سرایا، اہم اماکن اور ایام کی توضیح

اس شرح کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں غزوات و سرایا کا تفصیلی بیان ہے کیونکہ مولانا موصوفؒ سیرت کے شہسوار تھے اور اسی کے پیش نظر جہاں بھی غزوات یا سرایا کا ذکر آیا تو اس کی خوب سیر حاصل گفتگو کی۔ اس کے علاوہ وہ اماکن جن کا تذکرہ صحیح مسلم کی احادیث میں موجود ہے۔ مولانا مبارکپوریؒ نے دوران شرح ان مقامات کی گاہے بگاہے وضاحت بھی کی ہے، نا صرف ان مقامات کی توضیح کی ہے بلکہ ان مقامات سے متعلقہ جدید معلومات بھی فراہم کی ہے، تاکہ ان معلومات جدیدہ سے قاری کی رہنمائی ہو سکے اور احادیث میں موجود اماکن کی توضیح ہو سکے۔ ذیل میں چند ایک امثلہ بیان کی جاتی ہے۔

صحیح مسلم کی احادیث میں جن غزوات کا ذکر آیا ہے مولانا موصوفؒ نے دوران شرح اس کی وضاحت کی اور اس سے متعلقہ جدید معلومات بھی فراہم کی جیسے:

مثال نمبر 1: امام مسلمؒ نے کتاب النکاح میں ابو سعید الخدریؓ سے ایک حدیث روایت کی ہے کہ:

"أن رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم حنين، بعث جيشا إلى أوطاس، فلقوا

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/155۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

عدوا فقاتلوهم فظهروا عليهم، وأصابوا لهم سبايا۔۔"[1]

"حنین کے دن رسول اللہ ﷺ نے اوطاس کی جانب ایک لشکر بھیجا، ان کا دشمن سے سامنا ہوا، انہوں نے ان سے لڑائی کی، پھر ان پر غالب آ گئے اور ان میں سے کنیزیں حاصل کرلیں۔۔۔۔"

اس حدیث کی تشریح میں غزوہ حنین کا تذکرہ آیا ہے مولانا موصوفؒ نے اس میں غزوہ حنین کی تصریح اور جدید معلومات سے آگاہ کرتے ہوئے بیان کیا کہ:

"غزوة حنين وقعت في شوال سنة ثمان من الهجرة على إثر فتح مكة، وحنين واد في طريق الطائف القديم على بعد ستة وعشرين كيلومترا من مكة شرقا"[2]

مثال نمبر2: اسی طرح کتاب الغنیمۃ والفیء میں حضرت عمر بن خطابؓ سے طویل حدیث مروی ہے جس کی مختصر عبارت یہ ہے کہ:

"قال: لما كان يوم بدر نظر رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى المشركين وهم ألف، وأصحابه ثلاثمائة وتسعة عشر رجلا، فاستقبل نبي الله صلى الله عليه وسلم القبلة۔۔۔۔"[3]

"کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر کے دن مشرکین کی طرف دیکھا تو وہ ایک ہزار تھے اور آپ ﷺ کے صحابہ تین سو انیس تھے اللہ کے نبی ﷺ نے قبلہ کی طرف منہ فرما کر اپنے ہاتھوں کو اٹھایا۔۔۔۔"

اس حدیث کی تشریح میں غزوہ بدر کا تذکرہ آیا ہے مولانا موصوفؒ نے اس میں غزوہ بدر کی تصریح اور جدید معلومات سے آگاہ کرتے ہوئے بیان کیا کہ:

"هو أول معركة فاصلة بين رسول الله - صلى الله عليه وسلم - والمشركين، وقعت في 17 من رمضان سنة اثنتين يوم الجمعة، انهزم فيها المشركون شر هزيمة، قتل

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1456۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/417۔

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:4588۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

منهم سبعون فيهم سراتهم وكبارهم، وأسر سبعون، وبدر موضع معروف على بعد 155 كيلومترا غرب جنوبي المدينة"[1]

"وہ پہلا معرکہ جو رسول اللہ ﷺ اور مشرکین کے درمیان فرق کرنے والا تھا، یہ سترہ رمضان دو ھجری کو جمعۃ کے دن ہوا، مشرکین کو بری طرح شکست ہوئی ان کے کبائر اور سردار ستر مارے گئے اور ستر ہی قید ہوئے اور بدر مدینہ کے جنوب مغرب 155 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔"

اماکن کی وضاحت: امثلہ درج ذیل ہیں:

مثال نمبر 1: امام مسلمؒ نے اپنی الجامع الصحیح میں کتاب الطھارۃ کے باب التیم و انه ضربة واحدة للوجه والكفين میں ایک حدیث لے کر آئے ہیں جس میں حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں:

" خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في بعض أسفاره حتى إذا كنا بالبيداء أو بذات الجيش انقطع عقد لي فأقام رسول الله ﷺ على التماسه، وأقام الناس معه وليسوا على ماء، وليس معهم ماء--------"[2]

"کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں نکلے جب ہم بیداء کے مقام یا ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ گیا تو رسول اللہ ﷺ اس کے تلاش کرنے کے لیے رک گئے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی آپ ﷺ کے ساتھ اسی جگہ ٹھہر گئے جہاں پانی نہ تھا اور نہ ان کے پاس پانی تھا-----"

مندرجہ بالا طویل حدیث میں صاحب منۃ المنعم نے (مقام بیداء یا ذات الجیش) کی توضیح کچھ اس طرح سے کی کہ:

"البيداء: أرض جرداء جنوب ذي الحليفة متصلة بها، وقد أنشئت فيها اليوم عمائر ومباني. وذات الجيش - ويقال لها أولات الجيش - موضع على بعد نحو 24 كيلومترا في غرب جنوب المدينة بعد البيداء، وهو أحد منازل رسول الله - صلى الله عليه وسلم - إلى بدر."[3]

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/190۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، 816۔

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/246۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

بیداء: وہ چٹیل زمین ہے جو ذوالحلیفہ کے جنوب میں ہے اور اس کے ساتھ متصل ہے، اور اس میں یوم عمائر اور مبانی (شرافتوں اور عزتوں والا دن) کی ابتداء ہوئی، اور ذات الجیش کو اولات الجیش بھی کہا جاتا ہے اور یہ مدینہ کے جنوب مغرب میں مقام بیداء کے 24 کلو میٹر بعد میں ہے۔ یہ بدر کی طرف رسول اللہ ﷺ کے ٹھہرنے کی جگہ میں سے ایک جگہ ہے۔

یہاں صاحب منۃ المنعم نے مقام بیداء کی توضیح کے دوران جدید معلومات سے بھی فراہم کی۔

مثال نمبر 2: اسی طرح امام مسلمؒ نے اپنی الجامع الصحیح میں کتاب الصلوۃ کے باب الجهر بقراءة صلاة الصبح میں ایک حدیث لے کر آئے ہیں جس میں ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں:

"ما قرأ رسول الله صلى الله عليه وسلم على الجن وما رآهم، انطلق رسول الله صلى الله عليه وسلم في طائفة من أصحابه عامدين إلى سوق عكاظ وقد حيل بين الشياطين وبين خبر السماء، وأرسلت عليهم الشهب، فرجعت الشياطين إلى قومهم فقالوا: ما لكم؟----"[1]

"نہ رسول اللہ ﷺ نے جنات کے سامنے قرآن پڑھا اور نہ ان کو دیکھا تھا، رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی جماعت میں عکاظ کے بازار کا ارادہ کرکے جارہے تھے اور شیطانوں اور آسمانی خبروں کا درمیان واسطہ بند ہو گیا اور ان پر آگ کے شعلے برسائے جانے لگے تو شیطان اپنی قوم کی طرف واپس آئے تو انہوں نے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے----"

مولانا موصوفؒ مندرجہ بالا حدیث میں مقام (سوق عکاظ) کی تصریح کرتے ہوئے یوں بیان کیا کہ:

"عكاظ كغراب، موضع بين نخلة والطائف، كانت تقام به سوق في الجاهلية، تبدأ من هلال ذي القعدة وتستمر عشرين يوما تجتمع خلالها قبائل العرب فتتناشد وتتفاخر، وكانت من أشهر أسواق الجاهلية، وكان النبي - صلى الله عليه وسلم - يقصدها لتبليغ دين الله."[2]

عکاظ جیسے غُراب ہے، یہ نخلہ اور طائف کے درمیان جگہ ہے یہاں جاہلیت میں بازار لگا کرتے جس کی ابتداء ذوالقعدہ کے چاند سے ہوتی اور بیس دن جاری رہتا اس دوران عرب کے قبائل جمع ہوتے اور ایک دوسرے کے سامنے اشعار پڑھتے اور فخر

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 1006۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/296۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرتے اور رسول اللہ ﷺ اس دن اللہ کے دین کے تبلیغ کا ارادہ کرتے۔ یہاں صاحب شرح نے مقام عکاظ کی توضیح کی ہے۔

مثال نمبر 3: اسی طرح امام مسلمؒ نے کتاب الصیام میں حدیث لائے ہیں جس میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال رمضان میں نکلے تو آپ نے روزہ رکھا جب آپ کدید کے مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ نے روزہ افطار کر لیا (راوی نے کہا) کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ کے ہر نئے سے نئے حکم کی پیروی کیا کرتے تھے۔[1]

اس حدیث کی تشریح کے دوران صاحب منۃ المنعمؒ نے مقام (کدید) کے بارے میں جدید معلومات یوں فراہم کی کہ:

"موضع قرب عسفان. قال البكري: هو بين أمج - بفتحتين وجيم - وعسفان، وهو ماء عليه نخل كثير. انتهى. ويقع كديد على بعد اثنين وتسعين كيلومترا شمال مكة على طريق المدينة"[2]

کدید عُسفان کے قریب جگہ ہے البکری نے کہا کہ یہ اَمج[3] اور عسفان کے درمیان واقع ہے اور وہ پانی ہے جس پر بہت سارے کھجور کے درخت ہے اور کدید مدینہ کے راستے پر مکہ کے شمال کی طرف 92 کلو میٹر کے بعد واقع ہے۔

مثال نمبر 4: اسی طرح الجامع الصحیح لمسلمؒ کی ایک اور حدیث جو کہ ابن عباسؓ سے ہی مروی ہے کہ:

"وقت رسول الله صلى الله عليه وسلم لأهل المدينة ذا الحليفة، ولأهل الشام الجحفة، ولأهل نجد قرن المنازل، ولأهل اليمن يلملم---"[4]

"رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ والوں کے لیے میقات ذوالحلیفہ مقرر کیا، شام والوں کے لیے میقات جحفہ، نجد والوں کے لیے قرن اور یمن والوں کے لیے یلملم کو میقات مقرر کیا۔"

اس حدیث میں مقام (ذوالحلیفہ) کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"موضع في جنوب غرب المدينة على بعد تسعة كيلو مترات عند سفح جبل عير الغربي بوادي العقيق، يعرف الآن بأبيار علي، والحليفة

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 2604۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/166۔

[3] بلد من اغراض المدینہ (مدینہ کے آس پاس کا علاقہ ہے)۔

[4] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 2803۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

تصغير الحلفة، بفتحات، اسم نبت معروف "[1]

ذوالحلیفۃ مدینہ کے مغربی جنوب میں نوے کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے جو کہ وادی عقیق کے مغربی جبل عیر کے دامن کے قریب ہے جو کہ اب ابیار علی کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ جبکہ حلیفۃ جو حَلَفۃ کی تصغیر ہے وہ معروف پودے کا نام ہے۔ اسی حدیث میں مقام جحفہ، قرن منازل اور یلملم کے بارے میں جدید معلومات سے آگاہ کیا۔

مثال نمبر5: امام مسلمؒ کتاب المغازی میں ابو اسحاق سے ایک حدیث روایت کی ہے کہ:

"عن أبي إسحاق قال: سمعت البراء بن عازب يقول: كتب علي بن أبي طالب الصلح بين النبي صلى الله عليه وسلم وبين المشركين يوم الحديبية۔۔۔"[2]

"ابو اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے براء بن عازب سے سنا وہ کہتے کہ علی بن ابو طالب نے حدیبیہ کے دن نبی ﷺ اور مشرکین کے درمیان صلح کے لیے خط لکھا۔۔۔"

اس حدیث میں مولانا موصوفؒ مقام (حدیبیہ) کی توضیح بیان کرتے ہیں کہ:

"موضع في طريق جدة على بعد عشرين كيلومترا من مكة غربا، يعرف الآن بالشميسي"[3]

حدیبیہ جدہ کے راستے میں مکہ کے مغرب سے بیس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے، اب موجودہ شمیسی کے نام سے جانا جاتا ہے۔

- اسی طرح اگر کبھی ایسے مقامات جو ہم نام ہیں مگر مختلف ہیں تو ان کی توضیح بھی کسی خاص پہلو سے کرتے ہیں کہ جیسے کتاب الأضاحی میں امام مسلمؒ ایک حدیث لائے ہیں جو رافع بن خدیج سے مروی ہے کہ:

"كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بذي الحليفة من تهامة، فأصبنا غنما وإبلا، فعجل القوم فأغلوا بها القدور، فأمر بها فكفئت، ثم عدل عشرا من الغنم بجزور"[4]

"ہم تہامہ کے مقام ذوالحلیفہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ تو ہمیں بکریاں اور اونٹ

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/215۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:4629۔

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/209۔

[4] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:5093۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

حاصل ہوئے تو لوگوں نے جلد بازی کی اور ہانڈیاں چڑھادیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور ان ہانڈیوں کو الٹ دیا گیا۔ پھر آپ نے دس بکریوں کو ایک اونٹ کے مساوی قرار دیا"

اس حدیث میں مقام (ذوالحلیفۃ) کی توضیح یوں بیان فرمائی کہ:

"ليس هذا بذي الحليفة المعروف قرب المدينة، والذي هو ميقات الحج والعمرة لأهل المدينة، بل هو موضع آخر قرب مكة في الطريق إلى الطائف"[1]

یہ ذوالحلیفہ وہ نہیں ہے جو مدینہ کے قریب ہے، جو مدینہ والوں کے لیے حج اور عمرۃ کا میقات ہے، بلکہ وہ جگہ ہے جو طائف جاتے ہوئے مکہ کے قریب ہے۔

ایام کی وضاحت: صحیح مسلم کی احادیث میں جن ایام کا ذکر آیا ہے مولانا موصوفؒ نے دوران شرح اس کی بھی وضاحت کی اور اس سے متعلقہ جدید معلومات بھی فراہم کی جیسے:

مثال نمبر1: امام مسلمؒ "الجامع الصحیح" میں ایک حدیث نبیشة الهذليؓ سے لائے ہیں کہ:

"قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيام التشريق أيام أكل وشرب."[2]

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایام التشریق کھانے پینے کے دن ہیں"

اس حدیث کی توضیح میں ایام التشریق کی وضاحت کی ہے کہ

"هي ثلاثة أيام بعد يوم النحر، سميت بذلك لأن لحوم الأضاحي تشرق فيها، أي تنشر وتبسط في الشمس لتجف"[3]

مثال نمبر2: اسی طرح کتاب البیوع میں حضرت جابرؓ سے طویل حدیث مروی ہے جس کا آخری حصہ کچھ اس طرح ہے کہ:

"فقلت لا تفارقني زيادة رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: فكان في كيس لي، فأخذه أهل الشام يوم الحرة."[4]

"میں نے کہا رسول اللہ ﷺ کی یہ زیادتی (ازراہ محبت کہا) کبھی مجھ سے جدا نہ ہوگی فرماتے ہیں

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/325۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 2677۔

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/181۔

[4] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 4101۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

کہ وہ سونا میرے پاس ایک تھیلی میں رہا حتی کہ حرہ کے دن اسے مجھ سے شام والوں نے لے لیا۔"

صاحب منۃ المنعم نے اس حدیث میں یوم الحرۃ کی وضاحت کرتے ہوئے بیان کیا کہ:

"هو حرب دارت بين أهل الشام والمدينة في الحرة الشرقية من المدينة في أواخر أيام يزيد بن معاوية سنة ثلاث وستين، انتهت بهزيمة أهل المدينة وغلبة أهل الشام، واشتهرت بفظائع الله أعلم بحقيقتها"[1]

وہ جنگ جو اہل شام اور اہل مدینہ کے درمیان مدینہ کے مشرقی جانب یزید بن معاویہ کے آخری ایام سن تریسٹھ ھجری کو حرہ میں ہوئی۔ مدینہ والوں کی شکست اور شام والوں کے غلبہ کے ساتھ اس کا اختتام ہوا اور بھیانک اور گھناؤنے مظالم سے مشہوری ہوئی۔

مثال نمبر 3: اسی طرح کتاب المغازی میں ابو ھریرۃؓ[2] سے مروی حدیث میں فتح مکہ کا تذکرہ آیا تو اس کی توضیح میں پورا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:

"وقع في رمضان سنة ثمان، وسببه أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - وقريشا لما اتفقوا على الصلح في الحديبية دخلت خزاعة مع المسلمين، ودخلت بنو بكر مع قريش، وكانت بين القبيلتين توترات في الجاهلية، فأغارت بنو بكر على خزاعة ليلا، على ماء الوتير في شعبان سنة 8 هـ، وقتلت منهم رجالا، وأعانتهم قريش بالسلاح وببعض الرجال، فأرسلت خزاعة إلى رسول الله - صلى الله عليه وسلم - تخبره بذلك، فخرج رسول الله - صلى الله عليه وسلم - في رمضان سنة 8 هـ يريد قريشا، حتى افتتح مكة"[3]

درج بالا مثالوں سے واضح ہوا کہ مولانا موصوفؒ نے تمام احادیث میں جہاں جہاں کسی اماکن، ایام اور غزوات وغیرہ کا تذکرہ

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/67۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 4622۔

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/206۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوا اس کی توضیح بھی کی اور جدید معلومات بھی فراہم کی جو کہ موصوفؒ کا سیرت سے تعلق کے ذوق کی نشاندہی کرتا ہے۔ اور قاری کے لیے شرح سمجھنے میں آسانی پیدا کرتا ہے۔

3:راجح قول کی نشاندہی

مولانا موصوفؒ نے دوران شرح جہاں آئمہ اور فقہاء کے اقوال یا اختلافات نقل کیے وہاں ان میں جو راجح اور اصح قول کی نشاندہی بھی کی ہے تاکہ مسئلے کی وضاحت بآسانی ہو سکے جیسے:

مثال نمبر1: امام مسلمؒ نے اپنی الجامع الصحیح میں ابو ھریرۃؓ کی حدیث نقل کی ہے:

" أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن أحدكم إذا قام يصلي جاءه الشيطان فلبس عليه، حتى لا يدري كم صلى. فإذاوجد ذلك أحدكم فليسجد سجدتين وهو جالس"[1]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جب کوئی نماز پڑھتا ہے شیطان اس کے پاس آتا ہے اور خلط ملط کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ نہیں جانتا کہ اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں پس جب تم میں سے کوئی ایک ایسا پائے اسے چاہیے کہ جب وہ بیٹھے تو وہ دو سجدے کرے۔"

یہ حدیث سجدہ سہو کے بارے میں ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص کو نماز میں شیطان کے آجانے کے وجہ سے خیال نہ رہے کہ اس نے کتنی رکعات پڑھی ہے اسے سجدہ سہو کرنا ہے۔ سجدہ سہو سلام سے قبل یا بعد میں ہونا چاہیے اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ مولانا موصوفؒ نے دوران شرح مختلف احادیث کو اس ضمن میں پیش کیا کہ ابو داود میں لفظ(وهو جالس قبل التسليم)ہے اور جبکہ یہ عبداللہ بن جعفر کی مرفوع حدیث کے معارض ہے جس میں (سجدتين بعد ما يسلم)کے الفاظ ہیں۔ اسی طرح آئمہ کے اختلاف کو نقل کیا جیسے کہ

١۔فقيل:قبل السلام مطلقا ۔ کہا گیا ہے(سجدہ سہو)مطلقا سلام سے پہلے کرنا چاہیے۔

٢۔ وقيل: بعد السلام مطلقا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مطلقا سلام کے بعد کرنا چاہیے۔

٣۔وقيل: هو مخير، إن شاء سجد قبل السلام، وإن شاء بعد السلام، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ اختیار میں ہے

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1265۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

کہ چاہے تو سلام سے پہلے کر لے اور اگر چاہے تو سلام کے بعد کر لے۔

٤۔وقيل: إن كان لزيادة سجد بعد السلام، وإن كان لنقصان سجد قبله، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر (نماز کی رکعات) زیادہ کے لیے ہے تو سلام کے بعد اور اگر کمی کے لیے ہے تو نماز سے قبل کرنا چاہیے۔[1]

ان تمام اقوال کو پیش کرنے کے بعد راجح قول کی نشاندہی کرتے ہیں کہ:

"ولعل أرجح هذه الأقوال أن الرجل مخير إن شاء سجد قبل السلام وإن شاء سجد بعده."[2]

ان اقوال میں سے راجح یہی ہے کہ آدمی کے اختیار میں ہے کہ اگر چاہے تو سلام سے پہلے سجدہ کر لے اور اگر چاہے تو سلام کے بعد کرے۔

مثال نمبر2: امام مسلمؒ نے الجامع الصحیح میں ایک حدیث نقل کی ہے:

"عن ابن عباس رضي الله عنهما أنه أخبره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج عام الفتح في رمضان، فصام حتى بلغ الكديد، ثم أفطر، قال: وكان صحابة رسول الله صلى الله عليه وسلم يتبعون الأحدث فالأحدث من أمره."[3]

"حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ فتح مکہ والے سال رمضان میں نکلے تو آپ نے روزہ رکھا جب آپ کدید کے مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ نے روزہ افطار کر لیا۔ راوی نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین آپ ﷺ کے ہر نئے سے نئے حکم کی پیروی کیا کرتے تھے۔"

اس حدیث کی تشریح میں مولانا موصوفؒ نے سفر میں روزہ کے جواز یا عدم جواز کے بارے میں براہین کے ساتھ گفتگو کی کہ یہ حدیث سفر میں روزے کے جواز کو منسوخ کرتی ہے اور اہل الظاہر نے بھی اسی سے استدلال کیا یہ حدیث سفر میں روزہ کو جائز ہونے کو منسوخ کرتی ہے۔ اور اگر کوئی سفر میں روزہ رکھتا ہے تو یہ روزہ اس کو کفایت نہیں کرے گا۔ پھر سفر میں روزہ

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/359۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/359۔

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:2604۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے بارے میں مختلف فقہاء کی آراء کو نقل کیا کہ:

١۔اختلفوا في حكم الصوم في السفر فذهب أكثر العلماء، منهم مالك والشافعي وأبو حنيفة إلى أن الصوم أفضل لمن قوي عليه ولم يشق به، (سفر میں روزہ کے حکم کے بارے میں اختلاف ہے اکثر علماء جن میں امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ ہیں، سفر میں روزہ اس شخص کے لیے افضل ہے جس میں اس کی طاقت اور اسے دشوار نہ گذرتا ہو،)

٢۔وقال كثير منهم: الفطر أفضل عملا بالرخصة. (ان میں بعض نے کہا کہ رخصت پر عمل کرتے ہوئے افطار افضل ہے)۔

٣۔وقال آخرون: هو مخير مطلقا.(بعض نے کہا کہ یہ مطلق طور پر اختیار ہے)۔

٤۔وقال آخرون: أفضلهما أيسرهما، فمن كان الفطر أيسر عليه فهو أفضل في حقه، ومن كان الصوم أيسر عليه فهو أفضل في حقه۔(بعض نے کہا(روزہ رکھنے یا افطار کرنے میں) آسانی افضل ہے پس جس شخص پر افطار کرنا آسان ہے وہ اس کے حق میں افضل ہے اور جس شخص پر روزہ رکھنا آسان ہے وہ اس کے حق میں افضل ہے۔)[1]

ان اقوال کے پیش کرنے کے بعد مولانا مبارکپوریؒ ترجیح دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

ولعل أولى هذه الأقوال هو هذا القول الأخير أو الذي قبله[2]

ان اقوال میں سے آخری قول یا اس سے پہلے والا قول زیادہ قریب ہے۔

مثال نمبر3: اسی طرح امام مسلمؒ نے اپنی الجامع الصحیح میں روایت نقل کی ہے:

"عن ابن عباس أن ذؤيبا أبا قبيصة، حدثه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يبعث معه بالبدن، ثم يقول: إن عطب منها شيء فخشيت عليه موتا فانحرها، ثم اغمس نعلها في دمها، ثم اضرب به صفحتها، ولا تطعمها أنت ولا أحد من أهل رفقتك."[3]

"حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت زویب، ابو قبیصہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ قربانی کے اونٹ بھیجا کرتے تھے پھر فرماتے کہ اگر ان اونٹوں میں

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/166۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/166۔

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:3218۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے کوئی ایک تھک جائے اور تجھے اس کے مرنے کا ڈر ہو تو اسے ذبح کر دینا پھر اس کی جوتی کو اس کے خون میں ڈبو کر اس کے کوہان کے ایک پہلو پر مارنا مگر تیرے اور تیرے ساتھیوں میں سے کوئی بھی اس کا گوشت نہ کھائے۔"

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ابو قبیصہ کو گوشت کھانے سے منع کر دیا یہ لوگ کون تھے اس بارہ میں علماء کے اختلاف کو نقل کرتے ہوئے مولانا موصوفؒ بیان کرتے ہیں کہ:

١۔فعند المالكية: هم الفقراء والأغنياء من الرفقة وغيرهم، غير صاحب الهدي ورسوله.

٢۔ وعند الحنفية: هم الفقراء خاصة سواء كانوا من الرفقة أو من غيرهم،

٣۔وأما عند الشافعية والحنابلة: فهم الفقراء لكن من غير أهل الرفقة.

آخر میں ترجیح دیتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ:

"وهو أوفق قول لظاهر لفظ الحديث."[1]

4:بکثرت احادیث سے استدلال

علماء کا مسائل کے وضاحت کے لیے اور مختلف فیہ مسائل میں کسی ایک کے موقف کی تائید میں احادیث یا فقہاء کے اقوال سے استدلال کا طریقہ رہا ہے۔ بعینہ مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے دوران شرح اختلافی مسائل میں احادیث، ائمہ اور فقہاء کے اقوال کو بیان کیا اور پھر ان میں سے کسی ایک کے موقف کی تائید میں احادیث کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ ذیل میں چند ایک امثلہ بیان کی جاتی ہیں:

مثال نمبر1: امام مسلمؒ نے الجامع الصحیح میں حدیث نقل کی ہے کہ:

"أخبرني أبو الزبير قال: سمعت جابر بن عبد الله سئل عن ركوب الهدي، فقال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: اركبها بالمعروف إذا ألجئت إليها حتى تجد ظهرا"[2]

"ابو زبیر فرماتے ہیں کہ قربانی کے جانوروں پر سواریوں کے بارے میں پوچھا گیا تو (جابرؓ بن عبداللہ) نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ دستور کے

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/324۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:3214۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مطابق شدید مجبوری کی حالت میں جب تک دوسری سواری نہ پاؤ سوار ہو جاؤ۔"

استدلال: اس حدیث سے مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے استدلال کیا کہ (الحديث يدل على جواز ركوب الهدى عند الضرورة لا على الإطلاق) یعنی یہ حدیث ضرورت کے وقت قربانی کے جانوروں پر سواری کرنے کے جائز ہونے میں دلالت کرتی ہے نہ کہ عام طور پر۔ اس کے جواز پر بھی اختلاف ہے بعض نے کہا کہ مطلق طور پر جائز ہے بعض نے کہا ضرورت کے وقت جائز ہے بعض نے کہا اضطراری حالت میں جائز ہے اور اضطراری حالت سے مراد (اشد من الحآجة) ہے۔ مختلف اقوال پیش کرنے کے بعد مولانا بیان کرتے ہیں:

يدل عليه هذا الحديث لقوله: اركبها بالمعروف إذا ألجئت إليها[1]

یعنی یہ حدیث آپ ﷺ کے قول (دستور کے مطابق شدید مجبوری کی حالت میں جب تک دوسری سواری نہ پاؤ سوار ہو جاؤ) پر دلالت کرتی ہے گویا کہ بہت زیادہ مجبوری کی حالت میں سوار ہوا جاسکتا ہے۔

مثال نمبر2: امام مسلمؒ نے اسی طرح ایک روایت نقل کی ہے:

"جابر بن عبد الله يقول: طلقت خالتي، فأرادت أن تجد نخلها، فزجرها رجل أن تخرج، فأتت النبي صلى الله عليه وسلم فقال: بلى فجذي نخلك، فإنك عسى أن تصدقي أو تفعلي معروفا"[2]

"حضرت جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ میری خالہ کو طلاق دی گئی اس نے اپنی کھجوروں کو لینا چاہا (باہر نکلنے کے لیے) تو اسے ایک آدمی نے ڈانٹ دیا کہ وہ نکلے وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیوں نہیں تو اپنی کھجور کاٹ کیونکہ قریب ہے کہ تو صدقہ یا اور کوئی نیکی کا کام کرے گی۔"

استدلال: اس حدیث کی تشریح میں مولانا موصوفؒ نے مطلقہ عورت کے گھر سے باہر جانے کے جواز میں ائمہ کے اقوال کو نقل کیا کہ اس حدیث کی طرف امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اور کئی لوگوں نے گئے۔ انہوں نے کہا عدت پوری کرنے والی اگر طلاق بائن کی عدت پوری کر رہی ہے تو دن کے وقت وہ گھر سے نکل سکتی ہے، اور انہوں نے گھر سے نکلنے کے جائز

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/322۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 3721۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہونے کو وفات کی عدت پر قیاس کیا اور امام ابو حنیفہؒ نے بھی وفات کی عدت میں ہی موافقت کی اور کہا کہ طلاق بائن کی عدت پوری کرتے وقت نہ دن کے وقت اور نہ رات کے وقت میں وہ گھر سے باہر جاسکتی ہے۔

اس اختلاف کو بیان کرنے کے بعد اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ یہ حدیث عدت کے دوران مجبوری کی حالت میں گھر سے نکلنے پر حجت ہے:

والحديث حجة عليه [1]

مثال نمبر3: امام مسلمؒ نے الجامع الصحیح میں حدیث نقل کی ہے:

"عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم عامل أهل خيبر بشطر ما يخرج منها من ثمر أو زرع."[2]

"کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر سے اس کی پیداوار کے نصف پر معاملہ کیا جو وہاں سے پھلوں اور کھیتی کی صورت میں حاصل ہو گی"

مندرجہ بالا حدیث کتاب المساقاۃ والمزارعۃ کے باب معاملۃ رسول اللہ ﷺ اھل خیبر کی پہلی حدیث ہے اس میں رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر کو ان کی زمین کی پیداوار سے آدھے حصے پر عمل کروایا۔

استدلال: اس حدیث سے مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے استدلال کیا کہ (والحديث دليل على جواز المزارعة والمخابرة والمساقة) یہ حدیث مزارعۃ، مخابرۃ اور مساقاۃ کے جائز ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اس حدیث سے امام ابو حنیفہؒ اور ان کے ساتھیوں کا رد ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے یہ تعلیل کی کہ خیبر صلح کے ساتھ فتح ہوا اور زمین مسلمانوں کے قبضہ میں آگئی اور ان سے جزیہ کے طور پر پھل اور کھیتی کی پیداوار سے آدھا لیا جاتا، مولانا فرماتے ہیں کہ یہ ان اصحاب کو بہت بڑا مغالطہ لگا ہے کیونکہ خیبر بزور فتح ہوا تھا اور خیبر دو غانمین (مال غنیمت کو اکٹھا کرنے والے) کے درمیان تقسیم ہو گئی، رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو یہاں سے نکالنے کا ارادہ کیا اور زمین اللہ اور اسکے رسول اور مسلمانوں کے لیے ظاہر ہو گئی اور جب انہوں (یہودی) نے مطالبہ کیا کہ وہ یہاں کھیتی اور پھلوں پر نصف دے کر ٹھہرے گے پھر آپ ﷺ نے فرمایا ہم تمہیں جگہ دے گے جو اللہ نے تمہیں دی تھی پھر ان کو عمرؓ نے یہاں سے نکال دیا اور جب زمین ان کے قبضہ میں آگئی انہیں کچھ

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/453۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:3962۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

حاصل نہ ہوا پھر عمرؓ نے ان کو نہ نکالا۔ مولانا موصوفؒ لکھتے ہیں:

"واستدل بقوله : (بشطر ما يخرج منها من ثمر او زرع) على جواز المساقاة فی جميع الشجر والزرع "[1]

"آپ ﷺ کے قول سے (بشطر ما يخرج منها من ثمر او زرع) تمام درختوں اور کھیتیوں میں مساقاۃ کے جائز ہونے کا استدلال ہوتا ہے۔"

5۔ مسائل کی توضیح میں اپنی رائے پیش کرنا

شارحین حدیث کا ہمیشہ سے منہج یہ رہا ہے کہ دوان شرح جہاں ائمہ اور فقہاء کے اقوال کو نقل کرتے ہیں وہاں اپنی رائے بھی دیتے ہیں اسی طرح مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے بھی اپنی شہرہ آفاق کتاب "منۃ المنعم" میں اسی منہج کو اپنایا ہے جہاں فقہاء کے اقوال میں اختلاف کو ذکر کرتے ہیں وہاں اپنی رائے کا اظہار بھی لفظ قلت یا اقول کہہ کر کرتے ہیں لیکن بہت کم جگہ پر ایسا کیا ہے عموما بہت سارے مقامات پر احادیث کو بطور دلیل، ائمہ اور فقہاء کے اقوال پر ہی اکتفا کرتے ہیں ذیل میں چند ایک امثلہ اختصار کے ساتھ بیان کی جاتی ہیں:

مثال نمبر 1: الجامع الصحیح میں حدیث موجود ہے کہ:

"عن عبد الله أن النبي صلى الله عليه وسلم صلى الظهر خمسا، فلما سلم قيل له: أزيد في الصلاة؟ قال: وما ذاك؟ قالوا: صليت خمسا، فسجد سجدتين."[2]

"حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ظہر کی نماز پانچ رکعات پڑھائی جب سلام پھیرا تو آپ سے پوچھا گیا کہ کیا نماز زیادہ ہو گئی ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا ہوا، صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپ نے پانچ رکعات پڑھائی ہے پس آپ نے دو سجدے کیے۔"

اس حدیث کی توضیح میں مولانا فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دال ہے کہ جس نے بھول کر پانچ رکعات پڑھی اور چوتھی رکعت میں نہ بیٹھا اس کی نماز فاسد نہیں ہو گی یہ کوفیوں کے خلاف ہے کیونکہ انہوں نے کہا یہ چوتھی رکعت میں بیٹھنے پر محمول ہے یعنی چوتھی رکعت میں بیٹھنا ضروری ہے، اس اختلاف کو ذکر کرنے کے بعد **(اقول)** کہہ کر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/35۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 1281۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

کہ:

"أقول: إنه صلى خمسا ساهيا، ومعناه أنه ظن الرابعة ثالثة، ولم يكن يجلس في الثالثة، فكيف يجلس في الرابعة وهو يعتقد أنها ثالثة؟ ففي الحديث نفسه رد عليهم، وفي الحديث أيضا دليل على أن الزيادة في الصلاة على سبيل السهو لا تبطلها، وعلى أن من لم يعلم بسهوه إلا بعد السلام يسجد للسهو، وعلى أن الكلام العمد فيما يصلح به الصلاة لا يفسدها"[1]

میں کہتا ہوں کہ جس نے نماز بھول کر پانچ رکعات پڑھی اس سے مراد یہ ہے کہ چوتھی رکعت کا گمان تیسری رکعت کا ہے اور وہ تیسری رکعت میں نہیں بیٹھا، پس وہ کیسے چوتھی رکعت میں بیٹھے گا اس حال میں کہ اس نے اعتقاد بنایا کہ وہ تیسری رکعت ہے اس حدیث میں ہی ان کا رد ہے اور اسی طرح یہ حدیث دال ہے کہ نماز میں زیادتی پر سجدہ سہو نماز کو باطل نہیں کرتا اور اس بات کی بھی دلیل ہے کہ نماز کے بعد بھی سجدہ سہو کیا جا سکتا ہے اور اس بات کی بھی دلیل ہے کہ وہ کلام (نماز کے بعد) جس سے نماز کی اصلاح کی جائے نماز فاسد نہیں ہوتی"

مثال نمبر2: اسی طرح الجامع الصحیح میں حدیث موجود ہے کہ:

"عن ابن عباس رضي الله عنهما، عن النبي صلى الله عليه وسلم: خر رجل من بعيره، فوقص، فمات، فقال: اغسلوه بماء وسدر، وكفنوه في ثوبيه، ولا تخمروا رأسه؛ فإن الله يبعثه يوم القيامة ملبيا."[2]

" حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ کہ ایک شخص اپنے اونٹ سے گر گیا۔ اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ فوت ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:" اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اسی کے دونوں کپڑوں (احرام کی دونوں چادروں) میں اسے کفن دو اس کا سر نہ ڈھانپو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اس حال میں اٹھائے گا کہ وہ تلبیہ پکار رہا ہو گا۔"

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/362۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 2891۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس حدیث کی شرح میں مولانا فرماتے ہیں کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ محرم (احرام باندھنے والا) جب احرام کے حالت میں مر جائے تو وہ بچایا جائے گا جس طرح وہ زندگی میں بچتا تھا لہذا کفن میں سلا ہوا کپڑا نہیں پہنایا جائے گا اور نہ اس کے سر کو ڈھانپا جائے گا اور نہ ہی اسے مٹی چھوئے گی۔ اس موقف کو امام احمدؒ، امام شافعیؒ اور امام اسحاقؒ نے اختیار کیا ہے جبکہ امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ جب وہ فوت ہو گا تو اس کے ساتھ وہ سب کیا جائے گا جو وہ احرام کے علاوہ کیا کرتا تھا۔ کیونکہ آپ ﷺ جانتے تھے کہ وہ تلبیہ کی حالت میں اٹھایا جائے گا اس کے علاوہ آپ ﷺ کچھ نہیں جانتے تھے، اس اختلاف کو ذکر کرنے کے بعد (**قلت**) کہہ کر اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں کہ:

"قلت: دعوى الاختصاص خلاف الأصل، وإعلامه - صلى الله عليه وسلم - بأنه يبعث ملبيا ليس لتخصيص ذلك بذلك الرجل، وإنما هو بيان لحال كل من يموت في الإحرام"[1]

"میں کہتا ہوں کہ اختصاص کا دعوی اصل کے خلاف ہے، اور آپ ﷺ کا یہ اطلاع دینا کہ وہ تلبیہ کہتے اٹھایا جائے گا یہ صرف اس شخص کے لیے خاص نہیں ہے بلکہ یہ تو ہر اس شخص کے لیے ہے جو احرام کی حالت میں فوت ہو جائے۔"

مثال نمبر 3: اسی طرح امام مسلمؒ نے الجامع الصحیح میں روایت نقل کی ہے کہ:

"عن أنس بن مالك: أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن التزعفر قال قتيبة: قال حماد: يعني للرجال."[2]

"حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زعفران سے منع کیا، قتیبہ اور حماد کہتے ہیں (مردوں کے لیے)"

اس کی توضیح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے مردوں کو زعفران سے رنگے ہوئے کپڑوں کو پہننے سے منع کیا یہ منع کرنا جسم اور کپڑوں دونوں کے لیے ہیں اور اس کے منع کرنے کی علت میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ اس کے خوشبو کی وجہ سے منع کیا اس لیے کہ عورتوں کی خوشبو سے ہے پھر اپنی رائے **قلت** کہہ کر پیش کرتے ہیں

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/239۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:5506۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"قلت: ولا مانع من أن يكون اللون والرائحة كلاهما علة النهي، يدل عليه أنه - صلى الله عليه وسلم - زجر عن الخلوق. ورأى على عبد الرحمن بن عوف صفرة فسأله عنها، ومعناه أن وجودها عليه كان أمرا غريبا منكرا، فلما أخبر أنه تزوج، يعني أن الصفرة علقت من زوجته عليه وليست أصيلة أقره ولم ينكر عليه.[1]"

درج بالا امثلہ سے واضح ہوا کہ مولانا موصوفؒ نے دوران شرح اقوال کے بعد اپنی رائے کا اظہار بھی کیا ہے، اس سے قاری کو کسی فیصلہ تک پہنچنے میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/407۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

باب چہارم: فتح الملہم اور منۃ المنعم کے مناہج کا تقابلی مطالعہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

فصل اول: فتح الملہم اور منۃ المنعم کے مشترکہ پہلو مع امثلہ

فصل دوم: فتح الملہم اور منۃ المنعم میں اختلافی پہلو مع امثلہ

فصل سوم: فتح الملہم اور منۃ المنعم کے مناہج (مشترکہ اور اختلافی / انفرادی پہلوؤں) اور مصادر و مراجع کا تقابلی جائزہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس باب میں فتح الملہم اور منۃ المنعم کے مناہج کا تقابلی جائزہ لیا جائے گا جس کے لیے اس باب کو تین فصول میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلی اور دوسری فصل میں دونوں شروح کے مشترکہ پہلوؤں اور اختلافی پہلوؤں کو مع امثلہ زیر بحث لایا گیا ہے۔ تیسری فصل میں شارحین کے مناہج اور مصادر و مراجع کا تقابلی جائزہ لیا گیا ہے تاکہ دونوں شروح کے مناہج واضح ہو سکیں۔ ذیل میں پہلے مشترکہ پہلوؤں کو بیان کیا گیا ہے۔

فصل اول: فتح الملہم اور منۃ المنعم کے مناہج کے مشترکہ پہلو مع امثلہ

1۔ آیات قرآنیہ سے استشہاد میں شارحین کے مناہج مع امثلہ

شارحین نے دوران شرح مسائل کی توضیح اور الفاظ کی صراحت کے لیے قرآنی آیات سے استدلال کیا ہے، لیکن دوران شرح قرآنی آیات سے استشہاد علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے فتح الملہم میں منۃ المنعم سے زیادہ کیا ہے۔ ذیل میں آیات قرآنیہ سے استشہاد کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔ جس سے ان شروحات کے مناہج کی تصریح ہو جاتی ہے:

مثال نمبر 1: امام مسلمؒ نے کتاب الایمان میں حدیث نقل کی ہے کہ:

"عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " قال الله عز وجل: إذا هم عبدي بسيئة فلا تكتبوها عليه، فإن عملها فاكتبوها سيئة، وإذا هم بحسنة فلم يعملها فاكتبوها حسنة، فإن عملها فاكتبوها عشرا"[1]

"حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے فرمایا جب میرا بندہ کسی برائی کا قصد کرے تو اس کو نہ لکھو اگر وہ اس کو کر لے تو اسے ایک برائی لکھو اور جب کسی نیکی کا قصد کرے تو اس کو ایک نیکی لکھ لو پھر اگر اس پر عمل کرے تو دس نیکیاں لکھ دو۔"

درج بالا حدیث میں اذا هم عبدی کی تشریح میں دونوں شروحات میں جو استدلال کیا گیا ہے درج ذیل ہے:

فتح الملہم: علامہ عثمانیؒ اس حدیث میں ارادہ اور برائی سے متعلق وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ برائی کو عام کرنا، اللہ اور مومنین کے ساتھ برا گمان کرنا اس کا قصد یا ارادے سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ اخلاق ذمیمہ سے ہے جس پر بندے کا مواخذہ کیا جائے گا اللہ تعالی کا یہ فرمان اس بات پر واضح دلیل ہے:

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 334۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ"[1]

"بے شک وہ لوگ جو پسند کرتے ہیں برائی پھیلے"

یہاں صاحب فتح الملہم نے استدلال کی غرض سے سورۃ نور کی آیت پیش کر کے اپنے موقف کو واضح کر دیا۔

منۃ المنعم: اسی حدیث کی تشریح میں ارداہ سے متعلق مولانا صفی الرحمنؒ بیان کرتے ہیں کہ برا ارادہ دل میں قرار نہیں پکڑتا اور جب دل میں قرار پکڑے تو اس پر مواخذہ کے لیے نصوص قرآنی ظاہر ہے۔ یعنی برے ارادہ کا دل سے کوئی تعلق نہیں اور اگر دل میں پیدا ہو جائے تو اس پر مواخذہ کے لیے قرآن کریم کی درج ذیل نص واضح ہو چکی ہے:

"اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ "[2]

"جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ ایمان والوں کی جماعت میں بے حیائی پھیلے وہ دردناک سزا کے مستحق ہیں۔"

یہاں حدیث کی شرح میں دونوں شارحین نے ارادہ / قصد کی وضاحت کرتے ہوئے قرآنی آیات سے استشہاد کیا اور ارادہ کی تصریح میں سورۃ النور کی ایک ہی آیت سے دونوں شارحین نے استدلال کیا۔ البتہ علامہ عثمانیؒ نے سورۃ النور کی آیت کا کچھ حصہ پیش کیا جبکہ مولانا مبارکپوریؒ نے مکمل آیت پیش کی۔

مثال نمبر2: امام مسلمؒ نے کتاب الایمان ہی میں حضرت حذیفہؓ سے مروی حدیث نقل کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے ہیں:

"تعرض الفتن على القلوب كالحصير عودا عودا، فأي قلب أشربها، نكت فيه نكتة سوداء، وأي قلب أنكرها، نكت فيه نكتة بيضاء حتى تصير على قلبين على أبيض مثل الصفا فلا تضره فتنة ما دامت السماوات والأرض، والآخر أسود مربادا كالكوز، مجخيا لا يعرف معروفا، ولا ينكر منكرا، إلا ما أشرب من هواه"[3]

"فتنے دلوں پر ڈالیں جائیں گے (چٹائی کی طرح) تنکا تنکا کر کے اور جو دل ان سے سیراب کر دیا گیا

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 1/94 ؛ النور 19:24۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/120 ؛ النور 19:24۔

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 369۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس میں سیاہ نقطہ پڑ جائے گا جس دل نے اس کو رد کر دیا اس میں سفید نقطہ پڑ جائے گا یہاں تک کہ دل دو طرح کے ہو جائیں گے ایک دل سفید چکنے پتھر کی طرح ہو جائے گا جب تک آسمان وزمین قائم رہے گی کوئی فتنہ اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ دوسرا کالے رنگ کا اوندھے لوٹے کی طرح ہو جائے گا جو نہ کسی نیکی کو پہچانے گا اور نہ کسی برائی سے انکار کرے گا سوائے اس بات کے جس کی خواہش سے وہ لبریز ہو گا"

درج بالا حدیث میں لفظ فأي قلب أشربها کی شرح میں دونوں شارحین کے استدلال درج ذیل ہیں:

فتح الملہم: صاحب شرح فأي قلب أشربها (جس دل میں پلایا گیا ہے) کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"بصيغة المجهو ل يقال اشرب فی قلبه حبه ای خالطه فالمعنی خالط الفتن واختلط بها ودخلت فيه دخولا تاما ومنه قوله تعالی وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ "[1]

" اس میں اُشرب صیغہ مجہول ہے جیسے کہا جاتا ہے: اس کے دل میں اسکی محبت پلائی گئی یعنی مل جل گئی تو اس سے مراد یہ ہوا فتنے دل میں اچھی طرح گھل مل گئے اس میں مکمل طور پر داخل ہو گئے جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے: ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت ان کے کفر کی سبب پلائی گئی"

یہاں صاحب شرح نے فتنوں کا دل میں پلایا جانا کے متعلق استدلال کی غرض سے قرآنی آیت کو پیش کیا کہ فتنے دل میں ویسے ہی پلائے جاتے ہیں جیسے کفر کے سبب بچھڑے کی محبت پلائی گئی تھی۔

منۃ المنعم: صاحب منۃ المنعم بھی فأي قلب أشربها (جس دل میں پلایا گیا ہے) کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"ای دخلت فيه الفتن دخولا محكما لا انفكاك له منها كما فی قوله تعالی: وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ "[2]

"یعنی فتنے اس میں مضبوطی کے ساتھ داخل ہو گئے کہ وہ اس سے جدا نہیں ہو سکتے جیسے اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت ان کے کفر کی سبب پلائی گئی"

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 2/112؛ البقرۃ 2:93۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/129؛ البقرۃ 2:93۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہاں مولانا مبارکپوریؒ نے بھی استدلال کی غرض سے اسی قرآنی آیت کو پیش کیا جس کو علامہ عثمانیؒ نے پیش کیا تھا، معلوم ہوا کہ دونوں شارحین نے سورۃ بقرۃ کی ایک ہی آیت مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے وضاحت کی کہ دلوں میں فتنے داخل کیے جانے سے مراد اچھی طرح گھل مل جانے کے ہیں جیسے اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کے لوگوں کی مثال دی۔

مثال نمبر3: امام مسلمؒ نے کتاب الصیام میں حدیث نقل کی ہے:

"عن سهل بن سعْد، قال: لما نزلت هذه الآية: وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الأبيض من الخيط الأسود} قال: فكان الرجل إذا أراد الصوم، ربط أحدهم في رجليه الخيط الأسود والخيط الأبيض، فلا يزال يأكل ويشرب حتى يتبين له رئيهما"[1]

"سھل بن سعد سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ سفید دھاگا تمہارے لیے سیاہ دھاگے سے ممتاز ہو جائے، تو جب کوئی آدمی روزہ رکھنے کا ارادہ کرتا وہ اپنے پاؤں میں ایک سیاہ دھاگا اور ایک سفید دھاگا باندھ لیتا اس کے بعد وہ کھاتا پیتا رہتا حتی کہ ان کے سامنے ان کا منظر ظاہر ہو جاتا"

اس حدیث میں حتی يتبين له رئيهما یعنی دونوں دھاگوں کا نمایاں ہو جانا ہے۔ اس بارے میں دونوں شارحین نے قرآنی آیت سے استدلال کیا جو درج ذیل ہے۔

فتح الملہم: صاحب شرح رئیھما (دھاگوں کا نمایاں ہونا) کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"براء مكسورة ثم همزه ساكنة ثم ياء مضمومة ومعناه منظرهما منه وقول الله تعالى: هُمۡ اَحۡسَنُ اَثَاثًا وَّرِءۡيًا "[2]

" (رئیھما) میں راء مکسورۃ ہے پھر ہمزہ ساکن پھر یاء پر پیش ہے اس کا معنی ان دونوں کو دیکھنا ہے جیسے اللہ تعالی کا ارشاد ہے: وہ دیکھنے میں اور ساز و سامان میں اچھے تھے"

یہاں صاحب شرح نے لفظ رئیھما کی وضاحت کے لیے پہلے اسکی لفظی توضیح کی پھر سورۃ مریم کی آیت کا حوالہ پیش کیا۔

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:369۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 5/205؛ مریم 74:19۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

منۃ المنعم: مولانا مبارکپوریؒ نے بھی رئیھما (دھاگوں کا نمایاں ہونا) کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

" براء مکسورة ثم همزه ساكنة ثم ياء ومعناه منظرهما منه وقوله تعالى: هُمۡ اَحۡسَنُ اَثَاثًا وَّرِءۡيًا "[1]

"(رئیھما) میں راء مکسورۃ ہے پھر ہمزہ ساکن پھر یاء ہے اس کا معنی ان دونوں کو دیکھنا ہے جیسے اللہ تعالی کا ارشاد ہے: وہ دیکھنے میں اور سازوسامان میں اچھے تھے"

تجزیہ: یہاں بھی شارحین نے سورۃ مریم کی ایک ہی آیت مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے واضح کیا کہ رئیھما سے مراد دیکھنا ہے جیسے اللہ تعالی کے فرمان هُمۡ اَحۡسَنُ اَثَاثًا وَّرِءۡيًا میں رءیا سے مراد دیکھنا ہے۔

2۔ احادیث سے استدلال میں شارحین کے مناہج مع امثلہ

دوران شرح احادیث سے استدلال کرنے میں شارحین کا منہج تقریباً مشترک ہے علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے اپنی اپنی شروحات میں صحاح ستہ اور دیگر کتب احادیث سے شواہد اور متون کو نقل کیا ہے۔ کبھی مسئلہ کی تائید میں دیگر کتب احادیث سے استدلال کرتے ہیں تو کبھی اس مسئلہ کے رد میں متون کو نقل کرتے ہیں۔ ذیل میں ایسی حدیث بطور مثال پیش کی جاتی ہے جس میں شارحین نے دیگر کتب احادیث سے استدلال کیا ہے:

مثال نمبر1: امام مسلمؒ نے الجامع الصحیح کی کتاب الجنائز میں حدیث نقل کی ہے:

"عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال أسرعوا بالجنازة، فإن تك صالحة فخير - لعله قال - تقدمونها عليه، وإن تكن غير ذلك، فشر تضعونه عن رقابكم"[2]

"حضرت ابوھریرہؓ سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا جنازے کو لے جانے میں جلدی کرو اگر وہ نیک ہے تو جس کی طرف تم اس کو لے جارہے ہو وہ خیر ہے اگر وہ اس کے سوا ہے تو پھر وہ ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتار دو گے"

مندرجہ بالا حدیث میں جنازے کو جلدی دفنانے کا حکم دیا گیا ہے اس حدیث کی شرح میں شارحین نے دیگر کتبِ احادیث سے

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/152؛ مریم 74:19۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 2186۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

استدلال کیا ہے مثلاً:

فتح الملہم: علامہ عثمانیؒ مذکورہ حدیث کی شرح بیان کرتے ہیں کہ أسرعوا بالجنازة سے مراد یہ ہے کہ جنازے کو اس کی قبر کی طرف جلدی لے جایا جائے یا پھر اس سے مراد دفنانے میں جلدی کی جائے۔ صاحب شرح نے ان دونوں مفاہیم کی تائید میں دیگر کتب احادیث سے دو احادیث نقل کی ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ "ابن عمرؓ سمعت رسول الله يقو ل ا ذا مات احدكم فلا تحبسوه واسرعوا به الى قبره"[1]

" ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی مر جائے تو اسے نہ روکو اور اس کی قبر کی طرف جلدی لے جاؤ"

۲۔ "لا ينبغى لجيفة مسلم ان تبقى بين ظهرانى اهله"[2]

" یہ لائق نہیں کہ مسلم کی لاش (میت) کو اس کے گھر والوں کے درمیان روکا جائے"

یہاں علامہ عثمانیؒ نے مذکورہ حدیث کی شرح میں معجم الکبیر للطبرانی اور سنن ابی داود کی احادیث کو بطور تائید پیش کیا۔ اور مذکورہ کتب کی روشنی میں استدلال کیا کہ یہاں جنازے کو جلدی لے جانے سے مراد جنازے کو جلدی اس کے مقام تک پہنچانا مراد ہے۔

منۃ المنعم: مولانا مبارکپوریؒ نے بھی صحیح مسلم کی حدیث (حضرت ابو ھریرۃؓ سے مروی حدیث) کی شرح میں بیان کیا کہ أسرعوا بالجنازة سے مراد یہ ہے کہ اس کی موت کے یقین ہونے کے بعد اس کے دفنانے میں جلدی کی جائے یا پھر اس سے مراد یہ بھی ہے کہ جب جنازے کو کندھوں پر اٹھایا ہوا ہو تو چلنے میں جلدی کی جائے اگر اس سے یہ معنی مراد لیا جائے کہ دفنانے میں جلدی کرو تو درج ذیل احادیث اس معنی کی تائید کرتی ہیں:

۱۔ " ا ذا مات احدكم فلا تحبسوه واسرعوا به الى قبره"[3]

" جب تم میں سے کوئی مر جائے تو اسے نہ روکو اور اس کی قبر کی طرف جلدی لے جاؤ"

۲۔ "لا ينبغى لجيفة مسلم ان تبقى بين ظهرانى اهله"[4]

---

[1] سلیمان بن احمد الطبرانی، المعجم الکبیر (موصل: مکتبہ العلوم والحکم، 1983ء)، 12/444 ؛ عثمانی، فتح الملہم، 4/468۔

[2] سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود (ریاض: دارالسلام، 2009)، رقم الحدیث: 3159 ؛ عثمانی، فتح الملہم، 4/468۔

[3] الطبرانی، المعجم الکبیر، 12/444 ؛ مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/59۔

[4] سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، رقم الحدیث: 3159 ؛ مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/59۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

" یہ لائق نہیں کہ مسلم کی لاش (میت) کو اس کے گھر والوں کے درمیان روکا جائے"

یہاں مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے میت کے دفنانے میں جلدی کرنے کے متعلق معجم الکبیر للطبرانی اور سنن ابی داود کی احادیث کو بطور تائید پیش کیا اور اگر اس سے دوسرا معنی مراد لیا جائے یعنی جنازے کو کندھوں پر اٹھا کر چلنے میں جلدی کرنا ہے تو اس کی تائید میں سنن نسائی، ابو داود اور مصنف ابن ابی شیبہ کی احادیث سے استدلال کیا:

۱۔ " وانا لنكاد نرمل بالجنازة رملا"[1]

۲۔ "ونحن نرمل رملا "[2]

۳۔ "من حديث عبدالله بن عمرو ان اباه اوصاه قال اذا انت حملتنى على السرير فامش مشيا بين المشيين "[3]

مذکورہ صحیح مسلم کی حدیث کی شرح میں علامہ عثمانیؒ نے ابو داود اور طبرانی کی حدیث سے استدلال کیا کہ جنازے کو جلدی اس کے مقام تک لے جایا جائے جبکہ مولانا مبارکپوریؒ نے دفنانے میں جلدی کرنے کے متعلق ابود اود اور طبرانی کی انہیں احادیث سے استدلال کیا جن سے علامہ عثمانیؒ نے کیا ہے۔ اور مولانا مبارکپوریؒ نے میت کو اٹھا کر چلنے میں جلدی کرنے کے متعلق سنن نسائی، ابو داود اور مصنف ابن ابی شیبہ سے استدلال کیا، گویا واضح ہوا کہ دونوں شارحین نے احادیث سے استدلال کرنے کا منہج اپنایا ہے۔

مثال نمبر2: امام مسلمؒ نے الجامع الصحیح کی کتاب الجنازۃ ہی میں ایک حدیث نقل کی ہے:

" عن أنس بن مالك، قال: مر بجنازة فأثني عليها خيرا، فقال نبي الله ﷺ:وجبت، وجبت، وجبت، ومر بجنازة فأثني عليها شرا، فقال نبي الله ﷺ وجبت، وجبت، وجبت، قال عمر: فدى لك أبي وأمي، مر بجنازة، فأثني عليها خير، فقلت: وجبت، وجبت، وجبت، ومر بجنازة، فأثني عليها شر، فقلت: وجبت، وجبت، وجبت؟ فقال رسول الله ﷺ من أثنيتم عليه خيرا وجبت له الجنة، ومن أثنيتم عليه شرا وجبت له النار، أنتم شهداء الله في

---

[1] احمد بن شعیب، سنن النسائی (ریاض: دارالسلام، 2009)، رقم الحدیث: 1913 ؛ مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/60۔

[2] سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، رقم الحدیث: 3182 ؛ مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/60۔

[3] ابن ابی شیبہ، المصنف (ریاض: مکتبۃ الرشید، 1409ھ)، 2/480 ؛ مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/60۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

الأرض، أنتم شهداء الله في الأرض، أنتم شهداء الله في الأرض"[1]

"حضرت انس بن مالکؓ روایت ہے کہ انہوں نے کہا ایک جنازہ گذرا تو اس کی اچھی صفت بیان کی گئی تو نبی ﷺ نے فرمایا واجب ہو گئی واجب ہو گئی واجب ہو گئی اور دوسرا جنازہ گزرا تو اس کی بری صفت بیان کی گئی نبی اکرم ﷺ نے فرمایا واجب ہو گئی واجب ہو گئی واجب ہو گئی، حضرت عمرؓ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ایک جنازہ گزرا اور اس کی اچھی صفت بیان کی گئی تو آپ نے فرمایا واجب ہو گئی واجب ہو گئی واجب ہو گئی اور دوسرا جنازہ گزرا تو اس کی بری صفت بیان کی گئی تو آپ نے فرمایا واجب ہو گئی واجب ہو گئی واجب ہو گئی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی تم لوگوں نے اچھی صفت بیان کی اس کے لیے جنت واجب ہو گئی اور جس کی تم نے بری صفت بیان کی اس کے لیے دوزخ واجب ہو گئی تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔"

اس حدیث کی شرح میں بھی دونوں شارحین نے دیگر کتب احادیث سے استدلال کیا جو درج ذیل ہے۔

فتح الملہم: علامہ عثمانیؒ نے دوران شرح الفاظ أنتم شهداء الله في الأرض، (تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو) کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ اس خطاب سے مراد صحابہ کرامؓ ہیں جن کی صفت ایمان والی ہے۔ ابن التین م 611ھ بیان کرتے ہیں کہ یہ خطاب صحابہ کے لیے خاص ہے، جبکہ صاحب فتح الملہم کہتے ہیں کہ درست بات یہ ہے کہ یہ خطاب متقین مرد اور متقین عورتوں کے ساتھ بھی خاص ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری کی درج ذیل حدیث اس کی توضیح کرتی ہے:

"قال النبی ﷺ أيما مسلم، شهد له أربعة بخير، أدخله الله الجنة فقلنا: وثلاثة، قال: وثلاثة فقلنا: واثنان، قال: واثنان ثم لم نسأله عن الواحد"[2]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس مسلمان کے لیے چار مسلمان اچھی شہادت دیں۔ اللہ اس کو جنت میں داخل کر دے گا ہم نے کہا اور تین تو آپ نے فرمایا تین بھی ہم نے کہا اور دو۔ تو آپ نے فرمایا دو بھی پھر ہم نے ایک کے متعلق نہ پوچھا۔"

یہاں علامہ عثمانیؒ نے صحیح مسلم کی مذکورہ حدیث کی شرح میں صحیح بخاری کی حدیث کو میت پر اچھی گواہی کے لیے بطور تائید

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 2200۔

[2] بخاری، الجامع الصحیح رقم الحدیث: 1368 ؛ عثمانی، فتح الملہم، 4/475۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

پیش کرتے ہوئے استدلال کیا۔

منۃ المنعم: مولانا مبارکپوریؒ نے بھی صحیح مسلم کی مذکورہ حدیث (جو حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے) کی شرح میں بیان کیا کہ أنتم شهداء الله في الأرض، (تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو) کہ یہ خطاب صحابہؓ کے ساتھ ہی خاص ہے بلکہ ہر وہ شخص بھی اس خطاب میں شامل ہے جس کے اندر صحابہ جیسی خوبیاں پائی جاتیں ہوں۔ جیسے متقین لوگ ہیں۔ اور میت پر گواہی تو ابن آدم کی زبان دیتی ہے جیسے کہ حدیث میں ہے:

" إن لله ملائكة تنطق على ألسنة بني آدم بما في المرء من الخير و الشر"[1]

"بے شک اللہ تعالی اور زمین میں فرشتے آدمی کی اچھائی اور برائی کے بارے میں بنی آدم کی زبان پر چلتے ہیں"

تجزیہ: یہاں مولانا مبارکپوریؒ میت کے حق میں اچھائی اور برائی کی گواہی تسلیم کرنے کے بارے میں شعب الایمان کی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے واضح ہو گیا بندے پر اس کی اچھائی اور برائی کے بارے میں اہل ایمان کی گواہی اس کو جنت اور جہنم میں لے جانے کا سبب بنتی ہے۔ یعنی ان کی شہادت حق ہے۔ علامہ عثمانیؒ نے مذکورہ حدیث کی شرح میں بخاری کی روایت سے استدلال کیا اور جبکہ مولانا مبارکپوریؒ نے اسی حدیث کی شرح میں شعب الایمان کی روایت سے استدلال کیا۔

3۔ غریب الفاظ کی شرح میں شارحین کے مناہج مع امثلہ

شارحین نے اپنی اپنی شروح میں اہم کلمات اور الفاظ کی تشریح و توضیح کا منہج بھی اپنایا ہے۔ علامہ عثمانیؒ نے تقریبا ہر حدیث کے الفاظ کی وضاحت میں علماء کے اقوال، کتب لغت اور قوانین گرائمر کو ملحوظ رکھا ہے جبکہ مولانا مبارکپوریؒ نے بھی اسی بات کا اہتمام تو کیا ہے مگر بہت کم کیا ہے۔ جس کی توضیح درج ذیل مثالوں سے ہوتی ہے۔

مثال نمبر1: امام مسلمؒ کتاب الایمان میں حدیث لائے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں:

"عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:بدأ الإسلام غريبا، وسيعود كما بدأ غريبا، فطوبى للغرباء"[2]

---

[1] احمد بن الحسین البیہقی، شعب الایمان (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1410ھ)، 7/22؛ مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/63۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 372۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام کا آغاز اجنبی کی حیثیت سے ہوا اور عنقریب پھر اسی طرح اجنبی ہو جائے گا جیسے شروع ہوا تھا۔ اجنبیوں کے لیے خوش بختی ہے۔"

فتح الملہم: یہاں علامہ عثمانیؒ (فطوبی للغرباء) کی توضیح میں فرماتے ہیں کہ:

"انما جاءت الواو لضمة الطاء قال فيها لغتان تقول العرب :طوباک ،وطوبا لک ان معناه فرح و قرة عين "[1]

"جب واو طاء کے ضمہ کے ساتھ آتی ہے تو اس میں دو لغات ہیں عرب کہتے ہیں کہ خوش بختی ہو تجھے ،خوش بختی ہو تیرے لیے اس کا معنی خوشی اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے"

طوبی کی مزید وضاحت کے لیے علماء کے اقوال کو بھی نقل کرتے ہیں:

قال عكرمةؒ:نعم ما لهم

عن قتادةؒ: اصابو ا خيرا

قال ابن عجلان: دوام الخير [2]

یہاں لفظ طوبی کی لفظی توضیح کے ساتھ ساتھ علماء کے اقوال کو بھی نقل کیا۔

منۃ المنعم: مولانا مبارکپوریؒ بھی اسی لفظ (فطوبی للغرباء) کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"فطوبى للغرباء:اى حسنى وخير كرامة وفرح وقرة عين"[3]

درج بالا مثال میں علامہ عثمانیؒ نے فطوبی للغرباء کی تشریح میں لغت کا حوالہ بھی دیا اور علماء کے اقوال کو بھی نقل کیا جبکہ مولانا مبارکپوریؒ نے اختصار سے کام لیتے ہوئے صرف فطوبی کے معنی کی توضیح کی۔

مثال نمبر2: امام مسلمؒ نے باب بدالاذان میں حدیث نقل کی ہے جس میں لفظ ناقوسا[4] ہے اس لفظ کے بارے میں دونوں

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 2/115۔

[2] ایضاً، 2/115۔

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/131۔

[4] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:837۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

شارحین کے توضیح درج ذیل ہے:

فتح الملہم: علامہ عثمانیؒ نے لفظ ناقوسا کی تشریح میں رقمطراز ہیں:

"والناقوس خشبة طويلة يضربها النصارى باخرى اقصر منها لاعلام وقت الصلوة"[1]

"ناقوس ایک لمبی لکڑی ہے جسے نصاری دوسری لکڑی جو اس کے کم ہوتی تھی نماز کے وقت کے اعلان کے لیے مارا کرتے تھے"

منۃ المنعم: جبکہ مولانا مبارکپوریؒ اسی لفظ ناقوسا کے بارے میں لکھتے ہیں:

"هو نوع من العود يضرب به النصارى لاوقات صلواتهم فينشأ منه صوت يفيد الاعلام"[2]

وہ عود (لکڑی) کی ایک قسم ہے جسے نصاری نماز کے اوقات کے لیے مارا کرتے تھے اس سے ایسی آواز پیدا "ہوتی جو اعلان کا فائدہ دیتی ہے۔"

درج بالا مثال سے واضح ہوا کہ شارحین نے اس لفظ کی تشریح میں منہج تقریبا ایک جیسا ہی رہا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ علامہ عثمانیؒ نے ناقوس سے مراد صرف لمبی لکڑی بتایا ہے جبکہ مولانا مبارکپوریؒ اس لکڑی کی نوع بتائی کہ یہ عود سے ہے۔

مثال نمبر 3: الجامع الصحیح کی کتاب الجنائز میں لفظ (الإذخر[3]) موجود ہے اس کی تصریح میں دونوں شارحین کے مناہج درج ذیل ہیں:

فتح الملہم: علامہ عثمانیؒ لفظ الإذخر کی تشریح میں بیان کرتے ہیں کہ:

" بكسر الهمزة وسكون الذال المعجمة وكسر الخاء المعجمة وفي آخره راء قيل هو نبت بمكة، قلت ليس بمخصوص بمكة ويكون بارض الحجازة طيب الرائحة ينبت في السهول والحزون "[4]

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 3/135۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/251۔

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 2177۔

[4] عثمانی، فتح الملہم، 4/464۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"ہمزہ کے کسرہ، ذال کے جزم، خا کے کسرہ اور آخر میں راء ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ (جڑی بوٹی) مکہ میں اگتی ہے میں کہتا ہوں یہ مکہ کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ یہ حجاز کی زمین میں بھی ہوتی ہے۔ اچھی خوشبو والی (یہ جڑی بوٹی) نرم اور سخت دونوں جگہ پر اگتی ہے"

منۃ المنعم: جبکہ مولانا مبارکپوریؒ اسی لفظ الإذخر کے بارے میں لکھتے ہیں:

"نبت ذو رائحة طيبة يكون مثل المسد"[1]

"اچھی خوشبو والی یہ جڑی بوٹی مسد (کھجور کے پنے کی چھال) کی طرح ہے"

تجزیہ: یہاں علامہ عثمانیؒ نے الإذخر کی تشریح مفصل بیان کی ہے اور اس میں اپنی رائے کا اظہار بھی کیا ہے جبکہ مولانا مبارکپوریؒ نے صرف اختصار کے ساتھ توضیح کی ہے۔

4۔ اشعار سے استشہاد پر شارحین کے مناہج مع امثلہ

علامہ عثمانیؒ اور مولانا مبارکپوریؒ نے صحیح مسلم کی شرح کے دوران اشعار کی روشنی میں الفاظ کی وضاحت کی ہے۔ علامہ عثمانیؒ نے کئی مقامات پر عربی اور فارسی اشعار کا ذکر کیا ہے۔ اشعار کو بطور استدلال پیش کرنے میں کبھی مصدر کا ذکر کرتے ہیں تو کبھی شاعر کا نام درج کر دیتے ہیں۔ اس کے برعکس مولانا مبارکپوریؒ نے بہت کم مقامات پر اشعار سے استدلال کیا ہے۔ اشعار کے حوالے سے علامہ عثمانیؒ اور مولانا مبارکپوریؒ کی شروحات میں مشترکہ حدیث تو نہیں ملی جن میں شارحین نے شعر سے استدلال کیا ہو تاہم الگ الگ مقامات پر اشعار سے استدلال کیا گیا ہے جس کی امثلہ درج ذیل ہیں:

فتح الملہم:

مثال نمبر 1۔ علامہ عثمانیؒ روایت میں موجود لفظ محمد[2] کی وضاحت میں بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا نام "محمد" ہے۔ عبد المطلب کو اللہ کی طرف سے الہام آیا اس لیے آپ کا نام محمد رکھا گیا تاکہ آسمان اور زمین والے آپ کی تعریف بیان کریں۔ جیسے امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں بیان کیا:

وشق له من اسمه ليجله فذو العرش محمود وهذا محمد [3]

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/57۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 907۔

[3] عثمانی، فتح الملہم، 3/217۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

(اللہ نے اس کو اپنے نام سے نکالا ہے تا کہ آپ ﷺ کو عزت دے پس عرش والا اللہ محمود ہے اور یہ محمد ﷺ ہیں)

یہاں صاحب شرح نے لفظ محمد کی توضیح میں درج بالا اشعار کو نقل کیا۔

مثال نمبر2: اسی طرح ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے بقیع کے قبرستان جا کر اھل قبور کو سلام کیا، یہاں مُردوں کو سلام کرنے کے بارے میں علامہ عثمانیؒ بیان کرتے ہیں مردوں پر سلام زندوں پر سلام کرنے کی مثل ہے اور السلام علیکم دار قوم مومنین[1] میں دعا کو نام سے پہلے ذکر کیا ہے اور یہ جاہل لوگوں کے خلاف ہے جو نام کو دعا پر مقدم کرتے ہیں۔ حماسی کے اس شعر سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے:

علیک سلام اللہ قیس بن عاصم ورحمته ما شاء ان یترحما[2]

(تجھ پر اللہ کی سلامتی ہو قیس بن عاصم اور اسکی رحمت ہو جب تک وہ چاہے تیرے اوپر رحم کرتا رہے۔)

یہاں صاحب شرح نے اہل قبور کے لیے دعا میں پہلے دعا کرنا اور پھر نام لینا کی تصریح حماسی کے قول سے کر دی۔

مثال نمبر3۔ ایک روایت میں لفظ فخلهم[3] کی توضیح میں فرماتے ہیں کہ اللہ کی رحمت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ موحد جو اللہ اور اسکے رسالت کا اقرار کرے گا وہ آگ میں کبھی داخل نہیں ہو گا اگرچہ وہ گناہوں کا ارتکاب کرے۔ اور اسی طرح اللہ کا عذاب اور انتقام یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ موحد جو اپنے رب کی مخالف اور چھوٹے کاموں میں نافرمانی کرے وہ کبھی جنت میں داخل نہیں ہو گا جیسے کہ پیشاب سے نہ بچنا، چغلی کرنا، چھپ کر باتیں سننے والا یا اپنے پڑوسی کو تکلیف دینے والا یا اس طرح کے اور لوگ، پس ایسا شخص اپنی ہلاکت پر اکتفا کرے اور اس سے جنت میں داخل ہونے کا حق چھین لیا گیا ہے۔ اس لیے سعدی شیرازی کہتے ہیں:

بتهدید گر برکشد تیغ حکم بمانند کرو بیان صم و بکم

وگر در دهدیک صلای کرم عزازیل کوید نصیبی برم[4]

درج بالا مثالوں سے واضح ہوا کہ علامہ عثمانیؒ شرح میں عربی اشعار اور فارسی اشعار سے بھی استدلال کرتے ہیں اشعار سے

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:974۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 4/504۔

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:147۔

[4] عثمانی، فتح الملہم، 1/399۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

استدلال کرتے ہوئے کبھی شاعر کا نام بتادیتے ہیں اور کبھی کتاب کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔

منۃ المنعم:

مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ دوران شرح اشعار کا استعمال کرتے ہیں مگر بہت کم مقامات درج کرتے ہیں جیسے کہ:

مثال نمبر1۔ صاحب شرح حدیث میں موجود ایک شعر الا یا حمزللشرف النواء[1] کی وضاحت میں اس شعر کے مکمل اشعار کو درج کرتے ہیں:

الا یا حمز للشرف للنواء	وهن معقلات بالفناء
ضع السكين فی اللبات منها	وضرجهن حمز ة با الدماء
وعجل من اطايبها لشرب	قديدا من طبيخ او شواء [2]

یہاں صاحب منۃ المنعم نے حدیث میں موجود ایک شعر کی وضاحت کے لیے اس شعر کے مکمل ابیات کو ذکر کیا۔

مثال نمبر2۔ اسی طرح الجامع الصحیح میں موجود حدیث ہے" كم لبث النبی ﷺ بمكة قال عشرا قال قلت فان ابن عباس يقول بضع عشرة قا ل فغره وقال اخذ ه من قول الشاعر"[3] اس حدیث میں لفظ قول الشاعر کی وضاحت کرتے ہیں کہ ان کا نام ابو قیس صرمہ بن ابی انس انصاری ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے وقت انصار کی تعریف بیان کی۔ پھر صاحب شرح نے ابو قیس کے اشعار درج کیے:

ثوى فی قريش بضع عشرة حجة	يذكر لو يلقى صديقا مواتيا
ويعرض فی اهل المواسم نفسه	فلم ير من يودی ولم ير داعيا
فلما اتانا اظهر الله دينه	واصبح مسرورا بطيبة راضيا[4]

یہاں حدیث میں موجود شاعر اور اسکے اشعار کو مکمل بیان کر دیا۔

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:5127۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/332۔

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:6095۔

[4] مبارکپوری، منۃ المنعم، 4/52۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

5۔اصلاحات علوم الحدیث میں شارحین کے مناہج مع امثلہ

شارحین نے دوران شرح علوم الحدیث کی اصطلاحات بھی استعمال کی ہے۔شارحین جن احادیث سے استدلال کرتے ہیں ان پر حکم کو واضح کرتے ہیں۔علامہ عثمانیؒ نے بہت سارے مقامات پر یہ منہج اپنایا ہے جبکہ مولانا مبارکپوریؒ نے بہت کم مقامات پر علوم الحدیث کی اصطلاحات استعمال کی ہیں۔شارحین کے ان مناہج کو درج ذیل مثالوں سے واضح کیا جاتا ہے:

فتح الملہم: علامہ عثمانیؒ کا دوران شرح اصطلاحات علوم الحدیث کا تذکرہ درج ذیل مثالوں سے واضح ہوتا ہے:

مثال نمبر1۔ علامہ عثمانیؒ نے کتاب الایمان کی ایک روایت کی شرح میں لکھا ہے:

"ذهب الاستاذ ابو اسحاق الى انه لا يحتج به فعلى هذا يكون هذا الحديث قد روى متصلا و مرسلا "[1]

یہاں علامہ عثمانیؒ نے دو اہم اصطلاحات (متصل اور مرسل) کا تذکرہ کیا ہے۔

مثال نمبر2۔ اسی طرح کتاب الایمان ہی کی حدیث میں بل هو من اهل الجنة [2] کی شرح میں حدیث نقل کی کہ:

"اما ترضى ان تعيش سعيدا وتقتل شهيدا وتدخل الجنة"[3]

اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

هذا مرسل قو ى الاسناد[4]

یہاں علامہ عثمانیؒ نے حدیث کی شرح میں صحیح ابن حبان کی حدیث درج کرنے کے بعد حکم لگایا کہ یہ قوی اسناد کے ساتھ مرسل ہے۔

مثال نمبر3۔ اسی طرح کتاب المساجد میں حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے علامہ عثمانیؒ لکھتے ہیں کہ:

"انها رواية شاذة مخالفة لرواية الحفاظ والثقات كما قال البيهقى وقد ضعفها

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 2/57۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:314۔

[3] ابن حبان، صحیح ابن حبان (بیروت: موسسۃ الرسالۃ، 1993ء)، 16/125۔

[4] عثمانی، فتح الملہم، 2/82۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

النووی وقال الدار قطنی ھی روایۃ ضعیفۃ ا شاذہ "[1]

یہاں حدیث کی شرح میں مختلف ائمہ و محدثین کے حوالے سے اصلاحات علوم الحدیث کا تذکرہ کیا ہے۔ اسی طرح اور بہت سارے مقامات پر ان اصطلاحات کا تذکرہ کیا ہے جیسے:

- ھذاالحدیث لا یصح ،لانہ منقطع [2]
- وقال الترمذی : حدیث حسن صحیح غریب[3]
- اخرجہ الدارقطنی فی اسنادہ ضعیف[4]
- اخرجہ الترمذی قال حسن صحیح [5]
- ان الحدیث مضطرب[6]

الغرض علامہ عثمانیؒ نے شرح حدیث میں کثرت سے اصطلاحات کا استعمال کیا ہے۔ کبھی خود بھی حدیث پر حکم لگاتے ہیں اور کبھی اصطلاحات کے حوالے سے مختلف آئمہ ،فقہاء و محدثین کی آراء کو نقل کرتے ہیں جیسا کہ درج بالا امثلہ سے واضح ہو رہا ہے۔

منۃ المنعم: مولانا مبارکپوریؒ نے بھی دوران شرح اصطلاحات علوم الحدیث کا تذکرہ کیا ہے جو درج ذیل مثالوں سے واضح کیا گیا ہے:

مثال نمبر1۔ الجامع الصحیح میں ایک حدیث کی توضیح میں مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ رقمطراز ہیں کہ:

"ھذ ا حدیث معلق لأن فیہ انقطاعا من أول السند ، لأن مسلماًرحمہ اللہ لم یدرک اللیث "[7]

مثال نمبر2۔ اسی طرح مولانا مبارکپوریؒ دوران شرح ابو داؤ کی ایک حدیث کی صحت کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ:

" ولكنه حديث ضعيف، في إسناده سليمان بن كنانة، لم يعرفه أبو حاتم الرازي،

---

[1] عثمانی، فتح الملہم،3/524۔
[2] عثمانی، فتح الملہم،4/48۔
[3] عثمانی، فتح الملہم،4/113۔
[4] عثمانی، فتح الملہم،5/358۔
[5] عثمانی، فتح الملہم،6/119۔
[6] عثمانی، فتح الملہم،6/272۔
[7] مبارکپوری، منۃ المنعم،1/248۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ولم يذكره البخاري في تأريخه. وفي إسناده أيضا عبد الله بن أبي سفيان، وهو في معنى المجهول"[1]

مثال نمبر3۔ اسی طرح دوران شرح صحیح مسلم کی ایک حدیث کے الفاظ (فلم تكلمه فی ذلک المال)[2] کی شرح میں مولانا مبارکپوریؒ درج ذیل حدیث بیان کرنے کے بعد حافظ ابن حجرؒ کا قول نقل کرکے اس پر حکم لگاتے ہیں:

"وروى البيهقي عن طريق الشعبي "أن أبا بكر عاد فاطمة، فقال لها علي: هذا أبو بكر يستأذن عليك. قالت: أتحب أن آذن له؟ قال: نعم. فأذنت له، فدخل عليها فترضاها حتى رضيت" ذكرهما الحافظ. وقال في الأخير: وهو وإن كان مرسلا فإسناده إلى الشعبي صحيح،"[3]

یہاں حافظ ابن حجرؒ کے حوالہ سے نقل کیا کہ اگرچہ یہ مرسل ہے لیکن امام شعبیؒ تک اس کی سند صحیح ہے۔

مثال نمبر4۔ صحیح مسلم کی ایک اور حدیث کی شرح کرتے ہوئے (عن ابی سلام : قال حذيفة)[4] کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

"قال الدارقطنی :هذا عندی مرسل لان ابا سلام لم يسمع من حذيفة"[5]

یہاں حدیث پر حکم کو واضح کرنے کے لیے امام دار قطنی کے حوالہ کو نقل کیا۔

6۔راجح قول کی نشاندہی میں شارحین کے مناہج مع امثلہ

شارحین نے دوران شرح معروف اور راجح قول کی نشاندہی بھی ہے۔ کہیں علماء کے اقوال کو نقل کرنے کے بعد اپنی رائے کا اظہار کیا ہے تو کہیں علماء کے اقوال میں سے ہی راجح قول کی نشاندہی کی ہے۔ اس منہج سے جہاں قارئین کے لیے مسائل کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے وہاں مختلف فیہ مسائل میں صحیح قول کی نشاندہی بھی ہو جاتی ہے۔ شارحین کے اس منہج کی توضیح درج ذیل مثالوں سے واضح ہو جاتی ہے:

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/354۔
[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:4580۔
[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/187۔
[4] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:4785۔
[5] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/260۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فتح الملہم: علامہ عثمانیؒ نے معروف اور راجح قول کی نشاندہی میں درج ذیل منہج اپنایا ہے:

مثال نمبر1۔ علامہ عثمانیؒ نے دورانِ شرح حدیث "الصیام لی وانا اجزی به"[1] کی شرح میں بیان کرتے ہیں کہ اس کے معنی میں اختلاف ہے اور معنی کی تعیین میں درج ذیل مختلف اقوال بھی ہیں:

١ ۔ ان الصوم من حیث انه صوم لا یقع فیه الریاء

٢۔معنی قوله الصوم لی ای انه احب العبادات الیّ والمقدم عندی ،وقیل :الصوم لی فضلاً للصیام علی سائر العبادات

٣۔ الاضافة اضافة تشریف و تعظیم کما یقال بیت الله وان کانت البیوت کلها لله

صاحب شرح فرماتے ہیں کہ پہلی بات کہ صوم کو صوم اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں ریاکاری نہیں ہوتی اور دوسرا الصوم لی کا معنی یہ ہے وہ اپنی طرف عبادات کو پسند اور مقدم سمجھتا ہے اور روزے کو تمام عبادات پر فضیلت حاصل ہے تیسرا یہ کہ الصوم لی میں اللہ کی طرف اضافت، تشریف و تعظیم کے لیے ہے جیسا کہ بیت اللہ کہا جاتا ہے اگرچہ تمام بیوت اللہ کے لیے ہیں۔ علامہ عثمانیؒ یہ تمام معنی بیان کرنے کے بعد اپنی طرف سے راجح قول کی نشاندہی کرتے ہیں کہ:

> " هو الراجح عندی :فقول الله تعالی (الصوم لی) تنویه بشان الصوم الصائم ان الصائم انما یترک معظم مالوفاته الطبیعیة والرغبات النفسیة لمحض ابتغاء وجهی الی زمان یتعد به "[2]

یہاں علامہ عثمانیؒ نے پہلے مختلف اقوال نقل کیے پھر راجح قول کی نشاندہی کی کہ میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ اللہ تعالی کے اس قول الصوم لی سے صوم اور صائم کی تعریف و تعظیم ہے۔ اور یہ تعظیم اس لیے ہے کہ روزہ دار کھانے میں طبیعت کو پسند آنے والی چیزوں کو ایک مدت تک محض اللہ کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔

مثال نمبر2۔ اسی طرح کتاب الصیام میں ہی رسول اللہ ﷺ کے ایام بیض میں روزہ رکھنے کے متعلق فرماتے ہیں کہ ایام بیض کے روزے مستحب ہیں اور وہ تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کے ہیں جیسا کہ سنن نسائی میں حدیث موجود ہے "کان رسول الله

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:2704۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 5/286۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ﷺ يامر بصيام ثلاثة ايام اول خميس ،والاثنين ،والاثنين"[1] اسی طرح سنن نسائی ہی کی دوسری حدیث ہے کہ "صيام ثلاثة أيام من كل شهر صيام الدهر، وأيام البيض صبيحة ثلاث عشرة، وأربع عشرة، وخمس عشرة"[2] ان احادیث کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ایام بیض کی تعیین میں نو(9) اقوال ہیں:

١۔ لا تتيعن بل يكره تيينها وهذا عن مالک

٢۔اول ثلاثة من الشهر ،قاله الحسن البصرى

٣۔اولها الثانى عشر

٤۔اولها الثالث عشر

٥۔اولها اول سبت من اول الشهر ثم من اول الثلاثاء من الشهر الذى يليه

٦۔اول خميس ثم اثنين ثم خميس

٧۔ اول اثنين ثم خميس ثم اثنين

٨۔اول يوم والعاشر،والعاشرون عن ابى الدرداء

٩۔اول كل عشر عن ابن شعبان المالكى

مندرجہ بالا اقوال پیش کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

"ارجحها القول الرابع والله اعلم"[3]

یہاں صاحب شرح ایام بیض سے متعلق احادیث اور مختلف اقوال پیش کرنے کے بعد راجح قول کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان میں سے راجح قول چوتھا ہے یعنی ایام بیض کا پہلا دن الثالث عشر (تیرہواں دن) ہے۔

مثال نمبر3۔ اسی طرح کتاب الحج میں وکیع کی سند سے حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب شام فتح کر لیا جائے گا تو لوگ مدینہ سے نکل جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہو گا، پھر یمن فتح ہو گا تو لوگ مدینہ سے نکل جائیں گے حالانکہ

---

[1] احمد بن شعیب، نسائی، رقم الحدیث، 2421۔

[2] ایضاً، رقم الحدیث:2422۔

[3] عثمانی، فتح الملہم، 5/322۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مدینہ ان کے لیے بہتر ہو گا پھر عراق فتح ہو گا تو لوگ مدینہ سے نکل جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہو گا۔[1] اس سے اگلی حدیث جو کہ ابن جریج کے واسطے سے ہے اس میں فتوحات کی ترتیب میں پہلے یمن کا ذکر ہے پھر شام کا ذکر ہے اور اس کے بعد عراق کا ذکر ہے۔[2] علامہ عثمانیؒ ان دونوں احادیث میں ترتیب کو واضح کرتے ہیں کہ:

"هكذا في رواية وكيع هذه البداءة بذكر الشام وفي رواية ابن جريج الاتية بعدها شرع باليمن،ثم ذكر الشام،ثم العراق ووافقه على هذاالترتيب مالك عند البخاري ولكن لا بلفظة (ثم) بل بالواو، وهذا هو الارجح"[3]

کہ وکیع کی روایت کی ابتداء شام سے ہوتی ہے جبکہ ابن جریج کی روایت میں ابتداء یمن سے ہوتی ہے، پھر شام اور اس کے بعد عراق کا ذکر ہے۔ یہی ترتیب امام بخاریؒ کے نزدیک درست ہے اور یہی زیادہ راجح ہے۔

منۃ المنعم: مولانا مبارکپوریؒ نے دوران شرح معروف اور راجح قول کی نشاندہی کا درج ذیل منہج اپنایا ہے:

مثال نمبر1۔ مولانا موصوفؒ کتاب الصلوۃ کی حدیث میں (ذو اليدين)[4] کی توضیح میں فرماتے ہیں لمبے ہاتھ ہونے کی وجہ سے ذوالیدین کا لقب دیا گیا اس کا نام خرباق ہے اور قبیلہ بنی سلیم سے تعلق رکھتا ہے اور نبی ﷺ کے آخری زمانہ میں اسلام لایا اور حضرت معاویہؓ کے دور خلافت میں فوت ہوا یہ بھی کہا گیا کہ یہ حضرت عمرؓ کے عہد میں فوت ہوا۔ خرباق کی وفات میں ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"والاول ارجح "[5]

یہاں خرباق کی وفات میں ترجیح دیتے ہوئے بیان کیا کہ اس میں راجح یہ ہے کہ یہ حضرت معاویہؓ کے دور خلافت میں فوت ہوا۔

مثال نمبر2۔ اسی طرح کتاب الصلوۃ التطوع کی طویل حدیث ہے کہ جس میں سعد بن ہشام اور حکیم بن افلح حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا تو اس پر ام المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا کیا تم قرآن کو نہیں پڑھتے آپ کا اخلاق قرآن ہی تو تھا۔ پھر سعد بن ہشام نے کہا کہ مجھے آپ ﷺ قیام کے بارے میں بتائیں تو حضرت

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:3364۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:3365۔

[3] عثمانی، فتح الملہم، 6/295۔

[4] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1288۔

[5] مبارکپوی، منۃ المنعم، 1/364۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

عائشہؓ نے فرمایا کہ کیا تم سورۃ المزمل نہیں پڑھتے ہو اس کے شروع میں اللہ نے رات کے قیام کو فرض قرار دیا تو آپ ﷺ اور صحابہؓ نے سال بھر قیام کیا۔ اس سورت کی آخری آیات کو اللہ نے آسمان پر بارہ ماہ تک روکے رکھا یہاں تک کہ پھر تخفیف کا حکم اس سورۃ کے آخر میں دوبارہ نازل فرمایا تب رات کا قیام فرض ہونے کے بعد نفل میں تبدیل ہو گیا۔ اس حدیث میں (فصار قيام الليل تطوعا بعد فريضة)[1] کے ضمن میں مولانا مبارکپوریؒ فرماتے ہیں کہ:

"فصار قيام الليل تطوعا بعد فريضة اى فى حق النبى ﷺ والامة جميعا،وقيل بقى فرضا على النبى ﷺ والاول اصح"[2]

یہاں مولانا موصوفؒ نے رات کا قیام فرض ہونے کے بعد نوافل میں بدل جانے کے متعلق فرماتے ہیں یہ نبی ﷺ اور تمام امت کے حق میں ہے۔ بعض نے کہا کہ صرف رسول اللہ ﷺ پر اس نماز کا فرض ہونا باقی تھا۔ ان دو اقوال میں ترجیح دیتے ہوئے بیان کیا کہ پہلی بات زیادہ صحیح ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور تمام امت کے لیے یہ نماز نفل میں تبدیل ہو گئی ہے۔

مثال نمبر3۔ اسی طرح کتاب الصیام میں (ليلة القدر)[3] کے بارے میں فرماتے ہیں کہ لیلۃ القدر کا نام اس کی قدر اور شرف کے بلند ہونے کے بنا پر رکھا گیا۔ یعنی اس میں قرآن نازل کیا گیا اور یہ اس کی صفت ہے کہ ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے اور اس میں ملائکہ، برکت، رحمت اور مغفرت کا نزول ہوتا ہے۔ جہاں تک لیلۃ القدر کی تعیین کا تعلق ہے کہ کونسی رات ہے تو اس میں مختلف اقوال ہیں:

١۔انها مختصه برمضان ممكنة فى جميع لياليه

٢۔ انها مختصه برمضان فى ليلة معينة منه مبهمة.

٣۔إنها منحصرة في العشر الأخير من رمضان

۴ إنها تنتقل في العشر الأواخر كلها:

۵۔أرجاها ليلة إحدى وعشرين

٦۔قيل :ثلاث وعشرين

٧۔قيل: سبع وعشرين

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1739۔

[2] مبارکپوی، منۃ المنعم، 1/369۔

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:2761۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

٨۔ وذهب جماعة من العلماء إلى أنها في أوتار العشر الأخير، وأنها تنتقل

مولانا ان اقوال کو درج کرنے کے بعد ایک کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

" وذهب جماعة من العلماء إلى أنها في أوتار العشر الأخير، وأنها تنتقل وهذا القول هو أرجح الأقوال"[1]

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں چالیس سے زیادہ اقوال نقل کیے ہیں جن میں درج بالا اقوال زیادہ مشہور ہیں اور ان اقوال میں سے یہ زیادہ راجح یہی ہے کہ لیلۃ القدر آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہے اور یہ تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ اور یہی صاحب منۃ المنعم کی رائے بھی ہے۔

7۔اسرار و حکمت بیان کرنے میں شارحین کے مناہج مع امثلہ

شریعت کے ہر امور میں کوئی نہ کوئی حکمت و مصلحت کار فرما ہوتی ہے یا یوں کہا جاسکتا ہے کہ شریعت نے دین کو مکمل کرنے کے لیے اسرار و حکم اور مقاصد سے آگاہ کیا ہے تا کہ ہر زمانے میں حالات کو دیکھتے ہوئے علماء پیش آنے والے مسائل کا حل شریعت کی روشنی میں تلاش کر سکیں، احادیث کی شرح میں شرعی احکام کے اسرار و رموز بیان کرنے کا منہج شارحین نے اپنایا ہے۔ ذیل میں وضاحت کے لیے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:

فتح الملہم: اسرار و حکم بیان کرنے میں علامہ عثمانیؒ کا منہج درج ذیل ہے:

مثال نمبر 1۔ علامہ عثمانیؒ نے کتاب الصلوۃ میں حدیث نقل کی ہے "ان رسول الله كا ن اذا صلى فرّج بين يديه حتى يبدو بياض ابطيه"[2] (کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو (سجدہ میں) اپنے ہاتھوں کو پھیلا لیتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جاتی) اس حدیث کی شرح میں حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"الحكمة فى هذه الهيئة فى السجود انه يخف بها اعتماده عن وجهه ولا يتاثر انفه ولا جبهته ولا يتاذى بملا قاة الارض"[3]

صاحب شرح یہاں سجدہ کی حالت میں حکمت کو بیان کرتے ہیں کہ اس سے چہرے پر بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے اور ناک اور پیشانی پر

---

[1] مبارکپوی، منۃ المنعم، 2/203۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 1105۔

[3] عثمانی، فتح الملہم، 3/316۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اثر نہیں پڑتا اور نہ ہی زمین پر سجدہ دینا تکلیف کا باعث بنتا ہے۔

مثال نمبر2۔ اسی طرح کتاب الصیام کی حدیث ہے کہ (وما رایت رسول اللہ ﷺ استکمل صیام شھر قط الا رمضان وما رایته فی شھر اکثر منه صیاما فی شعبان)[1] علامہ عثمانیؒ اس حدیث کی شرح میں رسول اللہ ﷺ کا اکثر شعبان کے روزے رکھنے میں مختلف حکمتیں بیان کرتے ہیں کہ:

۱۔ کان یشتغل عن صوم الثلاثة ایام من کل شھر ،لسفر او غیره فتجتمع

۲۔ یصنع ذلک لتعظیم رمضان

۳۔ الحکمة فی اکثاره ﷺ: ان نساءه کن یقضین ما علیھن من رمضان فی شعبان

۴۔ الحکمة فی ذلک انه یعقبه رمضان[2]

یہاں رسول اللہ ﷺ کے شعبان کے روزے رکھنے کی مختلف حکمتیں بیان کی ہیں۔

مثال نمبر3۔ اسی طرح کتاب الحج کی حدیث میں الفاظ (علیکم بالسکینة)[3] کی شرح میں حکمت بیان کرتے ہیں کہ:

" ھذا الا رشاد الی الادب والسنة فی السیر تلک الیلة ،ویلحق بھا سائر مواضع الزحام"[4]

یہاں بھی علامہ عثمانیؒ نے حدیث سے اخذ ہونے والی حکمتوں سے آگاہ کیا۔

منۃ المنعم: اسرار و حکم بیان کرنے میں مولانا مبارکپوریؒ کا منہج درج ذیل ہے:

مثال نمبر1۔ مولانا مباکپوریؒ نے کتاب الصلوۃ میں حدیث (فاغمی علیه)[5] (آپ ﷺ کے وفات کے وقت جو غشی طاری ہوگئی) اس بارے میں فرماتے ہیں:

"فیه دلیل علی جواز الإغماء علی الأنبیاء - علیھم الصلاة والسلام - لأنه مرض، والحکمة فیه تکثیر أجرھم وتسلیة الناس بھم، ولئلا یفتتن الناس بھم

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:2722۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 5/305۔

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:3089۔

[4] عثمانی، فتح الملہم، 6/147۔

[5] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:936۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فیعبدوھم، لظھور المعجزات والآیات البینات علی أیدیھم "[1]

یہاں رسول اللہ ﷺ پر آخری وقت میں غشی طاری ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ایک تو انبیاء پر غشی طاری ہوتی ہے کیونکہ یہ ایک بیماری ہے۔ دوسرا اس میں حکمت یہ ہے کہ غشی سے انبیاء کے اجر میں اضافہ ہوتا ہے اور انبیاء پر غشی کا طاری ہونا لوگوں کے لیے تسلی کا باعث ہے تاکہ لوگ فتنوں میں نہ پڑ جائے۔ اور یہ لوگوں کے لیے دلائل، نشانیاں معجزات ہیں۔

مثال نمبر2۔ اسی طرح کتاب صلاۃ التطوع میں حضرت انس بن سیرینؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے سوال کیا کہ صبح کی نماز میں دو رکعتوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا میں ان کو طویل کر سکتا ہوں، حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو دو دو رکعت پڑھا کرتے تھے اور ایک رکعت سے اس کو وتر بناتے اس پر انس بن سیرینؒ نے کہا میں آپ سے اس کے بارے میں نہیں پوچھ رہا ہوں اس پر ابن عمرؓ نے کہا: تم ایک بوجھل آدمی ہو "به به انک لضخم"[2]۔

مولانا مبارکپوریؒ "انک لضخم" کے تحت اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اشارۃ الی الغباوۃ و قلۃ الادب لانه قطع علیه الکلام وعاجله قبل تمام حدیثه"[3]

مولانا مبارکپوریؒ اسرار و رموز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس میں جہالت اور ادب کی کمی ہے جو ابن سیرینؒ نے قطع کلامی کی۔ ابن عمرؓ کی بات کو کاٹ پر اپنی سوچ کر ترجیح دی اور ابن عمرؓ کو پوری بات نہ کرنے دی۔

مثال نمبر3۔ اسی طرح کتاب الجمعہ میں حدیث موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جمعے کے دن غسل کرنا اور مسواک کرنا واجب ہے۔ ہر شخص خوشبو اپنی طاقت کے مطابق لگائے۔ ایک سند میں "ولو من طیب المرأۃ"[4] کے الفاظ ہیں، صاحب شرح توضیح میں فرماتے ہیں کہ:

"وفیه اشارۃ الی انه ینبغی ان یکون للرجل طیب مختص لاستعماله وذلک لان طیب المرأۃ غالبا یکون متمیزا عن طیب الرجل فی نوعه ولونه"[5]

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/277۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1762۔

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/474۔

[4] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1960۔

[5] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/3۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہاں "ولو من طیب المرأ ۃ" کی توضیح میں فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ جمعہ کے دن خوشبو لگانے کی تاکید اور مبالغہ کے لیے ہے۔ البتہ مرد کو وہ خوشبو لگانی چاہیے جو اس کے استعمال کے لیے خاص ہے۔ کیونکہ عورت کی خوشبو اکثر مرد کی خوشبو سے رنگ اور قسم کے لحاظ مختلف ہوتی ہے۔

مثال نمبر 4۔ اسی طرح امام مسلمؒ نے کتاب الاسیذان میں حدیث نقل کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ راستوں میں بیٹھنے سے اجتناب کرو اور اگر تم مجلس کے بغیر نہیں بیٹھ سکتے تو راستے کا حق دو۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ راستے کا حق کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ نگاہ نیچی رکھنا اور تکلیف دو چیزوں کو ہٹانا وغیرہ۔ اس حدیث میں لفظ "غض البصر"[1] کی توضیح کرتے ہیں کہ:

" وفیه اشارة الی ان فی الجلوس فی الطریق تعرضا للفتن بخطور النساء الشواب ومرورهن انهن لا یمنعن من المرور فیها نظرا لحوائجهن "[2]

یہاں مولانا موصوفؒ غض البصر کی توضیح میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نظروں کو حرام سے روکنا ہے اور اس میں حکمت کو بیان کرتے ہیں کہ راستے میں بیٹھنا اور ان عورتوں کا سامنے سے گذرنا فتنے کا باعث بنتا ہے۔ لہذا نظروں کو نیچا رکھا جائے۔

8۔ عربی گرائمر میں شارحین کے مناہج مع امثلہ

شارحین نے دوران شرح گرائمر کی رو سے الفاظ کی صرفی و نحوی توضیح بھی کی ہے، بعض جگہ پر واحد و جمع کے بارے میں بھی آگاہ کیا ہے اور بعض جگہ مشکل الفاظ کی توضیح اعراب اور کتب لغات سے بھی کی ہے۔ شارحین کے ان مناہج کے تقابل کے لیے چند ایک امثلہ درج کی جاتی ہیں:

فتح الملہم: علامہ عثمانیؒ کا گرائمر، اعراب اور کتب لغات کی رو سے الفاظ کی توضیح میں درج ذیل منہج رہا ہے:

نحوی وضاحت: علامہ عثمانیؒ نے کتاب الایمان کے ایک مقام پر حدیث کی شرح میں لفظ (یُوَحّد)[3] کی نحوی توضیح بیان کی کہ:

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 5648۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/436۔

[3] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 111۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"هو بضم الیا ء وفتح الحا ء مبنی لما لم یسم فاعله"[1]

"وہ یا کے ضمہ اور حا کے فتح کے ساتھ ہے اور مبنی مالم یسم فاعلہ (ایسا فعل جس کے فاعل نہ معلوم) ہے"

اسی طرح کتاب الزکوۃ کی حدیث میں (الخیل مقعود فی نواصیها الخیر)[2] کی نحوی توضیح بیان کی کہ:

"معقود مرفوع علی انه خبر المبتدا الموخر وهو قوله الخیر والجملة اخبر المبتداء الاول"[3]

"معقود یہ مرفوع ہے اس لیے کہ یہ مبتدا موخر کی خبر ہے (مبتدا موخر) الخیر ہے اور جملہ مبتدا اول کی خبر ہے"

اسی طرح کتاب الحج کی حدیث میں (سنة ابی القاسم)[4] کی نحوی توضیح بیان کی کہ:

"هو خبر مبتدا مخذوف ای هذه سنة "[5]

"(سنۃ) مبتدا مخذوف کی خبر ہے یعنی هذه سنة ہے"

صرفی وضاحت: علامہ عثمانیؒ نے کتاب الزکاۃ کی ایک حدیث میں (ذلک مال رابح)[6] کی صرفی توضیح میں بیان کی کہ:

"هو فاعل بمعنی مفعول ای ما ل مربوح "[7]

"رابح فاعل، مفعول کے معنی میں ہے یعنی مال مربوح"

اسی طرح کتاب الحج میں حدیث "لجعلتها علی اساس ابراهیم فان قریشا حین بنت البیت استقصرت ولجعلتُ لها خلفا"[8] میں (لجعلتُ) کی صرفی توضیح کی کہ:

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 1/353۔
[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 2292۔
[3] عثمانی، فتح الملہم، 5/40۔
[4] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 3015۔
[5] عثمانی، فتح الملہم، 6/111۔
[6] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 2315۔
[7] عثمانی، فتح الملہم، 5/60۔
[8] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 3240۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"بصيغة المتكلم عطف على لجعلتها لا بصيغة التانيث الغائب"[1]

"(لجعلتُ) متکلم کا صیغہ ہے جو لجعلتھا پر عطف ہے نہ کہ مونث غائب کا صیغہ ہے"

اعراب ولغت کے اعتبار سے: علامہ عثمانیؒ نے مشکل الفاظ کی تشریح میں مختلف ماہرین لغت کی آراء کو بھی نقل کیا جیسے:

کتاب الایمان میں لفظ (السراری)[2] کے اعراب اور اس کی بناوٹ کے لحاظ سے ماہرین لغت کی آراء کو بیان کیا کہ:

"هو بتشديد الياء ويجوز تخفيفها ،لغتان معروفتان،الواحدة السرّية بالتشديد لا غير قال ابن السكيت فى اصلاح المنطق :كل ما كان واحدة مشدداً من هذا لنوع جاز فى جمعه التشديد والتخفيف ،والسرية الجارية المتخذة للوطى ماخوذة من السر وهو النكاح وقيل السر والسرور قيل لها سرية لانها سرور مالكها قال الازهرى وهذالقول احسن "[3]

اسی طرح کتاب الزکوۃ کی حدیث کی شرح میں (قط)[4] کے بارے میں مختلف لغات کا تذکرہ کرتے ہیں کہ:

"وفى قط لغات: حكامن الجوهرى والفصيحة المشهورة :قط مفتوحة القاف مشددة الطاء ،قال الكسائى كانت (قططط) بضم الحروف الثلاثةفاسكن الثانى ثم ادغم، والثانية : قط بضم القاف تتبع الضمة الضمة،والثالث: قط بفتح القاف وتخفيف الطاء، والرابعة :قط بضم القاف والطاء المخففة وهى قليلة "[5]

واحد وجمع کے اعتبار سے: علامہ عثمانیؒ نے الفاظ کے واحد اور جمع بھی بیان کیے ہیں جیسے:

کتاب الایمان میں حدیث میں آنے والے الفاظ (الحفاة ، العراة، العالة ،رعاء الشاء)[6] کے واحد اور جمع کے بارے میں آگاہ کرتے ہیں:

١۔ الحفاة: جمع الحافى

٢۔ العراة : جمع العارى

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 6/211۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:98۔

[3] عثمانی، فتح الملہم، 1/342۔

[4] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:2296۔

[5] عثمانی، فتح الملہم، 5/41۔

[6] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

٣۔ العالة: جمع عائل من عال يعيل

٤۔ رعا ء الشاء: جمع راع ،والشاء جمع شاة[1]

مذکورہ امثلہ سے واضح ہو گیا ہے کہ علامہ عثمانیؒ نے کئی مقامات پر عربی گرائمر میں نحوی و صرفی توضیح کے ساتھ ساتھ الفاظ کی وضاحت میں مختلف ماہرین لغت کی آراء کو نقل بھی کیا اور قواعد عربیہ کو سامنے رکھتے ہوئے کسی لفظ کے بارے میں نشاندہی بھی کی جیسے لفظ واحد ہے یا جمع یہ اسم ہے تو یہ مفعول وغیرہ۔

منۃ المنعم: مولانا مبارکپوریؒ نے بھی دوران شرح الفاظ کی تصریح میں عربی گرائمر کی اصطلاحات استعمال کی ہیں جیسے:

نحوی توضیح: مولانا موصوفؒ کتاب البیوع کی حدیث میں (ماشية او ضاريا)[2] کی نحوی وضاحت کی کہ:

"ضاري مجرور على العطف على ماشية، وثبوت الياء في الاسم المنقوص مع حذف الألف واللام منه لغة. يقال: ضرا على الصيد ضراوة أي تعود ذلك واستمر عليه، وضرا الكلب وأضراه صاحبه، أي عوده وأغراه بالصيد، والإضافة هنا إما من إضافة الموصوف إلى صفته، مثل ماء البارد، ومسجد الجامع، وجانب الغربي، أو لفظ ضاري صفة للرجل الصائد"[3]

یہاں لفظ ضاریا کی نحوی توضیح کرتے ہیں کہ ضاری ماشیۃ پر عطف ہے اور اسم منقوص میں یا کا الف لام کے ساتھ حذف کرنا ثابت ہے۔

صرفی توضیح: اسی طرح کتاب اللباس کی حدیث میں (معصفرين)[4] کی صرفی وضاحت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ:

" بصيغة اسم مفعول من الرباعي والمعصفر هو المصبوغ بالعصر"[5]

یہاں صرفی وضاحت کرتے ہوئے بیان کیا کہ معصفرین باب رباعی سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 1/337۔۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:4023

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/48۔

[4] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:۔5334

[5] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/394۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اسی طرح کتاب الرقاق کی حدیث میں (عشیشیة)[1] کی صرفی وضاحت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

"تصغير عشية، أصلها بضم العين وفتح الشين وتشديد الياء، فأبدلت إحدى اليائين شينا فصارت عشيشية، والعشية الوقت من بعد الزوال إلى غروب الشمس"[2]

اسی طرح اور بھی مقامات پر صرفی توضیح کی جیسے:

١۔ الحبرة :على وزن عنبة[3]

٢۔ الملبدة : اسم مفعول من التلبيد[4]

٣۔ مرحل : بصيغه اسم المفعول من الترحيل[5]

٤۔ المخيلة :بوزن عظيمة[6]

٥۔ معافاة: اسم مفعول من العافية[7]

٦۔ يطريه: بضم اوله ،مضارع من الإطراء[8]

واحد و جمع کے اعتبار سے: مولانا مبارکپوریؒ نے الفاظ کے واحد و جمع سے بھی آگاہ کیا ہے جیسے:

١۔ (بمروطهن) المروط جمع مرط[9]

٢۔ (سبعة ركب) بفتح الراء وسكون الكاف جمع راكب[10]

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:7516۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 4/413۔

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/395۔

[4] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/395۔

[5] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/396۔

[6] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/398۔

[7] مبارکپوری، منۃ المنعم، 4/404۔

[8] مبارکپوری، منۃ المنعم، 4/408۔

[9] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/405۔

[10] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/429۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

۳۔ (والرواء)، بكسر الراء ضد العطاش جمع ريان وريا[1]

۴۔ (بالدرق) بفتحتين جمع درقة[2]

مولانا مبارکپوریؒ نے بھی اپنی شرح میں الفاظ کی توضیح کے مختلف مناہج کو اپنایا ہے جیسے کہ نحوی و صرفی وضاحت، الفاظ کے واحد و جمع کا بیان وغیرہ اور الفاظ کے مصادر کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔

9۔ رواۃ کے تعارف میں شارحین کے مناہج مع امثلہ

شارحین نے صحیح مسلم کی شرح میں مختلف مناہج کو اپناتے ہوئے رواۃ کی توضیح کی ہے۔ کبھی اسناد میں موجود رواۃ کے مکمل نام، القابات، نسبت، کنیت کی توضیح کی تو کبھی رواۃ کا معروف پہلو کے ساتھ تعارف بیان کیا ہے۔ ذیل میں چند ایک امثلہ وضاحت کے لیے پیش کی جاتی ہیں تاکہ رواۃ کے بارے میں شارحین کے مناہج سامنے آسکیں:

فتح الملہم: علامہ عثمانیؒ کا رواۃ اسناد کے بارے میں درج ذیل منہج رہا ہے:

1۔ کبھی راوی کے نام کی وضاحت کرتے ہیں جیسے: کتاب الایمان کی روایت میں راوی کھمس کا پورا نام ذکر کرتے ہیں کہ یہ کھمس بن حسن ابو الحسن التمیمی البصری ہیں۔[3]

2۔ کبھی راوی کے اسماء میں اختلاف کو ذکر کرتے ہیں جیسے: کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ کی روایت میں (ابی المھلب) کے نام میں اختلاف کو ذکر فرماتے ہیں کہ ابو لمھلب ان کا نام عبد الرحمن بن عمرو ہے بعض کے نزدیک معاویۃ بن عمرو بعض کے نزدیک عمرو بن معاویۃ ہے، نام کے بارے میں تینوں اقوال امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں نقل کیے ہیں اور بعض کے نزدیک ان کا نام نذر بن عمر الازدی بصری ہے جو بہت بڑے تابعی تھے جنہوں نے کئی صحابہ سے روایت لی ہیں۔[4]

3۔ کبھی راوی کی توضیح قبیلہ کے ساتھ کرتے ہیں جیسے: الجامع الصحیح کی ایک روایت میں ابو عبید المزحجی کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ان کی نسبت مذحج کی طرف ہے جو کہ ایک معروف قبیلہ ہے۔[5]

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/431۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم،، 2/25۔

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/321۔

[4] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/428۔

[5] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/458۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

4۔ کبھی راوی کے القاب کی توضیح کرتے ہیں جیسے: کتاب الایمان کی روایت میں مطر الوراق کا نام مطر بن طھمان، کنیت ابو رجاء الخراسانی ہے اور بصرہ میں رہے اور وہاں مصاحف لکھتے تھے اس وجہ سے وراق کہا جاتا ہے۔[1]

5۔ کبھی کنیت کی توضیح نام کے ساتھ بھی کرتے ہیں جیسے: کتاب الصلوۃ کی حدیث میں روای (ابی المنھال) کے نام کی وضاحت کرتے ہیں کہ ان کا نام سیار بن سلامۃ الریاحی ہے[2]

الغرض علامہ عثمانیؒ نے رواۃ کی تعارف میں تفصیل سے کام لیا ہے۔

منۃ المنعم: مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ کا رواۃ اسناد کے بارے میں درج ذیل منہج رہا ہے:

1۔ کبھی راوی کے نام و نسب کو بیان کرتے ہیں جیسے: کتاب الایمان کی روایت میں (سعید الجریری) کے پورے نام کا ذکر کرتے ہیں کہ یہ جریر کی طرف نسبت ہے اور یہ جیم کے ضمہ کے ساتھ تصغیر کے ساتھ اور وہ سعید بن إیاس ابو مسعود البصری ہیں۔"[3]

2۔ کبھی نام کی توضیح کنیت کے ساتھ کرتے ہیں جیسے: کتاب الصلوۃ کی روایت میں (مسلم بن صبیح) کی کنیت واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کی کنیت ابو الضحی ہے۔[4]

3۔ کبھی کنیت کی توضیح اسماء کے ساتھ کرتے ہیں جیسے: کتاب الاشربۃ کی روایت میں (یحیی بن ابی عمر) کی کنیت کی وضاحت فرماتے ہیں کہ ان کا نام یحیی بن عبید ہے[5]

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/338۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/281۔

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/100۔

[4] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/314۔

[5] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/341۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فصل دوم: فتح الملہم اور منۃ المنعم میں اختلافی پہلو مع امثلہ

اس فصل کو دو مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مبحث اول میں فتح الملہم کے اختلافی پہلو بیان کیے گئے ہیں، مبحث ثانی میں منۃ المنعم کے اختلافی پہلو بیان کیے گئے ہیں۔ شارحین نے اپنی شروحات میں صحیح مسلم کی مختلف شروحات، ائمہ اربعہ اور مولفین کی کتب سے استفادہ کیا ہے۔ علامہ عثمانیؒ نے فتح الملہم میں علماء کے اقوال اور دیگر مولفین اور شارحین کو کثرت سے نقل کیا ہے، تاہم منۃ المنعم کی بہ نسبت یہ کافی ضخیم شرح ہے۔ ذیل میں ان کے اختلافی امور کو الگ الگ ذکر کیا جاتا ہے، تاکہ واضح ہو سکے کہ ان شارحین کی شروحات میں کن کن مصادر کو استعمال کیا گیا ہے اور ان کی خصوصیات واضح ہو سکے۔

مبحث اول: شرح کے اسلوب میں فتح الملہم کے اختلافی پہلو مع امثلہ

1۔ تفصیلی شرح

فتح الملہم نسبتاً شرح مبارکپوریؒ کے کافی ضخیم ہے اس لیے یہ ایک مفصل شرح ہے۔ صاحب فتح الملہم نے ترجمۃ الکتب میں اہم معلومات زیادہ تفصیل سے دینے کے ساتھ ساتھ احادیث کے ہر دوسرے الفاظ کی تشریح کا بھی اسلوب اپنایا ہے ،اس اسلوب کی وضاحت درج ذیل مقامات کا مطالعہ کرنے سے واضح ہوتی ہے:

مثال نمبر 1: علامہ عثمانیؒ نے حدیث الباب سے قبل کتاب الصیام کے تعارف میں صوم کے لغوی و شرعی مفہوم کو واضح کیا، شریعت میں صوم کی اقسام اور رمضان کے روزوں کی فرضیت کے بارے میں دلائل پیش کیے۔یعنی صاحب شرح نے احادیث کی شرح کرنے سے پہلے روزہ کے متعلق بیان کیا کہ روزہ ارکان دین میں سے بڑا رکن ہے اور شرع کے قوانین میں سے مضبوط قانون ہے اس کے ذریعے سے بندہ نفس امارہ کی برائی پر غالب آجاتا ہے۔ یہ روزہ اعمال قلب میں سے ہے اور اس میں کھانے پینے نکاح کرنے اور کئی یومیہ کام کرنے سے روکا گیا ہے۔ یہ بہت اچھی خصلت ہے لیکن یہ نفوس پر شاق ہے تو حکمت الہیہ نے یہ تقاضا کیا کہ روزے (بڑی تکلیف) کو مکلف کرنے سے پہلے ہلکی تکلیف (جس کو نماز کہتے ہیں) کو شروع کیا جائے تاکہ مکلف کی مشق ہو جائے۔ پھر زکوۃ کو شروع کیا جائے اس کے بعد روزہ کو۔ صاحب شرح اسی طرح روزہ کی فرضیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "والدليل على فرضية صوم شهر رمضان: الكتاب والسنة ،والاجماع والمعقول۔امّاالكتاب :فقوله تعالىٰ ،ياالهاالذين امنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم ۔۔۔ كتب عليكم اى فرض۔۔۔، اما السنة :فقول النبى

toobaa-elibrary.blogspot.com

ﷺ بنی الاسلام علی خمس شهادة ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله ،واقام الصلوة ،وایتاء الزکوة، وصوم رمضان،وحج البیت من استطاع الیه سبیلا۔۔۔ واما الاجماع :فان الامة اجمعت علی فرضیة شهر رمضان ،لا یجحدها الا کافر"[1]

"رمضان کے روزوں کی فرضیت کی دلیل قرآن، سنت، اجماع اور عقلی دلائل سے موجود ہے، جہاں تک قرآن کا تعلق ہے اللہ کا ارشاد ہے کہ "اے ایمان والوں تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلی امتوں پر فرض کیے گئے تھے "کتب علیکم یعنی فرض کئے گئے ہیں۔ جہاں تک سنت کی بات ہے تو نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہے، نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا او رر مضان کے روزے رکھنا اور جو استطاعت رکھتا ہے بیت اللہ کا حج کرنا، جہاں تک اجماع کا تعلق ہے تو امت رمضان کے روزوں کی فرضیت پر جمع ہے، کافر کے علاوہ اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔"

یہاں علامہ عثمانیؒ نے روزہ کے بارے میں ضروری معلومات کو بیان کیا اور اہم مسائل کو تفصیلاً بیان کیا۔

مثال نمبر2۔ اسی طرح کتاب الاعتکاف میں علامہ عثمانیؒ نے اعتکاف کے لغوی و شرعی معنی اور اعتکاف سے متعلق ضروری احکامات کو بیان کیا تا کہ احادیث کی شرح سے قبل ضروری امور سے واقفیت ہو سکے، اعتکاف کے بارے میں علماء کے اقوال درج کیے، معتکف پر صوم ضروری ہونے کے حوالے سے علماء کے اقوال درج کیے۔ جیسے اعتکاف کے لغوی معنی بیان کرتے ہوئے درج کرتے ہیں:

"الاعتکاف لغة اللبث ای المکث فی ای موضع کا ن وحبس النفس قال فی البحر هو لغة فتعال من عکف اذا دام من باب طلب وعکفه حبسه سمی به هذا النوع من العبادة لانه اقامة فی المسجد مع شرائط "[2]

لغوی اعتبار سے اعتکاف کا معنی ٹھہرنا ہے، اس کے معنی کسی بھی جگہ پر ٹھہرنا اور اپنے نفس کو قید کر لینے کے ہیں صاحب البحر کہتے ہیں لغت میں اس سے مراد وہ شخص جو اعتکاف کرے وہ ٹھہرا رہے اور لفظ عَکَف باب طَلَب سے ہے اور عکفہ کا معنی اپنے

---

[1] عثمانی، فتح الملہم،5/184۔

[2] عثمانی، فتح الملہم،5/341۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

آپ کو قید کر لینے کے ہیں۔ اس کا نام اعتکاف اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ عبادت کی ایک قسم ہے اس لیے کہ اعتکاف میں مسجد میں شرائط کے ساتھ ٹھہرنا ہوتا ہے۔ اسی طرح صاحب شرح اعتکاف کی اقسام کے بارے میں لکھتے ہیں:

"الاعتكاف ثلاثة اقسام واجب بالنذر، وسنة موكدة فی العشرالاخير من رمضان ومستحب فی غيره من الازمنة"[1]

اعتکاف کی اقسام بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کی تین قسمیں ہیں۔ جب نذر کے ساتھ ہو تو واجب ہے، جب رمضان کے آخری عشرے میں ہو تو یہ سنت موکدہ ہے۔ ان دو قسموں کے علاوہ عام دونوں میں مستحب ہے۔ اسی طرح معتکف اور روزہ کے مختلف مسائل میں علماء کے اقوال کا تذکرہ صاحب شرح اس انداز میں کرتے ہیں کہ:

١۔صاحب الدر المختار: وشرط الصوم لصحة الاول اتفاقا فقط على المذهب

٢۔قال الحافظ: وباشتراط الصيام ۔

٣ ۔ومذهب الشافعی واصحابه :ان الصوم ليس بشرط لصحة الاعتكاف بل يصح اعتكاف الفطر ويصح اعتكاف ساعة واحدة،ولحظة واحدة

٤۔وقال مالک : انه لا اعتكاف الا بصيام [2]

یہاں علامہ عثمانیؒ نے اعتکاف کے لغوی و اصطلاحی معنی بیان کرنے کے ساتھ علماء کے اقوال بھی ذکر کیے ہیں کہ بعض کے نزدیک اعتکاف کرنے کے لیے معتکف پر روزہ ضروری ہے اور بعض کے نزدیک ضروری نہیں ہے۔

مثال نمبر 3۔ اسی طرح کتاب النکاح میں نکاح کے لغوی و شرعی مفہوم کی تحقیقی توضیح کرتے ہیں اور شریعت مطہرہ میں اس کے مقاصد، فوائد اور آفات سے آگاہ کرتے ہوئے مختلف آئمہ و محدثین کے اقوال کو نقل کرتے ہیں۔ جیسا کہ نکاح کی لغوی و شرعی توضیح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"النكاح فی كلام العرب الوطء وفی الصحاح النكاح : الوطء وقد يكون العقد "[3]

یہاں لغوی معنی بیان کیے کہ نکاح کلام عرب میں وطی کو کہا جاتا ہے اور صحاح میں بھی نکاح سے مراد وطی ہی ہے۔ اور اس سے مراد عقد بھی ہے۔ شرعی توضیح میں بیان کرتے ہیں نکاح اس عقد شرعی کا نام ہے جس میں احکام اور مقاصد ترتیب دیے

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 5/342۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 5/343۔

[3] عثمانی، فتح الملہم، 6/315۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

جاتے ہیں:

النکاح اسم للعقد الشرعی الذی تترتب علیه احکام و مقاصد [1]

لغوی و شرعی تعریفات کے بعد نکاح کے مقاصد بیان کیے کہ نکاح ایک بڑا رکن ہے اس میں معاشرے کی بقا، دین کی بلندی اور شیاطین سے حفاظت ہے۔ پھر نکاح کے فوائد بیان کیے کہ اس میں پانچ فائدے ہیں:

الفائدة الاولی :وهو الاصل وله وضع النکاح المقصود ابقاء النسل

علامہ عثمانیؒ بیان کرتے ہیں کہ پہلا فائدہ ہی اصل ہے، جس کے لیے یہ نکاح رکھا گیا اور وہ نسل کی بقا ہے، اس فائدہ میں اولاد کی رغبت چار چیزوں کا سبب بنتی ہے:

۱۔ اولاد کے حصول کے لیے کوشش میں اللہ کی قربت کا حاصل ہونا۔

۲۔ اللہ کے رسول ﷺ کی محبت کا حاصل ہونا۔

۳۔ نیک صالح اولاد کا دعا کرنا۔

۴۔ چھوٹے بچے کی موت کا سفارش کرنا۔

"**الفائدة الثانية**: التحصن عن الشيطان وكسر التوقان وغض البصر وحفظ الفرج"

یعنی دوسرا فائدہ شیطان سے بچنا، خواہشات کو ختم کرنا، نظر کا جھکانا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنا ہے۔

"**الفائدة الثالثة** : ترويح النفس يعنى اراحة للقلب وتقوية له على العبادة "

تیسرا فائدہ نفس کو سکون پہنچنا ہے۔ یعنی دل کو راحت اور عبادت کو تقویت پہنچتی ہے۔

"**الفائدة الرابعة**: تفريغ القلب عن تدبير المنزل والتكفل بشغل الطبخ والكنس والفرش وتنظيف الوانى وتهيئة اسباب المعيشة"[2]

اسی طرح نکاح کے تین آفات بھی بیان کیے کہ نکاح کے بعد ان چیزوں کی احتیاط انسان کے لیے ضروری ہے وگرنہ وہ درج ذیل آفات میں مبتلا ہو سکتا ہے:

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 6/316۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 6/321۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"اما آفات النكاح فثلاث: الاولى العجز عن طلب الحلال --فيكون النكاح سببا فی التوسع للطلب والاطعام من الحرام وفيه هلاكه وهلاک اهله الآفة الثانية القصور عن القيام بحقهن والصبر على اخلاقهن وهذه دون الاولى فی العموم وتحسين الخلق مع النساء والقيام بحظوظهن اهون من طلب الحلال الآفة الثالثة: وهی دون الاولى الثانية :ان يكون الاهل والولد شاغلا له عن الله تعالى،وجاذبا له الى طلب الدنيا وحسن تدبير المعيشة للاولاد بكثرة جمع المال وادّخاره لهم وطلب التفاخر والتكاثر بهم"[1]

یہاں صاحب شرح نے نکاح کے آفات میں پہلی بات یہ کہی کہ بعض دفعہ انسان نکاح کے بعد حلال کی تلاش سے عاجز آجاتا ہے کیونکہ نکاح طلب میں وسعت کا سبب بن سکتا ہے اور اس کا کھانا حرام کا ہو جاتا ہے جس سے اس کے اور اس کے گھر والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ اسی طرح دوسری آفت یہ ہے کہ خاوندوں میں بیویوں کے حقوق اور ان کے اخلاق پر صبر کرنے میں کمی آجاتی ہے۔ یہ آفت عام طور پر پہلی آفت سے کم ہے (یعنی عورتوں کے ساتھ اخلاق میں اچھا ہونا، طلب حلال سے کم درجہ رکھتی ہے)۔ اسی طرح تیسری آفت پہلی اور دوسری سے کم ہے کیونکہ انسان اور اس کی اولاد اللہ سے دور ہو جاتی ہے دنیا کی خواہشات کو طلب کرنا اولاد کے لیے مال کو جمع کرنا، فخر اور کثرت کی طلب کرنا وغیرہ۔

2۔ شرح احادیث کو ابحاث میں تقسیم کرنا

علامہ عثمانیؒ نے احادیث کی شرح میں تفصیلی انداز اپنایا ہے۔ حدیث کی شرح کو بھی مختلف نکات اور ابحاث میں تقسیم کرنے کا منہج اپنایا ہے۔ جیسا کہ درج ذیل امثلہ سے واضح ہوتا ہے:

مثال نمبر 1: کتاب الایمان میں ابو ھریرۃؓ سے حدیث مروی ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھے گے رسول اللہ ﷺ نے چاند اور سورج کی مثال دیتے ہوئے بیان کیا جس طرح تم ان دونوں کے دیکھنے میں کوئی دقت محسوس نہیں کرتے اسی طرح اپنے رب کو روز محشر دیکھو گے، اسی طرح اللہ لوگوں کو جمع کر کے ارشاد فرمائے گا:

"من كان يعبد شيئا فليتبعه، فيتبع من كان يعبد الشمس الشمس، ويتبع من كان يعبد القمر القمر، ويتبع من كان يعبد الطواغيت الطواغيت، وتبقى هذه الأمة

[1] عثمانی، فتح الملہم، 6/321۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فيها منافقوها، فيأتيهم الله تبارك وتعالى في صورة غير صورته التي يعرفون"[1]

"جو شخص جس چیز کی عبادت کیا کرتا تھا اسی کے پیچھے چلا جائے چنانچہ جو سورج کی پوجا کرتا تھا وہ سورج کے پیچھے چلا جائے گا اور جو چاند کی پوجا کرتا تھا وہ چاند کے پیچھے چلا جائے گا جو طاغوتوں کی پوجا کرتا تھا وہ طاغتوں کے پیچھے چلا جائے گا اور صرف یہ امت اپنے منافقوں سمیت باقی رہ جائے گی اس پر اللہ تعالی ان کے پاس اپنی اس صورت سے مختلف صورت میں آئے گا جس کو وہ پہچان سکتے ہوں گے"

درج بالا حدیث کی تشریح میں علامہ عثمانیؒ نے فیأتیهم الله تبارك وتعالى في صورة غير صورته کے تحت رویت باری تعالی کا ہونا اور اس کے بارے مختلف اقوال اور تعقبات درج کیے جیسا کہ فرماتے ہیں کہ رویت باری تعالی سے مراد ہے کہ لوگ اپنے رب کو دیکھیں گے کیونکہ عام طور پر جو بندہ کسی سے غائب ہو تو اس کی رویت اس وقت تک ممکن نہیں ہوتی جب تک وہ اس کے پاس نہ آجائے۔ اس لیے مجازی طور پر آنے کو رویت سے تعبیر کیا گیا ہے، رویت کے بارے میں علامہ عثمانیؒ نقل کرتے ہیں:

"ان الله صورة لا كالصورة كما ثبت انه شيء لا كالا شياء،قال ابن بطال: تمسک به المجسمة فاثبتو ا لله صورة ولاحجة لهم فيه لاحتمال ان يكون معنى العلامة وضعهاالله لهم دليلا على معرفته كما تقول صورة حديثک كذا وصورة الامر كذا والحديث و الامر لا صورة لهما حقيقة ان المراد بالصورة الصفة واليه ميل البيهقى ونقل ابن التين ان معناه صورة الاعتقاد "[2]

درج بالا عبارت میں رویت کے دو معانی بیان کرتے ہوئے علماء کے اقوال کو نقل کیا کہ رویت باری تعالیٰ سے مراد ابن قتیبہؒ کے نزدیک یہ ہے کہ بے شک اللہ کی کوئی صورت ہے، لیکن وہ صورت عام اشیاء کی طرح نہیں کہ جن کو بیان کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح دوسرا معنی ابن بطالؒ کے نزدیک یہ ہے کہ جن لوگوں نے (رویت میں) مجسمہ کو مراد لیا انہوں نے ثابت کیا کہ اللہ کی کوئی صورت ہے۔ لیکن ان کے پاس علامت مراد لینے کی کوئی دلیل نہیں ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے (رویت) کو اپنی معرفت کی دلیل رکھ دی۔ جیسے تم کہتے ہو کہ کہ تیری بات کی صورت یا تیرے کام کی صورت، حالانکہ

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 451۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 1/206۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

حقیقت میں بات اور کام کی کوئی صورت نہیں ہوتی تو گویا یہاں صفتی معنی مراد ہے۔ اس طرح امام بیہقیؒ اسی معنی کی طرف مائل ہوئے اور ابن التینؒ نے بھی نقل کیا کہ اس سے مراد اعتقاد کی صورت ہے۔

درج بالا اقوال سے وضاحت ہوئی کہ یہاں رویت باری تعالی کی دو صورتیں ہیں پہلی یہ کہ اللہ کی صورت تو ہے مگر عام اشیاء کی طرح نہیں۔ دوسرا صورت صفاتی طور پر ہے جسے اعتقاد کا نام بھی دیا جاسکتا ہے اسی طرح رویت کی بحث میں تجلیات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سات (7) تعقبات کا تذکرہ کرتے ہیں جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

عقبہ 1: اس ذات مقدسہ کا احصاء ممکن نہیں ہے، مگر وہی اس کا احصاء کر سکتا ہے جو علام الغیوب ہو، جو اللہ کی مساوات ،مشابہات، مماثلث، خلق اور ظہور وغیرہ کے متعلق جانتا ہو۔ جو بندہ اللہ کی تجلیات کے احصاء کا دعوی کرتا ہے اسے چاہیے کہ اسکی حکایت بھی بیان کرے لیکن یہ ممکن نہیں ہے۔

عقبہ 2: حکایت کو بیان کرنے میں انسان کمزور ہے بالکل اسی طرح جیسے وکیل موکل کے بارے میں کمزور ہوتا ہے اور اس کی حکایت بیان نہیں کر سکتا۔ لیکن اللہ کی صورت مجسمہ اس قابل ہے کہ اسکی حکایت بھی بیان کی جاسکتی ہے مگر چونکہ انسان اللہ کے جسم کی تصویر بیان کرنے سے کمزور ہے اس لیے اسکے جسم کی حکایت بیان نہیں کر سکتا۔

عقبہ 3: اللہ تعالی کی تجلی تو ہو گی مگر کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی اور تجلی سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی صفات کو بیان کیا جائے اور اسکے افعال کو ظاہر کیا جائے۔

عقبہ 4: تجلی کی دو جہتیں ہیں۔ ایک مادی اور دوسری صوری۔

عقبہ 5: جس طرح کوئی چیز مشتق ہو وہ یا تو فعل ہوتا ہے یا اسم ہوتا ہے مگر اس کے لیے ضروری ہے کہ اس کا مشتق منہ ہو۔ اسی طرح تجلی کو ہم بیان نہیں کر سکتے کیونکہ وہ ایک سائے کی طرح ہے جب تک اس کا کوئی محسوس رنگ نہ ہو۔

عقبہ 6: حقیقت میں مشتق کا ہونا اسکے مبدا کے قیام کا تقاضا کرتا ہے۔ اسی طرح خواہشات تجلی کے قیام کے لیے ضروری ہے۔

عقبہ 7: اکثر لوگ تجلی کے معنی کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں حقیقت میں یہ ثابت نہیں ہے اور دعوی کرتے ہیں کہ تجلی محض مجازی ہے اور محسوس کرنے میں عقلی تصویر ہے۔[1]

یہاں علامہ عثمانیؒ نے حدیث فيأتيهم الله تبارك وتعالى في صورة غير صورته کی شرح کو مختلف ابحاث میں تقسیم کرتے

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 2/206-208۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوئے رویت بارے تعالی کے معنی اور اس بارے میں علماء کے اقوال اور تعقبات وغیرہ ذکر کیے۔

مثال نمبر2: اسی طرح کتاب الطھارۃ کی پہلی حدیث "الطھور شطر الایمان"[1] کی شرح میں طھور کے معنی بیان کرتے ہیں کہ:

"الشطر فی الاصل النصف واخرجه الترمذی فی ابواب الدعوات بلفظ الطهور نصف الایمان وقوله ﷺ الطهور شطر الایمان اختلف فی معناه فقیل ان الاجر فی الوضوء ینتهی تضعیفه الی نصف اجر الایمان"[2]

"شطر اصل میں نصف کو کہتے ہیں جس کی دلیل جامع ترمذی میں ابواب الدعوات میں ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے کہ پاکیزگی نصف ایمان ہے اور آپ ﷺ کے ارشاد الطھور شطر الایمان کے معنی میں اختلاف ہے۔ کہا گیا اس سے مراد وضو کا اجر دگنا ہو کر آدھے ایمان تک پہنچ جاتا ہے"

علامہ عثمانیؒ الطھور شطر الایمان کی شرح میں ملا علی قاریؒ کا قول پیش کرتے ہیں کہ نماز کا ثواب وضو کی تمام شرائط پورا ہونے سے ملتا ہے۔ اس لیے وضو کو بھی نصف ایمان کہا گیا ہے اور چونکہ وضو ایک مستقل عبادت ہے اس کے لیے نیت کا ہونا بھی ضروری ہے اور اس کا ثواب مومن کو تو ملے گا ہی مگر کافر اس سے محروم رہے گا۔ پھر صاحب شرح اجر کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اجر کی دو اقسام ہیں:

- اجر اصلی: جس کا بندہ بذات خود عمل کرنے سے حق دار ہوتا ہے۔
- اجر مضاعف: جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو روز قیامت اپنا کرم، نعمتوں اور رحمتوں کو پورا کرنے کے لیے اپنے فضل سے جسکو چاہے گا دے گا۔

پھر علامہ عثمانیؒ امام غزالیؒ کے حوالے سے طہارۃ کے مراتب نقل کرتے ہیں کہ طہارۃ کے چار مراتب ہیں:

- اپنے ظاہر کو ہر طرح کے حدث اور نجاست سے پاک کرنا۔

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:534۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 2/271۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

- اعضاء کو جرائم اور گناہوں سے پاک کرنا۔
- دل کو برے اخلاق اور رذائل سے پاک کرنا۔
- اپنی تنہائیوں کو پاک کرنا۔
- ایمان صحیح خالص اور اکمل اس وقت حاصل ہو گا جب ان تمام مراتب سے اسکو مزین اور آراستہ کیا جائے گا۔[1]

یہاں علامہ عثمانیؒ نے حدیث الطهور شطر الايمان کی شرح کو مختلف ابحاث میں تقسیم کرتے ہوئے الطھور کے معنی اور علماء کے اقوال اور امام غزالیؒ کے حوالے سے مراتب وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے۔

مثال نمبر 3: اسی طرح کتاب النکاح میں حضرت انس بن مالک سے مروی حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ کے لباس پر زرد نشان دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے سونے کی ایک گٹھلی کے وزن ایک عورت سے شادی کی ہے تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"فبارک الله لک اَوْلِم ولو بشاة "[2]

"اللہ تمہیں برکت دے ولیمہ کرو خواہ ایک بکری سے کرو"

اس حدیث میں علامہ عثمانیؒ اَوْلِم کے تحت بیان کرتے ہیں:

الوليمة الطعام المتخذ للعرس،مشتقة من الولم،وهو الجمع،لان الزوجين يجتمعان"[3]

"ولیمہ وہ طعام ہے جو شادی کے موقع پر لیا جاتا ہے، یہ ولم سے مشتق ہے، ولم کا معنی جمع کرنا ہے کیونکہ زوجین اس میں جمع ہو جاتے ہیں۔"

صاحب شرح مزید بیان کرتے ہیں ولیمہ کی طرح دیگر مختلف ضیافات بھی ہوتی ہیں جن کی درج ذیل آٹھ (8) اقسام ہیں:

١۔الوليمه:للعرس	شادی کے موقع پر دعوت
٢۔الخرس او الخرص:للولادة	ولادت کے موقع پر دعوت
٣۔الاعذار: للختان	ختنہ کے موقع پر دعوت

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 2/272۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:3490۔

[3] عثمانی، فتح الملہم، 6/407۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

۴۔الوكيرة: للبناء	مکان تعمیر کرنے پر دعوت
۵۔النقيعة:لقدوم المسافر	مسافر کے آنے پر دعوت
٦۔العقيقة: يو م سابع الولادة	ولادت کے ساتویں دن پر دعوت
۷۔ الوضيمة: الطعام عندالمصيبة	پریشانی کے موقع پر دعوت
۸۔الطعام المتخذ ضيافة بلا سبب[1]	بغیر کسی سبب کے دعوت کرنا

پھر صاحب شرح ولیمہ کی مصلحتیں بیان کرتے ہیں کہ ولیمہ سے نکاح کی اشاعت ہو جاتی ہے تا کہ کسی شک کرنے والے کا شک نہ رہے، اسی طرح ولیمہ کرنے سے عورت اور اسکے قوم (رشتہ داروں) سے نیکی ہو جاتی ہے اور ولیمہ کرنے سے نعمت کی تجدید بھی ہوتی ہے کہ وہ اس چیز کا مالک بن گیا ہے جس کا مالک نہیں تھا۔

3۔ائمہ اور فقہاء سے بکثرت نقل کرنا

علامہ عثمانیؒ احادیث کی شرح میں کثرت سے ائمہ، فقہاء اور شارحین سے نقل کرتے ہیں۔ کہیں تو ائمہ اور فقہاء اور شارحین کے نام پر ہی اکتفاء کرتے ہیں تو کہیں ان کی کتب کا تذکرہ بھی کرتے ہیں مزید یہ کہ مختلف علوم پر بکثرت کتب اور مصادر کی بھی نشاندہی کرتے ہیں جیسے درج ذیل امثلہ سے واضح ہوتا ہے:

مثال نمبر 1: الجامع الصحیح کی کتاب الطھارۃ میں نعیم بن عبداللہ سے مروی حدیث ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوھریرہؓ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ انہوں نے اپنا چہرہ دھویا پھر اپنا دایاں بازو دھویا حتی کہ اوپر بازو کی ابتدا تک پہنچے پھر اسی طرح بایاں بازو بھی دھویا اوپر بازو کی ابتدا تک پہنچے۔ پھر سر کا مسح کیا اور دایاں پاوں پنڈلی تک دھویا۔۔۔ وضو کے بعد ابوھریرۃؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"انتم الغر المحجلون يوم القيامة من اسباغ الوضوء فمن استطاع منكم فليطل غرتة تحجيله"[2]

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 6/407۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:579۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"قیامت کے دن اچھی طرح وضو کرنے کی وجہ سے تم لوگ ہی روشن چہروں اور سفید چمکدار ہاتھ پاوں والے ہو گے لہذا تم میں سے جو اپنے چہرے اور پاتھ پاؤں کی روشنی اور سفیدی کو آگے تک بڑھا سکے، بڑھالے"

اس حدیث میں صاحب شرح نے وضو کے طریقہ اسکی فضیلت اور اہمیت اور غر ۃ المحجلین کے متعلق مختلف ائمہ اور کتب کا حوالہ دیتے ہیں جیسے کتاب الحلیۃ سے نقل کیا کہ:

" والتحجيل يكون فى اليدين والرجلين"[1]

"چمک دونوں ہاتھوں اور پاوں میں ہو گی"

پھر علامہ عثمانیؒ رد المختار کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

" اختلاف الشافعية على ثلاثه اقوال۔انه يستحب الزيادة فوق المرفقين والكعبين بلا توقيت ،الى نصف العضد والساق، الى المناكب والركبتين"[2]

"شافعیہ کا اختلاف تین اقوال پر ہے ایک کہنیوں اور ٹخنے سے اوپر زیادتی بغیر کسی مقدار کے مستحب ہے۔دوسرا نصف بازو اور پنڈلی تک۔تیسرا کندھوں اور گھٹنوں تک۔"

پھر حافظ ابن حجرؒ کی فتح الباری کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

"قال الحافظ فى الفتح: لا تستحب الزيادة على الكعب والمرفق"[3]

"ٹخنہ اور کہنی سے زیادتی مستحب نہیں ہے"

اسی طرح حافظ ابن قیم کی زاد المعاد کا حوالہ دیتے ہیں:

" ان النبى ﷺ لم يتجاوز الثلاث فى الوضوء قط وكذلك لم يثبت عنه انه تجاوز المرفقين والكعبين ولكن ابوهريرة كان يفعل ذلك "[4]

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 2/316۔

[2] ایضاً۔

[3] ایضاً۔

[4] ایضاً۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"نبی ﷺ وضو میں تین چیزوں میں کبھی تجاوز نہیں کرتے تھے جن میں سے مرفقین اور کعبین ہیں لیکن ابو ھریرۃؓ اس طرح کیا کرتے تھے"

درج بالا مثال میں وضو میں اعضا کہاں تک دھوئیں جائیں اس بحث کے لیے کتاب الحلیہ، رد المختار، فتح الباری اور زاد المعاد کے حوالے سے ائمہ کے اقوال کو نقل کیا جس سے معلوم ہوا کہ صاحب شرح نے دوران تشریح مختلف کتب کا حوالہ دیا ہے۔

مثال نمبر2: اسی طرح الجامع الصحیح میں ایک اور حدیث ہے کہ

"اذا استیقظ احدکم من نومه فلا یغمس یده فی الاناء حتی یغسلها ثلاثا فانه لا یدری این باتت یده"[1]

علامہ عثمانیؒ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے پانی میں نجاست کے بارے میں مختلف مولفین انکی کتب اور شارحین کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

صاحب البحر: صاحب البحر فرماتے ہیں کہ کہ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جب پانی میں کوئی نجاست گرے اور اس کے اوصاف میں سے کوئی ایک بدل جائے تو اس کی طہارت جائز نہیں ہے چاہے وہ پانی قلیل ہو یا کثیر ہو، جاری ہو یا غیر جاری ہو۔

فی المبسوط: امام سرخسیؒ مبسوط میں فرماتے ہیں کہ مبتلی بہ شخص کی رائے کا اعتبار کیا جائے گا اگر اس کا غالب گمان یہ ہو کہ نجاست ایک جانب سے دوسری جانب پہنچ گئی ہو اس صورت میں وضو جائز نہیں ہے۔

فی مختصرہ: امام ابو الحسن الکرخیؒ اپنی مختصر میں بیان کرتے ہیں کہ وہ پانی جو تالابوں میں ہو یا صاف زمین پر ہو استعمال کرنے والے کے سامنے اس کے اندر نجاست گر جائے اور اس کی غالب رائے یہ ہے کہ نجاست کثرت پانی کی وجہ سے جمیع (سارے) پانی میں نہیں ملی تو اس کی اس رائے کے مطابق پانی طاہر ہے اس سے وضو جائز ہے اور جو پانی قلیل ہو اور اس کے علم کا احاطہ یہ ہو کہ نجاست جمیع پانی کی طرف پہنچ گئی ہے تو اس سے وضو جائز نہیں ہے۔

فی شرح الایضاح: عبد الرحمن الکرمانیؒ شرح الایضاح میں بیان کرتے ہیں کہ روایات کثیر پانی کی حد بندی میں مختلف ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ سے صحیح مروی یہی ہے کہ اس کی کوئی توقیت نہیں ہے غالب ظن پر اعتماد کیا جائے گا۔

فی الکافی: امام حاکم شہیدؒ، امام محمد بن حسنؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ اس میں دہ دہ (10/10) کا خیال کیا جائے گا پھر انہوں نے

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 643۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

بھی امام ابو حنیفہؒ کے قول کی طرف رجوع کر لیا کہ اس میں کوئی مقدار متعین نہیں ہے۔

فی شرح مختصر الطحاوی: امام اسبیجابیؒ شرح مختصر طحاوی میں فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک قلیل اور کثیر پانی میں حد فاصل خلوص ہے۔ خلوص سے مراد نجاست ایک جانب سے دوسری جانب پہنچ جائے۔

فی معراج الدایۃ: صاحب معراج الدرایۃ فرماتے ہیں کہ صحیح یہی ہے جو ابو حنیفہؒ سے مروی ہے کہ اس میں کوئی مقدار مقرر نہ کی جائے بلکہ نجاست کا ایک طرف سے دوسری طرف پہنچنے میں غالب ظن کو ہی دیکھا جائے۔[1]

درج بالا مثال سے معلوم ہوا کہ صاحب شرح نے نجاست کے حوالے سے کتاب البحر، المبسوط، شرح الایضاح، کافی، شرح مختصر الطحاوی اور معراج الدرایۃ کے حوالہ جات نقل کیے۔

مثال نمبر 3: اسی طرح مختلف علوم کے حوالے سے بکثرت کتب کا تذکرہ بھی کرتے ہیں کہ جیسے صاحب شرح نے حدیث الایمان بضع و سبعون شعبة کے تحت ایمان کے حوالے سے چند ایک کتب کا تذکرہ کرتے ہیں کہ کئی آئمہ نے اس کے بارے میں کتابیں تصنیف کی ہیں جیسے:

- ابو عبد اللہ الحلیمی کی کتاب (فوائد المنہاج)
- حافظ ابو بکر البیہقی کی کتاب (شعب الایمان)
- شیخ عبد الجلیل کی کتاب (شعب الایمان)
- اسحاق بن القرطبی کی کتاب (کتاب النصائح)
- امام ابو حاتم کی کتاب (وصف الایمان وشعبہ)[2] شامل ہیں۔

خلاصہ: درج بالا امثلہ سے معلوم ہوا کہ شارح نے دوران شرح آئمہ، فقہاء، مولفین اور دیگر شارحین سے بکثرت نقل کیا ہے۔ جس سے قاری کو مختلف مسالک کی کتب پڑھنے کا موقع اور آگاہی ہوتی ہے۔

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 3/24۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 1/408۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

4۔ مذہبی رجحان کا فروغ

علامہ عثمانیؒ خود چونکہ مسلک حنفی سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے انہوں نے شرح میں اکثر فقہ حنفی کی تائید کا منہج اپنایا ہے جیسا کہ:

مثال نمبر1: کتاب الطہارۃ میں حدیث موجود ہے کہ:

"عن قتادة قال سمعت انسا يقول كان اصحاب رسول الله ﷺ ينامون ثم يصلون ولايتوضاون "[1]

"قتادہؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انسؓ سے سنا کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ بیٹھے بیٹھے سو جاتے پھر وضو کیے بغیر نماز پڑھ لیتے"

اس حدیث میں صاحب شرح فرماتے ہیں کہ اس طرح سونا وضو ٹوٹنے کا باعث نہیں بنتا پھر اس میں علماء کے اختلاف کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس میں مختلف اقوال ہیں جو صاحب سبل السلام نے ذکر کیے ہیں۔ پھر ان اقوال میں سے احناف کے مختار مذہب کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

"والمختار عند الحنفية ان الوضوء ينقضه نوم يزيل مسكة الرجل اى قوته الماسكة بحيث تزول مقعدته من الارض، وهو النوم على احد جنبيه او ركيه ، او قفاه،او وجهه ،والنعاس اى النوم القليل الذى لا يشتبه على صاحبه اكثر ما يقال لا ينقض الوضوء عندنا "[2]

یہاں علامہ عثمانیؒ احناف کے مسلک کی تائید میں مختار مذہب بیان کرتے ہیں کہ احناف کے نزدیک وہ نیند ناقض وضو ہے جو بندے کی قوت سے باہر ہو، جیسے سونے سے وہ زمین پر گر جائے یا اپنے دونوں پہلوؤں میں سے کسی ایک پہلو پر یا سرین کے بل یا گُدی کے بل یا چہرے کے بل گر جائے لیکن ہلکی نیند ہمارے نزدیک نواقض وضو میں سے نہیں ہے۔

مثال نمبر2: اسی طرح کتاب الزکاۃ میں حدیث ہے کہ:

"عن جابر بن عبدالله يذكر انه سمع النبى ﷺ قال فيما سقت الانهار والغيم

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:835۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 3/131۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

العشور وفيما سقى بالسانية نصف العشر"[1]

"حضرت جابر بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا جس (کھیتی) کو دریا کا پانی یا بارش سیر اب کرے ان میں عشر ہے اور جس کو اونٹ سے سیر اب کیا جائے ان میں نصف عشر ہے"

اس حدیث میں صاحب شرح عشر کے حوالے سے امام ابو حنیفہؒ کا مذہب نقل کرتے ہیں کہ:

"بظاهر هذالحديث اخذ ابو حنيفهؒ لانه ﷺ لم يقد ر فيه مقدار فدل على وجوب الزكاة فى كل ما يخرج من الارض ،قل اور كثر"[2]

حدیث کے ظاہری معنی سے امام ابو حنیفہؒ نے اخذ کیا کہ آپ ﷺ نے عشر میں کوئی مقدار مقرر نہیں کی اور یہ زکاۃ کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہے کیونکہ یہ چیزیں زمین سے نکلتی ہیں یہ چاہے کم ہو یا زیادہ۔ پھر عشر کے بارے میں مختلف مذاہب کا تذکرہ کر کے فرماتے ہیں کہ مختلف مذاہب میں سے اس مسئلہ میں امام ابو حنیفہؒ کا مذہب دلیل کے اعتبار سے زیادہ قوی ہے اور مساکین کے لیے زیادہ حفاظت کا سبب ہے۔

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:2272۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 5/17۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مبحث ثانی: شرح کے اسلوب میں منۃ المنعم کے اختلافی پہلو

1۔ اجمال واختصار

احادیث الباب کی شرح سے قبل مختصراً اس کتاب کا تعارف پیش کیا ہے اور بعض جگہ تعارف درج کیے بغیر ہی احادیث کی شرح کرتے ہیں اور دوران شرح اکثر جگہ پر تو صرف الفاظ کے ضبط پر ہی اکتفاء کرتے ہیں۔ اس اجمال واختصار کی امثلہ درج ذیل ہیں:

مثال نمبر1: مولانا مبارکپوریؒ نے شرح سے قبل کتاب الصیام کے تعارف میں صوم کے لغوی وشرعی مفہوم کو واضح کرتے ہوئے بیان کیا کہ:

"الصيام والصوم في اللغة الإمساك مطلقا. أما في الشرع فقال الأمير اليماني: الصوم في الشرع إمساك مخصوص، وهو الإمساك عن الأكل والشرب والجماع وغيرهما مما ورد به الشرع في النهار على الوجه المشروع، ويتبع ذلك الإمساك عن اللغو والرفث"[1]

یہاں صاحب شرح نے کتاب الصیام کے تعارف میں صرف لغوی اور شرعی صراحت بیان کی کہ صیام اور صوم لغت میں روکنا ہے امیر یمانی کے حوالے سے شرعی وضاحت میں نقل کیا کہ صوم شرع میں مخصوص چیزوں سے روکنا ہے اور وہ چیزیں کھانے پینے اور جماع سے روکنا ہے اس کے علاوہ دن میں شرعی چیزوں سے رکنا ہے اور اس کے علاوہ لغو اور بے ہودہ باتوں سے بھی روکنا ہے۔ اس کے برعکس علامہ عثمانیؒ نے فتح الملہم میں کتاب الصیام کے حوالے سے تفصیلی تعارف پیش کیا جس میں صوم کے لغوی وشرعی مفہوم، صوم کی شرعی اقسام اور رمضان کے روزوں کی فرضیت کے بارے میں دلیل پیش کی۔

مثال نمبر2: اسی طرح کتاب الاعتکاف میں مولانا مبارکپوریؒ نے اعتکاف کے حوالے سے درج ذیل تعارف پیش کیا:

"هو في اللغة لزوم الشيء، وحبس النفس عليه، والإقامة والإقبال عليه، واللبث والمكث مطلقا، أي في أي موضع كان، وفي الشرع: الاحتباس في المسجد على سبيل القربة. وهو مندوب إليه بالشرع، واجب بالنذر، واختلف في اعتكاف رمضان فقيل: سنة مؤكدة، وقيل: مستحب، والصحيح أنها سنة مؤكدة على سبيل

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/144۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

الكفاية فإذا كان في غير رمضان فهو مستحب."[1]

"لغت میں اس سے مراد کسی چیز کا لازم ہونا اور نفس کو روکنا ہے مطلق طور پر کسی بھی جگہ پر پہننا اور ٹھہرنا ہے اور شرع میں مسجد میں قربت کے لیے روکنا ہے اور یہ مستحب ہے اور نذر کے لیے اعتکاف واجب ہے رمضان کے اعتکاف کے بارے میں اختلاف کو ذکر کرتے ہیں کہ بعض نے کہا کہ یہ سنت موکدہ ہے اور بعض کے نزدیک مستحب ہے اور صحیح یہ ہے کہ رمضان میں اعتکاف سنت موکدہ ہے اور رمضان کے علاہ اعتکاف مستحب ہے۔"

یہاں صاحب شرح نے اعتکاف کے لغوی اور شرعی مفہوم کو واضح کیا اور اعتکاف کے سنت موکدہ ہونے کے بارے میں صراحت پیش کی جبکہ اس کے برعکس علامہ عثمانیؒ نے فتح الملہم میں کتاب الاعتکاف کا تعارف بیان کرتے ہوئے لغوی و شرعی معنی، اعتکاف سے متعلق ضروری احکامات، اقسام اعتکاف اور معتکف کے لیے روزہ کا ضروری ہونے کے بارے میں تفصیلی بحث کی۔

مثال نمبر3: اسی طرح مولانا مبارکپوریؒ نے کتاب النکاح میں نکاح کے لغوی و شرعی مفہوم کی تصریح کرتے ہوئے بیان کیا:

"النكاح في اللغة: الضم والتداخل. وفي الشرع حقيقة في العقد، مجاز في الوطء على الصحيح، ولم يرد في القرآن إلا للتزويج إلا في قوله تعالى: {وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ}"[2]

"نکاح لغت میں ضم ہونے اور ایک دوسرے میں داخل ہونے کو کہا جاتا ہے اور شرع میں حقیقت فی العقد اور مجاز میں وطی کرنا ہے قرآن میں تزویج کے علاوہ یہ لفظ وارد نہیں ہوا جیسے اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ"

یہاں مولانا مبارکپوریؒ نے نکاح کی لغوی و شرعی معنی ہی بیان کیے جبکہ علامہ عثمانیؒ نے فتح الملہم میں شرح سے قبل کتاب النکاح کے تعارف میں نکاح کے لغوی و شرعی مفہوم، شریعت مطہرہ میں اس کے مقاصد، اس کے فوائد اور آفات سے آگاہ کیا۔

---

[1] مبارکپوی، منۃ المنعم، 2/208

[2] مبارکپوی، منۃ المنعم، 2/368

toobaa-elibrary.blogspot.com

2۔احادیث کو بکثرت نقل کرنا

مولانا مبارکپوریؒ نے شرح میں علماء کے اقوال کی نسبت، احادیث سے استدلال کرنے کا منہج اپنایا ہے، تاہم علماء وفقہاء کے اقوال بھی نقل کیے ہیں لیکن احادیث کو بطور حجت زیادہ ترجیح دی ہے اور بعض جگہ تو احادیث الباب کو ہی دلیل کے طور پر پیش کیا جیسے درج ذیل مثالوں سے واضح ہوتا ہے:

مثال نمبر1: امام مسلمؒ نے الجامع الصحیح میں عبد الرحمان بن یزید سے مروی حدیث نقل کی ہے کہ وہ بیت اللہ کے پاس حضرت ابو مسعودؓ سے ملے اور کہا کہ مجھے آپ کے حوالے سے سورۃ بقرہ کی دو آیتوں کے بارے میں حدیث پہنچی ہے تو حضرت ابو مسعودؓ نے کہا ہاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ:

"الآيتان من آخر سورة البقرة من قراهما في ليلة كفتاه "[1]

"سورۃ بقرۃ کی آخری دو آیتیں جو شخص رات میں انہیں پڑھے گا وہ اس کے لیے کافی ہوں گی"

اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے مولانا مبارکپوریؒ لکھتے ہیں کہ آخری دو آیتوں سے مراد امن الرسول سے سورۃ بقرہ کے آخر تک ہے اور حدیث میں موجود لفظ کفتاہ کے معنی یہ ہیں دونوں آیات کا رات کو پڑھنا کفایت کر جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ اس کا معنی ہر برائی سے کفایت کر جانا ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ اس کا معنی شیاطین کے شر سے کفایت کر جانا ہے۔ ان معانی کی تائید میں صاحب شرح درج ذیل احادیث سے استدلال کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

"ويؤيد الأول ما ورد عن أبي مسعود رفعه: من قرأ خاتمة البقرة أجزأت عنه قيام ليلة، ويؤيد الثالث حديث النعمان بن بشير رفعه: إن الله كتب كتابا وأنزل منه آيتين ختم بهما سورة البقرة، لا يقرآن في دار فيقربها الشيطان ثلاث ليال اخرجه الحاكم "[2]

"پہلے معنی کی تائید ابو مسعودؓ کی یہ حدیث کرتی ہے کہ جس نے سورۃ بقرہ کا آخری حصہ پڑھا رات کے قیام سے کفایت کر جاتا ہے اور تیسرے معنی کی تائید نعمان بن بشیر کی مرفوع حدیث کرتی ہے کہ بے شک اللہ تعالی نے کتاب میں لکھ دیا اور وہ دو آیتیں نازل کیں جن سے سورۃ بقرہ کا

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1878۔

[2] مبارکپوی، منۃ المنعم، 1/506۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اختتام ہوتا ہے جو قرآن کو تین دن تک گھر میں نہ پڑھے شیطان اس کے قریب آجاتا ہے۔"

یہاں مولانا مبارکپوریؒ نے حدیث کی تائید میں دوران شرح دو احادیث سے استدلال کیا جو مذکورہ حدیث کے معنی پر دلالت کرتی ہے۔

مثال نمبر2: اسی طرح امام مسلمؒ نے کتاب الصلوۃ میں حدیث نقل کی ہے کہ:

"عن ابی هريرةؓ ان النبی ﷺ قال من ادرک رکعة من الصلوة فقد ادرک الصلاة "[1]

"حضرت ابو ھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ایک رکعت نماز نے پالی گویا اس نے ساری نماز پالی"

اس حدیث کا معنی بیان کرتے ہوئے صاحب شرح لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے دو معنی ہے پہلا یہ کہ جس نے نماز کی ایک رکعت جماعت کے ساتھ پالی تو گویا اس کو پوری جماعت کا ثواب مل گیا اور اس حدیث کی تائید درج ذیل حدیث کرتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من ادرک رکعة من الصلاة مع الامام فقد ادرک الصلاة"[2]

صاحب شرح دوسرا معنی بیان کرتے ہیں کہ اس سے مراد یہ بھی ہے کہ جس نے ایک رکعت نماز کا وقت نکلنے سے پہلے پڑھ لی اور باقی رکعات وقت نکلنے کے بعد پڑھی تو گویا اس نے نماز کو پالیا، نماز کو پورا کر لیا اس پر کوئی قضا نہیں اس معنی کی تائید کرتے ہوئے صاحب شرح فرماتے ہیں کہ:

"ویؤید هذالمعنی باقی احادیث الباب "[3]

یہاں شارح نے حدیث کے ایک معنی کی تائید میں صحیح مسلم کی ہی ایک حدیث پیش کی اور دوسرے معنی کے لیے باب کی احادیث بطور دلیل پیش کیا۔

مثال نمبر3: اسی طرح صحیح مسلم میں حضرت ابو ھریرہؓ سے مروی حدیث ہے، اس کی شرح میں بیان کرتے ہیں کہ أسرعوا بالجنازة سے مراد یہ ہے کہ اس کی موت کے یقین ہونے کے بعد اس کے دفنانے میں جلدی کی جائے یا پھر اس سے مراد یہ

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1371۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1372۔

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/384۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

بھی ہے کہ جب جنازے کو کندھوں پر اٹھایا ہوا ہو تو چلنے میں جلدی کی جائے اگر اس سے یہ معنی مراد لیا جائے کہ دفنانے میں جلدی کرو تو درج ذیل احادیث اس معنی کی تائید کرتی ہیں:

۱۔ " اذا مات احدکم فلا تحبسوه واسرعوا به الی قبره"[1]

" جب تم میں سے کوئی مر جائے تو اسے نہ روکو اور اس کی قبر کی طرف جلدی لے جاؤ"

۲۔ "لا ینبغی لجیفة مسلم ان تبقی بین ظهرانی اهله"[2]

" یہ لائق نہیں کہ مسلم کی لاش (میت) کو اس کے گھر والوں کے درمیان روکا جائے"

یہاں مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ میت کے دفنانے میں جلدی کرنے کے متعلق معجم الکبیر للطبرانی اور سنن ابی داود کی احادیث کو بطور تائید پیش کیا اور اگر اس سے دوسرا معنی مراد لیا جائے یعنی جنازے کو کندھوں پر اٹھا کر چلنے میں جلدی کرنا ہے تو اس کی تائید میں سنن نسائی، ابو داود اور مصنف ابن ابی شیبہ کی احادیث سے استدلال کیا:

۱۔ " وانا لنکاد نرمل بالجنازة رملا"[3]

۲۔ "ونحن نرمل رملا "[4]

۳۔ "من حدیث عبدالله بن عمرو ان اباه اوصاه قال اذا انت حملتنی علی السریر فامش مشیا بین المشیین "[5]

خلاصہ: ان مثالوں سے واضح ہوا کہ مولانا مبارکپوریؒ نے بکثرت احادیث سے استدلال کا منہج اپنایا اور علماء کے اقوال بھی پیش کیے مگر زیادہ تر احادیث کو ہی ترجیح دی جبکہ علامہ عثمانیؒ زیادہ تر علماء اور فقہاء کے اقوال کو درج کیا تاہم احادیث سے بھی استدلال کرتے ہیں۔

3۔ اجتہادی رجحان کا فروغ

مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ کی شرح کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ علامہ عثمانیؒ کی نسبت مسائل کو بیان

---

[1] الطبرانی، المعجم الکبیر، 12/444 ؛ مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/59۔

[2] سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، رقم الحدیث: 3159 ؛ ایضاً۔

[3] احمد بن شعیب، سنن نسائی، رقم الحدیث: 1913 ؛ مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/60۔

[4] سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، رقم الحدیث: 3182 ؛ ایضاً۔

[5] ابن ابی شیبہ، المصنف، 2/480 ؛ مبارکپوری، ایضاً۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرنے میں اجتہادی رویہ رکھتے ہیں۔ جیسا کہ درج ذیل امثلہ سے واضح ہوتا ہے:

مثال نمبر1: الجامع الصحیح میں امام مسلمؒ نے حدیث نقل کی ہے:

"عن أبي هريرة قال بينا أنا أصلي مع النبي صلى الله عليه وسلم صلاة الظهر سلم رسول الله صلى الله عليه وسلم من الركعتين، فقام رجل من بني سليم۔۔"[1]

"حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا اس پر بنی سلیم کا ایک آدمی کھڑا ہوا۔۔"

اس حدیث کی شرح میں مولانا مبارکپوریؒ بیان کرتے ہیں کہ:

"(بينا أنا أصلي مع النبي ﷺ) قول أبي هريرة هذا يبطل كل التأويلات التي أتى بها الحنفية في بيان معنى قوله: صلى بنا أو صلى لنا رسول الله ﷺ، لأنهم قالوا المراد به: أنه ﷺ صلى بالمسلمين وأن أبا هريرة لم يشهد القصة، وإنما يبطلها قوله بينا أنا أصلي مع النبي ﷺ"[2]

"یعنی حضرت ابوھریرۃؓ کا قول (بينا أنا أصلي مع النبي ﷺ) یہ احناف کے اس بیان (صلى بنا أو صلى لنا رسول الله ﷺ) کے متعلق تمام تاویلات کو باطل کرتا ہے کیونکہ احناف نے اس سے مراد یہ لیا کہ آپ ﷺ نے مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھی اور ابوھریرۃؓ اس قصہ کے گواہ نہ تھے جبکہ حضرت ابوھریرۃؓ کا یہ کہنا میں نے آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھی تھی، ان کی تاویل کو باطل کرتا ہے۔"

یہاں مولانا مبارکپوریؒ حدیث سے استدلال کرتے ہوئے احناف کی تاویلات کو باطل قرار دے رہے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ منۃ المنعم میں شارح احناف سے اختلاف بھی کرتے ہیں۔

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1292۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/365۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مثال نمبر2: اسی طرح الجامع الصحیح میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی حدیث ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"صلاة الليل مثنى مثنى فاذا خشى احدكم الصبح صلى ركعة واحدة توتر له ما قد صلى"[1]

"رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں جب تم میں سے کسی کو صبح ہونے کا اندیشہ ہو تو وہ ایک رکعت پڑھ لے یہ اس کی پڑھی ہوئی تمام نماز کو وتر بنادے گی"

حدیث مذکورہ کی توضیح میں مولانا مبارکپوریؒ فرماتے ہیں کہ:

" (فاذا خشى احدكم الصبح صلى ركعة واحدة توتر له ما قد صلى) فيه الإيتار بركعة واحدة، ووقع في رواية للبخاري: صلاة الليل مثنى مثنى، فإذا أردت أن تنصرف فاركع ركعة توتر لك ما قد صليت. وفيه رد على من ادعى من الحنفية أن الوتر بواحدة مختص بمن خشي طلوع الفجر"[2]

"(جب تم میں سے کسی کو صبح ہونے کا اندیشہ ہو تو وہ ایک رکعت پڑھ لے یہ اس کی پڑھی ہوئی تمام نماز کو وتر بنادے گی) اس میں ایک رکعت سے ساتھ وتر پڑھنا ہے۔ جیسے صحیح بخاری میں روایت ہے کہ رات کی نماز دو دو ہے جب تو جانے کا ارادہ کرے تو ایک رکعت پڑھ لے یہ تیری پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنادی گی۔ اس میں احناف کے اس دعوی کا رد ہے جو انہوں نے کیا کہ وتر اس شخص کے لیے بھی ایک ہی دفعہ ہے جسے صبح ہونے کا اندیشہ ہو"

یہاں صاحب شرح نے رات کی نماز کو طاق کرنے میں صحیح بخاری سے استدلال کرتے ہوئے فقہ حنفی سے اختلاف کیا کہ بخاری میں بھی روایت موجود ہے کہ جس شخص کو صبح کا اندیشہ ہو وہ ایک رکعت نماز پڑھ لے اس کی نماز طاق ہو جائے گی اور اس حدیث سے احناف کے دعوی کا رد کیا جس میں انہوں نے کہا کہ جس شخص کو صبح کا اندیشہ ہو اس کے لیے بھی ایک ہی دفعہ وتر ہے، واضح ہوا کہ صاحب شرح یہاں بھی احناف سے اختلاف کرتے ہیں۔

---

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1748۔

[2] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/472۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مثال نمبر3: اسی طرح کتاب البیوع میں حدیث موجود ہے کہ

عن ابن شهاب، عن سعيد بن المسيب أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع المزابنة والمحاقلة، والمزابنة: أن يباع ثمر النخل بالتمر، والمحاقلة: أن يباع الزرع بالقمح، واستكراء الأرض بالقمح.قال: وأخبرني سالم بن عبد الله، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: لا تبتاعوا الثمر حتى يبدو صلاحه، ولا تبتاعوا الثمر بالتمر.وقال سالم: أخبرني عبد الله، عن زيد بن ثابت، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه رخص بعد ذلك في بيع العرية بالرطب أو بالتمر، ولم يرخص في غير ذلك"[1]

"ابن شہاب سعید بن مسیبؒ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ اور محاقلہ کی بیع سے منع کیا۔ مزابنہ یہ کہ کھجور پر لگے پھل کو خشک کھجور کے عوض فروخت کیا جائے اور محاقلہ یہ ہے کہ کھیتی کو کٹنے سے پہلے گندم کے عوض فروخت کیا جائے اور زمین کو گندم کے عوض کرائے پر دیا جائے (ابن شہاب نے) کہا مجھے سالم بن عبد اللہ نے رسول اللہ ﷺ سے خبر دی کہ آپ نے فرمایا صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے پھل نہ خریدو اور نہ درخت پر لگے پھل کو خشک کھجور کے عوض خریدو پھر سالم نے کہا کہ مجھے حضرت عبد اللہ نے حضرت زید بن ثابتؓ سے خبر دی انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ آپ نے اس ممانعت کے بعد عریہ کی بیع میں تروتازہ یا خشک کھجور کے عوض بیع کی رخصت دی اور اس کے سوا کسی بیع میں رخصت نہیں دی"

یہاں صاحب شرح بیع عریہ کی رخصت کے حوالے سے احناف سے اختلاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"أي رخص بعد نهيه عن بيع الثمر بالتمر، وفيه رد على الحنفية حيث قالوا: إن النبي ﷺ لما نهى عن بيع الثمر بالتمر دخل فيه بيع العرية، أما الرد فلأن هذا الحديث صريح في كون الرخصة في بيع العرية إنما صدرت بعد النهي عن بيع الثمر

[1] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:3878۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

بالتمر، ولأن الرخصة إنما تكون بعد النهي لا قبله."[1]

یعنی رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کی، کھجور کے ساتھ فروخت کرنے سے منع کیا اور بعد میں رخصت دے دی اور اس میں احناف کی اس بات کا رد ہے جو انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے جو پھلوں کی، کھجور کے ساتھ فروخت منع کی اس میں بیع عریہ بھی شامل ہے۔ جبکہ اس حدیث میں صراحت ہے کہ بیع عریہ میں آپ ﷺ نے منع کرنے کے بعد رخصت دے دی اور رخصت ہمیشہ منع کرنے کے بعد ہوتی ہے نہ کہ پہلے ہوتی ہے۔

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/21۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فصل سوم: فتح الملہم اور منۃ المنعم کے مناہج (مشترکہ اور اختلافی / انفرادی پہلو) اور مصادر و مراجع کا تقابلی جائزہ

مبحث اول: شروحات کے مشترکہ مناہج کا تقابلی جائزہ

علامہ عثمانیؒ اور مولانا مبارکپوریؒ نے اپنی اپنی شروح میں دوران شرح جو مناہج و اسالیب استعمال کیے ہیں ذیل میں مقالہ نگار نے ان مشترکہ مناہج کا تقابلی تجزیہ پیش کیا ہے:

1۔ آیات قرآنیہ سے استشہاد میں شارحین کے مناہج کا تقابلی جائزہ

علامہ عثمانیؒ نے حدیث کی شرح کرتے وقت یہ اسلوب اپنایا ہے کہ جہاں شرح احادیث میں قرآنی آیات کا حوالہ دینا ضروری ہے وہاں قرآنی آیات کا حوالہ دیا تاکہ قرآنی آیات سے حدیث کے الفاظ اور مسئلہ کی وضاحت ہو سکے۔ جبکہ مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے منۃ المنعم فی شرح صحیح مسلم میں دوران شرح آیات قرآنیہ سے استفادہ کرتے ہوئے تشریح کی ہے۔ موصوف نے کم و بیش (158) مقامات پر تقریباً (300) آیات قرآنی کو درج کیا ہے۔ کبھی تو کسی مسئلہ کی مزید وضاحت کے لئے آیات پیش کی گئی ہیں اور کبھی کسی لفظ کے مفہوم کو واضح کرنے کے لئے آیات سے معاونت لی گئی ہے۔

واضح ہوا کہ شارحین دوران شرح الفاظ اور مسائل کی مناسبت سے قرآن سے استشہاد کرتے ہیں۔ گویا کبھی کبھی ایسا لگتا ہے کہ مولانا مبارکپوریؒ اپنی شرح میں فتح الملہم سے نقل کرتے ہیں۔ تاہم شروحات کے تقابلی مطالعہ سے یہ بات واضح ہو گئی کہ دونوں شارحین آیت قرآنیہ کو بطور استشہاد لینے پر متفق ہیں۔

2۔ احادیث سے استدلال میں شارحین کے مناہج کا تقابلی جائزہ

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے دوران شرح حدیث کی تشریح و توضیح میں دیگر کتب احادیث سے استفادہ کیا ہے۔ صحیح مسلم میں موجود احادیث کی وضاحت کے لیے دیگر کتب سے شواہد پیش کیے ہیں نیز علامہ عثمانیؒ کبھی مکمل حدیث یا کبھی حدیث کا کچھ حصہ بطور استشہاد پیش کرتے ہیں جبکہ مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے احادیث کے الفاظ کی وضاحت، اس کے شواہد، اس میں موجود واقعہ کی تفصیل وغیرہ کے مختلف پہلوؤں کو سمجھانے کے لیے شرح میں مزید احادیث کا سہارا لیا ہے۔ علاوہ ازیں احادیث کی تائید و وضاحت کے لیے مزید احادیث کو مختلف الفاظ اور اسناد کے ساتھ بیان بھی کرتے ہیں۔

گویا واضح ہوا کہ یہاں بھی شارحین نے اپنی شروحات میں احادیث سے استدلال کرنے کا منہج اختیار کیا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

3۔غریب الفاظ کی شرح میں شارحین کے مناہج کا تقابلی جائزہ

علامہ عثمانیؒ نے متن حدیث میں دوران شرح غریب الفاظ کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور غریب الفاظ کی توضیح میں اس امر کو ملحوظ خاطر رکھا ہے کہ کتب لغات اور بنیادی ماخذ سے تشریح کی جائے۔ جبکہ مولانا مبارکپوریؒ نے بھی اسی منہج کو اپنایا ہے۔

الغرض شارحین نے کلمات کے ضبط اور مشکل الفاظ کے معنی بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ علامہ عثمانیؒ نے فتح الملہم میں بہت مقامات پر یہ منہج اپنایا ہے جبکہ مولانا مبارکپوریؒ نے کم جگہ پر اس منہج کو اپنایا ہے۔

4۔اشعار سے استشہاد پر شارحین کے مناہج کا تقابلی جائزہ

علامہ عثمانیؒ اور مولانا مبارکپوریؒ نے صحیح مسلم کی شرح کے دوران اشعار کی روشنی میں الفاظ کی وضاحت کی ہے۔ علامہ عثمانیؒ نے بہت سارے مقامات پر الفاظ کی وضاحت میں عربی اور فارسی اشعار سے استدلال کیا ہے اور اشعار کو بطور استدلال پیش کرنے میں کبھی مصدر کا ذکر کرتے ہیں تو کبھی شاعر کا نام درج کر دیتے ہیں۔ جبکہ مولانا مبارکپوریؒ کے ہاں بہت کم (صرف 08) مقامات پر اشعار سے استدلال نظر آتا ہے۔ اشعار سے استدلال پر مولانا مبارکپوریؒ کا منہج یہ رہا کہ کبھی الفاظ کی توضیح میں شعر سے استشہاد کیا تو کبھی حدیث میں موجود ایک شعر کی نسبت سے مکمل ابیات کو ذکر کرتے ہیں، تاہم اشعار سے استدلال پر دونوں شارحین کا منہج مشترکہ ہی رہا ہے۔

5۔اصلاحات علوم الحدیث میں شارحین کے مناہج کا تقابلی جائزہ

صاحب فتح الملہم نے کئی مقامات پر علوم الحدیث کی اصطلاحات کا تذکرہ بھی کیا ہے جس سے صاحب شرح کی حدیث و علومہ پر ذوق کا پتہ چلتا ہے۔ جیسے دوران شرح مرسل، معضل وغیرہ کی نشاندہی کرتے ہیں نیز محدثین کی پیروی کرتے ہوئے احادیث طیبہ بیان کرنے کے بعد حدیث کی صحت و ضعف کے احکامات سے بھی آگاہ کرتے ہیں۔ جبکہ مولانا صفی الرحمن مبارکپوری نے شرح میں کئی مقامات پر علوم الحدیث کی اصطلاحات کا بھی اشارۃ ذکر کیا ہے، جس سے مولانا کی حدیث اور اس کے علوم پر دلچسپی کا پتہ چلتا ہے، مثلا کبھی شرح کرتے ہوئے معلق، مرسل، معضل وغیرہ روایات کی نشاندہی کی ہے، اور وجہ بھی بیان کی اور اسناد پر بھی گفتگو کی۔ مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ بھی حدیث بیان کرنے کے بعد بعض احادیث پر حکم بھی لگاتے ہیں ،اور اس کی سند کی وضاحت بھی پیش کرتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

تاہم شارحین کا ان اصطلاحات علوم الحدیث کو ذکر کرنے میں منہج ایک ہی رہا ہے۔ مگر دوران شرح ان اصطلاحات کا تذکرہ مولانا مبارکپوریؒ نے علامہ عثمانیؒ سے نسبتاً کم کیا ہے۔

6۔راجح قول کی نشاندہی میں شارحین کے مناہج کا تقابلی جائزہ

علامہ عثمانیؒ دوران شرح مختلف اقوال، مفاہیم بیان کرنے کے بعد راجح مفہوم اور راجح مسلک و مذہب کی نشاندہی بھی کرتے ہیں کبھی الفاظ کی تشریح و توضیح میں راجح مفاہیم کی نشاندہی بھی کرتے ہیں۔ جبکہ مولانا مبارکپوریؒ نے بھی دوران شرح جہاں آئمہ اور فقہاء کے اقوال یا اختلافات نقل کیے وہاں ان میں جو راجح اور اصح قول کی نشاندہی بھی کی ہے تاکہ مسئلے کی وضاحت بآسانی ہو سکے۔

تاہم شارحین نے معروف اور اصح قول کی نشاندہی میں علماء کے اقوال پیش کرنے کے بعد اپنی طرف سے راجح قول کی نشاندہی بھی کی ہے۔شارحین کا یہ اسلوب و منہج قارئین کے لیے بہت فائدہ مند ہے کیونکہ اس سے پڑھنے والا کسی نتیجہ پر با آسانی پہنچ سکتا ہے۔

7۔اسرار و حکمت بیان کرنے میں شارحین کے مناہج کا تقابلی جائزہ

شارحین نے دوران شرح اسرار و رموز کی طرف بھی اشارہ کیا ہے جن کی ضرورت شرعی احکام کو سمجھنے کے لیے ہر گذرتے ہوئے دور میں بڑھتی ہے۔ شارحین کے اس اسلوب بیان سے قارئین بآسانی حدیث سے اخذ ہونے والی حکمتوں کو سمجھ سکتا ہے۔ تاہم دونوں شارحین کے ہاں اسرار و رموز بیان کرنے کا منہج ایک جیسا ہی رہا ہے۔

8۔عربی گرائمر میں شارحین کے مناہج کا تقابلی جائزہ

شارحین نے الفاظ کی وضاحت میں عربی قواعد کا استعمال کیا ہے۔علامہ عثمانیؒ نے الفاظ کی توضیح میں عربی گرائمر کے ساتھ ساتھ ماہرین لغت کی آراء کو بھی نقل کیا ہے نیز موصوفؒ نے اپنی شرح میں نحوی اور صرفی تشریح کے منہج کو بھی اپنایا ہے۔الفاظ کی نحوی و صرفی توضیح سے صاحب شرح کی اس میدان میں کمال مہارت تامہ واضح ہو جاتی ہے۔جبکہ مولانا مبارکپوریؒ نے عربی گرائمر و قواعد کا استعمال تو کیا ہے، مگر ماخذ اور ماہرین لغت کی آراء کو بہت کم نقل کیا ہے گویا الفاظ کی وضاحت میں عربی گرائمر کے استعمال کا منہج دونوں شارحین نے ہی کیا ہے مگر مولانا مبارکپوریؒ کی شرح میں ایسے الفاظ بہت کم دیکھنے کو ملتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

9۔رواۃ کے تعارف میں شارحین کے مناہج کا تقابلی جائزہ

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے اپنی شرح فتح الملہم میں رواۃ صحیح مسلم سے متعلقہ تمام ابحاث پر گفتگو کرتے ہوئے راوی کے نام و نسب، اس کے مختلف شخصی پہلوؤں کا تعارف نیز ثقہ اور ضعیف راویوں کی تفصیل فراہم کی ہے۔یعنی آپؒ نے اپنی شرح میں روایوں کے نام و نسب، القابات، کنیت، انکے مختصر حالات و واقعات اور مختلف پہلوؤں سے وضاحت کی ہے آپؒ نے بہت سارے مقامات پر تقریباہر راوی کے مختصر حالات بیان کیے ہیں۔جبکہ مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ بعض دفعہ سند میں موجود راوۃ کے مختصر احوال کی وضاحت بھی کرتے ہیں اوراس سلسلہ میں راوی کانام، قبیلہ، نسب، اور کنیت کی وضاحت پیش کرتے ہیں تاکہ قاری کے لیے موجودہ راوی کی پہچان آسان ہوسکے۔

الغرض دونوں شارحین کارواۃ کے تعارف پر بھی منہج ایک ہی جیسارہاہے۔

10۔تمہیدی مباحث میں شارحین کے مناہج کا تقابلی جائزہ

احادیث کی شرح سے قبل متعلقہ مسائل سے آگاہی کا منہج شارحین نے اپنی شروحات میں اپنایاہے، تاکہ قارئین کے لیے حدیث الباب کے متعلقہ مسائل سے واقفیت ہوسکے۔علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے احادیث الباب کی شرح سے قبل تقریباہر کتاب کے شروع میں اس کی مکمل تفصیل فراہم کی ہے۔جبکہ مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے احادیث الباب کی شرح سے قبل بعض جگہ پر تعارف بیان کیااور بعض جگہ پر صرف احادیث کی شرح سے ہی آغاز کیاہے۔تاہم اس منہج میں علامہ عثمانیؒ کی نسبت مولانامبارکپوریؒ نے اختصار سے کام لیاہے۔ذیل میں تصریح کے لیے ایک جدول کے ذریعے اس منہج کی وضاحت پیش کی گئی ہے:

عنوان کتاب	فتح الملہم	منۃ المنعم	تجزیہ
کتاب الایمان	• الایمان لغة و شرعا • الحکم الشرعی للایمان والاسلام • العمل جزء من الایمان ام لا • الاقرار باللسان شرط للایمان ام لا	• الایمان لغة • اقوال المعتزله والخوارج عن الایمان[2]	علامہ عثمانیؒ نے کتاب الایمان اور اسکی جزئیات پر تفصیلا گفتگو کی اس کے

[2] مبارکپوی، منۃ المنعم، 1/56۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

	• هل الايمان يزيد وينقص • حكم الاستثنا ء فی قول الرجل انامومن انشاء الله [1]		برعکس صاحب منۃ المنعم نے صرف ایمان کا مختصر تعارف بیان کیا۔
کتاب الطھارۃ	• الطهارة لغة • الطهارة اصطلاحا • الطهارة شرعا • اقوال العلماء[3]	-	علامہ عثمانیؒ نے کتاب الطھارۃ کے لغوی ،اصطلاحی ،شرعی معنی اور علماء کے اقوال پیش کیے جبکہ صاحب منۃ المنعم نے کتاب الطھارۃ سے متعلقہ امور پر بحث نہیں کی۔
کتاب الصلوۃ	• تحقيق معنى الصلوة وبيان اشتقاقه واستعماله فی المعانی الشرعية حقيقة ام مجازا • تحقيق معنى الاذان لغة وشرعا وبيان اشتقاقه[4]	-	علامہ عثمانیؒ نے کتاب الصلوۃ میں لفظ صلوۃ کے لغوی معنی، شرعی معنی اور اس کے استعمال پر سیر حاصل بحث کی اور اس کے ساتھ ہی اذان کے لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کیے جبکہ مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے کتاب الصلوۃ کے حوالے

[1] عثمانی، فتح الملہم، 1/301-309۔
[3] عثمانی، فتح الملہم، 2/269۔
[4] عثمانی، فتح الملہم، 3/133۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

			سے کوئی امور نہیں بتائے البتہ رفع الیدین کے بارے میں سیر حاصل گفتگو کی۔
کتاب صلوۃ العیدین	• بیان اشتقاق العید و معناہ اللغوی والشرع والحکمۃ فی مشروعیۃ ،وما شرع فیہ • اختلاف الائمۃ فی حکم صلوۃ العیدین ھل ھی واجبۃ او سنۃ موکدۃ[1]	-	علامہ عثمانیؒ نے کتاب صلوۃ العیدین کی شرح سے قبل عید کے لغوی و شرعی معنی اور اس کی حکمت ساتھ ائمہ کے اختلافات نقل کیے کہ کیا عید واجب ہے یا سنۃ موکدۃ، اس حوالے سے تفصیلا بحث کی جبکہ مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے اس کتاب کے حوالے سے کوئی امور نہیں بتائے۔
کتاب صلوۃ الاستسقاء	• معنی الاستسقاء • اقوال العلماء عن معنی الاستسقاء[2]	-	یہاں بھی صاحب فتح الملہم نے استسقاء کا مختصر تعارف درج کیا جبکہ صاحب منۃ المنعم نے اس حوالے سے کوئی بحث نہیں کی

[1] عثمانی، فتح الملہم، 4/356

[2] عثمانی، فتح الملہم، 4/386

toobaa-elibrary.blogspot.com

کتاب الجنائز	• معنی الجنائز لغة و اصطلاحا[1]	• معنی الجنائز لغة و اصطلاحا[2]	یہاں علامہ عثمانیؒ نے ابواب الحدیث کی شرح سے قبل صرف جنازہ کے لغوی و اصطلاحی معنی درج کیے اور مولانا مبارکپوریؒ نے بھی جنازہ کے لغوی اوراصلاحی ہی درج کیے۔
کتاب الزکاۃ	• تحقیق معنی لفظ الزکاۃ لغة • بیان مفهومه الشرعی • اختلاف العلماء فی اول وقت فرض الزکاۃ • تحقیق المصالح والحِکم المرعیة فی فرض الزکاۃ واختلاف مقادیرها ،وتعیین النصاب فی انواع المال[3]	-	کتاب الزکاۃ میں علامہ عثمانیؒ نے زکاۃ کے لغوی ،شرعی معنی اور علماء کے اختلاف بیان کرنے کے ساتھ اس کی جزئیات تفصیلا درج کی اس کے برعکس مولانا مبارکپوریؒ نے زکاۃ کے امور پر کوئی بحث نہیں کی۔
کتاب الصیام	• بیان معنی الصوم الغوی والشرعی وذکر اقسام الصوم الشرعی • الدلیل علی فرضیة صوم شهر رمضان	• معنی الصیام اللغة وشرعیا[5]	علامہ عثمانیؒ نے صیام کے معنی اور رمضان کے روزوں کی فرضیت اور

[1] عثمانی، فتح الملہم، 429/4

[2] مبارکپوی، منۃ المنعم، 43/2

[3] عثمانی، فتح الملہم، 8/5

[5] مبارکپوی، منۃ المنعم، 144/2

toobaa-elibrary.blogspot.com

	• المعانی المعقولة فی الصوم وشرح فوائده ومنافعه[1]		اسکے ضروری امور پر تفصیلا گفتگو کی جبکہ مولانا مبارکپوریؒ نے صرف لغوی اور شرعی معنی ہی بیان کیے۔

تجزیہ: درج بالا امثلہ سے واضح ہو گیا ہے کہ شارحین نے احادیث الباب کی شرح سے قبل کتاب کا تعارف ضرور پیش کیا ہے، علامہ عثمانیؒ نے تفصیل سے ہر کتاب کے آغاز میں اس کے ضروری امور درج کیے۔ جبکہ مولانا مبارکپوریؒ نے بعض کتب کا تعارف پیش کیا اور بعض کتب کا آغاز احادیث کی شرح سے ہی کیا اور جن کتب کا مولانا مبارکپوریؒ نے تعارف پیش بھی کیا ہے تو وہ بہت ہی مختصر پیش کیا ہے۔

[1] عثمانی، فتح الملہم، 5/184

toobaa-elibrary.blogspot.com

مبحث ثانی: شرح کے اسلوب میں فتح الملہم اور منۃ المنعم کے اختلافی پہلو کا تقابلی جائزہ

شارحین نے اپنی شروحات میں صحیح مسلم کی مختلف شروحات، ائمہ اربعہ اور مولفین کی کتب سے استفادہ کیا ہے۔ علامہ عثمانیؒ نے فتح الملہم میں علماء کے اقوال اور دیگر مولفین اور شارحین کو کثرت سے نقل کیا ہے، تاہم منۃ المنعم کی بہ نسبت یہ کافی ضخیم شرح ہے اور چونکہ منۃ المنعم، فتح الملہم کی نسبت کافی مختصر شرح ہے اس میں مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے اختصار کا منہج اپنایا ہے۔

ذیل میں تصریح کے لیے ایک جدول کے ذریعے دونوں شروحات کا تقابل پیش کیا گیا ہے تاکہ ان شروحات کے انفرادی پہلوں کی نشاندہی ہو سکے:

نمبر شمار	فتح الملہم کے اختلافی پہلو	منۃ المنعم کے اختلافی پہلو	تجزیہ
1	تفصیلی شرح	اجمال واختصار	علامہ عثمانیؒ نے حدیث الباب کی تشریح سے قبل زیادہ تفصیل فراہم کی ہے، جس سے قاری شرح سے قبل ہی مسائل سے واقفیت حاصل کرتا ہے۔ جبکہ مولانا مبارکپوریؒ نے شرح میں اختصار سے کام لیا ہے، بعض اختلافی مسائل میں کچھ ضروری معلومات سے آگاہ کیا اور بعض جگہ پر ضرورت سے زیادہ ہی اختصار سے کام لیتے ہوئے بعض احادیث کی شرح بھی نہیں کی۔ مختصر یہ کہ علامہ عثمانیؒ نے مولانا مبارکپوریؒ کی نسبت شرح میں تفصیلی بحث کی اور تقریبا ہر حدیث کی شرح تفصیلی انداز میں کی ہے۔
2	ائمہ اور فقہاء سے بکثرت نقل کرنا	احادیث کو بکثرت نقل کرنا	صاحب فتح الملہم نے دوران شرح آئمہ، فقہاء، مولفین اور دیگر شارحین سے بکثرت نقل کیا ہے۔ جس سے قاری کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

			مختلف مسالک کی کتب پڑھنے کا موقع اور آگاہی ہوتی ہے۔ جبکہ مولانا مبارکپوریؒ نے بکثرت احادیث سے استدلال کا منہج اپنایا اور علماء کے اقوال بھی پیش کیے مگر زیادہ تر احادیث کو ہی ترجیح دی جبکہ علامہ عثمانیؒ زیادہ تر علماء اور فقہاء کے اقوال کو درج کیا تاہم احادیث سے بھی استدلال کرتے ہیں۔
3	شرح احادیث کو ابحاث میں تقسیم کرنا		صاحب فتح الملہم نے جہاں کتب کے آغاز میں تفصیلی تعارف پیش کیا وہاں احادیث کی شرح کو بھی مختلف ابحاث میں تفصیلاً ذکر کیا ہے یعنی احادیث سے متعلقہ دیگر مسائل کو ایک منظم پیرائے میں متعارف کروایا ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ قاری کو احادیث پڑھتے وقت مختلف موضوعات کو پڑھنے کا موقع مل جاتا ہے۔ جبکہ مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے صرف مختصر شرح پر ہی اکتفاء کیا ہے۔
4	تقلیدی و مسلکی رجحان کا فروغ	اجتہادی رجحان کا فروغ	علامہ عثمانیؒ چونکہ حنفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے دوران شرح احناف کی نمائندگی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور جیسا کہ دوران شرح ائمتنا اور اصحابنا اور فقهاءنا اور عندنا لکھنا حنفی مسلک کی تائید ظاہر کرتا ہے۔ علماء احناف کے اندر پیدا ہونے والے اختلاف کی طرف اشارہ کرنے اور ان میں سے اصح قول کی طرف

toobaa-elibrary.blogspot.com

			نشاندہی کا منہج بھی اپنایا ہے۔ جبکہ مولانا مبارکپوریؒ دوران شرح مسائل میں فقہ حنفی کی تاویلات کا ابطال کرتے ہیں نیز مسائل میں ان سے اختلاف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور آپ اپنی شرح منۃ المنعم میں اجتہادی رویہ اپناتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مبحث ثالث: فتح الملہم اور منۃ المنعم کے مصادر و مراجع کا تقابلی جائزہ

اس مبحث میں شارحین کے دوران شرح مستعمل مصادو مراجع کا ذکر کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار نے کتب حدیث، کتب لغات ،کتب سیرت اور کتب اسماء والرجال کے لحاظ کے دونوں شروحات میں مستعمل مصادر کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے۔ تاکہ واضح ہو سکے کہ شارحین نے کن کن کتب سے استفادہ کیا ہے۔ ذیل میں ان مصادر کو جدول میں پیش کیا گیا ہے۔

1۔ فتح الملہم اور منۃ المنعم میں مشترک کتب احادیث

شارحین نے اپنی اپنی شروح میں جن کتب احادیث سے استفادہ کیا ہے، ان کا نام اور مولف کا نام حروف تہجی کے اعتبار سے درج کیا گیا ہے۔ نیز اس جدول میں دونوں شارحین کی مشترک مستعمل مصادر کو درج کیا گیا ہے۔

نمبر شمار	فتح الملہم میں مستعمل کتب	مولف	منۃ المنعم میں مستعمل کتب	مولف
I	الجامع الصحيح	القيشرى،مسلم بن حجاج	الجامع الصحيح	مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري
II	الجامع الصحيح	محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري	الجامع الصحيح	محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري
III	سنن أبو داود	أبو داود سليمان بن الأشعث	سنن أبى داود	أبو داود سليمان بن الأشعث
IV	سنن الترمذى	الترمذى،محمد بن عيسى	سنن الترمذى	الترمذى،محمد بن عيسى
V	مسند الإمام أحمد بن حنبل	أبو عبد الله احمد بن محمد بن حنبل	مسند الإمام أحمد بن حنبل	أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل
VI	المصنف (مصنف عبدالرزاق)	عبدالرزاق بن همام الصنعانى	المصنف (مصنف عبدالرزاق)	عبدالرزاق بن همام الصنعانى
VII	رفع اليدين فى الصلوة	البخارى،محمد بن اسماعيل	جزءالقراءة	البخارى،محمد بن اسماعيل
VIII	شرح السنة	البغوى،ابو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء	شرح السنة	محمد الحسين بن محمد الفراء البغوى
IX	كتاب العلل الواردة[1]	الدارقطنى،ابو الحسن على بن عمر بن احمد	علل الدارقطنى	الدارقطنى،على بن عمربن احمد

[1] اس کتاب کا مکمل نام العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویۃ ہے۔ اور علوم الحدیث پر مشتمل ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

X	مجمع الزوائد	الهیثمی،علی بن ابی بکر بن سیلمان	مجمع الزوائد	الهیثمی،علی بن ابی بکر بن سیلمان
XI	مسند ابی داود الطیالسی	سلیمان بن داود بن الجارود	مسند ابی داود الطیالسی	سلیمان بن داود بن الجارود
XII	المعجم الکبیر	الطبرانی،ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب	معجم الکبیر	الطبرانی،ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب
XIII	معرفة السنن والآثار	البیهقی، احمد بن الحسین بن علی	معرفة السنن والآثار	احمد بن حسین بن علی بن موسی البیهقي
XIV	النهایة فی غریب الحدیث	الجزری،ابن اثیر،محمد بن محمد بن محمد	النهایة فی غریب الحدیث	الجزری،محمد بن محمد بن محمد علی بن الجزری

متفرق کتب احادیث

اس جدول میں کتب احادیث کو بیان کیا گیااور اس حوالے سے دونوں شروحات کے مختلف مستعمل مصادر کو درج کیا گیا ہے۔

	فتح الملہم			منۃ المنعم	
نمبر شمار	فتح الملہم میں مستعمل کتب	مولف	نمبر شمار	منۃ المنعم میں مستعمل کتب	مولف
I.	مصنف ابن ابی شیبه	ابن ابی شیبه، ابوبکر عبدالله بن محمد بن ابراهیم	I.	الادب المفرد	البخاری،محمد بن اسماعیل
II.	الالمام باحادیث الاحکام[1]	ابن دقیق،تقی الدین ابو الفتح محمد بن علی	II.	مسند اسحاق بن راهویه	اسحاق بن ابراہیم بن راهویه
III.	الدرایة فی تخریج احادیث الهدایة	العسقلانی،احمد بن علی بن محمد	III.	مسند الحمیدي	الحمیدي،عبدالله بن الزبیر القرشی
IV.	صحیح ابن حبان	ابن حبان،محمد بن حبان	IV.	مسند امام محمد بن ادریس الشافعی	الشافعی،محمد بن ادریس

[1] احکامی احادیث پر مشتمل ابن دقیق کی تصنیف ہے۔اس میں عبادات تاحدود وتعزیرات تک کے احکامی احادیث کو اکٹھا کیا ہے۔اس کی بہت ساری عربی شروحات لکھی گئی۔اردو میں ضیاء الاسلام فی شرح الالمام کے نام سے مولانا احمد غضنفر نے شرح لکھی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

.V	كنز العمال فی سنن الاقوال والافعال[1]	البرهانپوری،علاء الدین علی بن حسام	.V	سبل السلام	الصنعانی، محمد بن اسماعیل
.VI	المستدرک علی الصحیحین	ابن البیع،ابو عبدالله الحاکم			
.VII	المسند المستخرج علی صحیح الامام مسلم	الاصفهانی،ابو نعیم،احمد بن عبدالله بن احمد			
.VIII	المعجم الاوسط	الطبرانی،ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب			
.IX	جمع الجوامع۔الجامع الکبیر	الیسوطی،جلال الدین			
.X	الفردوس بمأثور الخطاب	الدیلمی،شیرویه بن شهردار بن شیرویه			
.XI	تہذیب الاثار	الطبری،محمد بن جریر			

2۔ فتح الملہم اور منۃ المنعم میں مشترک مستعمل کتب شروح احادیث و دیگر کتب شروح

اس جدول میں کتب شروح احادیث اور دیگر کتب شروح کو بیان کیا گیا اور اس حوالے سے دونوں شروحات کے مشترک مستعمل مصادر کو درج کیا گیا ہے۔

نمبر شمار	فتح الملہم میں مستعمل کتب	مولف	منۃ المنعم میں مستعمل کتب	مولف
.I	عمدة القاری شرح صحیح البخاریؒ	العینی،بدرالدین،محمود بن احمد بن موسی بن احمد بن حسین	عمدة القاری	العینی، بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد
.II	فتح الباري	أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني	فتح الباري	أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني
.III	المفهم لما اشکل من کتاب تلخیص مسلم	القرطبی،احمد بن عمر بن ابراہیم	المفهم لما اشکل من کتاب تلخیص مسلم	القرطبی،احمد بن عمر بن ابراہیم
.IV	مرقاۃالمفاتیح	القاری، نورالدین ملا علی بن سلطان	المرقاۃالمفاتیح	القاری، نورالدین ملا علی بن سلطان

[1] دراصل یہ کتاب الجامع الکبیر، الجامع الصغیر اور زیادۃ الجامع از امام سیوطیؒ کا مجموعہ ہے۔ فقہی ترتیب کے بغیر مولف نے ترتیب دی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

V.	معالم السنن[1]	الخطابی، ابوسلیمان	معالم السنن	الخطابی، ابوسلیمان

متفرق کتب شروح

اس جدول میں کتب شروح کو بیان کیا گیا اور اس حوالے سے دونوں شروحات کے مختلف مستعمل مصادر کو درج کیا گیا ہے۔

	فتح الملہم			منۃ المنعم	
نمبر شمار	فتح الملہم میں مستعمل کتب	مولف	نمبر شمار	منۃ المنعم میں مستعمل کتب	مولف
I.	ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری	القسطلانی،احمد بن محمد بن ابی بکر	I.	شرح المشکاۃ	الطیبی،حسین بن عبداللہ بن محمد(شرف الدین الطیبی)
II.	بذل المجھود فی سنن ابی داود	السھارنپوری،خلیل احمد	II.	مسک الختام شرح بلوغ المرام	نواب صدیق حسن خان
III.	التحفۃ الربانیۃ فی شرح الاربعین النوویۃ	اسماعیل بن محمد الانصاری			
IV.	التمھید لما فی الموطا	ابن عبد البر،ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد			
V.	عارضۃ الاحوذی بشرح صحیح الترمذی	ابن العربی،ابوبکر بن العربی المالکی			
VI.	العرف الشذی شرح سنن الترمذی	الکشمیری، محمد انور شاہ			
VII.	القبس فی شرح موطا	ابن العربی، محمد بن عبداللہ ابوبکر			
VIII.	لمعات النقیح فی شرح مشکاۃ المصابیح	الدھلوی،عبدالحق بن سیف الدین بن سعداللہ البخاری			
IX.	مبارق الازھار فی شرح مشارق الانوار	ابن ملک،عبداللطیف بن عبد العزیز بن امین			

[1] ابوداود کی شرح ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

X.	المجموع شرح المهذب	النووی،یحیی بن شرف النووی			
XI.	النفح الشذی فی شرح جامع الترمذی	ابن سید الناس،محمد بن محمد بن محمد بن احمد			
XII.	احکام الاحکام شرح عمدة الاحکام	ابن دقیق، محمد بن علی بن وهب			
XIII.	السراج المنیر شرح الجامع الصغیر فی حدیث البشیر النذیر	العزیزی،علی بن احمد بن نور الدین			
XIV.	شرح الزرقانی علی الموطا	زرقانی، محمد بن عبدالباقی			
XV.	شرح مختصر الطحاوی	الاسبیجانی،احمد بن منصور			
XVI.	شرح معانی الاثار	الطحاویؒ، ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامة			
XVII.	صحیح مسلم مع شرحه اکمال اکمال المعلم	السنوسی،محمد بن محمد بن یوسف			
XVIII.	قوت المغتذی علی جامع الترمذی	السیوطیؒ،جلال الدین،عبدالرحمن بن ابی بکر			
XIX.	تنویر الحوالک شرح موطا مالک	الیسوطی،جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر			
XX.	تغلیق التعلیق علی صحیح البخاری	العسقلانی،ابن حجر، احمد بن علی بن محمد			
XXI.	جامع الاصول	ابن اثیر،الجزری،مبارک بن محمد			

toobaa-elibrary.blogspot.com

.XXII	حاشية السندى على سنن النسائى	السندى،نور الدين،محمد بن عبدالهادى			
.XXIII	حاشية السندى على صحيح البخارى	السندى،نور الدين،محمد بن عبدالهادى			

3۔ فتح الملہم اور منۃ المنعم میں مشترک مستعمل کتب فقہ

اس جدول میں کتب فقہ کو بیان کیا گیا اور اس حوالے سے دونوں شروحات کے مشترک مستعمل مصادر کو درج کیا گیا ہے۔

نمبر شمار	فتح الملہم میں مستعمل کتب	مولف	منۃ المنعم میں مستعمل کتب	مولف
I	اعلام الموقعين عن رب العالمين	الجوزى،ابن قيم ،محمد بن ابى بكر	اعلام الموقعين	الجوزى،ابن قيم ،محمد بن ابى بكر
II	فتح القديرللكمال ابن الهمام[1]	ابن ہمام، كمال الدين محمد	فتح القدير	الشوكانى،محمد بن على محمد عبدالله
III	المحلى	ابن حزم، على بن احمد بن سعيد	المحلى	ابن حزم، على بن احمد بن سعيد
IV	المغنى	ابن قدامة،موفق الدين	المغنى	ابن قدامة،موفق الدين
V	نيل الاوطار	الشوكانى،محمد بن على محمد عبدالله	نيل الاوطا	الشوكانى،محمد بن على محمد عبدالله

متفرق کتب فقہ

اس جدول میں کتب فقہ کو بیان کیا گیا اور اس حوالے سے دونوں شروحات کے مختلف مستعمل مصادر کو درج کیا گیا ہے۔

	فتح الملہم			منۃ المنعم	
نمبر شمار	فتح الملہم میں مستعمل کتب	مولف	نمبر شمار	منۃ المنعم میں مستعمل کتب	مولف
.I	بداية المجتهد ونهاية المجتهد	ابن رشد، ابو الوليد محمد بن احمد بن محمد	.I	عمدة الرعاية على شرح الوقاية	عبدالحى الكنوى

[1] حنفی فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ کی تفصیلی شرح ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

.II	البسیط فی المذهب	الغزالی، ابو حامد محمد بن محمد			
.III	الاصل المعروف بالمبسوط	الشیبانی،محمد بن حسن			
.IV	اعلاء السنن	العثمانی،ظفر احمد			
.V	الافصاح عن معانی الصحاح[1]	ابن هبیره،یحیی بن محمد			
.VI	الأم	الشافعی، ابو عبدالله محمد بن ادریس بن عباس			
.VII	الایضاح فی المناسک	النووی،یحیی بن شرف			
.VIII	کتاب الآثار	الشیبانی،ابو عبدالله محمد بن حسن			
.IX	آثار السنن	النیموی،محمد علی			
.X	رد المختار علی الدر المختار	ابن عابدین،محمد امین بن عمر بن عبد العزیز			
.XI	السراج الوهاج علی متن المنهاج[2]	علامه محمد الزهری الغمراوی			
.XII	مختصر الکرخی(قال الامام ابوالحسن الکرخی فی مختصره[3])	الکرخی، عبیدالله بن الحسن			
.XIII	طرح التثریب فی شرح التقریب[4]	العراقی، عبدالرحیم بن زین			

[1] یہ کتاب ابن ھبیرہؒ نے تصنیف کی ہے۔اس میں طہارت، زکواۃ، نماز، حج وغیرہ کی احادیث اکٹھی کیں۔بعد ازاں ان پر ائمہ اور فقہاء کے اقوال بھی درج کیے۔ محقق الکتاب فواد عبد المنعم فرماتے ہیں کہ للجمع بین الصحیحین از ابو عبدالله اندلسی کی شرح ہے۔

[2] امام نوویؒ کی شرح المنہاج کی فقہی انداز میں کی گئی شرح ہے۔

[3] ایضاً، 3/24۔/ اس کے مختلف نام ہیں۔اسے اصول کرخی / رسالہ فی الاصول اور اصول بھی کہتے ہیں۔اس کا پورا نام کلیات فقہ حنفی المعروف بہ اصول الکرخی ہے۔

[4] یہ کتاب فقہی، احکامی احادیث پر مشتمل ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

.xiv	فتح العزیز شرح الوجیز[1]	الرافعی، عبدالکریم بن محمد بن عبدالکریم			
.xv	عقود الجواهر[2]	الزبیدی محمد بن محمد الحسینی بمصطفی			
.xvi	غنیة المتملی شرح منیة المصلی	الحلبی،ابراہیم بن محمد بن ابراہیم			
.xvii	فتح باب العنایة بشرح النقایة	القاری، نورالدین ملا علی بن سلطان			
.xviii	فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت[3]	الانصاری،ابن نظام الدین			
.xix	قواعد الاحکام فی مصالح الانام	سلطان العلماء،ابو محمد عز الدین عبد العزیز بن عبدالسلام			
.xx	کنزالدقائق	النسفی،ابو البرکات عبداللہ بن احمد			
.xxi	المبسوط	السرخسی،شمس الائمہ، محمد بن احمد			
.xxii	المدونہ الکبری	مالک بن انس			
.xxiii	معراج الدرایة فی شرح الهدایة	الکاکی،محمد بن محمد بن احمد السنجاری			
.xxiv	المواهب اللطیفة[4]	السندی،محمد عابد			
.xxv	المیزان الکبری[5]	الشعرانی،عبدالوهاب			
.xxvi	النجم الوهاج فی شرح المنهاج	کمال الدین، محمد بن موسی بن عیسی			

[1] شرح الکبیر کے نام سے معروف ہے۔شافعی مسلک کی کتاب ہے۔کتاب الوجیز از امام غزالیؒ کی شرح ہے۔

[2] اس کا مکمل نام عقود الجواهر المنیفة فی ادلة مذاهب الامام ابی حنیفه ہے۔

[3] فقہی قواعد پر مشتمل کتاب ہے۔

[4] یہ "شرح مسند الامام ابی الحنیفة "کی شرح ہے۔

[5] امام شعرانیؒ نے مختلف اقوال کو اکٹھا کیا ہے۔یہ اجتہاد اور تقلید کے حوالے سے درمیانی نقطہ نگاہ پر مبنی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

.XXV	نصب الراية	الزيلعی،جمال الدين ابو محمد عبدالله			
.XXV	النقاية شرح لمختصر الوقاية	البرجندی،عبدالعلی بن محمد			
.XXI	الهداية فی شرح بداية المبتدی	المرغينانی،علی بن ابی بكر بن عبد الجليل			
.XXX	التحرير فی اصول الفقه	ابن ہمام، كمال الدين محمد بن عبدالواح السيواسي			
.XXX	تنقيح التحقيق	الحنبلی ،ابن عبدالهادی			
.XXX	اليواقيت والجواهرفی بيان عقائد الاكابر	الشعرانی،عبدالوهاب			

4۔ فتح الملہم اور منۃ المنعم میں مشترک مستعمل کتب اسماء الرجال و جرح التعدیل

اس جدول میں کتب اسماء الرجال و جرح التعدیل کو بیان کیا گیا اور اس حوالے سے دونوں شروحات کے مشترک مستعمل مصادر کو درج کیا گیا ہے۔

نمبر شمار	فتح الملہم میں مستعمل کتب	مولف	منۃ المنعم میں مستعمل کتب	مولف
.I	الاسماء المبهمة	احمد بن علی الخطيب البغدادی	الاسماء المبهمة	احمد بن علی الخطيب البغدادی
.II	الافراد	الدارقطنی،ابوالحسن علی بن عمر	الافراد	الدارقطنی،ابو الحسن علی بن عمر

متفرق کتب اسماء الرجال و جرح التعدیل

اس جدول میں کتب اسماء الرجال و جرح التعدیل کو بیان کیا گیا اور اس حوالے سے دونوں شروحات کے مختلف مستعمل مصادر کو درج کیا گیا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

	فتح الملہم			منۃ المنعم	
نمبر شمار	فتح الملہم میں مستعمل کتب	مولف	نمبر شمار	منۃ المنعم میں مستعمل کتب	مولف
.I	التاریخ الکبیر	البخاری،محمد بن اسماعیل	.I	تقریب التھذیب	العسقلانی،احمد بن علی بن حجر
.II	المغنی فی ضبط اسماء الرجال	الفتنی،محمد طاہر بن علی الھندی	.II	تھذیب التھذیب	العسقلانی،احمد بن علی بن حجر
.III	میزان الاعتدال	الذھبی،شمس الدین ابو عبداللہ			
.IV	کتاب العلل ابن ابی حاتم	الرازی،ابن ابی حاتم			

5۔ فتح الملہم اور منۃ المنعم میں مشترک مستعمل کتب سیرت

اس جدول میں کتب سیرت کو بیان کیا گیا اور اس حوالے سے دونوں شروحات کے مشترک مستعمل مصادر کو درج کیا گیا ہے۔

نمبر شمار	فتح الملہم میں مستعمل کتب	مولف	منۃ المنعم میں مستعمل کتب	مولف
I	زاد المعادفی ھدي خیر العباد	الجوزی،ابن قیم ،محمد بن ابی بکر	زاد المعادفی ھدي خیر العباد	الجوزی،ابن قیم ،محمد بن ابی بکر
II	التلخیص الحبیر فی تخریج	العسقلانی،احمد بن علی بن حجر	التلخیص	العسقلانی،احمدبن علی بن حجر

متفرق کتب سیرت

اس جدول میں کتب سیرت کو بیان کیا گیا اور اس حوالے سے دونوں شروحات کے مختلف مستعمل مصادر کو درج کیا گیا ہے۔

	فتح الملہم			منۃ المنعم	
نمبر شمار	فتح الملہم میں مستعمل کتب	مولف	نمبر شمار	منۃ المنعم میں مستعمل کتب	مولف
.I	شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ	زرقانی، محمد بن عبدالباقی	.I	رحمۃ اللعالمین	منصورپوری،قاضی محمد سلیمان سلمان
.II	کتاب السیر المغازی	محمد بن اسحاق	.II	سیرۃ ابن ھشام	عبدالملک بن ھشام بن ایوب الحمیری

toobaa-elibrary.blogspot.com

III.	المواهب اللدنية	القسطلانی،احمد بن محمد	III.	وفاء الوفاء باخبار دارالمصطفی	نورالدین علی بن عبدالله
IV.	نسیم الریاض فی شرح شفا	الخفاجی،شهاب الدین،احمد محمد عمر			

6۔ فتح الملہم اور منۃ المنعم میں متفرق مستعمل کتب تفاسیر وعلوم تفاسیر

اس جدول میں کتب تفاسیر کو بیان کیا گیا اور اس حوالے سے دونوں شروحات کی صرف مختلف مستعمل مصادر کو درج کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں کوئی بھی ایسا مصدر نہیں ملا جو دونوں میں مشترک ہو۔

	فتح الملہم			منۃ المنعم	
نمبر شمار	فتح الملہم میں مستعمل کتب	مولف	نمبر شمار	منۃ المنعم میں مستعمل کتب	مولف
I.	تفسیر القرآن العظیم	ابن کثیر،اسماعیل بن عمر بن کثیر	I.	تفسیر المنار	محمد رشید رضا
II.	روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم	الآلوسی،شهاب الدین محمود بن عبدالله	II.	فتح البیان	القنوجی،نواب صدیق حسن خان
III.	اسباب النزول	الواحدی، علی بن احمد			
IV.	روح البیان	اسماعیل حقی بن مصطفی			
V.	فتح القدیر	الشوکانی،محمد بن علی محمد عبدالله			
VI.	الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل	الزمخشری، محمود بن عمرو بن احمد			

7۔ فتح الملہم اور منۃ المنعم میں مشترک مستعمل کتب عقائد وکلام

اس جدول میں کتب عقائد کلام کو بیان کیا گیا اور اس حوالے سے دونوں شروحات کے مشترک مستعمل مصادر کو درج کیا گیا ہے۔

نمبر شمار	فتح الملہم میں مستعمل کتب	مولف	منۃ المنعم میں مستعمل کتب	مولف
I	حجة الله البالغة	الدهلوی،شاه ولی الله	حجة الله البالغة	الدهلوی،شاه ولی الله

toobaa-elibrary.blogspot.com

فتح الملہم اور منۃ المنعم میں متفرق مستعمل کتب عقائد وکلام

اس جدول میں کتب عقائد کو بیان کیا گیا اور اس حوالے سے دونوں شروحات کی صرف مختلف مستعمل مصادر کو درج کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں کوئی بھی ایسا مصدر نہیں ملا جو دونوں میں مشترک ہو۔

	فتح الملہم			منۃ المنعم	
نمبر شمار	فتح الملہم میں مستعمل کتب	مولف	نمبر شمار	منۃ المنعم میں مستعمل کتب	مولف
I.	عقيدة الاسلام فی حياة عيسیٰؑ	الكشميری، محمد انور	I.	كتاب التوسل والوسيلة	ابن تيمية ،احمد بن عبدالحليم
II.	العقيدة السفارينية	السفاريني، محمد بن احمد بن سالم			
III.	الارشاد الى قواطع الادلة فی اصول الاعتقاد	امام الحرمين الجوينی			
IV.	الاسماء والصفات	البيهقی، ابوبكر، احمد بن الحسين بن علی بن موسی			
V.	الاعتصام	الشاطبی، ابراهيم بن موسی بن محمد			
VI.	ايثار الحق على الخلق[1]	اليمانی، محمد بن ابراہيم بن علی بن مرتضی			
VII.	شرح الارشاد[2]	ابو القاسم الانصاری			

[1] اس میں توحید کے بارے میں مدلل انداز میں بحث کی گئی ہے۔

[2] یہ الارشاد الی قواطع الادلۃ فی اصول الاعتقاد کی شرح ہے۔ الارشاد الی قواطع الادلۃ کے مولف ابو المعالی الجوینیؒ ہیں۔ جو عقیدہ پر مبنی کتاب ہے۔ اس کتاب کی بہت ساری شروح ہیں۔ شرح الارشاد فی علم الکلام کے نام سے ابو القاسم سلمان بن ناصر الانصاری نے کی جو امام الحرمین کے شاگرد ہیں۔ المھاد فی شرح الارشاد کے نام امام مازریؒ نے شرح کی۔ علاوہ ازیں منھاج السداد فی شرح الارشاد از ابن المقری، شرح الارشاد از ابو بکر بن میمون القرطبی، شرح الارشاد فی اصول الاعتقاد / شرح الارشاد فی اصول الدین از تقی الدین المعروف بالمقترح وغیرہ موجود ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

VIII.	شرح المقاصد فی علم الکلام	التفتازانی، سعد الدین مسعود بن عمر بن عبداللہ			
IX.	العیقدۃ النظامیہ[1]	الجوینی، امام الحرمین رکن الدین			
X.	کتاب الینابیع[2]	السجستانی، ابو یعقوب			
XI.	مختصر العلو للعلی الغفار[3]	الذہبی، شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد			
XII.	المسامرۃ[4]	کمال بن ابی شریف			
XIII.	المسایرۃ	کمال بن الھمام			
XIV.	النبوات[5]	ابن تیمیہ، تقی الدین ابو العباس احمد بن عبدالحلیم			

8۔ فتح الملہم اور منۃ المنعم میں متفرق مستعمل کتب فتاوی

اس جدول میں کتب فتاوی کو بیان کیا گیا اور اس حوالے سے دونوں شروحات کی صرف مختلف مستعمل مصادر کو درج کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں کوئی بھی ایسا مصدر نہیں ملا جو دونوں میں مشترک ہو۔

	فتح الملہم			منۃ المنعم	
نمبر شمار	فتح الملہم میں مستعمل کتب	مولف	نمبر شمار	منۃ المنعم میں مستعمل کتب	مولف

[1] اس کتاب کا پورا نام العقیدۃ النظامیہ فی الارکان الاسلامیہ ہے۔ اس میں عقائد، الٰہیات اور کلام وغیرہ کے مباحث شامل ہیں۔

[2] یہ کتاب حکمت، فلسفہ، علوم الٰہیہ اور اللہ تعالی کی واحدانیت پر مشتمل ہے۔

[3] اس کتاب کا پورا نام العلو للعلی العظیم و ایضاح الاخبار من سقیمھا /العلو للعلی الغفار ہے۔ علامہ البانیؒ نے "مختصر صفۃ العلو" کے نام سے اس کا اختصار کیا۔ اس میں مختلف فرقوں (جہمیہ، معتزلہ، ماتریدیہ اور اشاعرۃ) نے اللہ کی صفات کا انکار کیا، مباحث بیان کیے اور ان کا دلائل و براہین کے ساتھ رد ہے۔

[4] یہ "المسایرۃ فی العقائد المنجیۃ فی الآخرۃ" کی شرح ہے۔ اس میں ذات باری تعالی، صفات اور افعال کی ابحاث ہیں۔

[5] اس کتاب میں ابن تیمیہؒ نے عقائد اور نبوت کے حوالے سے دلائل و براہین بیان کیے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

I.	مجموع الفتاوی ابن تیمیه	ابن تیمیه، تقی الدین ابو العباس احمد بن عبدالحلیم		صاحب شرح نے دوران شرح کتب فتاوی کے حوالے سے کوئی مصدر استعمال نہیں کیا۔
II.	فتاوی ابن الصلاح	ابن الصلاح، عثمان بن عبدالرحمن		
III.	فتاوی قاضی خان	قاضی خان، حسن بن منصور		
IV.	واقعات المفتین	بقدری افندی الحنفی، عبدالقادر بن یوسف الشهیر		

9۔ فتح الملہم اور منۃ المنعم میں متفرق مستعمل کتب تاریخ و قصص

اس جدول میں کتب تاریخ و قصص کو بیان کیا گیا اور اس حوالے سے دونوں شروحات کی صرف مختلف مستعمل مصادر کو درج کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں کوئی بھی ایسا مصدر نہیں ملا جو دونوں میں مشترک ہو۔

	فتح الملہم			منۃ المنعم	
نمبر شمار	فتح الملہم میں مستعمل کتب	مولف	نمبر شمار	منۃ المنعم میں مستعمل کتب	مولف
I.	اخبار مکه فی قدیم الدهر	الفاکهی،محمد بن اسحاق	I.	البدایة والنهایة	عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر
II.	اخبار مکه وما جاء فیها	الازرقی،محمد بن عبدالله بن احمد	II.	التاریخ الکبیر	البخاری،محمد بن اسماعیل
III.	المبتداء فی قصص الانبیاء	محمد بن اسحاق			
IV.	مقدمة ابن خلدون	ابن خلدون،عبدالرحمن بن محمد			

toobaa-elibrary.blogspot.com

مبحث رابع: فتح الملہم کے مصادر و مراجع کا اصل ماخذ سے تقابل

اس مبحث میں علامہ عثمانیؒ نے دوران شرح جن مصادر و مراجع سے استفادہ کیا ہے ان میں سے چند مصادر کا اصل ماخذ سے تقابل پیش کیا گیا ہے تاکہ اندازہ ہو سکے کہ شارح نے روایت باللفظ کا اہتمام کیا ہے یا روایت بالمعنی کو ملحوظ رکھا ہے۔ مقالہ نگار نے تقابل کا منہج کچھ اس طرح اپنایا ہے کہ پہلے علامہ عثمانیؒ کی فتح الملہم میں نقل کردہ عبارت کو پیش کیا جائے گا پھر اصل مصدر کی عبارت کو پیش کیا جائے گا آخر میں مقالہ نگار نے ان دونوں عبارتوں پر تبصرہ پیش کیا ہے۔

1۔ الجامع الصحیح از امام مسلمؒ بن حجاج:

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے کتاب الایمان کی حدیث جبریل میں لفظ (الملائکۃ) کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ شیطان کی ابن آدم کے ساتھ قربت ہے۔ اسی طرح فرشتوں کی بھی ابن آدم کے ساتھ قربت ہے۔ پس شیطان کی جو قربت ہے اس سے مراد شر کا آنا اور حق کی تکذیب ہے اور جو فرشتوں کی قربت ہے تو اس سے مراد بھلائی کا آنا اور حق کی تصدیق ہے۔ اور یہ دونوں قربتیں اس بات پر دلات کرتی ہے کہ ابن آدم کے ساتھ ان کا ظاہری اور مادی وجود ہے۔ لہذا درج ذیل حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے۔

فتح الملہم بشرح صحیح الامام مسلمؒ میں موجود عبارت:

> "قد اخبر به النبیﷺ فی حدیث ابن مسعود قال: مامنکم من احد الا وقد کل به قرینه من الجن **ای الیشطان قرینه من الملائکة** قالو وایاک یا رسول الله قال وایای **ولکن الله** اعاننی علیه فاسلم فلا یامرنی الا بخیر"[1]

الجامع الصحیح لمسلمؒ (اصل مصدر) میں عبارت:

> "عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما منكم من أحد إلا وقد وكل به قرينه من الجن قالوا وإياك يا رسول الله قال واياي **إلا أن الله** أعانني عليه فأسلم فلا يأمرني إلا بخير"[2]

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 1/329۔

[2] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح (بیروت: دار احیا التراث العربی، س ن)، 4/2167۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

تبصرہ: فتح الملہم میں علامہ عثمانیؒ نے (ملائکتہ) کی تشریح کرتے ہوئے الجامع الصحیح لمسلمؒ کی حدیث کو نقل کیا، اصل مصدر میں یہ حدیث کچھ الفاظ مختلفہ کے ساتھ موجود ہے جیسا کہ ای الیشطان قرینہ من الملائکۃ اورولکن اللہ کے الفاظ کے اضافہ کے ساتھ علامہ عثمانیؒ نے نقل کیا ہے جبکہ یہ الفاظ الجامع الصحیح کی حدیث میں موجود نہیں ہیں۔ گویا کہ آپؒ نے یہاں روایت بالمعنی کو ملحوظ رکھا ہے۔

2۔التمہید از ابن عبدالبرؒ:

علامہ عثمانیؒ نے کتاب الطھارۃ کی حدیث میں لفظ (سحقا سحقا) کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ لغت میں اس سے مراد دور ہو جانے کے ہیں اور ابن عبدالبرؒ کہتے ہیں کہ ہر وہ شخص جس نے دین میں نیا کام ایجاد کیا گویا کہ وہ آپ ﷺ کے حوض سے دھتکارا ہوا ہے اور ان میں سے زیادہ دھتکارا ہوا وہ شخص ہے جس نے مسلمانوں کی مخالفت کی جیسے خوارج، روافض اور خواہشات کی پیروی کرنے والے۔ اس طرح مال میں اسراف کرنے والے، حق کو چھپانے والے اور کبائر کا اعلان کرنے والے بھی دھتکارے ہوئے ہیں۔ علامہ عثمانیؒ نے التمہید سے درج ذیل عبارت کو نقل کیا:

فتح الملہم بشرح صحیح الامام مسلمؒ میں موجود عبارت:

> "قال ابن عبدالبر :کل من احدث فی الدین ما لا یرضاہ فھو من المطرودین عن الحوض واشدھم من خالف جماعۃ المسلمین کالخوارج،والروافض،واصحاب الاھوا وکذالک الظلمۃ المسرفون فی الجور وطمس الحق والمعلنون بالکبائر فک ھولاء یخاف علیھم ان یکونوا ممن عنوا بھذا الخبر"[1]

التمہید لابن عبدالبرؒ (اصل مصدر) میں عبارت:

> "وكل من أحدث في الدين ما لا يرضاه الله ولم يأذن به الله فهو من المطرودين عن الحوض **المبعدين** عنه **والله أعلم** واشدهم **طردا** من خالف جماعة المسلمين **وفارق سبيلهم** مثل الخوارج **على اختلاف فرقها** والروافض على تباين ضلالها والمعتزلة على أصناف أهوائها فهؤلاء كلهم يبدلون وكذلك الظلمة المسرفون في الجور والظلم **وتطميس** الحق **وقتل أهله وإذلالهم** والمعلنون بالكبائر

[1] عثمانی، فتح الملہم، 2/322۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

المستخفون بالمعاصي وجميع أهل الزيغ والأهواء والبدع كل هؤلاء يخاف عليهم أن يكونوا عنوا بهذا الخبر"[1]

تبصرہ: درج بالا عبارت فتح الملہم کی عبارت میں علامہ عثمانیؒ نے (سحقا سحقا) کی تشریح کرتے ہوئے التمہید لابن عبد البرؒ کی عبارت کو نقل کیا تقابل سے واضح ہوا کہ اصل مصدر میں یہ عبارت الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ موجود ہیں جیسا کہ المبعدین اوروالله اعلم، طردا، وفارق سبيلهم، على اختلاف فرقها وغیرہ کے الفاظ کی کمی کے ساتھ صاحب فتح الملہم نے نقل کیا ہے۔ علامہ عثمانیؒ کی نقل کردہ عبارت اصل عبارت سے بلحاظ الفاظ تو مماثلت نہیں رکھتی مگر معنی میں یہ دونوں عبارتیں ہم معنی ہیں۔ گویا کہ آپؒ نے یہاں بھی روایت بالمعنی کو بھی ملحوظ رکھا ہے۔

3۔ سنن از سلیمان بن اشعثؒ:

علامہ عثمانیؒ نے کتاب الاعتکاف میں حدیث کی توضیح کرتے ہوئے سنن ابی داود کی حدیث کو نقل کیا:

فتح الملہم بشرح صحیح الامام مسلمؒ میں موجود عبارت:

"عن عائشةؓ قالت السنة على المعتكف أن لا يعود مريضا ولا يشهد جنازة ولا يمس امرأة ولا يباشرها ولا يخرج لحاجة إلا لما لا بد منه ولا اعتكاف إلا بصوم ولا اعتكاف إلا في مسجد جامع."[2]

سنن ابی داود (اصل مصدر) میں عبارت:

"عن عائشةؓ انها قالت السنة على المعتكف أن لا يعود مريضا ولا يشهد جنازة ولا يمس امرأة ولا يباشرها ولا يخرج لحاجة إلا لما لا بد منه ولا اعتكاف إلا بصوم ولا اعتكاف إلا في مسجد جامع."[3]

تبصرہ: تقابل سے معلوم ہوا کہ علامہ عثمانیؒ نے ابوداود کی جو روایت فتح الملہم میں نقل کی ہے وہ بعینہ انہی الفاظ کے ساتھ اصل مصدر میں بھی موجود ہے۔ گویا کہ آپؒ نے یہاں روایت باللفظ کا اہتمام کیا ہے۔

---

[1] یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر، التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید (مصر: موسسۃ القرطبہ، س ن)، 20/262۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 5/342۔

[3] سلیمان بن اشعث السجستانی، سنن ابی داود (بیروت: دار الکتاب العربی، س ن)، 2/310۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

4۔المدونۃ الکبری از مالک بن انسؒ:

صحیح مسلم کی کتاب الحج میں ابو رافعؓ سے حدیث ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم نہیں دیا کہ میں ابطح (مقام) میں قیام کروں لیکن میں خود وہاں سے آگیا اور آپ کا خیمہ لگایا اس کے بعد آپ ﷺ آئے اور قیام کیا۔ یہاں علامہ عثمانیؒ نے مقام ابطح میں قیام کرنا یا اس کو چھوڑ دینے کی وضاحت میں مالک بن انسؒ کے قول کو نقل کیا جو درج ذیل ہے:

فتح الملہم بشرح صحیح الامام مسلمؒ میں موجود عبارت:

"وفی المدونة:استحب مالک لمن یقتدی به ان لا یدع النزول به ووسع لمن لا یقتدی به فی ترکه وکان یفتی به سرا وفی العلانیة یفتی لجمیع الناس"[1]

المدونۃ الکبری (اصل مصدر) میں عبارت:

"وكان مالك يستحب لمن يقتدي به، أن لا يدع أن ينزل بالأبطح وكان يوسع لمن لا يقتدي به إن دخل مكة ترك النزول بالأبطح، قال: وكان يفتي به سرا وأما في العلانية فكان يفتي بالنزول بالأبطح لجميع الناس."[2]

تبصرہ: صاحب شرح نے المدونۃ الکبری کی جو عبارت نقل کی، اصل مصدر میں دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ عبارت اصل مصدر کے مقابل الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ موجود ہے جیسا کہ الابطح کے لفظ کو صاحب فتح الملہم نے نقل نہیں کیا ہے علامہ عثمانیؒ کی نقل کردہ عبارت اصل عبارت سے الفاظ میں تو مماثلت نہیں رکھتی البتہ معنی میں یہ دونوں عبارتیں ہم معنی ہیں۔ گویا کہ آپؒ نے یہاں بھی روایت بالمعنی کو بھی ملحوظ رکھا ہے۔

5۔اخبار مکۃ از الزرقیؒ:

صاحبؒ فتح الملہم نے کتاب الحج میں ابن عباسؓ سے حدیث نقل کی کہ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں بیت اللہ کے طواف کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ اس میں داخل ہونے کا۔ اور اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اس کے اطراف میں دعا کی اور نماز ادا نہیں کی باہر آکر قبلہ کے سامنے دو رکعت ادا کی۔ اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ کے بیت اللہ میں داخل ہونے کے بارے میں **اخبار مکہ لازرقیؒ** کے قول کو علامہ عثمانی فتح الملہم میں نقل کرتے ہیں:

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 6/181۔

[2] مالک بن انس، المدونۃ الکبری (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1994ء)، 1/421۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فتح الملہم بشرح صحیح الامام مسلمؒ میں موجود عبارت:

"عن سفيان عن غيرواحدمن اهل العلم انه ﷺ انما دخل الكعبة مرة واحدة عام الفتح ثم حج فلم يدخلها"[1]

اخبار مکہ (اصل مصدر) میں عبارت:

" سفيان يقول: سمعت غير واحد من أهل العلم **يذكرون أن رسول الله** إنما دخل الكعبة مرة واحدة عام الفتح, ثم حج فلم يدخلها"[2]

تبصرہ: اصل مصدر کو دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ صاحب شرح نے اخبار مکہ کی جو عبارت نقل کی ہے، اصل مصدر میں یہ عبارت الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ موجود ہے جیسا کہ **یذکرون أن رسول الله** کے الفاظ کو صاحب فتح الملہم نے نقل نہیں کیا ہے، لیکن اصل مصدر میں موجود ہے۔ لہذا الفاظ کی کچھ تبدیلی کے ساتھ عبارت درج ہے۔

6۔ تفسیر روح البیان از اسماعیل حقی بن مصطفیٰؒ:

صاحبؒ فتح الملہم کتاب فضائل القرآن میں معوذتین کی شرح تفسیر روح البیان کے حوالے سے کرتے ہیں کہ ابن مسعودؓ ان کو قرآن شمار نہیں کرتے تھے اور نہ ہی ان کو اپنے مصحف میں لکھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں آسمان سے نازل ہوئی اور رب کا کلام ہیں اور رسول اللہ ﷺ ان سے دم کرتے اور پناہ طلب کیا کرتے تو اس لیے یہ مشابہت پیدا ہو گئی کہ یہ قرآن ہے یا نہیں اس لیے ان دونوں کو اپنے مصحف میں نہیں لکھا، صاحب فتح الملہم نے اس طرح نقل کیا کہ:

فتح الملہم بشرح صحیح الامام مسلمؒ میں موجود عبارت:

"لأنه(**ابن مسعودؓ**) كان لا يعد المعوذتين من القرآن وكان لا يكتبهما في مصحفه ويقول إنهما منزلتان من السماء **وهذا** من كلام رب العالمين ولكن النبي عليه السلام كان يرقى ويعوذ بهما فاشتبه عليه إنهما من القرآن أو ليستا منه فلم يكتبهما في المصحف "[3]

تفسیر روح البیان (اصل مصدر) میں عبارت:

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 6/210۔

[2] محمد بن عبد اللہ الزرقی، اخبار مکہ (القاھرہ: مکتبہ الثقافۃ، س ن)، 1/216۔

[3] عثمانی، فتح الملہم، 4/244۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

"لأنه كان لا يعد المعوذتين من القرآن وكان لا يكتبهما في مصحفه ويقول إنهما منزلتان من السماء **وهما** من كلام رب العالمين ولكن النبي عليه السلام كان يرقى ويعوذ بهما فاشتبه عليه إنهما من القرآن أو ليستا منه فلم يكتبهما في المصحف"[1]

تبصرہ: علامہ عثمانیؒ نے تفسیر روح البیان کی جو عبارت نقل کی ہے۔ اصل مصدر میں دیکھنے کے بعد واضح ہوا کہ یہ عبارت الفاظ کی ایک تبدیلی کے ساتھ موجود ہے جیسا کہ فتح الملہم میں **ھذا** موجود ہے اور جبکہ اصل مصدر (روح البیان) میں **ھما** کا لفظ موجود ہے باقی عبارت بالکل اسی طرح موجود ہے۔

7۔ المعجم الاوسط از امام طبرانیؒ:

علامہ عثمانیؒ نے کتاب الطھارۃ میں حدیث کی تشریح کرتے ہوئے الاوسط للطبرانی سے حدیث کو نقل کیا جس میں آپ ﷺ کو مشکیزہ دیا گیا تو اس میں سے مردار کی بو آرہی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ اسے صاف کیا ہے؟ کہا گیا جی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ لے آؤ یہ پاک ہے، فتح الملہم میں نقل کردہ معجم الاوسط کی عبارت درج ذیل ہے:

فتح الملہم بشرح صحیح الامام مسلمؒ میں موجود عبارت:

"عن أنس بن مالك أن النبي ﷺ استوهب وضوءا فقيل له لم نجد ذلك إلا في مسك ميتة فقال أدبغتموه؟ قالوا نعم قال فهلم فإن ذلك **طهور**"[2]

المعجم الاوسط (اصل مصدر) میں عبارت:

"عن أنس بن مالك أن النبي ﷺ استوهب وضوءا فقيل له لم نجد ذلك إلا في مسك ميتة فقال أدبغتموه؟ قالوا نعم قال فهلم فإن ذلك **طهوره**"[3]

تبصرہ: صاحب شرح نے المعجم الاوسط کی جو عبارت نقل کی ہے۔ اصل مصدر میں دیکھنے کے بعد واضح ہوا کہ یہ عبارت بعینہ اسی طرح موجود ہے جس طرح اصل مصدر (المعجم الاوسط) میں ہے صرف ایک جگہ فتح الملہم میں **طھور** کا لفظ ہے جبکہ الاوسط میں **طھورہ** کا لفظ موجود ہے باقی عبارت بالکل اسی طرح ہی موجود ہے۔

---

[1] اسماعیل حقی بن مصطفی، تفسیر روح البیان (بیروت: داراحیاالتراث العربی، 1705ء)، 10/420۔

[2] عثمانی، فتح الملہم، 3/25۔

[3] سلیمان بن احمد الطبرانی، معجم الاوسط (القاھرہ: دارالحرمین، 1415ھ)، 9/89۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

8۔ سنن از امام ترمذیؒ:

علامہ عثمانیؒ نے کتاب الصلوۃ میں نماز میں سورۃ فاتحہ کے پڑھنے یا نہ پڑھنے پر دلائل پیش کرتے ہوئے سنن الترمذی کی حدیث نقل کی ہے جو کہ فتح الملہم میں اس طرح موجود ہے:

فتح الملہم بشرح صحیح الامام مسلمؒ میں موجود عبارت:

"من حديث أبي هريرة من صلى صلاة لم يقرأ فيها بأم القرآن فهي خداج غير تمام"[1]

سنن ترمذی (اصل مصدر) میں عبارت:

"عن أبي هريرة : أن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال من صلى صلاة لم يقرأ فيها بأم القرآن فهي خداج وهي خداج غير تمام قال قلت يا أبا هريرة إني أحيانا أكون وراء الإمام قال يا ابن الفارسي فاقرأها في نفسك فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول قال الله تعالى قسمت الصلاة بيني وبين عبدي نصفين فنصفها لي ونصفها لعبدي ولعبدي ما سأل يقرأ العبد الحمد لله رب العالمين فيقرأ الله حمدني عبدي فيقول الرحمن الرحيم فيقول الله أثنى علي عبدي فيقول مالك يوم الدين فيقول مجدني عبدي وهذا لي وبيني وبين عبدي إياك نعبد وإياك نستعين وآخر السورة لعبدي ولعبدي ما سأل يقول اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين "[2]

تبصرہ: صاحب شرح نے سنن ترمذی کی جو عبارت نقل کی ہے ،اصل مصدر میں دیکھنے کے بعد واضح ہوا کہ یہ شارح نے فتح الملہم میں سنن ترمذی (اصل مصدر) سے حدیث کا کچھ حصہ ہی صرف تشریح کے لیے لیا ہے۔ باقی عبارت حذف کی ہے۔

9۔ احیاء علوم الدین از امام غزالیؒ:

علامہ عثمانیؒ نے فتح الملہم میں دوران شرح لفظ (الخفاف) کی تشریح کرتے ہوئے عورت کے احرام کے بارے میں امام غزالیؒ کی کتاب احیاء علوم الدین سے عبارت نقل کی جو درج ذیل ہے:

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 3/170۔

[2] ترمذی، سنن ترمذی (بیروت: دار احیا التراث العربی، 1998)، 5/201۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فتح الملہم بشرح صحیح الامام مسلمؒ میں موجود عبارت:

"وللمرأة أن تلبس كل مخيط بعد أن لا تستر وجهها بما يماسه فإن إحرامها في وجهها "[1]

احیاء علوم الدین (اصل مصدر) میں عبارت:

"اللبس للقميص والسراويل والخف والعمامة بل ينبغي أن يلبس إزارا ورداء ونعلين فإن لم يجد نعلين فمكعبين فإن لم يجد إزارا فسراويل ولا بأس بالمنطقة والاستظلال في المحمل ولكن لا ينبغي أن يغطي رأسه فإن إحرامه في الرأس وللمرأة أن تلبس كل مخيط بعد أن لا تستر وجهها بما يماسه فإن إحرامها في وجهها "[2]

تبصرہ: صاحب شرح نے احیاء علوم الدین کی جو عبارت نقل کی ہے، تقابل سے یہ پتہ چلا کہ اصل مصدر میں ستر کے حوالے سے مکمل عبارت موجود ہے جبکہ شارح نے فتح الملہم میں احیاء علوم الدین (اصل مصدر) سے عبارت کا کچھ حصہ توضیح کے لیے نقل کیا ہے، نقل کردہ عبارت بعینہ اصل مصدر میں موجود ہے۔

10۔ مسند احمد از احمد بن حنبلؒ: صحیح ابن خزیمۃ از ابن خزیمہؒ:

علامہ عثمانیؒ نے کتاب الصلوۃ میں حدیث کی تشریح کرتے ہوئے مسند احمد اور صحیح ابن خزیمہ کے حوالے سے حجر اسود کے متعلق احادیث نقل کی کہ حجر اسود جنت کے روشن پتھروں میں سے ایک پتھر ہے اور برف سے بھی زیادہ سفید ہے، اس حدیث کے درج ذیل الفاظ نقل کیے:

فتح الملہم بشرح صحیح الامام مسلمؒ میں موجود عبارت:

"اخرج احمد وابن خزيمه عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ الحجر الاسود ياقوته بيضا من الجنة وكان اشد بياضا من الثلج وانماسودته خطايا المشركين"[3]

مسند احمد (اصل مصدر) میں عبارت:

"عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الحجر الأسود من الجنة وكان

---

[1] عثمانی، فتح الملہم، 5/358۔

[2] محمد بن محمد الغزالی، احیاء علوم الدین (بیروت: دار المعرفۃ، س ن)، 1/246۔

[3] عثمانی، فتح الملہم، 2/313۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

أشد بياضا من الثلج حتى سودته خطايا أهل الشرك"[1]

صحیح ابن خزیمہ (اصل مصدر) میں عبارت:

"عن ابن عباس، عن النبيﷺقال:"الحجر الأسود ياقوتة بيضاء من ياقوت الجنة، وإنما سودته خطايا المشركين، يبعث يوم القيامة مثل أحد يشهد لمن استلمه وقبله من أهل الدنيا"[2]

تبصرہ: علامہ عثمانیؒ نے فتح الملہم میں مسند احمد اور صحیح ابن خزیمہ کے حوالے سے جو احادیث نقل کی ہیں ۔اصل مصادر میں دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ علامہ عثمانیؒ نے مسند احمد اور صحیح ابن خزیمہ کی جن احادیث کا حوالہ پیش کیا ہے وہ اصل مصادر میں الفاظ کی کچھ تبدیلی کے ساتھ موجود ہیں۔ مثلاً مسند احمد کی حدیث میں یاقوته، المشرکین کے الفاظ موجود نہیں ہے جبکہ علامہ عثمانیؒ نے اس کا ذکر کیا ہے۔اسی طرح صحیح ابن خزیمہ میں بھی یاقوت الجنة کے الفاظ موجود ہیں جبکہ فتح الملہم کی نقل کردہ عبارت میں موجود نہیں ہے۔الغرض علامہ عثمانیؒ کی نقل کردہ حدیث اصل ماخذ کی احادیث سے تو مماثلت نہیں رکھتی البتہ معنی میں یہ دونوں عبارتیں ہم معنی ہی ہیں۔ گویا کہ آپؒ نے یہاں بھی روایت بالمعنی کو بھی ملحوظ رکھا ہے۔

[1] احمد بن حنبل، مسند احمد (بیروت: موسسۃ الرسالۃ، 1999)، 5/472۔

[2] محمد بن اسحاق ابن خزیمہ، صحیح ابن خزیمہ (بیروت: المکتب الاسلامی، 2003ء)، 2/1293۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مبحث خامس: منۃ المنعم کے مصادر و مراجع کا اصل ماخذ سے تقابل

اس مبحث میں مولانا مبارکپوریؒ نے دوران شرح جن مصادر و مراجع سے استفادہ کیا ہے ان میں سے چند مصادر کا اصل ماخذ سے تقابل پیش کیا جائے گا تا کہ اندازہ ہو سکے کہ شارح نے روایت باللفظ کا اہتمام کیا ہے یا روایت بالمعنی کو ملحوظ رکھا ہے۔ مقالہ نگار نے تقابل کا منہج کچھ اس طرح اپنایا ہے کہ پہلے مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ کی منۃ المنعم میں نقل کردہ عبارت کو پیش کیا جائے گا پھر اصل مصدر کی عبارت کو پیش کیا جائے گا آخر میں مقالہ نگار نے ان دونوں عبارتوں پر تبصرہ پیش کیا ہے۔

1۔ النھایۃ فی غریب الاثر از امام الجزریؒ

مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے کتاب الصلوۃ میں حدیث کی شرح کرتے ہوئے النھایۃ فی غریب الاثر سے عبارت کو نقل کیا جو درج ذیل ہے:

منۃ المنعم شرح صحیح لمسلمؒ میں موجود عبارت:

"وقال الجزری :معناه عظمه فی الدنیا بإعلاء ذکر ه واظہار دعوته وابقاء شریعته وفی الآخرة بتشفیعه اجره ومثوبته"[1]

النھایۃ فی غریب الاثر (اصل مصدر) میں عبارت:

"فمعناه : عظمه في الدنيا بإعلاء ذكره وإظهار دعوته وإبقاء شريعته وفي الآخرة بتشفيعه في أمته وتضعيف أجره ومثوبته"[2]

تبصرہ: منۃ المنعم میں صاحب شرح نے النھایۃ کی اس عبارت کو (اللهم صل على محمد) کی تشریح کرتے ہوئے نقل کیا ہے۔ اصل مصدر سے تقابل کے بعد صل مصدر میں بعینہ اسی طرح عبارت کے الفاظ موجود ہیں جو کہ (اللهم صل على محمد) کی تشریح میں ہی کیے گئے ہیں۔ گویا کہ یہ الفاظ اصل متن کے ہی استعمال کیے گئے ہیں۔

2۔ معرفۃ السنن والآثار از امام بیہقیؒ

مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے کتاب تقصیر الصلوۃ میں حدیث کی شرح کرتے ہوئے معرفۃ السنن والآثار سے عبارت کو نقل کیا جو درج ذیل ہے:

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/271۔

[2] مبارک بن محمد ابن اثیر، النھایۃ فی غریب الاثر (بیروت: المکتبۃ العلمیۃ، 1979ء)، 3/95۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

منۃ المنعم شرح صحیح لمسلمؒ میں موجود عبارت:

" اخرج البیھقی من طریق ھشام بن عروۃ عن ابیہ انھا کانت تصلی فی السفر اربعا ،فقلت لھا لو صلیت رکعتین فقالت یا ابن اختی انہ لا یشق علی اسنادہ صحیح"[1]

النھایۃ فی غریب الاثر (اصل مصدر) میں عبارت:

" قد روى هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة " أنها كانت تصلي في السفر أربعا.

قال: فقلت لها: لو صليت ركعتين. فقالت: يا ابن أختي إنه لا يشق علي "[2]

تبصرہ: منۃ المنعم میں مولانا موصوفؒ نے منۃ المنعم میں مندرجہ بالا حدیث کو اس دلیل کے طور پر لائے کہ قصر میں رخصت ہے اور جس پر مشقت نہ ہو اس کے لیے پوری نماز افضل ہے۔ مقالہ نگار نے جب اس حدیث کو اصل مصدر سے تقابل کیا تو اسی طرح کے الفاظ معرفۃ السنن والآثار میں موجود ہیں معلوم ہوا کہ یہاں بھی روایت باللفظ ہی کا اہتمام کیا گیا ہے۔

3۔ زاد المعاد فی ھدی خیر العباد از ابن قیمؒ:

مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے کتاب البیوع میں حدیث کی شرح کرتے ہوئے زاد المعاد فی ھدی خیر العباد سے عبارت کو نقل کیا جو درج ذیل ہے:

منۃ المنعم شرح صحیح لمسلمؒ میں موجود عبارت:

" قال ابن قیم فی ھدی :وینبغی ان یعلم ان باب الانتفاع اوسع من باب البیع فلیس کل ما حرم بیعہ حرم الانتفاع بہ بل لا تلازم بینھما ،فلا یوخذ تحریم الانتفاع من تحریم البیع "[3]

زاد المعاد فی ھدی خیر العباد (اصل مصدر) میں عبارت:

" وينبغي أن يعلم أن باب الانتفاع أوسع من باب البيع، فليس كل ما حرم بيعه حرم الانتفاع به، بل لا تلازم بينهما، فلا يؤخذ تحريم الانتفاع من تحريم البيع. "[4]

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 1/435۔

[2] احمد بن حسین بن علی البیہقی، معرفۃ السنن والآثار (کراچی: جامعۃ الدراست الاسلامیۃ، 1991ء)، 4/261۔

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/337۔

[4] محمد بن ابی بکر ابن قیم الجوزی، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد (الکویت: مکتبۃ المنار، 1994ء)، 5/753۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

تبصرہ: منۃ المنعم میں مولانا موصوفؒ نے مندرجہ بالا عبارت کو حدیث کی شرح میں نقل کیا۔ جب اس عبارت کا اصل مصدر سے تقابل کیا گیا تو بالکل اسی طرح کے الفاظ زاد المعاد فی ھدی خیر العباد میں موجود ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہاں بھی روایت باللفظ ہی کا اہتمام کیا گیا ہے۔

4۔ سنن از ابو داود سلیمان بن اشعثؒ

مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے کتاب القسامۃ والمحاربین میں حدیث کی شرح کرتے ہوئے سنن ابی داود سے عبارت کو نقل کیا جو درج ذیل ہے:

منۃ المنعم شرح صحیح لمسلمؒ میں موجود عبارت:

" قتل رجل فی عهد رسول الله ﷺفرفع ذالک الی النبی ﷺ فدفعه الی ولی المقتول فقال القاتل یا رسول الله والله ما اردت قتله فقال النبیﷺ للولیی اما ان کان صادقا ثم قتلته دخلت النار **فخلاه الرجل** وکان مکتو فا بنسعة "[1]

سنن ابی داود (اصل مصدر) میں عبارت:

"فرفع ذلك إلى النبى -صلى الله عليه وسلم- فدفعه إلى ولى المقتول فقال القاتل يا رسول الله والله ما أردت قتله. قال فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- للولى أما إنه إن كان صادقا ثم قتلته دخلت النار . قال **فخلى سبيله**. قال وكان مكتوفا بنسعة ".[2]

تبصرہ: مولانا موصوفؒ نے منۃ المنعم میں دوران شرح ابو داود کی مندرجہ بالا حدیث کو نقل کیا۔ جب مقالہ نگار نے اس حدیث کو سنن ابو داود (اصل مصدر) سے تقابل کیا گیا تو مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے (فخلاہ الرجل) کے الفاظ کے ساتھ تذکرہ کیا ہے جبکہ اصل مصدر میں (فخلی سبیلہ) کے الفاظ ہیں۔ معمولی فرق کے ساتھ باقی روایت بعینہ نقل کی ہے۔

5۔ تفسیر المنار از الشیخ رشید رضاؒ

مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے کتاب الجھاد میں حدیث کے الفاظ (الا ان القوۃ الرمي) کی شرح کرتے ہوئے تفسیر المنار

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/132۔

[2] سلیمان بن اشعث السجستانی، سنن ابی داود (بیروت: دار الکتاب العربی، س ن)، 4/288۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے عبارت کو نقل کیا جو درج ذیل ہے:

منۃ المنعم شرح صحیح لمسلمؒ میں موجود عبارت:

" إطلاق الرمي في الحديث يشمل كل ما يرمى به العدو من سهم أو قذيفة منجنيق أو طيارة أو بندقية أو مدفع **أو صاروخ** وغير ذلك، وإن لم يكن كل هذا معروفا في عصره - صلى الله عليه وسلم - فاللفظ يشمله، والمراد منه يقتضيه، ولو كان قيده بالسهام المعروفة في ذلك العصر، فكيف وهو لم يقيده، وما يدرينا لعل الله تعالى أجراه على لسان رسوله مطلقا ليدل على العموم لأمته في كل عصر بحسب ما يرمى به فيه."[1]

تفسیر المنار (اصل مصدر) میں عبارت:

"وإطلاق الرمي في الحديث يشمل كل ما يرمى به العدو من سهم أوقذيفة منجنيق أو طيارة أو بندقية أو مدفع وغير ذلك ، وإن لم يكن كل هذا معروفا في عصره . صلى الله عليه وسلم . فإن اللفظ يشمله والمراد منه يقتضيه ، ولو كان قيده بالسهام المعروفة في ذلك العصر فكيف وهو لم يقيده ، وما يدرينا لعل الله تعالى أجراه على لسان رسوله مطلقا ، ليدل على العموم لأمته في كل عصر بحسب ما يرمى به فيه".[2]

تبصرہ: مولانا موصوفؒ نے منۃ المنعم میں دوران شرح تفسیر المنار کی مندرجہ بالا عبارت کو نقل کیا کہ رمی کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جو دشمن کی طرف پھینکی جائے جیسے تیر، منجنیق، طیارہ، یا دور سے پھینکنے والی چیز وغیرہ۔ جب اس عبارت کا (اصل مصدر) سے تقابل کیا گیا تو مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے (او صاروخ) کے الفاظ کا اضافہ کے ساتھ تذکرہ کیا ہے جبکہ اصل مصدر میں (او صاروخ) کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ معمولی فرق کے ساتھ باقی عبارت بعینہ نقل کی ہے۔

6۔ فتح البیان از نواب صدیق حسن خانؒ:

مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے منۃ المنعم میں کتاب بیان الاھوا ء وذمھا کی حدیث میں موجود قرآن کے الفاظ (اخر متشبھت) کی شرح کرتے ہوئے فتح البیان سے عبارت کو نقل کیا جو درج ذیل ہے:

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 3/296۔

[2] رشید بن علی رضا، تفسیر المنار (القاھرہ: الھیئۃ المصریۃ، 1990ء)، 10/53۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

منۃ المنعم شرح صحیح لمسلمؒ میں موجود عبارت:

" والأولى أن يقال إن المحكم هو الواضح المعنى الظاهر الدلالة إما باعتبار نفسه أو باعتبار غيره، والمتشابه ما لا يتضح معناه أو لا يظهر دلالته لا باعتبار نفسه ولا باعتبار غيره.."[1]

فتح البیان (اصل مصدر) میں عبارت:

" والأولى أن يقال إن المحكم هو الواضح المعنى الظاهر الدلالة إما باعتبار نفسه أو باعتبار غيره، والمتشابه ما لا يتضح معناه أو لا يظهر دلالته لا باعتبار نفسه ولا باعتبار غيره ".[2]

تبصرہ: مولانا موصوفؒ نے حدیث میں موجود (اخر متشبہت) کی شرح فتح البیان کی عبارت سے کی کہ محکم ظاہری معنی کے لحاظ سے واضح ہوتا ہے اور وہ اپنے اور غیر کے اعتبار کے ساتھ دلالت کرتا ہے جبکہ متشبہات معنی سے واضح نہیں ہوتا اور نہ ہی اپنے اور غیر کے اعتبار پر دلالت کرتا ہے۔ جب اس عبارت کا اصل مصدر: فتح البیان سے موازنہ کیا تو یہی عبارت بعینہ موجود ہے۔

7۔ مسند از امام احمد بن حنبلؒ اور 8۔ سنن از محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ

مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے کتاب التفسیر میں حدیث کی شرح کرتے ہوئے مسند احمد اور جامع ترمذی سے عبارت کو نقل کیا جو درج ذیل ہے:

منۃ المنعم شرح صحیح لمسلمؒ میں موجود عبارت:

"فروى أحمد والترمذي عن ابن عباس قال: مر رجل من بني سليم بنفر من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ، **يرعى غنما له**، فسلم عليهم، فقالوا: **لا يسلم علينا** إلا ليتعوذ منا، فعمدوا إليه فقتلوه، **و أتوا بغنمه** النبي - صلى الله عليه وسلم -، فنزلت هذه الآية ياأيها الذين آمنوا"[3]

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 4/226۔

[2] صدیق حسن خان القنوجی، فتح البیان (بیروت: المکتبۃ العصریہ، 1992ء)، 2/176۔

[3] مبارکپوری، منۃ المنعم، 4/424۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مسند احمد (اصل مصدر) میں عبارت:

(1)"عن عكرمة، عن ابن عباس، قال: " مر رجل من بني سليم بنفر من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، **وهو يسوق غنما له**، فسلم عليهم، فقالوا: **ما سلم** علينا إلا ليتعوذ منا، فعمدوا إليه فقتلوه، وأتوا بغنمه النبي صلى الله عليه وسلم "، فنزلت هذه الآية: يا أيها الذين آمنوا".[1]

(2)"عن ابن عباس، قال: " مر رجل من بني سليم على نفر من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم **وهو يسوق غنما له**، فسلم عليهم، فقالوا: **ما سلم عليكم** إلا ليتعوذ منكم، فعمدوا إليه فقتلوه، **وأخذوا غنمه، فأتوا بها النبي صلى الله عليه وسلم**، فأنزل الله عز وجل: يا أيها الذين آمنوا"[2]

سنن ترمذی (اصل مصدر) میں عبارت:

"عن ابن عباس، قال: " مر رجل من بني سليم على نفر من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم **ومعه غنم له**، فسلم عليهم قالوا: **ما سلم** عليكم إلا ليتعوذ منكم **فقاموا** فقتلوه وأخذوا غنمه، فأتوا بها رسول الله صلى الله عليه وسلم. فأنزل الله تعالى: يا أيها الذين آمنوا "[3]

تبصرہ: مولانا موصوفؒ نے منۃ المنعم میں دوران تشریح مسند احمد اور سنن ترمذی کی مندرجہ بالا حدیث کو الجامع الصحیح لمسلمؒ کی حدیث میں موجود واقعہ کی شرح میں ذکر کیا جب مقالہ نگار نے اس حدیث کو مسند احمد (اصل مصدر) سے تقابل کیا گیا تو وہاں **یرعی غنما له** کی بجائے **وهو يسوق غنما له** کے الفاظ موجود ہیں اور **لا يسلم علينا** کی جگہ **ما سلم علينا** کے الفاظ موجود ہیں۔ اسی طرح مسند احمد کی دوسری حدیث میں بھی **وهو يسوق غنما له** اور **ما سلم عليكم** کے الفاظ موجود ہیں۔ اسی طرح جب منۃ المنعم میں موجود حدیث کا سنن ترمذی (اصل مصدر) سے موازنہ کیا گیا تو وہاں بھی **یرعی غنما له** کی بجائے **ومعه غنم له** کے الفاظ موجود ہیں اور **لا يسلم علينا** کی جگہ **ما سلم علينا** کے الفاظ موجود ہیں۔ تقابل سے

---

[1] امام احمد بن حنبل، مسند احمد (بیروت: موسسۃ الرسالۃ، 2001ء)، 3/467۔

[2] ایضاً، 4/271۔

[3] محمد بن عیسی ترمذی، سنن ترمذی (بیروت: دار الغرب الاسلامی، 1998ء)، 5/240۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

معلوم ہوا کہ معمولی فرق کے ساتھ باقی روایت صاحب شرح نے نقل کی ہے۔ تو گویا یہاں روایت بالمعنی کا اہتمام کیا۔

9۔ المغنی از ابن قدامہؒ

مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے منۃ المنعم میں کتاب الحج کی حدیث میں موجود شرح کرتے ہوئے "المغنی" سے عبارت کو نقل کیا جو درج ذیل ہے:

منۃ المنعم شرح صحیح لمسلمؒ میں موجود عبارت:

" قال ابن قدامه في المغنى :أما الحجامة إذا لم يقطع شعرا فمباحة من غير فدية في قول الجمهور لأنه تداو بإخراج دم فأشبه الفصد وبط الجرح وقال مالك : لا يحتجم إلا من ضرورة وكان الحسن يرى في الحجامة دما [1]

المغنی (اصل مصدر) میں عبارت:

" أما الحجامة إذا لم يقطع شعرا فمباحة من غير فدية في قول الجمهور لأنه تداو بإخراج دم فأشبه الفصد وبط الجرح وقال مالك : لا يحتجم إلا من ضرورة وكان الحسن يرى في الحجامة دما [2]

تبصرہ: مولانا موصوفؒ نے حدیث کی شرح میں المغنی کی عبارت کو نقل کیا کہ جمہور کے مطابق حجامہ بغیر فدیہ کے جائز ہے جب تک بال نہ کاٹے۔۔۔ جبکہ اصل مصدر: المغنی میں بھی بالکل انہیں الفاظ کے ساتھ یہ عبارت موجود ہے۔

10۔ السیرۃ النبویۃ از ابن ہشامؒ

مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ نے منۃ المنعم میں ایک جگہ حدیث کی شرح کرتے ہوئے "السیرۃ النبویۃ" حوالے سے عبارت کو نقل کیا جو درج ذیل ہے:

منۃ المنعم شرح صحیح لمسلمؒ میں موجود عبارت:

"وذلك أن قريشا ومن ولدت قريش كانوا يسمون أنفسهم الحمس، وشرعوا لغيرهم من أهل الحل أن لا يطوفوا بالبيت إذا قدموا أول طوافهم إلا في ثياب الحمس، وكانت الحمس يحتسبون على الناس، يعطي الرجل الرجل الثياب

---

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 2/236۔

[2] ابن قدامۃ، المغنی (بیروت: دارالفکر، 1405ھ)، 3/283۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

يطوف فيها، وتعطي المرأة المرأة الثياب تطوف فيها، فإن لم يجدوا شيئا فكان الرجال يطوفون عراة۔۔۔"[1]

السیرۃ النبویۃ (اصل مصدر) میں عبارت:

" ما زادته قريش في الحمس قال ابن اسحاق ثم ابتدعوا في ذلك أمورا لم تكن لهم حتى قالوا لا ينبغي للحمس ان يأتقطوا الأقط ولا يسئلوا السمن وهم حرم ولا يدخلوا بيت من شعر ولا يستظلوا إن استظلوا إلا في بيوت الأدم ما كانوا حرما ثم رفعوا في ذلك فقالوا لا ينبغي لأهل الحل أن يأكلوا من طعام جاءوا به معهم من الحل الى الحرم إذا جاءوا حجاجا أو عمارا ولا يطوفون بالبيت إذا قدموا أول طوافهم إلا في ثياب الحمس فإن لم يجدوا منها شيئا طافوا بالبيت عراة اللقى عند الحمس فإن تكرم منهم متكرم من رجل أو امرأة ولم يجدوا ثياب ۔۔[2]

تبصرہ: مولانا موصوفؒ نے منۃ المنعم میں حدیث کی شرح کے دوران السیرۃ النبویۃ کا حوالہ دیا جب السیرۃ النبویۃ (اصل مصدر) کی عبارت کے ساتھ تقابل کیا تو عبارت میں مماثلت نہیں پائی گئی۔ یعنی اصل مصدر سے عبارت کو نقل نہیں کیا بلکہ وہاں سے مفہوم مراد لیے ہیں تو معلوم ہوا کہ مولاناؒ نے روایت بالمعنی کا اہتمام کیا ہے۔

[1] مبارکپوری، منۃ المنعم، 4/425۔

[2] عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ (بیروت: دار الجیل، 1411ھ)، 2/24۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

خلاصہ بحث

toobaa-elibrary.blogspot.com

خلاصہ بحث

امام مسلمؒ کی صحیح اپنی جداگانہ حیثیت کی بناپر ہمیشہ ہی علمی حلقوں میں مقبول رہی ہے صحیح مسلم کی انفرادی خصوصیات کی وجہ سے عربی اور اردو زبانوں میں علماء نے اس کی متعدد شروحات تحریر کی ہیں، ان میں علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ کی شروح کا نام بھی ہے جس کو مقالہ نگار نے اپنے مقالہ میں تحقیق کی غرض سے منتخب کیا تھا۔ مقالہ ہذا چار ابواب پر مشتمل ہے جس کا خلاصہ انتہائی جامعیت کے ساتھ درج ذیل ہے۔

باب اول: علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور انکی شرح فتح الملہم، مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ اور انکی شرح منۃ المنعم کا تعارفی جائزہ

یہ باب تین فصول پر محیط ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

فصل اول: اس فصل کو دو مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے مبحث اول میں علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے حالات نام ونسب علمی مقام و مرتبہ، درس و تدریس، اساتذہ و تلامذہ اور آپ کی دیگر تصانیف کا مختصر تعارف بیان کیا گیا ہے علاوہ ازیں علامہ عثمانیؒ کی خدمت حدیث، علم الکلام، علم فقہ اور بطور خطیب مختصر تعارف بھی پیش کیا گیا ہے۔ مبحث ثانی میں شہرہ آفاق شرح فتح الملہم بشرح صحیح مسلم کا تعارفی جائزہ لیا گیا ہے کہ فتح الملہم کی پہلی جلد 1933ء میں اور دوسری 1935 میں طبع ہوئی۔ پہلی دو جلدیں مدینہ پریس بجنور سے طبع ہوئیں اور تیسری مولانا عمادالدین شیر کوٹی کے اہتمام سے تانڈہ پریس جالندھر میں طبع ہوئی۔ ہر جلد پانچ سو سے زیادہ صفحات پر مشتمل تھی۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کو حروف کو پڑھنا مشکل ہو گیا تو مفتی محمد تقی عثمانی نے جدید طبع کا ارداہ کیا اب اس کتاب کی مختلف طباعت بھی ہو چکی ہیں۔ موسوعۃ فتح الملہم کے نام سے بیروت سے 2006 میں بھی شائع ہوئی جو 12 جلدوں پر مشتمل ہے۔ جس میں چھ جلدیں تکملہ کی ہیں جو مفتی تقی عثمانی نے تالیف کی۔ اور کئی دفعہ مکتبہ دار العلوم کراچی سے بھی طبع ہو چکی ہے ان میں سے فتح الملہم کا ایک نسخہ مکتبہ دارالعلوم کراچی سے 2009 میں شائع ہوئی جو چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ مقالہ نگار نے اس نسخہ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا مقالہ کو مکمل کیا ہے۔

فصل دوم: مولانا صفی الرحمن مبارکپوری کے احوال وآثار اور منۃ المنعم کا تعارف

اس فصل کو دو مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مبحث اول میں مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ کی سوانح حیات، خاندانی پس منظر، تعلیم و تربیت، درس و تدریس، اساتذہ و تلامذہ، تبلیغی و اصلاحی دورے (دورہ پاکستان، امریکہ، برطانیہ، حجاز وغیرہ)، آپ کی تصنیفی و تالیفی خدمات کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔ مبحث دوم میں تقسیم کیا گیا ہے مبحث اول میں مولانامبارکپوریؒ کی شرح "منۃ المنعم" کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے کہ موصوف نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں مدینہ منورہ میں رہتے ہوئے

toobaa-elibrary.blogspot.com

دارالسلام کی فرمائش پر لکھی ہے، اس شرح کا شمار صحیح مسلم کی عربی مشہور ترین شروحات میں ہوتا ہے، مولانا نے اس کتاب کو چار جلدوں میں مکمل کیا ہے۔ جو اہل علم کے لیے ایک نایاب تحفہ ہے۔

فصل سوم: فتح الملہم اور منۃ المنعم کے مصادر و مراجع کا تحقیقی جائزہ

اس فصل کو چار مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مبحث اول میں فتح الملہم کے مصادر کے انداز بیان کو واضح کیا گیا ہے یعنی کبھی کسی کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے صرف نام کا تذکرہ کرتے ہیں تو کبھی صرف مولف کے مختصر نام کو اور کبھی صرف مرجع کا ہی تذکرہ کرتے ہیں۔

مبحث ثانی میں جن مصادر و مراجع سے صاحب فتح الملہم نے استفادہ کیا ہے ان کا نام مع امثلہ مولف کا نام سن وفات، مطبوع اور سن اشاعت حروف تہجی کے اعتبار سے پیش کیا گیا ہے جس سے یہ واضح ہوا کہ علامہ عثمانیؒ نے کن کن مصادر سے اپنی شرح کو تقویت بخشی ہے۔

مبحث ثالث میں منۃ المنعم کے مصادر و مراجع کے انداز بیان کو واضح کیا گیا ہے یعنی صاحب شرح کبھی کسی کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے صرف نام کا تذکرہ کرتے ہیں تو کبھی صرف مولف کے مختصر نام کو اور کبھی صرف مرجع کا ہی تذکرہ کرتے ہیں۔

مبحث رابع میں جن مصادر و مراجع سے صاحب منۃ المنعم نے استفادہ کیا ہے ان کا نام مع امثلہ مولف کا نام سن وفات، مطبوع اور سن اشاعت حروف تہجی کے اعتبار سے پیش کیا گیا ہے جس سے یہ واضح ہوا کہ مولانا مبارکپوریؒ نے کن کن مصادر سے استفادہ کیا ہے۔

باب دوم: فتح الملہم کے اسلوب و منہج کا تعارفی جائزہ

یہ باب تین فصول پر محیط ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

فصل اول: اسناد کے بارے میں صاحب فتح الملہم کا منہج

اس فصل میں سند میں موجود رواۃ کی کے بارے میں صاحب فتح الملہم کے منہج کو واضح کیا گیا ہے۔ علامہ عثمانیؒ نے رواۃ کے بارے میں بھی تفصیلی انداز میں تعارف پیش کیا جیسے کبھی رواۃ کا تعارف نام سے کرواتے ہیں تو کبھی راوۃ کے تعارف میں کنیت ،القابات اور مشہور واقعات کو بیان کرتے ہیں یہی نہیں بلکہ ہم نام رواۃ کی توضیح بھی فرماتے ہیں اور صحیح مسلم میں جن رواۃ کا نام القابات سے آیا ہے ان کے نام کی بھی توضیح فرماتے ہیں اسی طرح قبیلہ ، سن وفات کے حوالے سے وضاحت پیش کرتے ہیں، اور رجال سند پر جرح و تعدیل بھی کرتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فصل دوم: متن کے بارے میں صاحب فتح الملہم کا عمومی اسلوب و منہج

اس فصل میں فتح الملہم کے اسلوب و منہج کو بیان کیا گیا ہے یعنی علامہ عثمانیؒ نے دوران شرح متنِ حدیث کی شرح کرتے ہوئے جو اسلوب قائم رکھا اس کی نمایاں کیا گیا ہے جیسے دوران شرح موصوفؒ نے آیات قرآنیہ اور احادیث سے استشہاد کا منہج اپنایا ہے، عربی اشعار سے استدلال تو جابجا کیا ہے مگر کہیں کہیں فارسی اشعار سے بھی استدلال کرتے ہیں، الفاظ کی لغوی و تشریعی توضیح اور غریب الفاظ کی توضیح بڑے خوبصورت انداز میں کی ہے اور اس میں مصادر بیان کرنے کا بھی التزام بھی کیا ہے اور ساتھ ہی الفاظ کی صرفی و نحوی توضیح بھی کی ہے کیونکہ نحو و صرف کے بغیر عربی کا جاننا نہایت ہی مشکل ہے۔ اصطلاحات علوم الحدیث اور ضعیف احادیث کی نشاندہی بھی کرتے ہیں سب سے اہم یہ کہ علامہ عثمانیؒ نے تعارض احادیث کی نشاندہی کے ساتھ ان کے حل کے لیے مختلف طریق استعمال کیے ہیں جیسے تطبیق وغیرہ، تطبیق کو سامنے رکھ کر رفع تعارض کرنا ایک مستقل آزمائش کا مرحلہ ہے اس آزمائش میں وہی کامیاب ہو سکتا ہے جو مکمل ذخیرہ احادیث میں گہری و عمیق نظر رکھتا ہو اور دقیق اور نازک پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے احادیث میں تطبیق کر سکے صاحب فتح الملہم نے اپنی شرح کے دوران متن حدیث میں جو متعارض احادیث ہیں ان میں بھی تطبیق کی۔ علامہ وفقہاء کے اقوال کو سامنے رکھتے ہوئے شرح کی۔ علاوہ ازیں علامہ عثمانیؒ نے دوران شرح ایک مسئلہ کے لیے اور کبھی ابواب الحدیث سے قبل متعلقہ احادیث کے حوالے سے تفصیل سے بیان کیا جو اس شرح کو دیگر شروحات سے ممتاز کرتی ہے۔

فصل سوم: متن کے بارے میں صاحب فتح الملہم کا انفرادی اسلوب و منہج

اس فصل میں ان انفرادی اسالیب کو واضح کیا گیا ہے جن سے فتح الملہم، منۃ المنعم سے نمایاں نظر آتی ہے۔ صاحب فتح الملہم کے انفرادی اسالیب میں تمہیدی مباحث کا اسلوب، دوران شرح بعنوان فائدہ کا اسلوب، بعنوان تنبیہ، بعنوان تکملہ یا تکمیل، راجح قول کی نشاندہی، اپنی رائے کا اظہار اور مذہبی رجحان کا فروغ نظر آتا ہے۔

باب سوم: منۃ المنعم کے اسلوب و منہج کا تعارفی جائزہ

یہ باب تین فصول پر محیط ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

فصل اول: اسناد کے بارے میں صاحب منۃ المنعم کا منہج

اس فصل میں سند میں موجود رواۃ کے بارے میں صاحب منۃ المنعم کے منہج کو واضح کیا گیا ہے۔ مولانا مبارکپوریؒ نے رواۃ کے بارے میں تعارف پیش کیا ہے لیکن اس جگہ پر جہاں کسی راوی کے بارے میں جاننا زیادہ ضروری ہو جیسے کبھی رواۃ کا تعارف

toobaa-elibrary.blogspot.com

نام سے کرواتے ہیں تو کبھی راوۃ کے تعارف میں کنیت، القابات اور مشہور واقعات کو بیان کرتے ہیں اور قبیلہ، سن وفات وغیرہ کے حوالے سے بیان کرنا۔

فصل دوم: متن کے بارے میں صاحب منۃ المنعم کا عمومی اسلوب و منہج

اس فصل میں منۃ المنعم کے اسلوب و منہج کو بیان کیا گیا ہے یعنی مولانا مبارکپوریؒ نے دوران شرح متنِ حدیث کی وضاحت کے لیے جس اسلوب و منہج سے شرح کی ہے ان میں سے چند اہم یہ ہیں: دوران شرح آیات قرآنیہ اور احادیث سے استدلال کیا ہے اشعار سے بھی توضیح کی اکثر مقامات پر الفاظ کی صرفی و نحوی توضیح کے ساتھ الفاظ غریبہ کی توضیح کا منہج بھی اپنایا ہے اصطلاحات علوم الحدیث کا تذکرہ اور ضعیف احادیث کی نشاندہی اور متعارض احادیث کی جمع و تطبیق سے توضیح بھی کی ہے۔

فصل سوم: متن کے بارے میں صاحب منۃ المنعم کا انفرادی اسلوب و منہج

اس فصل میں ان انفرادی اسالیب کو واضح کیا گیا ہے جن سے منۃ المنعم، فتح الملہم سے نمایاں نظر آتی ہے، ان اسالیب میں اجمال واختصار، احادیث کا بکثرت استعمال، راجح قول کی نشاندہی اور اجتہادی رجحان کا فروغ وغیرہ شامل ہیں۔ بالخصوص دوران شرح اگر صحیح مسلم کے متن میں موجود اگر کسی غزوہ یا سریہ، اماکن اور ایام وغیرہ یا جس سے آپ ﷺ کی نسبت نظر آتی ہو تو اس کی تفصیلی انداز میں گفتگو کی کیونکہ مولانا مبارکپوریؒ کی سیرت نبوی ﷺ پر بڑی عمیق نظر تھی، الغرض آپ کی اس شرح میں اختصار و جامعیت کا عنصر نظر آتا ہے۔

باب چہارم: فتح الملہم اور منۃ المنعم کے مناہج کا تقابلی مطالعہ

اس باب کو تین فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے فصل اول میں مذکورہ دونوں شروحات کے مشترکہ پہلوؤں کو درج کیا گیا ہے یہ وہ مشترکہ پہلو ہیں جو فتح الملہم اور منۃ المنعم کے مناہج و اسلوب سے سامنے آئے ہیں، ان کا تقابل کرتے ہوئے مشترکہ پہلوؤں کو یکجا کیا گیا ہے جس سے واضح ہو گیا ہے کہ فتح الملہم اور منۃ المنعم دونوں شروح میں چند نکات کی مناسبت ہے جیسے قرآنی آیات سے استدلال کرنے میں دونوں شروحات یکساں منہج رکھتی ہیں اسی طرح احادیث سے استدلال کرنے میں، صرف عربی اشعار سے استدلال میں، غریب الفاظ کی شرح کرنے میں، اصطلاحات علوم الحدیث کے بیان میں، راجح قول کی نشاندہی میں، اسرار و حکمت بیان کرنے میں، گرائمر کی رو سے توضیح میں، رواۃ کے تعارف میں دونوں شارحین کا منہج ایک جیسا ہی رہا ہے۔

فصل دوم کو دو مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے مبحث اول میں فتح الملہم کے وہ اختلافی پہلو کو درج کیے گئے ہیں جو منۃ المنعم میں موجود نہیں ہیں جیسے تفصیل سے شرح کرنا صاحب فتح الملہم کا منہج ہے اسی طرح شرح احادیث کو مختلف ابحاث میں تقسیم

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرتے ہیں اور حدیث کی کتب کو بھی حوالہ کے طور پر ذکر کرتے ہیں البتہ فقہاء اور دیگر کتب سے بکثرت نقل کرتے ہیں اور چونکہ فتح الملہم کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوئی کہ آپؒ حنفی مسلک سے تو تعلق رکھتے ہیں مگر آپ کی شرح میں تعصب کی لہر نظر نہیں آتی جو بات بھی کرتے ہیں دلائل و براہین کی روشنی میں کرتے ہیں اور اسی مناسبت سے آپ کی شرح میں تقلیدی اور مسلکی رجحان کا فروغ پایا جاتا ہے۔

جبکہ مبحث ثانی میں منۃ المنعم کے وہ اختلافی پہلو کو درج کیے گئے ہیں جو فتح الملہم میں موجود نہیں ہیں جیسے منۃ المنعم میں اختصار و جامعیت کی جھلک نظر آتی ہے اسی طرح شرح احادیث میں حوالہ بکثرت احادیث سے ہی دیتے ہیں تاہم کبھی کبھی دیگر کتب سے بھی حوالہ دیتے ہیں اور منۃ المنعم میں مسائل کی توضیح کے حوالے سے اجتہادی رجحان کا فروغ پایا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں منۃ المنعم کا خاص پہلو یہ ہے کہ صاحب شرح نے غزوات و سرایا کے حوالے سے تفصیلی بیان درج کیا ہے جو اس کے پڑھنے والے میں اور شوق پیدا کر دیتی ہے۔

فصل سوم: فتح الملہم اور منۃ المنعم کے مناہج (مشترکہ اور اختلافی / انفرادی پہلو)، مصادر و مراجع، کا تقابلی جائزہ

اس فصل کو پانچ مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے:

مبحث اول میں دونوں شروحات کے مشترکہ نکات کا تقابلی جائزہ لیا گیا ہے جبکہ مبحث ثانی میں دونوں شروحات کے انفرادی نکات کا تقابلی جائزہ لیا گیا ہے۔ اسی طرح مبحث ثالث میں فتح الملہم اور منۃ المنعم کے مصادر و مراجع کو تحقیقی انداز میں پیش کیا گیا ہے اور کتب کے لحاظ سے تقسیم کیا گیا ہے، مبحث رابع میں فتح الملہم کے مصادر و مراجع کو اصل مصادر و مراجع سے تقابل کیا جس سے معلوم ہوا کہ علامہ عثمانیؒ نے زیادہ تر روایت بالمعنی کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ اسی طرح مبحث خامس میں منۃ المنعم کے مصادر و مراجع کو اصل مصادر و مراجع سے تقابل کیا جس سے معلوم ہوا کہ مولانا مبارکپوریؒ نے زیادہ تر روایت باللفظ کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

نتائج

- فتح الملہم صحیح مسلم کی تفصیلی شروحات میں جبکہ منۃ المنعم صحیح مسلم کی مختصر شروحات میں شمار ہوتا ہے۔جو کہ قاری کے لیے وسعت مطالعہ پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے۔
- علامہ عثمانیؒ نے حدیث الباب کی شرح سے قبل احادیث سے متعلقہ مسائل پر سیر حاصل گفتگو کی ہے جیسے کتاب الایمان کی شرح سے قبل ایمان کے تمام ابحاث اور دیگر مسالک میں اختلاف کو واضح کیا ہے جبکہ مولانا مبارکپوریؒ نے علامہ عثمانیؒ کی نسبت بہت کم ایسی بحثیں کیں ہیں۔اس سے قاری کو حدیث سے جڑے تمام مسائل کو سمجھنے میں آسانی پیدا ہوتی ہے۔
- علامہ عثمانیؒ نے فتح الملہم میں الفاظ کی لغوی و تشریعی اور نحوی و صرفی توضیح کا منہج کثرت سے اپنایا ہے جبکہ مولانا مبارکپوریؒ نے منۃ المنعم میں کسی کسی جگہ الفاظ کی وضاحت گرائمر کی روسے کی ہے۔ اس سے الفاظ کی تمام لغوی مباحث، گرائمر میں مہارت اور ڈکشنریوں کے استعمال کا ملکہ پیدا کرنے کا سلیقہ ملتا ہے۔
- شروحات میں چند نکات (آیات قرآنیہ، عربی اشعار اصطلاحات علوم الحدیث وغیرہ) میں مشترکہ اسلوب دیکھنے کو ملتا ہے جو دونوں شارحین نے اپنی اپنی شروح میں اپنایا ہے جس سے اسلاف کے اسلوب شرح کو سمجھنے اور اپنانے کا شعور ملتا ہے۔
- علامہ عثمانیؒ نے احادیث کی شرح کو متعلقہ مسائل کی مناسبت سے ابحاث میں تقسیم کیا ہے جبکہ مولانا مبارکپوریؒ کی شرح میں یہ اسلوب کم دکھائی دیتا ہے علامہ عثمانیؒ کے اس منہج سے قاری کو مسائل سے آگاہی میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔اور مولانا مبارکپوری کے منہج سے طلبہ میں تحقیق کی جستجو پیدا ہو جاتی ہے۔
- علامہ عثمانیؒ نے اکثر و بیشتر علماء کے اقوال و آراء سے استدلال کیا ہے تاہم حدیث و کتب حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں مگر بہت کم، اس سے اس کے برعکس مولانا مبارکپوریؒ علماء کے اقوال و آراء کی بجائے احادیث سے بکثرت استدلال کرتے ہیں تاہم یہ بھی علماء کے اقوال سے استدلال تو کرتے ہیں مگر بہت کم کرتے ہیں۔
- علامہ عثمانی کی شرح کے مطالعہ سے تقلیدی و مسلکی رجحان کا عنصر دکھائی دیتا ہے جبکہ مولانا مبارکپوریؒ کی شرح کے مطالعہ سے اجتہادی رجحان کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

سفارشات

مقالہ ہذا تحریر درج ذیل سفارشات و تجاویز پیش کی جاتی ہیں۔

- برصغیر میں حدیث کی شروحات اور اس کی تفہیم کی روایت انتہائی عظیم الشان رہی ہے، اس ضمن میں سفارش ہے کہ جس طرح مقالہ ہذا میں برصغیر کے دو اہم شارحین حدیث کے مناہج کا علمی و تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے، اسی طرز پر دیگر محدثین کی بھی خدماتِ حدیث کا علمی جائزہ لیا جائے۔ علی السبیل المثال مولانا عبداللہ محدث روپڑی، مولانا نذیر احمد دہلوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا خلیل احمد سہارنپوری، مولانا اشرف علی تھانوی، و دیگر مشاہیر علماءِ حدیث کا ذکر فائدہ سے خالی نہ ہو گا۔
- عرب ممالک میں شارحین برصغیر کی علمی کاوشوں کو متعارف کرانے کے لیے عربی زبان میں مقالات لکھنے کی ضرورت بھی ہے۔
- منۃ المنعم کے حوالہ سے دیگر پہلوؤں مثلاً اعتقادی، عائلی، معاشرتی، اخلاقی اور خاص طور پر سیرت کے حوالے سے ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح کی گنجائش ہے۔
- عربی شروحات کے اردو تراجم کیے جائے تاکہ اردو طبقہ دان جو اس سے غفلت کا شکار رہتے ہیں ان کو فائدہ ہو سکے۔
- حدیث کے موضوع پر سرکاری سطح پر سیمینارز منعقد کروانے چاہیئے تاکہ آگاہی احادیث کی مہم چلائی جاسکے۔
- شروحات کو لوگوں میں متعارف کروایا جائے تاکہ اس کے قیمتی اور مجتہدانہ رائے اور اہم علمی نکات سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

فہرست آیات

نمبر شمار	سورۃ	سورۃ نمبر	آیات	صفحہ نمبر
.1	سورۃ البقرۃ	2	وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ	233
.2	سورۃ البقرۃ	2	وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ	179
.3	سورۃ البقرۃ	2	لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا	180
.4	سورۃ البقرۃ	2	اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ	106
.5	سورۃ التوبہ	9	مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ	119
.6	سورۃ مریم	19	وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا	108
.7	سورۃ مریم	19	هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا	234,235
.8	سورۃ النور	24	اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ	232
.9	سورۃ النور	24	اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا	111
.10	سورۃ القصص	28	اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ	118

toobaa-elibrary.blogspot.com

.11	سورة لقمان	31	إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ	178
.12	سورة الشورى	42	وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا	110
.13	سورة الاحقاف	46	إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ	107,108
.14	سورة الحجرات	49	أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ	150
.15	سوة التغابن	64	فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ	107

toobaa-elibrary.blogspot.com

فہرست احادیث

نمبر شمار	احادیث	صفحہ نمبر
.1	ا ذا مات احدكم فلا تحبسوه واسرعوا به الى قبره۔	236,281
.2	اجعلو ا من صلاتكم فى بيوتكم ولا تتخذوها قبورا۔	157
.3	إذ جاء أعرابي فقام يبول في المسجد، فقال أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم: مه مه۔	125
.4	إذا دخل الخلاء وفي حديث هشيم، - أن رسول الله صلى الله عليه وسلم۔	131
.5	اذا سمعتم النداء فقولوا مثل ما يقول۔	110
.6	إذا شك أحدكم في صلاته فلم يدر كم صلى ثلاثا أم أربعا۔	195
.7	إذا طبخت مرقة فاكثر ماءها وتعاهد جيرانک۔	192
.8	اذا قلت لصاحبک انصت يوم الجمعة والام يخطب فقد لغيت۔	141
.9	إذا كبر في الصلاة سكت هنية قبل أن يقرأ فقلت: يا رسول الله۔	187
.10	أسرعوا بالجنازة، فإن تك صالحة فخير۔	235
.11	اشتريت يوم خيبر قلادة باثني عشر دينارا فيها ذهب وخرز۔	210
.12	أقيمت الصلاة ورسول الله صلى الله عليه وسلم نجي لرجل - وفي حديث عبد الوارث: ونبي الله ﷺ يناجي الرجل - فما قام إلى الصلاة حتى نام القوم۔	108
.13	ألا أدلكم على ما يمحو الله به الخطايا، ويرفع به الدرجات؟ قالوا بلى يا رسول الله قال: إسباغ الوضوء على المكاره، وكثرة الخطا إلى المساجد، وانتظار الصلاة بعد الصلاة، فذلكم الرباط۔	120
.14	ألا أريكم وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ ثم توضأ ثلاثا ثلاثا۔	206
.15	أن أبا عمرو بن حفص طلقها البتة وهو غائب، فأرسل إليها وكيله۔	209
.16	إن أحدكم إذا قام يصلي جاءه الشيطان فلبس عليه، حتى لا يدري كم صلى۔	219
.17	أن النبي ﷺ كان في غزوة تبوك، إذا ارتحل قبل زيغ الشمس أخر الظهر إلى أن يجمعها۔	132
.18	ان النبى ﷺ كان ينصرف عن يمينه۔	135
.19	أن النبي ﷺاستوهب وضوءا فقيل له لم نجد ذلك إلا في مسك۔	316

toobaa-elibrary.blogspot.com

.20	ان النبی ﷺقال ما یسرنی ان لی احد ا ذهبا تاتی علی ثالثة وعندی منه دینار الا دینار أُرصده لدین علیّ۔	126
.21	أن النبي صلى الله عليه وسلم دخل الكعبة، وفيها ست سوار۔	193
.22	أن النبي صلى الله عليه وسلم سمع رجلا يقرأ من الليل، فقال: يرحمه الله لقد أذكرني كذا وكذا آية، كنت أسقطتها من سورة كذا وكذا۔	114
.23	أن النبي صلى الله عليه وسلم صلى الظهر خمسا، فلما سلم قيل له: أزيد في الصلاة؟	225
.24	أن النبي صلى الله عليه وسلم طرقه وفاطمة، فقال: ألا تصلون؟۔	144
.25	إن النبي صلى الله عليه وسلم قام يوم الفطر، فصلى. فبدأ بالصلاة قبل الخطبة۔	186
.26	أن النبي صلى الله عليه وسلم: صلى الصلوات يوم الفتح بوضوء واحد، ومسح على خفيه۔	113
.27	إن امرأتي خرجت حاجة، وإني اكتتبت في غزوة كذا وكذا، قال: انطلق فحج مع امرأتك	129
.28	أن رسول الله ﷺ قضى بيمين و شاهد۔	210
.29	أن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال من صلى صلاة لم يقرأ فيها بأم القرآن فهي خداج وهي خداج غير تمام قال قلت يا أبا هريرة إني أحيانا أكون وراء۔	317
.30	أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج عام الفتح في رمضان، فصام حتى بلغ الكديد۔	220
.31	أن رسول الله صلى الله عليه وسلم عامل أهل خيبر بشطر ما يخرج منها من ثمر أو زرع۔	224
.32	أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يبعث معه بالبدن۔	221
.33	أن رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم حنين، بعث جيشا إلى أوطاس، فلقوا عدوا فقاتلوهم فظهروا عليهم، وأصابوا لهم سبايا	211
.34	إن لله ملائكة تنطق على ألسنة بني آدم بما في المرء من الخير و الشر	239
.35	إن لهذه الإبل أوابد كأوابد الوحش، فإذا غلبكم منها شيء فاصنعوا به هكذا	191
.36	أن يعلموا وقت الصلاة بشيء يعرفونه فذكروا أن ينوروا نارا، أو يضربوا ناقوسا فأمر بلال أن يشفع الأذان ويوتر الإقامة۔	108
.37	إنا كنا بشر فجاء الله بخير فنحن فيه، فهل من وراء هذا الخير شر؟۔	194

toobaa-elibrary.blogspot.com

.38	إنه أتى أرضا يقال لها دومين من حمص على رأس ثمانية عشر ميلا۔	185
.39	أنه أهدى لرسول الله صلى الله عليه وسلم حمارا وحشيا وهو بالأبواء أو بودان، فرده عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم۔	203
.40	انه سمع النبى ﷺ قال فيما سقت الانهار والغيم العشور وفيما سقى بالسانية نصف العشر۔	275
.41	أنه قال لما نزلت هذه الآية:يا أيها الذين آمنوا لا ترفعوا أصواتكم فوق صوت النبي إلى آخر الآية۔	149
.42	أيام التشريق أيام أكل وشرب۔	217
.43	أيما مسلم، شهد له أربعة بخير---	238
.44	الإيمان بضع وسبعون شعبة، والحياء شعبة من الإيمان۔	156
.45	بدأ الإسلام غريبا، وسيعود كما بدأ غريبا، فطوبى للغرباء۔	239
.46	بعثت فى نفس الساعة ،فسبقتها كما سبقت هذه هذه، لاصبعيه السبابة و الوسطى۔	183
.47	بينا أنا أصلي مع النبي صلى الله عليه وسلم صلاة الظهر سلم رسول الله صلى الله عليه وسلم من الركعتين۔	282
.48	تعرض الفتن على القلوب كالحصير عودا عودا، فأي قلب أشربها۔	232
.49	الحجر الأسود من الجنة وكان أشد بياضا من الثلج حتى سودته خطايا أهل الشرك۔	318
.50	حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم ما بين لابتي المدينة. قال أبو هريرة: فلو وجدت الظباء۔	194
.51	خر رجل من بعيره، فوقص، فمات، فقال: اغسلوه بماء وسدر، وكفنوه في ثوبيه۔	226
.52	خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في بعض أسفاره حتى إذا كنا بالبيداء۔	213
.53	دخلت المسجد ورسول الله صلى الله عليه وسلم جالس بين ظهراني الناس۔	143
.54	دفع رسول الله صلى الله عليه وسلم من عرفة حتى إذا كان بالشعب نزل۔	152
.55	سألت أنس بن مالك عن قصر الصلاة، فقال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا خرج مسيرة ثلاثة أميال۔	188
.56	سألت أنس بن مالك، وأنا أرى أن عنده منه علما، فقال: إن هلال بن أمية قذف امرأته بشريك ابن سحماء۔	199

toobaa-elibrary.blogspot.com

.57	سألت أنسا كيف أنصرف إذا صليت؟ عن يميني؟ أو عن يساري؟۔	198
.58	سقط النبي صلى الله عليه وسلم عن فرس فجحش شقه الأيمن۔	138
.59	سمع النبي صلى الله عليه وسلم رجلا يقرأ في المسجد، فقال: رحمه الله لقد أذكرني كذا وكذا آية، أسقطتهن من سورة كذا وكذا وزاد عباد بن عبد الله، عن عائشة، تهجد النبي صلى الله عليه وسلم في بيتي، فسمع صوت عباد يصلي في المسجد۔	114
.60	السنة على المعتكف أن لا يعود مريضا ولا يشهد جنازة ولا يمس امرأة ولا يباشرها۔	313
.61	سئل النبي صلى الله عليه وسلم: ما يلبس المحرم؟ قال: لا يلبس المحرم القميص۔	140
.62	سئل عن ركوب الهدي، فقال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: اركبها بالمعروف۔	222
.63	صعد عمر المنبر ،فحمدالله وأثنى على ثم قال ما بال رجال ينكحون هذه المتعة بعد نهى رسول الله ﷺ عنها۔	182
.64	صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة الخوف في بعض أيامه	194
.65	صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل الظهر سجدتين، وبعدها سجدتين،	136
.66	عن أبي محذورة، أن نبي الله ﷺ علمه هذا الأذان: الله أكبر الله أكبر، أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن محمدا رسول الله۔۔۔	117
.67	فانى اخشى ان يتكل الناس عليها فخلهم يعملون قال رسول اللهﷺ فخلهم۔	119
.68	فقدت رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة من الفراش فالتمسته۔	139
.69	فلما كان يوم التروية توجهو الى منى، فاهلوا بالحج يوم التروية۔	151
.70	قال الله عز وجل: إذا هم عبدي بسيئة فلا تكتبوها عليه، فإن عملها فاكتبوها سيئة۔	132
.71	قال: وما ذاك؟ قالوا: صليت كذا وكذا۔	196
.72	قطع سارقا في مجن قيمته ثلاثة دراهم۔	188
.73	قل لي في الإسلام قولا لا أسأل عنه أحدا بعدك - وفي حديث أبي أسامة غيرك - قال: " قل: آمنت بالله، فاستقم۔	107
.74	كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا عجل به السير جمع بين المغرب والعشاء۔	131

toobaa-elibrary.blogspot.com

.75	كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما بارزا للناس، فأتاه رجل، فقال: يا رسول الله، ما الإيمان؟ قال: أن تؤمن بالله، وملائكته، وكتابه، ولقائه، ورسله۔	106
.76	كتب علي بن أبي طالب الصلح بين النبي صلى الله عليه وسلم وبين المشركين يوم الحديبية۔	216
.77	كل عمل ابن آدم يضاعف . الحسنة بعشر أمثالها إلى سبعمائة ضعف إلى ما شاء الله۔	137
.78	كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بذي الحليفة من تهامة، فأصبنا غنما۔	216
.79	كنا نصلي مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الجمعة. فنرجع وما نجد للحيطان فيئا نستظل به۔	189
.80	كان النبی ﷺ اذا دخل الخلاء نزع خاتمه۔	131
.81	كان رسول اللهﷺ يتوضا عند كل صلوة وكان احدنا يكفيه الوضوء مالم يحدث۔	113
.82	لا يجعلن أحدكم للشيطان من نفسه جزءا، لا يرى إلا أن حقا عليه أن لا ينصرف إلا عن يمينه۔	134,197
.83	لا ينبغی لجيفة مسلم ان تبقی بين ظهرانی اهله۔	236,281
.84	لما أتى علي النبي صلى الله عليه وسلم، وقد أعيا بعيري---	204
.85	لما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم واستخلف أبو بكر بعده وكفر من كفر من العرب قال عمر بن الخطاب لأبي بكر كيف تقاتل الناس۔	116
.86	لما كان يوم بدر نظر رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى المشركين وهم ألف۔	212
.87	لما مات ابو طالب اتيت النبی ﷺ فقلت له ان عمک الشيخ الضال قد مات قال: اذهب فواره. قلت إنه مات مشركا. قال: اذهب فواره۔	112
.88	لما ولی عمر خطب ،فقال ان رسول الله ﷺ اذن لنا فی المتعة ثلاثاً۔	182
.89	لينتهين أقوام يرفعون أبصارهم إلى السماء في الصلاة، أو لا ترجع إليهم۔	127
.90	ما أخبرني أحد أنه رأى النبي صلى الله عليه وسلم يصلي الضحى إلا أم هانئ۔	133
.91	ما أغنيت عن عمك فإنه كان يحوطك ويغضب لك قال هو في ضحضاح من نار ولولا أنا لكان في الدرك الأسفل من النار۔	112
.92	ما المسوول عنها باعلم من السائل قال فاخبرنی عن اماراتها قال ان تلد الامة ربتها وان ترى الحفاة العراة العالة رعاء الشاء يتطاولون فی البنيان۔	115

toobaa-elibrary.blogspot.com

.93	ما قرأ رسول الله صلى الله عليه وسلم على الجن وما رآهم، انطلق رسول الله صلى الله عليه وسلم في طائفة من أصحابه۔	214
.94	مامنكم من احد الا وقد كل به قرينه من الجن۔	311
.95	مثل المؤمن الذي يقرأ القرآن مثل الأترجة ريحها طيب۔	190
.96	مر رجل من بني سليم بنفر من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم۔	324,325
.97	مرضت فأتاني رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبو بكر يعوداني ماشيان۔	187
.98	من ادرک رکعة من الصلوة فقد ادرک الصلاة۔	280
.99	من توضا نحو وضوئی هذا ثم قام فركع ركعتين لا يحدث فيهما نفسه غفر له ما تقدم من ذبنه۔	109
.100	من حافظ على أربع ركعات قبل الظهر وأربع بعدها حرمه الله على النار۔	136
.101	نهى عن التزعفر قال قتيبة: قال حماد: يعني للرجال.	227
.102	نهى عن الوصال، قالوا: إنك تواصل قال: إني لست كهيئتكم، إني أطعم وأسقى۔	208
.103	هل لي أجر في بني أبي سلمة؟ أنفق عليهم، ولست بتاركتهم هكذا وهكذا، إنما هم بني، فقال: نعم، لك فيهم أجر ما أنفقت عليهم۔	128
.104	هم الأكثرون أموالا، إلا من قال هكذا وهكذا وهكذا - من بين يديه ومن خلفه وعن يمينه وعن شماله - وقليل ما هم۔	126
.105	ودماء الجاهلية موضوعة، وإن أول دم أضع من دمائنا دم ابن ربيعة بن الحارث، كان مسترضعا في بني سعد فقتلته هذيل، وربا الجاهلية موضوع، وأول ربا أضع ربانا ربا عباس بن عبد المطلب۔	127
.106	وقت رسول الله صلى الله عليه وسلم لأهل المدينة ذا الحليفة، ولأهل الشام۔	215
.107	يا أبا طالب، أترغب عن ملة عبد المطلب؟ فلم يزل رسول الله صلى الله عليه وسلم يعرضها عليه، ويعيد له تلك المقالة حتى قال أبو طالب آخر ما كلمهم: هو على ملة عبد المطلب، وأبى أن يقول: لا إله إلا الله، فقال ﷺ أما والله لأستغفرن لك ما لم أنه عنك۔	112
.108	يسأل عن المهل؟ فقال: سمعت أحسبه رفع إلى النبي صلى الله عليه وسلم۔	200

toobaa-elibrary.blogspot.com

فہرست اعلام

نمبر شمار	نام	صفحہ نمبر
.1	ابراہیمؑ	207
.2	ابن جریج	168,203,250
.3	ابن حزم	71,74,91,116, 132,139,302
.4	ابن خزیمہ	318,319
.5	ابن رجب	63,65
.6	ابن رشدؒ، قاضی	140,302
.7	ابن سمط	185
.8	ابن عربی، صاحب فتوحات	71
.9	ابن قدامہ	326
.10	ابن کثیر، حافظ	64,307
.11	ابن ماجہ	134,182
.12	ابن ہشام	250,326
.13	ابو بکرؓ، صحابی رسول ﷺ	99,116,117,180,181,187,206
.14	ابو حنیفہؒ، امام	140,141,142, 146,154,208,209,210,211,221,224,227,273 274,276,
.15	ابو درداء، صحابی رسول ﷺ	133,249
.16	ابو سعید خدریؓ، صحابی رسول ﷺ	110,196,211
.17	ابو طالب، رسول اللہ ﷺ کے چچا	112,113,118, 155,216
.18	ابو عمرو بن صلاح	70
.19	ابو غسان	103,170
.20	ابو محذورہؓ، صحابی رسول ﷺ	117
.21	ابو معید، راوی حدیث	129
.22	ابو ھریرہؓ، صحابی رسول ﷺ	119,126,137, 138,141,194, 207,218,219,236,273,282
.23	ابو ہشام الاعظمی، مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ کی کنیت	23
.24	ابو یوسفؒ، امام، امام ابو حنیفہؒ کا شاگرد ہیں۔	154
.25	احمد بن حنبل	75,92,142,153 158,297,
.26	احمد سعید، پروفیسر	10
.27	احمد سعید، مولانا	15
.28	اسحاق بن راہویہ، امام	298
.29	اسود عنسی	116
.30	اشعری، ابو موسیٰؓ	190

toobaa-elibrary.blogspot.com

.31	اعزاز علی، مولانا	12,13
.32	اعظمی، سعید الرحمن	45
.33	افغانی، شمس الحق	10
.34	امام شافعیؒ	82,92,140,141 142,146,209,, 210,211,223,2 27
.35	امرتسری، ثناءاللہ	40,41
.36	انسؓ بن مالک ، صحابی رسول ﷺ	107,108,131, 135,149,180, 181,198,199, 227,238,239,2 75
.37	انصاری، ابوالقاسم	308
.38	ایاس بن سلمہ	189
.39	آل بوطامی، شیخ احمد بن حجر	43
.40	آل شیخ، محمد بن ابراہیم	42
.41	البانی، علامہ	309
.42	بخاری، محمد بن اسماعیل	63,65,66,87,8 8,98,99,112,1 95,205,242,25 0,260,297,298
.43	براء بن عازب	216
.44	براء بن مالک	199
.45	بلالؓ، صحابی رسول ﷺ	108,186
.46	بنارسی، جنید مکی، جمعیت شبان اہلحدیث بنارس۔	30
.47	بنارسی، عبدالمعید، مولانا صفی الرحمن مبارکپوری کے استاذ ہیں۔	129
.48	بنوری، محمد یوسف	10
.49	بیہقی، امام	91,268,320
.50	التوربشتی، فضل اللہ بن حسن	56,84
.51	تھانوی، احتشام الحق، مولانا	9
.52	تھانوی، اشرف علی	7,11,13,335
.53	تھانوی، ظہور الحق	9
.54	ثقفی ،سفیان بن عبداللہؓ ، صحابی رسول ﷺ	107
.55	ثقفی، قتیبہ بن سعید بن جمیل	99
.56	ثقفی، زیاد بن عبید	171
.57	ثقفی، عبدالوہاب	98
.58	ثقفی، مختار بن ابوعبید	185
.59	جابر بن سمرہؓ، صحابی رسول ﷺ	127
.60	جالندھری، خیر محمد	12
.61	جالندھری، فقیر اللہ	12
.62	جریری، سعید، راوی حدیث	162,261
.63	جزری، ابن اثیر	57,65,78,7,86, 87,298,301
.64	جعفر بن محمد، راوی حدیث	173

toobaa-elibrary.blogspot.com

.65	جوزی، ابن قیم	61,62,64,65,67,69,74,86,87,89,302,306
.66	الجوینی، امام الحرمین	57,60,69,308,309
.67	جیلانی، عبد القادر	8
.68	چاندپوری، سید حسن	8
.69	حاجی خلیفہ	56,73
.70	حاکمؒ، امام	75,132,273,279,299
.71	حبیب الرحمن، مولانا	6
.72	حجاج بن یوسف	98,185
.73	حسن، حکیم محمد	9
.74	حسن بصریؒ، تابعی	141
.75	حسین بن عبد اللہ ہاشمی، راوی حدیث جس پر ضعف کا حکم لگا یا گیا ہے۔	134
.76	حسینؓ، امام	4
.77	حقانی، عبد القیوم	5,6,8,18
.78	حمران، حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام	109
.79	حنفی، ملا علی قاری	57,269
.80	خالد مسعود	105,106
.81	خان، ظفر علی، مولانا	15
.82	خلجی، عبد الوہاب	44
.83	خلف بن ہشام	102
.84	دار قطنیؒ، امام	55,81,98,104,154,246,247
.85	دارمی، عبد اللہ	102
.86	دریا آبادی، عبد الماجد	15
.87	دہلوی، شاہ ولی اللہ	57
.88	دہلوی، کفایت اللہ، مفتی	12
.89	دیوبندی، احمد حافظ محمد	8
.90	دیوبندی، اصغر حسین	9
.91	دیوبندی، محمد عظیم	5
.92	دیوبندی، محمود الحسنؒ	7
.93	دیوبندی، یاسین	8
.94	رازی، ابو حاتم	72,195,306
.95	رافع بن خدیجؓ	191,216
.96	رائے پوری، عبد اللہ	12
.97	ربیعۃ بن حارث، راوی حدیث	165
.98	ربیعہ بن حارث، بنو سعد قبیلہ کے شخص جسے قتل کیا گیا تھا	166
.99	رحمانی، شبیر	29
.100	رحمانی، عبد الرحمن	24
.101	رحمانی، عبد الصمد	23
.102	رحمانی، عبید اللہ، مولانا مبارکپوریؒ نے ان سے سند اجازت لیا۔	29

toobaa-elibrary.blogspot.com

.103	رحمانی،نذیر احمد، مولانا صفی الرحمن مبارکپوری کے استاذ ہیں۔	29
.104	رضا،رشید	88
.105	ریاضی،رضوان اللہ	24,25,28,33
.106	زبیدی،علامہ،صاحب شرح احیاء	49,57,59,69,123
.107	سعد بن ابی وقاصؓ ،صحابی رسول ﷺ	115
.108	سعود،ملک	41
.109	سعید بن ایاس	162,261
.110	سعید بن جبیر،تابعی	141
.111	سعید بن مسیب	111.155,284
.112	سلفیؒ،شیخ کفایت اللہ،سابق استاذ جامعہ ریاض العلوم دہلی۔	30
.113	سلفی ، عبد المبین بن صالح، سابق استاذ بخاری جامعہ ریاض العلوم دہلی۔	30
.114	سلفی ،حضرت شمس الحق، مولانا صفی الرحمن مبارکپوری کے استاذ ہیں۔	29
.115	سلفی ،شکیل احمد،باحث مکتبہ دار السلام،ریاض۔	30
.116	سلفی،عبد السلام،امیر صوبائی جمعیت اہلحدیث ممبئ۔	30
.117	سلفی،حمید اللہ ، ناظم المرکز الاسلامی ممبرہ کمیٹی۔	30
.118	سلفی،رحمت اللہ ، مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ کے شاگرد	27
.119	سلیمانی،عبیدہ،راوی حدیث	163
.120	سندھی،عبد اللہ	16
.121	سوید بن نعمانؓ	113
.122	سیوطی،جلال الدین	50,64,65,72,100,301
.123	شاہ،امان اللہ خان	16,17
.124	شائق، عبد اللہ ،مولانا صفی الرحمن مبارکپوری کے استاذ ہیں۔	29
.125	شبلی نعمانی	34
.126	شیرازی،سعدی،شاعر	120,243
.127	شوکانیؒ،امام	80,81,85,90,93,139,302
.128	شیر کوٹی،عماد الدین	20
.129	شیر کوٹی،انوار الحسن	20,14
.130	ضیاء المصطفی،مولانا	39
.131	طاوسؒ،تابعی	141
.132	ظفر،ڈاکٹر عبد الروف	143,202

toobaa-elibrary.blogspot.com

.133	ظفر الدین	7
.134	عائشہؓ، ام المومنین	27,114,140,153,213,250,251
.135	عباسؓ، رسول اللہ ﷺ کے چچا	113,127,129,154,155,178,210,214,215,220
.136	عبد الاحد، مولوی	6
.137	عبد مناف، ابو طالب کا نام ہے	155
.138	عبد الباقی، فواد	48
.139	عبد الحفیظ، احمد ، مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ کے شاگرد	26
.140	عبد الخالق، عبد الرحمن	43,42
.141	عبد العزی، ابو لہب کا نام ہے	155
.142	عبد العزیز، ملک	41,42
.143	عبد اللہ بن عمرؓ	158,176,179,184
.144	العبسی، حطیئہ، شاعر	117
.145	عثمان بن ابی شیبہ	101
.146	عثمان غنیؓ، حضرت	4,5,99,100,109,173,206
.147	عثمانی، ابو الوفا	4
.148	عثمانی، شبیر احمد	....,3,4,5,6,7
.149	عثمانی، عزیز الرحمن	7
.150	عثمانی، فضل الرحمن	3
.151	عثمانی، محمد تقی	20,18,22
.152	عجلانی، عویمر	199,200
.153	العدوی، عبد اللہ بن مطیع	185
.154	عراقی، زین الدین	56
.155	عزیر شمس ، شیخ ، معروف محقق، مکہ مکرمہ	30
.156	عمرو بن حفص بن غیاث	209
.157	عیاض، قاضی	116,157
.158	عینیؒ، بدر الدین، امام	56,141
.159	غلام حیدر	10
.160	فراہیدی، خلیل بن احمد	85
.161	فرید پوری، شمس الحق	11
.162	فیصل، شاہ	41
.163	فیضی ، نیاز احمد ، مدرسہ منظر العلوم پرسہ ، مغربی چمپارن، بہار۔	30
.164	قاسمی، مولانا طاہر	11
.165	قتادہؒ، تابعی	141,180,275
.166	قتیبہ بن سعید	103
.167	القرطبی، احمد بن عمر	50,63
.168	قریشی، دوست محمد	12
.169	قریشی، مولانا علی	12
.170	قشیری، مسلم بن حجاجؒ	20,98,103,106....

toobaa-elibrary.blogspot.com

.171	قنوجی،نواب صدیق حسن خان	90,307,324
.172	کاندھلوی، محمد ادریس	11
.173	کاندھلوی، محمد مالک	13
.174	کشمیری،انور شاہ	6,9,10,11,12,19,51,69,70,78,300,308
.175	کیرانوی، رحمت اللہ	43,44
.176	گنگوہی، رشید احمد	7,8
.177	گیلانی، مناظر احسن	10
.178	لیثی، صعب بن جثامہ	203,204
.179	المازری، ابو عبد اللہ	85
.180	مالکؒ، امام	140,203,204,208,209,211,221,223,227
.181	مبارکپوری، صفی الرحمن	23,24,26,27,2.....,8
.182	مجاہد، عبد المالک، مدیر مکتبہ دارالسلام	28,36,46,47
.183	مجیب الرحمن، پروفیسر	45
.184	مجید، مولوی	18
.185	محمدؒ، یہ امام محمد بن حسن شیبانیؒ ہیں جو کہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔	273
.186	محمد بن بشار، شیخ	165
.187	محمد بن عبد الوہاب	33,43
.188	محمد بن منکدر	163
.189	مفتی شفیع، مولانا	9,19
.190	مقبول احمد، صلاح الدین، جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی کویت۔	30
.191	منصور پوری، قاضی سلیمان	34
.192	منظور، منشی	5
.193	مہاجر مکی، بدر عالم	12
.194	مہدی، اصغر علی ،ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔	30
.195	میرٹھی، محمد ادریس	12
.196	میمن، شیخ عبد اللہ	20
.197	مئوی، عبد الرحمن، مولانا صفی الرحمن مبارکپوری کے استاذ ہیں۔	29
.198	نانوتوی، مولانا قاسم	7,8,14,56
.199	نخعیؒ، امام	141,142,158
.200	ندوی، سید سلیمان	9,15,34
.201	نصیف، عبد اللہ عمر	34
.202	نور البشر، مولانا	20
.203	نوویؒ، امام	48,98,99,103,148
.204	ہادی، مولانا محمد	9

toobaa-elibrary.blogspot.com

.205	ہاشمی، سید متین	13
.206	ہزاروی، غلام رسول، مولانا	9,10,11
.207	ہزاروی، غلام غوث	12
.208	ہلال بن امیہ	199,200
.209	ہلالی، تقی الدین	39,41
.210	ولید بن مسلم	97
.211	یوسف، صلاح الدین	28,44

toobaa-elibrary.blogspot.com

فہرست اماکن

نمبر شمار	جگہ کانام	صفحہ نمبر
.1	ابواء،ودان	203
.2	اٹلی	28
.3	استنبول	48
.4	اعظم گڑھ	19,23,25
.5	اج	215
.6	امریکہ	32,329
.7	بجرڈیہہ	39
.8	بجنور	17,20
.9	برطانیہ	32,33,34
.10	بصرہ	103,169,173,261
.11	بنارس	26,28,32,33,34,39
.12	پاکستان	9,10,11,32,35,37 39,42,
.13	پٹنہ	10
.14	پشاور	10
.15	جالندھر	12,20,329
.16	جدہ	9,216
.17	چارسدہ	10
.18	حجاز	7,32,33,42,100,242,329
.19	حسین آباد	23,29
.20	حمص	185
.21	حیدر آباد	8,13,19,63,65
.22	خراسان	167,172
.23	دکن	13
.24	دمشق	73,102,172,
.25	دہلی	4,7,13,39,47
.26	دیوبند	,4,7,8,9
.27	ذات الجیش یا مقام بیداء	213,214
.28	ذوالحلیفہ	214,217
.29	راجن پور	12
.30	راولپنڈی	38,42,43
.31	سبی کوٹ	12
.32	سرحد	8
.33	سعودی عرب	28,33,43,44
.34	سہارنپور	9
.35	شنکر نگر بلرام	39
.36	شیر کوٹ	9
.37	طائف	214,217
.38	عراق	172,200,201,250
.39	عسفان	154,215
.40	فرید پور	11
.41	فیصل آباد،لائل پور	14,38

toobaa-elibrary.blogspot.com

.42	قرطبہ	313
.43	کدید	215,220
.44	کیلی فورنیا	32
.45	ماوراءالنہر	5
.46	فیض مؤناتھ بھنجن	23
.47	مدینہ منورہ	5,33,46,69,93,215,329
.48	مراد آباد	16
.49	مظفر نگر	11,13
.50	مکہ مکرمہ	30,32,61,72,75

.51	میرٹھ	12
.52	ناگپور	25
.53	نانوتہ	8
.54	نخلہ	214
.55	ہندوستان	4,7,8,9,10,13,16,18,26,32,33,37,44
.56	وادی عرفہ	126
.57	یورپ	17

toobaa-elibrary.blogspot.com

مصادر و مراجع

- القرآن۔
- ابن ابی شیبہ، عبداللہ بن محمد بن قاضی۔ المصنف۔ ریاض: مکتبہ الرشید، 1409ھ۔
- ابن اثیر، مبارک بن محمد۔ النھایۃ فی غریب الاثر۔ بیروت: المکتبۃ العلمیۃ، 1979ء۔
- _____ جامع الاصول فی احادیث الرسول۔ بیروت: دارالفکر، 1969ء۔
- ابن الصلاح، عثمان بن عبدالرحمٰن۔ مقدمہ ابن الصلاح۔ بیروت: مکتبہ الفارابی، 1984ء۔
- ابن الملقن، عمر بن علی۔ التذکرۃ فی علوم الحدیث۔ عمان: دار عمار، 1408ھ۔
- ابن حبان، محمد تمیمی۔ صحیح ابن حبان۔ بیروت: موسسۃ الرسالۃ، 1993ء۔
- ابن خزیمہ، محمد بن اسحاق۔ صحیح ابن خزیمہ۔ بیروت: المکتب الاسلامی، 2003ء۔
- ابن خلکان، شمس الدین احمد بن محمد۔ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان۔ بیروت: دار صادر، 1994ء۔
- ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ۔ التمھید لما فی الموطا من المعانی والاسانید۔ مصر: موسسۃ القرطبہ، س ن۔
- ابن عساکر، علی بن حسن۔ تاریخ دمشق۔ بیروت: دارالفکر، 1995ء۔
- ابن قدامۃ، محمد عبداللہ بن احمد۔ المغنی۔ بیروت: دارالفکر، 1405ھ۔
- ابن کثیر، اسماعیل، ابوالفداء۔ البدایۃ والنہایۃ۔ بیروت: داراحیاء التراث العربی، 1988ء۔
- ابن ماجہ، محمد بن یزید۔ سنن ابن ماجہ۔ ریاض: دارالسلام، 2009۔
- ابن منجویہ، احمد بن علی۔ رجال صحیح مسلم۔ بیروت: دار المعرفہ، 1407ھ۔
- ابن منصور، عبدالکریم بن محمد۔ الانساب۔ بیروت: دارالکتب العلمیہ، 1998ء۔
- ابن موسی، علی بن آدم۔ قرۃ عین المحتاج فی شرح مقدمہ صحیح مسلم بن حجاج۔ بیروت: دار ابن الجوزی، 1424ھ۔
- ابن ہشام، عبدالملک۔ السیرۃ النبویۃ۔ بیروت: دار الجبل، 1411ھ۔
- احمد بن حجر، شیخ۔ تذکرہ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوھاب۔ ترجمہ از صفی الرحمن مبارکپوری۔ بنارس: مکتبہ سلفیہ، 1983ء۔
- احمد سعید، پروفیسر۔ بزم اشرف کے چراغ۔ لاہور: مصباح اکیڈمی، 1992ء۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

- ادروی، اسیر، مولانا۔ دارالعلوم دیوبند، احیاءاسلام کی عظیم تحریک۔ لاہور: مکتبہ خلیل، 2001ء۔
- اصبحی، مالک بن انس۔ المدونۃ الکبری۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1994ء۔
- الاصبہانی، احمد بن عبد اللہ۔ المسند المستخرج علی صحیح الإمام مسلم۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ 1996ء۔
- اصلاحی، ضیاء الدین۔ تذکرۃ المحدثین۔ لاہور: دار الابلاغ، 2014ء۔
- آسی، منظور احمد شاہ۔ سوانح حیات حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی۔ مانسہرہ: مکتبہ انور مدینہ، 1996ء۔
- بخاری، اکبر شاہ۔ اکابر علماء دیوبند۔ لاہور: ادارہ اسلامیات، 1999ء۔
- _____ تحریک پاکستان کے عظیم مجاہد۔ ملتان: طیب اکیڈمی، س ن۔
- _____ حیات احتشام۔ لاہور: گوشہ ادب، 1987ء۔
- _____ سو بڑے علماء۔ لاہور: نیشنل بک سروس، 2002ء۔
- البخاری، محمد بن اسماعیل۔ الجامع الصحیح۔ ریاض: دارالسلام، 1999ء۔
- بغدادی، احمد بن علی الخطیب۔ تاریخ بغداد۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، س ن۔
- البیہقی، احمد بن حسین۔ شعب الایمان۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1410ھ۔
- _____ معرفۃ السنن والآثار۔ کراچی: جامعۃ الدراست الاسلامیۃ، 1991ء۔
- ترمذی، محمد بن عیسی۔ جامع الترمذی۔ ریاض: دارالسلام، 2009ء۔
- الجزائری، طاہر بن صالح۔ توجیہ النظر الی اصول الاثر۔ مصر: السکائنۃ بجارۃ الروم، 1910ء۔
- جلالپوری، پروفیسر یحیی سلطان محمود۔ صحیح مسلم اردو ترجمہ مع مختصر فوائد۔ لاہور: دار السلام، 1434ھ۔
- الجوزی، ابن قیم، محمد بن ابی بکر۔ زاد المعاد فی ھدی خیر العباد۔ الکویت: مکتبۃ المنار، 1994ء۔
- چراغ، محمد علی۔ مسلم شخصیات کا انسائیکلوپیڈیا۔ لاہور: نذیر سنز، 2005ء۔
- چلبی، حاجی خلیفہ۔ کشف الظنون عن اسامی الکتب۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1941ء۔
- حقانی، عبد القیوم۔ تذکرہ و سوانح علامہ شبیر احمد عثمانی۔ نوشہرہ: جامعہ ابوھریرۃ، 2006ء۔
- _____ سوانح سید حسین احمد مدنی۔ نوشہرہ: جامعہ ابوھریرہ، 2004ء۔
- _____ شرح صحیح مسلم شریف۔ کراچی: نشریات اردو بازار، س ن۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

- حقانی، عبد الرقیب۔ ارض بہادر اور مسلمان۔ کراچی: علمی اکیڈمی فاونڈیشن، 2004ء۔
- حقی بن مصطفی، اسماعیل۔ تفسیر روح البیان۔ بیروت: داراحیاالتراث العربی، 1705ء۔
- الحموی، یاقوت بن عبد اللہ۔ معجم البلدان۔ بیروت: دارالفکر، س ن۔
- الحمیدی، ابو عبد اللہ بن ابی نصر۔ تفسیر غریب مافی الصحیحین البخاری و مسلم۔ مصر: مکتبہ السنۃ، 1995ء۔
- خان، سلیم اللہ۔ محدثین عظام اور ان کی کتابوں کا تعارف۔ کراچی: مکتبہ الفاروقیہ، 2005ء۔
- خان، عبد الرحمن، منشی۔ معماران پاکستان۔ لاہور: شیخ اکیڈمی، 1976ء۔
- دہلوی، محدث، عبد العزیز۔ بستان المحدثین۔ بیروت: دار الغرب الاسلامی، 2002ء۔
- ذہبی، شمس الدین۔ تذکرۃ الحفاظ، ۔ لاہور: اسلامک پبلشنگ ہاؤس، 2005 ۔
- _____ ترجمۃ الامام مسلم وراۃ صحیحہ۔ بیروت: مکتبہ ابن حزم 1996ء۔
- _____ سیر اعلام النبلاء۔ بیروت: موسسۃ الرسالۃ، 1993ء۔
- راشد، عبد الرشید۔ بیس بڑے مسلمان۔ لاہور: مکتبہ رشیدیہ، 1975ء۔
- رضا، رشید بن علی۔ تفسیر المنار۔ القاہرہ: الھیۃ المصریۃ، 1990ء۔
- رضوی، سید محبوب۔ تاریخ دارالعلوم دیوبند۔ لاہور: ادارہ اسلامیات، 2005ء۔
- ریاضی، رضوان اللہ۔ شیخ صفی الرحمن مبارکپوریؒ یادوں کے سفر میں۔ لاہور: مرکز امام بخاری، 2007ء۔
- الزرقی، محمد بن عبد اللہ۔ اخبار مکہ۔ القاھرہ: مکتبہ الثقافۃ، س ن۔
- زئی، محمد یوسف۔ تحفۃ المنعم شرح صحیح مسلم، ۔ کراچی: ادارہ الرشید، 2013ء۔
- السجستانی، سلیمان بن اشعث۔ سنن ابی داود۔ بیروت: دارالکتاب العربی، س ن۔
- _____ سنن ابو داود۔ ریاض: دارالسلام، 2009ء۔
- سعیدی، غلام رسول۔ شرح صحیح مسلم۔ لاہور: فرید بک سٹال، 2002ء۔
- السیوطی، جلال الدین۔ تدریب الراوی۔ ریاض: مکتبۃ الریاض، 1415ھ۔
- _____ الدیباج علی صحیح مسلم بن الحجاج۔ سعودی عرب: دارابن عفان، 1996ء۔
- شاہ ولی اللہ۔ الانصاف فی بیان سبب الاختلاف۔ بیروت: دار النفائس، 1404ھ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

- الشیبانی، احمد بن حنبل۔ مسند احمد۔ بیروت: موسسۃ الرسالۃ، 1999ء۔
- _____ مسند احمد۔ بیروت: موسسۃ الرسالۃ، 2001ء۔
- شیر کوٹی، انوار الحسن۔ تجلیات عثمانی۔ فیصل آباد، 1967ء۔
- _____ حیات عثمانی۔ کراچی: مکتبہ دار العلوم، 2000ء۔
- _____ کمالات عثمانی۔ ملتان: ادارہ تالیفات اشرفیہ، 2006ء۔
- الطبرانی، سلیمان بن احمد۔ معجم الاوسط۔ القاھرہ: دار الحرمین، 1415ھ۔
- _____ معجم الکبیر۔ موصل: مکتبہ العلوم والحکم، 1983ء۔
- ظفر، عبد الروف۔ التحدیث فی علوم الحدیث۔ لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 2000ء۔
- _____ علوم الحدیث۔ لاہور: ادارہ نشریات، 2012ء۔
- عبد الخالق، شیخ عبد الرحمان۔ اہل تصوف کی کارستانیاں۔ ترجمہ از صفی الرحمن مبارکپوری۔ راولپنڈی: تنظیم الدعوۃ الی القران والسنۃ، 2008ء۔
- عثمانی، شبیر احمد۔ تالیفات عثمانی۔ لاہور: ادراہ اسلامیات، 1990ء۔
- _____ فتح الملہم بشرح صحیح مسلم۔ کراچی: مکتبہ دار العلوم، 2009ء۔
- _____ فوائد قرآنی۔ کراچی: مکتبہ الخلیل، 1993ء۔
- عثمانی، محمد تقی۔ اکابر دیوبند کیا تھے ؟۔ کراچی: ادارۃ المعارف، 2000ء۔
- عزیز الرحمن۔ ترجمہ اردو صحیح مسلم، ۔ لاہور: مکتبہ رحمانیہ 2015ء۔
- عسقلانی، ابن حجر۔ تہذیب التہذیب۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2004ء۔
- _____ نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر فی مصطلح اھل الاثر۔ ریاض: مبطعہ سفیر، 1422ھ۔
- _____ النکت علی کتاب ابن الصلاح۔ مدینہ منورہ: عمادۃ البحث العلمی، 1984ء۔
- علوی، عبد العزیز۔ تحفۃ المسلم شرح صحیح مسلم۔ لاہور: نعمانی کتب خانہ، 2017ء۔
- عیاض بن موسی، ابو الفضل۔ اکمال المعلم بفوائد مسلم۔ بیروت: موسسۃ الرسالۃ، 1398ھ۔
- الغزالی، محمد بن محمد۔ احیاء علوم الدین۔ بیروت: دار المعرفۃ، س ن۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

- فیروزپوری، محمد عبدہ۔ صحاح ستہ اور ان کے مولفین۔ لائل پور: ادارہ علوم الاثریہ، س ن۔
- فیوض الرحمن، ڈاکٹر۔ مشاہیر علماء۔ لاہور: فرنٹیئر پبلشنگ کمپنی، س ن۔
- قاسم محمود، سید۔ انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا۔ لاہور: الفیصل پبلشرز، 2000ء۔
- قاسمی، عزیز احمد۔ عقائد الاسلام۔ لاہور: ادارہ اسلامیات، 1952)، پیش لفظ۔
- القرطبی، احمد بن عمر۔ المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم۔ بیروت: دار ابن کثیر، 1996ء۔
- القشیری، مسلم بن حجاج۔ الجامع الصحیح۔ بیروت: دار احیاالتراث العربی، س ن۔
- _____ الجامع الصحیح۔ ریاض: دارالسلام، 2000ء۔
- قنوجی، نواب صدیق حسن۔ ابقاء المنن بالقاء المحن۔ لاہور: دارالدعوۃ السلفیہ، 1986ء۔
- _____ الحطہ فی ذکر صحاح الستہ۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1985ء۔
- _____ فتح البیان۔ بیروت: المکتبۃ العصریہ، 1992ء۔
- کشمیری، انور شاہ۔ العرف الشذی۔ بیروت: داراحیاالتراث العربی، 2004ء۔
- _____ فیض الباری۔ پشاور: مکتبہ الرشد، 1992ء۔
- کیرانوی، شیخ رحمت اللہ۔ عیسائیت۔۔۔؟۔ ترجمہ از صفی الرحمن مبارکپوری۔ لاہور: دارالاندلس، س ن ء۔
- گیلانی، مناظر احسن۔ دارالعلوم دیوبند میں بیتے ہوئے دن۔ کراچی: ادارہ مجلس نشریات اسلام، س ن۔
- لاشین، موسی شاھین۔ فتح المنعم۔ بیروت: دارالشرق، 2002ء۔
- المازری، ابوعبداللہ محمد بن علی۔ المعلم بفوائد کتاب مسلم۔ بیروت: دار ابن حزم 1988ء۔
- مبارکپوری، صفی الرحمن۔ ابراز الحق والصواب فی مسالۃ السفور والحجاب۔ ریاض: دار الطحاوی، 1991ء۔
- _____ اتحاف الکرام۔ لاہور: دارالسلام، 1997ء۔
- _____ الاحزاب السیاسیہ فی الاسلام۔ قاہرہ: دار سبیل المومنین، 2012ء۔
- _____ الرحیق المختوم۔ لاہور: مکتبہ سلفیہ، 2002ء۔
- _____ انکار حدیث حق یا باطل۔ راولپنڈی: الدعوۃ الی القرآن والسنۃ، س ن۔
- _____ بھجۃ النظر فی مصطلح اھل الاثر۔ بنارس: جامعہ سلفیہ، 1976ء۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

- _____ تاریخ آل سعود۔ بنارس: مکتبہ سلفیہ، 1972ء۔
- _____ تجلیات نبوت۔ لاہور: دارالسلام، 1997ء۔
- _____ رزم حق و باطل۔ دہلی: مکتبہ ترجمان، 2005ء۔
- _____ شب و روز کے اذکار۔ یوپی: مکتبہ نعیمیہ، 1973ء۔
- _____ فتنہ قادیانیت اور مولانا ثناء اللہ امرتسری۔ لاہور: مکتبہ محمدیہ، 2007ء۔
- _____ قادیانیت اپنے آئینے میں۔ لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2004ء۔
- _____ قرآن مجید اور عذاب قبر۔ کراچی: مکتبہ السنہ، 2002ء۔
- _____ محمد ﷺ ہندو کتابوں میں۔ لاہور: دارالاندلس، س ن۔
- _____ منۃ المنعم فی شرح صحیح مسلم۔ ریاض: دارالسلام، 1999ء۔
- محمد بن ابراہیم۔ شفاء الصدور فی الرد علی الجواب المشکور۔ ترجمہ از صفی الرحمن مبارکپوری۔ ریاض: دارالسلام، 2008ء۔
- محمد طیب، قاری۔ دارالعلوم دیوبند کی پچاس مثالی شخصیات۔ ملتان: ادارہ تالیفات اشرفیہ، 1992ء۔
- المقدسی، ضیاء الدین ابو عبد اللہ۔ الرواۃ عن مسلم بن الحجاج للمقدسي ۔ برنامج جوامع الکلم لموقع الشبکۃ الاسلامیہ، 2004ء۔
- المنذری، عبد العظیم۔ مختصر صحیح مسلم۔ بیروت: المکتب الاسلامی، 1987ء۔
- المنصوری، ابو الاشبال حسن۔ شرح صحیح مسلم۔ الشبکۃ الاسلامیۃ، 1988ء۔
- النسائی، احمد بن شعیب۔ سنن الکبری۔ بیروت: موسسۃ الرسالۃ، 2001ء۔
- _____ سنن النسائی۔ ریاض: دارالسلام، 2009ء۔
- نعمانی، عبد الرشید۔ ما تمس الیہ الحاجۃ لمن یطالع سنن ابن ماجہ۔ ریاض: مکتبہ ملک فھد، 1954ء۔
- النووی، یحیی بن شرف۔ تہذیب الاسماء واللغات۔ بیروت: دارالکتب العلمیہ، س ن۔
- _____ المنہاج شرح صحیح مسلم۔ بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1392ھ۔
- الہیثمی، علی بن ابو بکر۔ مجمع الزوائد۔ بیروت: دارالفکر، 1412ھ۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

- وحید الزمان، علامہ۔ صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی و تخریج و ترجمہ وحید والزماں۔ دہلی: الکتاب انٹرنیشنل، 2010ء۔

رسائل و جرائد:

- اعظمی، ڈاکٹر سعید الرحمن۔ "فضیلۃ الشیخ الدکتور صفی الرحمن مبارکپوری فی ذمۃ اللہ۔" ماہنامہ البعث الاسلامی ہند، جلد۔5، شمارہ فروری۔مارچ (2007):97۔
- جریدۃ ترجمان، دہلی، 16-31 دسمبر (2006)۔
- خالد مسعود۔ "احکام رسول کا قرآن مجید سے استنباط۔" تدبر قرآن، شمارہ۔11۔(1985):13
- خان، ظفر علی۔ "آہ شیخ الاسلام مضمون"۔ روزنامہ زمیندار لاہور، دسمبر 2، (1949ء)۔
- سعید احمد، مولانا۔ روزنامہ آزاد دہلی۔ دسمبر 23، (1949ء)۔
- صفی الرحمن، طارق۔ ماہنامہ نور توحید، نیپال، جنوری-مارچ (2007):39۔
- کفایت اللہ، مفتی۔ روزنامہ الجمعیۃ دہلی۔ دسمبر 16، (1949)ء۔
- مجیب الرحمن، ڈاکٹر۔ "سیرت کے شناور مولانا صفی الرحمن مبارکپوری۔" ماہنامہ محدث، لاہور، شمارہ-312 (2007):68۔
- مدنی، محمد حنیف۔ "مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ۔" ماہنامہ محدث بنارس، (2007):28۔
- یوسف، حافظ صلاح الدین۔ "آہ مولانا صفی الرحمن مبارکپوری۔" ماہنامہ محدث، لاہور جلد-38، شمارہ-12 (2006):73۔

toobaa-elibrary.blogspot.com